B. A.

DEMOSTHENES.

by

A. W. PICKARD-CAMBRIDGE.

ڈیموس تھینیس

ترجمہ

قاضی تجمل حسین، بیرسٹر ایٹ لا۔

قیمت	روپیہ	آنہ
سکۂ عثمانیہ	تین	بارہ
سکۂ انگریزی	تین	چار

سلسلۂ نصابیاتِ علمیہ جامعۂ عثمانیہ

ڈیموس تھنیز

تصنیف

اے۔ ڈبلیو پکارڈ کیمبرج

ترجمہ

قاضی تجمل حسین (مرحوم)

(بیرسٹر ایٹ لا)

سنہ ۱۳۴۵ھ م سنہ ۱۳۳۶ف م سنہ ۱۹۲۷ء

دار الطبع جامعہ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

یہ کتاب مسرز جی۔ پی۔ پٹنم سنس لمیٹڈ لندن کی اجازت سے
اردو میں ترجمہ کر کے طبع و شایع کی گئی ہے

فہرست مضامین

ڈیموس تھینیز

آزادی کے لئے اہل یونان قدیم کی آخری جدوجہد اور اس جدوجہد میں ڈیموس تھینز کا جو کارنامہ ہے یہی اس کتاب کا موضوع لیا ہے۔ ہم کو معلوم ہوگا کہ ڈیموس تھینز ایک طرف تو اپنے ملک کے بیرونی دشمنوں یعنے فیلقوس سکندر انیٹی پیٹر وغیرہم کے مقابلہ میں سینہ سپر ہے اور دوسری طرف ان مقرروں اور سب سے بڑھ کر اپنے عمر بھر کے معارض اسکینز کا مقابلہ کر رہا ہے جو کسی نہ کسی وجہ سے مقدونیہ کی روز افزوں طاقت کی مقاومت کو بُری نظروں سے دیکھتے تھے۔

یہ دعویٰ نہیں کیا جاتا کہ ہر محل اور ہر موقع پر ڈیموس تھینز کی روش قابل ستائش یا الزام سے بری تھی لیکن چونکہ وہ ایک بہت ہی نازک زمانہ میں اپنے اہل ملک کے بہترین روایات اور جذبات کی باحسن طریق ترجمانی کرتا اور مسلسل طور پر ایسی فصیح و بلیغ تقریروں میں ان کا اعادہ کرتا رہا جن کی فصاحت و بلاغت نہ صرف مضمون تقریر کے شایان شان تھی بلکہ ان ہی کی بہترین تقریروں کی فصاحت و بلاغت پر آج تک کوئی فوق نہ لیجا سکا، اس لئے وہ اقوام عالم کے اُن اعاظم رجال میں ممتاز جگہ پانے کا حق رکھتا ہے۔

جن کی یاد بنی نوع انسان کا بہترین ذخیرہ ہے۔

خطیب ڈیموس تھینز ڈیموس تھینز ساکن پینیا کا بیٹا تھا۔ یہ قصبہ شہر اتھینز سے دس میل کے فاصلہ پر کوہ ہمیٹس کے مشرقی دامن میں واقع تھا۔ ڈیموس تھینز کی ماں کا نام کلیوبولی تھا جو گیلون ساکن کرامیس کی بیٹی تھی۔ بقول اسکینز یہ گیلون اتیکا سے اس وجہ سے خارج البلد کر دیا گیا تھا کہ وہ قصبۂ نمفیم کو دشمنوں کے حوالہ کر دینے کے الزام سے اپنی بریت پیش کرنے کی جرأت نہ کر سکا تھا۔ یہ قصبہ اتھینز کے زیر اقتدار تھا اور سمیر ینی باسفورس کے مغربی ساحل پر بینٹی کا پیم پر واقع تھا (اسکے ہر چہار جانب وہ زرخیز کشت زار واقع تھے جہاں سے اتھینز اپنے لئے ضروریات غلہ کی ایک معتد بہ مقدار حاصل کرتا تھا) اتھینز سے خارج البلد ہونے کے بعد گیلون سمیر ینی باسفورس کے حوالی میں سکونت پذیر رہا جہاں مشرقی ساحل پر اسے شہزادگان اسپارٹوسی ڈی سے وہ مقام ملا جو کی پوئی یعنی "باغ" کے نام سے موسوم تھا (یہ اسپارٹوسی ڈی وہی شہزادے تھے جو اس لیگ (معاقدے) پر حکمراں تھے جس کے تحت میں آبنائے کے دونوں جانب کے شہر متحد ہو گئے تھے) گیلون نے یہاں ایک متمول عورت سے شادی کر لی جس کی نسبت یہ کہا جاتا تھا کہ وہ سیتھین نسل سے تھی۔ اس شادی سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں جنھیں گیلون نے اتھینز بھیجدیا جہاں ایک نے تو ڈیموشارس ساکن اتھینز سے شادی کی اور دوسری ڈیموس تھینز اکبر کے عقد میں آئی اور خطیب ڈیموس تھینز کی ماں بنی۔

گیلون پر اس اتہام غداری سے متعلق صحیح واقعات یقینی طور پر دریافت نہیں ہو سکتے لیکن اغلب یہ ہے کہ گیلون کا جرم صرف اس قدر تھا کہ جنگ پلوپونیس کے اختتام کے قریب جبکہ اہل اتھینز میں اس قدر قوت باقی نہیں رہی تھی کہ وہ اپنے دور افتادہ مقبوضات کا پورے طور پر بند و بست کر سکیں اس نے قصبۂ نمفیم کو شہزادگان اسپارٹوسیڈی کے طاقتور اور دوستانہ ہاتھوں میں دیدیا جنکے دوستانہ تعلقات صدی ما بعد میں اتھینز کے لئے بہت ہی کار آمد ثابت ہوئے۔ اس عاقلانہ روش کو اتھینز میں آسانی سے غلط پیرایہ میں ظاہر کیا گیا ہوگا اور یہی وجہ گیلون کے مجرم قرار پانے کی ہوی ہوگی۔ گیلون کو غالباً جرمانہ کی سزا دی گئی اور تا ادائی جرمانہ

جلاوطن رہنے کا حکم ہوا۔ خود ڈیموس تھنیز کا یہ بیان ہے کہ اس کے نانا گیلون کے ذمہ ایک زمانہ میں حکومت کا روپیہ ضرور باقی تھا مگر وہ قرض اس کی وفات کے پیشتر صاف ہوگیا تھا اور یہاں تک ممکن ہے کہ گیلون نے اپنے آخری ایام زندگی اتھنز میں ہی بسر کئے ہوں۔ اسکینز یہ بھی طعنہ دیتا ہے کہ ڈیموس تھنیز کی ماں ستھیا قوم کی تھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے بیان میں مبالغہ ہو اور گیلون کی بی بی کسی ایسے یونانی کی لڑکی ہو جس نے نام نہاد "ستھیا" میں سکونت کرلی ہو۔ بہرحال اگر وہ دراصل ستھیا قوم کی نسل سے ہی تھی تو بھی یہ امر اہل اتھنز کی نظر میں کوئی بڑا عیب نہیں تھا اگر گیلون کی لڑکیاں یوکلیڈیس کے عہد (۳۰۳ ق م) کے پیشتر پیدا ہوئی تھیں تب تو قانوناً ان کا وہی درجہ تھا جو خالص اتھنز کے ماں باپ کی لڑکیوں کا ہوتا اور یہ امر تو مشکوک ہے کہ ایک یونانی باپ اور غیر ملکی ماں کی اولاد کے درجہ میں کبھی بھی دراصل کوئی بحث و حجت ہوئی ہو۔ خواہ وہ یوکلیڈیس کے عہد حکومت کے بعد ہی کیوں نہ پیدا ہوئی ہوں۔ چونکہ نمفیم کی حوالگی کی تاریخ یقینی طور پر متیقن نہیں ہوسکتی اس لئے کلیوبولی کی حیثیت غیر متیقن رہتی ہے مگر یہ اغلب ہے کہ وہ ڈیموس تھنیز کی پیدائش کے وقت بائیس سال سے زیادہ عمر کی نہیں تھی۔

ڈیموس تھنیز کلاں کے پاس بہت بڑی تعداد غلاموں کی تھی اور اسکی وفات کے وقت ان میں سے تینتیس غلام چاقو چھری وغیرہ کا کام کرتے تھے اور اس وجہ سے وہ "چاقو بنانے والا" مشہور تھا اور بیس غلام کوچ بناتے تھے اور نیز اس کا بہت سا روپیہ سودی قرضہ میں لگا ہوا تھا۔ ڈیموس تھنیز کے تخمینہ کے بموجب اس کے باپ کی جائداد چودہ ٹیلنٹ کے قریب تھی اور اس جائداد کی وجہ سے ڈیموس تھنیز بڑا مالدار خیال کیا جاتا تھا۔ اس نے سلطنت کے وہ خدمات جو بہ حیثیت ایک شہری کے اس کے ذمہ تھے محض رسمی طور پر نہیں بلکہ فیاضانہ طور پر سرانجام دیے تھے اور اپنے ہمعصروں میں وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔

ڈیموس تھنیز مقرر غالباً ۳۸۴ ق م میں پیدا ہوا[1] اور ۳۷۶ ق م میں جب وہ

---

(۱) ڈیموس تھنیز کتاب ایوبولیڈیم (۲) پلوٹارک ڈیموس تھنیز کے ستھیا نسل سے ہونے کی تصدیق نہیں کرتا۔

(۱) تعلیق ۔ ۲ ۔

صرف آٹھ برس کا تھا اس کے والد کا انتقال ہو گیا۔ وہ ڈیموس تھینز مقرر، اس کی ماں اور ایک پنجسالہ لڑکی کو اپنا وارث چھوڑ گیا اور اپنی تمام جائداد و معاملات کا نگران اپنے بھتیجے افوبس اور اپنے بھانجے ڈیمافن (پسر ڈیمن) کو مقرر کر گیا اور انکے ساتھ اپنی مدت العمر کے دوست تھریپڈس (ساکن پینیا) کو بھی شریک انتظام کر دیا۔[1] اس نے یہ وصیت کی کہ اس کا بھتیجا افوبس اس کی بیوہ (دیاسقس مقرر کی ماں) سے جو ابھی جوان تھی شادی کر لے اور اسی بینا جہیز میں پاوے ڈیموس تھینز کے بلوغ تک اس کے مکان و سامان خانہ داری و آرائش کو بھی استعمال میں رکھے اور ڈیموس تھینز مقرر کی چھوٹی بہن جو ہنوز خرد سال تھی ڈیمافن سے منسوب کیجائے اور اسے دو ٹیلنٹ ورثہ میں ملے۔ تھریپڈس کو ڈیموس تھینز کے بلوغ تک ستر مینے کا سود ملتا رہے اور بقیہ تمام جائداد کا انتظام ڈیموس تھینز کے نفع کے لئے ہو مگر یہ تینوں ولی جائداد کو اپنے ذاتی فوائد کی غرض سے خراب کرتے رہے اور وصیت کی کچھ پروا نہ کی، اگر اس جائداد کا ان ہدایات کے مطابق انتظام ہوتا، تو ڈیموس تھینز کو دس برس بعد زیادہ نہیں تو کم سے کم بیس ٹیلنٹ کی جائداد کی معقول طور پر توقع ہو سکتی تھی۔ لیکن جائداد جب اسے حوالہ کی گئی تو اس کی مالیت ستر مینا سے زیادہ نہ تھی یعنے اس کے باپ کے انتقال کے وقت اس جائداد کی جو قیمت تھی اس کا بارھواں حصہ دی گئی تھی[2]۔ اس کی جائداد کے انتظام کی تو یہ ابتر حالت تھی اب خود اس کی ذات کو دیکھنا چاہئے کہ اس کا کیا حال تھا۔ وہ ایک ضعیف القویٰ اور نحیف الجثہ لڑکا تھا اور کچھ مریض سا معلوم ہوتا تھا اور کہا جاتا ہے کہ اس کی ماں نے اسے مردانہ ورزشوں میں مصروف رہنے سے منع کر دیا تھا جو اتھنز کے نوجوانوں کی تربیت کا ایک ضروری جزء تھیں اس کی لاغری پر دوسرے لڑکے ہنسا کرتے تھے اور اسکینز تو اس وقت بھی جب یہ دونوں تقریباً بوڑھے ہو گئے تھے اسے اپنے ایام نوجوانی میں جسمانی

---

[1] ڈیموس تھینز کے ولی اور ان کے برتاؤ کا حال افوبس کی مخالف تقریروں پر مبنی ہے۔

[2] تعلیق۔ ۲۔

ورزشوں سے لاپرواہ رہنے اور شکار سے غفلت کرنے کے بارے میں طعنہ دیا کرتا تھا۔ اس سے غالباً ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ وہ تنہائی پسند اور میل جول سے متنفر ہوگیا تھا۔ ممکن ہے کہ ابتدائی نشو و نما کے اس نقص کی وجہ سے اس میں ایک قسم کی خشونت پیدا ہوگئی ہو جسے بڑھا چڑھا کر دکھانے میں اس کے زمانۂ مابعد کے معاندین کوتاہی نہیں کرتے تھے اور شاید یہی وجہ تھی کہ وہ ان تمام سیر و تفریح کو جن میں اس کے اکثر ہمعصر رفقا مصروف رہتے تھے، بیجا طور پر بیکار اور بے مصرف خیال کرتا تھا۔ دماغی تعلیم و تربیت کی نسبت اس کا بیان ہے کہ وہ ان مدرسوں میں جاتا تھا جو ایک شاندار آدمی کے لڑکے کے مناسب حال تھے۔ اگرچہ دوسرے مقام پر وہ افوبس پر یہ الزام لگاتا ہے کہ اس نے اس کے استادوں کو معاوضہ نہیں دیا۔ یہ ضرور ہے کہ اسکینز نے اسے بار بار غیر تعلیم یافتہ ہونے کا طعنہ دیا ہے مگر سیاق عبارت سے یہ پتا چلتا ہے کہ اس سے اسکینز کا منشا محض علم مجلس اور مذاق صحیح کی کمی سے تھا نہ کہ دماغی اور ذہنی تعلیم و تربیت سے۔ اس میں جس حد تک واقعی ان خوبیوں کی کمی تھی وہ محض ابتدائی ایام میں میل جول سے علیحدہ ہونے کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے ورنہ مذاق سلیم کی کمی تو خود اس کے طعنہ دینے والے مخالف اسکینز میں بھی بہت کچھ پائی جاتی ہے۔ پلوٹارک کا بیان ہے کہ ڈیموس تھینز نے ایک فصیح البیان مقرر بننے کا عزم لڑکپن ہی میں کر لیا تھا اور کیلسٹریٹس کی قدر افزائی کو دیکھکر اس کا حوصلہ بڑھ گیا تھا۔ کیلسٹریٹس کی تقریر کے سننے کا اسے مجلس میں اس وقت موقع ملا ہوگا جب وہ اوروپس کو حوالۂ دشمن کرنے کے الزام عذاری سے اپنی بریت میں تقریر کر رہا تھا[1]۔ پلوٹارک کا قول ہے کہ "جب اس نے ایک انبوہ کو کیلسٹریٹس کی معیت میں چلتے اور اسے مبارکباد دیتے دیکھا تو اس کی شہرت اسے بہت بھلی معلوم ہوئی اور اس کی فصاحت پر اور بھی متحیر ہوا کیونکہ اس نے یہ دیکھا کہ کیلسٹریٹس

---

[1] یہ پلوٹارک کا بیان ہے مگر چونکہ اوروپس سے متعلق مقدمہ کی تقریر ۳۶۶ قم سے قبل نہیں ہو سکتی تھی اس لئے جس تقریر سے ڈیموس تھینز کو یہ غبطہ ہوا وہ غالباً اس سے پہلے کی کوئی تقریر ہوگی۔

لوگوں کے جذبات پر قادر ہونے اور قابو رکھنے کا خلقی ملکہ رکھتا تھا۔ اسی وقت سے اس نے اور تمام مضامین کی تعلیم اور اپنے لڑکپن کے جملہ اشغال کو خیرباد لکھکر بہت محنت سے تقریر کرنے کی مشق شروع کردی اور یہ عزم کرلیا کہ کسی دن وہ خود بھی ایک فصیح البیان مقرر ہوجائے گا۔" اس روایت کی جو کچھ بھی اصلیت ہو لیکن یہ ضرور ہے کہ ڈیموس تھنیز کو کیلسٹریٹس کی جلاوطنی (۳۶۱ ء) کے پیشتر اس کی تقریریں سننے کا موقع اکثر ملا ہوگا اور اس کے مثل ہونے کا شوق بھی پیدا ہوگیا ہوگا۔

جب ڈیموس تھنیز کچھ بڑا ہوا تو اسے لازماً اپنے ولیوں کی جانب سے اپنے معاملات کی بدانتظامی کا حال معلوم ہوا ہوگا۔ اور اس نے بحالی یا حرجہ کے دعوے کا عزم کرلیا اور موسم گرما ۳۶۶ ق۔م۔ میں بالغ ہوتے ہی اپنے ولیوں پر علیحدہ علیحدہ خیانت کا دعویٰ دائر کردیا اور ہر ایک لی سے دس دس ٹیلنٹ کا دعویدار ہوا۔ اپنے اس مقدمہ کی ترتیب میں اس نے آئیسیوس سے مدد لی جو اس زمانہ میں ترکہ کی نزاع میں سب سے زیادہ ماہر اور ہر ایک ممکن دلائل کو بہترین پیرایہ میں اور نہایت خوش اسلوبی سے اپنے موقع پر پیش کرنے میں لاثانی تھا۔

ہمیں صرف اس مقدمہ کے جس میں افوبیس مدعی علیہ تھا کچھ حالات مل سکے ہیں اور یہی مقدمہ سب سے پہلے پیش ہوا تھا۔ یہ مقدمہ اول تو ثالثی کے سپرد ہوگیا۔ افوبیس نے ڈیموس تھنیز کو اس پر راضی کیا کہ فیصلہ واقف کار اشخاص کے سپرد ہو اور رواج کے مطابق ایک ایک پنچ دونوں فریق مقرر کریں اور ایک پنچ دونوں فریقوں کی رضامندی سے مقرر ہو۔ قانون ایتھنز کی رو سے ہر فریق اس کا مجاز تھا کہ پنچایت کا فیصلہ صادر ہونے کے قبل پنچایت سے انکار کردے اور افوبیس نے یہ دریافت ہونے پر کہ فیصلہ اس کے خلاف ہوگا اس قانون سے نفع اٹھاکر پنچایت سے کنارہ کشی اختیار کی۔ تب یہ معاملہ ایک سرکاری ثالث کے سامنے پیش ہوا۔ یہ سرکاری ثالث ہر سال کے جوریوں میں سے بذریعۂ قرعہ اندازی کے منتخب ہوتا تھا۔ افوبیس نے مختلف ترکیبیں کیں لیکن سب رائگاں گئیں اور ثالث نے اس کے خلاف رائے دیدی لیکن خود آخری فیصلہ صادر کرنے کے بجائے اپنے اختیار تمیزی کے بموجب اس مقدمہ کو

عدالت کے سپرد کیا۔ یہ مقدمہ عدالت کے سامنے سنہ ۳۶۴ کے آخر یا ۳۶۳ کے شروع
میں پیش ہوا اگر مقدمہ شروع ہونے کے چار پانچ دن پہلے افوبس انصاف سے
بچنے کے لئے اپنے دوستوں کی مدد سے ایک شاطرانہ چال چلا۔ ایتھنز کے قانون بحری
کی رو سے بوقت ضرورت ایک جنگی کشتی کو ساز و سامان سے درست کر کے لڑائی میں
لیجانا کسی ایک ہی مالدار شہری یا مشترکہ طور پر چند شہریوں کے ذمہ ہوتا تھا لیکن
اگر کوئی شہری یہ خیال کرے کہ کسی دوسرے شہری کو بوجہ زیادہ مالدار ہونے کے یہ
خدمت انجام دینی چاہیئے (جو ایک گراں خدمت تھی) تو اسے اختیار تھا کہ اس
دوسرے شہری سے مطالبہ کرے کہ یا تو اس خدمت کو وہ اپنے ذمے لے ورنہ
اپنی املاک کا اس کی املاک سے تبادلہ کرے۔ اسی زمانہ میں افوبس کے
ایک دوست تھریسیلاکس اور ایک دوسرے شخص کو مشترکہ طور پر یہ خدمت سپرد ہوئی تھی
اور تھریسیلاکس کے خدمات کے صرف کا تخمینہ بیس مینا ہوا تھا اور اس کے شریک
(یا کسی تیسرے شخص یعنے کسی ٹھیکہ دار) نے اس رقم کی ادائی پر تھریسیلاکس کی
خدمات کے سرانجام کرنے کا ذمہ لیا تھا۔ تھریسیلاکس بغیر کسی دقت کے اس پر
آمادہ کر لیا گیا کہ ڈیموس تھینز سے جائداد کے بدل لینے یا کشتی سازی میں شریک
ہونے کا مطالبہ کرے۔ اس تبادلۂ املاک کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ڈیموس تھینز کے جملہ
حقوق و دعاوی اور اس کے ساتھ اپنے کسی ولی پر مقدمہ چلانے کا حق تھریسیلاکس
کی طرف جو افوبس کی سازش میں تھا منتقل ہو جاتا اور ڈیموس تھینز کے پاس
اپنے کسی ولی کے خلاف چارہ جوئی کرنے کا کوئی ذریعہ باقی نہ رہتا جو جائداد
ڈیموس تھینز کو فی الواقع ملی تھی وہ اس بار کو برداشت کرنے کے لئے بالکل ہی
ناکافی تھی اس لئے ڈیموس تھینز نے یہ ارادہ کیا کہ فی الحال تو وہ تبادلۂ املاک
کو مشروط طور پر منظور کرلے اور بعد کو یہ معاملہ ان حکام مجاز کے روبرو پیش کرے جو اس کا
آخری فیصلہ کریں گے کہ یہ خدمت اس پر عائد ہو یا تھریسیلاکس پر اور اپنے مخالف
کی بد دیانتی کو ثابت کر دینے سے اسے آخر میں کامیابی کی امید تھی تبادلۂ املاک
منظور کرنے پر تھریسیلاکس کو اس کا حق تھا کہ وہ ڈیموس تھینز کی جائداد کا معائنہ
اور تخمینہ کرے اور جب وہ معائنہ کرنے آیا تو اس نے اور اس کے بھائی میڈیاس نے

جس کا ذکر آگے زیادہ آوے گا قصداً ڈیموس تھینز کے مکان کو نقصان پہنچایا اسکی
چھوٹی بہن کی موجودگی میں فحش الفاظ استعمال کئے اور خود اس کو اور اس کی ماں کو
ہر قسم کی گالیاں دیں اور سب سے بڑھکر یہ کیا کہ ڈیموس تھینز کے تینوں سابق ولیوں کو
تمام دعاوی سے بری کر دیا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کارروائی سے ایتھنز میں
کچھ ہلچل پیدا ہو گئی تھی۔ اب چونکہ وقت بہت تنگ تھا اور چند ہی روز میں افوبس
کے خلاف مقدمہ پیش ہونے والا تھا اس لئے ڈیموس تھینز نے تبادلۂ املاک کی
تجویز کو نامنظور کر دیا اور تھریسیلاکس کو بیس مینا ادا کر دیا' اگرچہ اسے اپنا مکان اور
کچھ جائداد رہن رکھنا پڑی۔ اس نے بعد کو میڈیاس پر فحش بکنے کا دعویٰ کیا اُس نے
اس کی کچھ پیروی نہیں کی اور مقدمہ اس کے خلاف فیصل ہو گیا مگر وہ خرچہ جو
عدالت نے تجویز کیا تھا ڈیموس تھینز کسی طرح اس سے وصول نہ کر سکا۔
افوبس کے خلاف مقدمہ کی ڈیموس تھینز نے خود ہی پیروی کی۔ اس نے
اپنی ابتدائی تقریر میں بہت ہی سلجھے ہوئے الفاظ میں اصلی جائداد کی مالیت
اور اپنے ولی سرپرستوں کے انتظامات کی خرابی اور وصیت کے ہدایات سے انکی
لاپروائی اور خلاف ورزی کو بیان کیا۔ ایک دوسری تقریر میں اس نے
مختصر و دلگیر الفاظ میں ایک عذر کا جواب دیا جو افوبس نے ایسے آخر وقت میں پیش
کیا تھا کہ اس کے مقابلہ میں کسی شہادت کے پیش کرنے کا موقع نہیں رہا تھا۔
خاتمۂ تقریر میں اس نے بہت ہی موثر الفاظ میں جوری کی توجہ خود اپنی اور
اپنی بہن کی حالت کی طرف منعطف کی جس کی شادی کے حصہ کا انحصار اب
اسی پر (ڈیموس تھینز پر) ہوگا۔
افوبس کے جرم میں کوئی شک نہیں معلوم ہوتا۔ اگر وہ بے قصور ہوتا تو
اس کا معاملہ بہت سیدھے اور صاف طریقہ سے طے ہو سکتا تھا بلکہ اس کے
بعد کی کارروائی سے اس کی دیانت کے خلاف سخت بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔
جوری نے افوبس کو مجرم قرار دیا۔ افوبس کے بہنوئی (یا سالے) اینیٹور نے جو
اساکریٹس کا شاگرد تھا جوری سے یہ التجا کی کہ رقم حرجہ صرف ایک ٹیلنٹ
قرار دیجائے اور اس نے خود اس کی ادائی کی ذمہ داری کا وعدہ کیا مگر جوری نے

ڈیموس تھینز کو دس ٹیلنٹ دلایا۔ یعنے کل دعویٰ منظور کر لیا۔ افوبس اس رقم کے ادا کرنے کے بجائے قصبۂ میگارا کو چلا گیا اور وہاں بحیثیت ایک غیر ملکی باشندہ کے سکونت اختیار کر لی۔ اگرچہ ڈیموس تھینز اس کا مجاز تھا کہ افوبس کی جائداد پر قبضہ کرے مگر حکومت سے کسی معاوضۂ مقرر کردۂ عدالت کی وصولی میں فوری مدد نہیں ملتی تھی۔ افوبس اپنی روانگی سے پہلے وصولی معاوضہ میں رکاوٹ پیدا کرنے کی ہر ایک ممکن تدبیر کر گیا تھا۔ اس نے اپنا مکان اجاڑ ڈالا دروازے اکھاڑ ڈالے اور شراب کے خم کو توڑ ڈالا تھا۔ اور اپنے غلاموں کو کسی دوسری جگہ ہٹا دیا۔ اس نے اپنی ایک مملوکہ عمارت اپنے دوست ایسیس کے اور اپنی ایک اراضی اینٹور کے نذر کر دی تاکہ ڈیموس تھینز اگر اس جائداد پر قبضہ کرنا چاہے تو ان اشخاص سے خلاف مقدمہ کرنے پر مجبور ہو۔ علاوہ اس کے وہ ایک ایسی چال چلا کہ اگر اس میں کامیابی ہوجاتی تو اسکے خلاف اس مقدمہ کا فیصلہ عملاً رد ہوجاتا۔ اس نے ڈیموس تھینز کے ایک گواہ فینس پر دروغ حلفی کا مقدمہ چلا دیا اور اس مقدمہ کی تیاری میں (اور بقول ڈیموس تھینز جھوٹی شہادت فراہم کرنے میں بھی) اینٹور نے اس کی مدد کی۔ ڈیموس تھینز نے فینس کی جانب سے پیروی کی اور اس کی بریت ثابت کرنے میں اسے کچھ دقت پیش نہیں آئی، مگر ڈیموس تھینز کی مصیبتوں کا ابھی خاتمہ نہیں ہوا تھا کیونکہ جب اس نے (حسب استحقاق) افوبس کی ایک اراضی پر قبضہ کرنا چاہا تو اینٹور نے یہ دعویٰ کر کے کہ اسے اس زمین پر مرجح حق حاصل ہے ڈیموس تھینز کو بیدخل کر دیا اور وہ اینٹور کے خلاف چارہ جوئی پر مجبور ہوا۔ یہ مقدمہ ۳۶۲ ق م میں ہوا اس کے نتیجہ کا پتا نہیں چلتا مگر ڈیموس تھینز نے افوبس اور اینٹور کے درمیان سازش ہونے کا جو ثبوت پیش کیا وہ قطعی معلوم ہوتا ہے اور اس لئے وہ بلا شک و شبہہ کامیاب ہوا ہوگا۔

منجملہ ان تقریروں کے جو ڈیموس تھینز نے اپنی جائداد کے واپس لینے کی کوشش کے دوران میں کیں۔ پانچ تقریریں ہم تک پہنچی ہیں ان کا انداز ایسیس کے انداز سے بہت ہی ملتا ہوا ہے۔ ان کے بعض جملے اور اینٹور کے خلاف پہلی

تقریر کا وہ کل ٹکڑا جو جبریہ شہادت کی وقعت کے بارے میں ہے بلفظ بلفظ استاد کی تقریر سے لیا گیا ہے۔ بایںہمہ اس کی ان تقریروں سے بھی یہ پتا چل گیا ہو گا کہ یہ مقرر آگے چل کر ایسیس سے بھی بہتر تقریریں کرنے لگے گا۔ مضمون زیر بحث پر پورے طور پر حاوی ہونے، واقعات کو صاف طور پر بیان کرنے، سلسلۂ بیان اور دلائل کو نہایت خوش اسلوبی سے باہم پیوست کرنے، نہ صرف باضابطہ ثبوت پیش کرنے بلکہ قیاسات و قرائن سے نتائج اخذ کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں (جیسا کہ انیٹورس کے خلاف تقریروں میں خصوصیت سے ظاہر ہوا) ڈیموس تھینیز اپنے استاد کا متبع ہے مگر اپنے دوسرے مضامین کی فصاحت کے اعتبار سے اس کا پایہ اپنے تمام پیشروؤں سے بلند ہے اگرچہ وہ فقرے جن میں اس نے سخت غصہ کا اظہار کیا ہے بالکل طبعی معلوم ہونے کے بجائے مصنوعی معلوم ہوتے ہیں اور باقی حصۂ تقریر سے جس کا انداز ذرا بے کیف و یکساں سا ہے ممیز نظر آتے ہیں مگر ان فقروں سے بھی اس قوت بیان کا پتا چلتا ہے جو مقرر میں موجود تھی اور جس کا ہنوز خود اسے پوری طرح علم نہیں تھا اور جس پر اسے ابھی پوری پوری قدرت نہیں حاصل ہوئی تھی لیکن جس میں ترقی کی قابلیت صاف نمایاں تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس غیظ و غضب کی وجہ سے جو اپنے ولی سرپرستوں پر حملہ کے دوران میں اس سے ظاہر ہوا، اس کا عرف آرگاس ہو گیا جو ایک بہت زہریلا سانپ ہوتا ہے اور یہ امر خلاف قیاس نہیں کہ شروع زندگی کے ان تلخ تجربات کی وجہ سے اس میں وہ خشونت پیدا ہو گئی تھی جو بعد کے ایام میں ہیجان جذبات کے وقت ہمیشہ ظاہر ہوا کرتی تھی۔

ہمیں یہ پتا نہیں چلتا کہ ڈیموس تھینیز نے تھریپیڈیز اور ڈموفن سے کن شرائط پر معاملہ طے کیا یا ان سے کچھ معاملہ طے بھی ہوا یا نہیں مگر یہ قیاس میں نہیں آتا کہ افوبس کے خلاف فیصلہ صادر ہونے کے بعد ان دونوں نے ڈیموس تھینیز سے کچھ معاملہ طے کر لینے کی کوشش نہ کی ہو۔ بہر حال ہمیں ڈموفن کے باپ ڈیمین اور بھائی ڈیمالیز کے خلاف مقدمات ہونے کا پتا چلتا ہے۔ ڈیموس تھینیز کلاں نے ڈیمالیز کو سود پر روپیہ قرض دیا تھا اور بہت ممکن ہے کہ ڈیموس تھینیز نے باپ سے

اس کے ایک لڑکے یا دونوں لڑکوں کا قرضہ وصول کرنے کی کوشش کی ہو۔ ڈیموس تھینز نے کونسل ایرکوپیگیس میں ڈیا ملیز کے خلاف اس الزام میں مقدمہ چلایا کہ اس نے اس کے سر کو زخمی کر دیا تھا مگر بعد کو کچھ مالی معاوضہ قبول کرکے یہ مقدمہ اٹھا لیا (ممکن ہے کہ جائداد کے بارے میں جھگڑتے وقت ڈیا ملیز نے ڈیموس تھینز کو زخمی کیا ہو) اسکینز کہتا ہے کہ ڈیموس تھینز نے خود ہی اپنے سر میں یہ زخم لگا لیا تھا تاکہ ڈیا ملیز پر اس کا الزام لگا کر اس سے روپیہ وصول کرے۔ ایسی باتوں میں اسکینز کا کیا اعتبار، لیکن ظاہر ہے کہ رشتہ داروں سے اس طول طویل مقدمہ بازی کے سبب اس نوجوان مقرر کو عافیت و خوشدلی بہت کم نصیب ہوی ہوگی اور اس کا اثر اس کے مزاج پر کچھ اچھا نہوا ہوگا اور یہ بھی روشن ہے کہ ڈیموس تھینز کا مزاج ایسا ہو گیا تھا کہ اس سے جھگڑا مول لینا بہت ہی مخدوش تھا۔

عدالت کے فیصلے تو ڈیموس تھینز کے حق میں ضرور ہوئے مگر یہ امر بالکل غیر متیقن ہے کہ وہ فی الواقع اپنی جائداد کا کس قدر حصہ واپس لینے میں کامیاب ہوا۔ پلوٹارک تو کہتا ہے کہ اسے جائداد کا عشر عشیر بھی واپس نہیں ملا مگر یہ بیان مبالغہ سے خالی نہیں کیونکہ اس نے افوبس کا مکان تو ضرور ہی لے لیا ہوگا اور یہ خلاف قیاس ہے کہ اسے اس کے دوسرے دو ولی سرپرستوں سے کچھ وصول نہوا ہو۔ اس نے چند برسوں تک دوسروں کے لئے تقریریں لکھنے کا پیشہ ضرور کیا مگر ہمیں یہ یقین نہ کر لینا چاہئے کہ وہ افلاس کی وجہ سے یہ پیشہ کرتا تھا۔ اسکینز کہتا ہے کہ ڈیموس تھینز نے اس پیشہ کے ذریعہ سے نوجوان امیروں سے خوب روپیہ وصول کیا۔ خاص کر مخبوط الحواس ارسٹارکس سے جسے اس نے یہ بہلا وا دیا کہ وہ اسے ایک فصیح البیان مقرر بنا سکتا ہے مگر ارسٹارکس کے ساتھ ڈیموس تھینز کے روابط کا قصہ بہت مشکوک ہے، اور ڈیموس تھینز کے کسی دوسرے شاگرد کا نام ہم تک نہیں پہنچا ہے مگر یہ اغلب ہے کہ ۳۴۵ یا اس کے قریب زمانہ تک وہ نوجوانوں کو تقریر کی تعلیم دینے اور دوسروں کے لئے تقریریں تیار کرنے کے لئے آمادہ رہتا تھا۔ البتہ سیاسی زندگی

شروع کرنے کے بعد وہ کسی عدالت میں بذات خاص کسی کے وکیل کے طور پر نہیں آیا۔
ایتھنز میں دوسروں کے لئے تقریر لکھنے کا پیشہ اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا تھا جسکی ایک وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں یہ خیال عام تھا کہ کسی سچے معاملہ کے ثابت کرنے کے لئے کسی پیشہ ور کے دلائل و تقریر کی ضرورت نہیں۔
اور یہی وجہ تھی کہ نہ صرف لائسیس اور دوسرے مقرروں نے پیشہ ور مقرروں کی چالاکیوں اور فریب کاریوں کی مذمّت کی ہے اور ان کی چالاکی کو ان کے مقدمہ کی بے ایمانی کا ثبوت گردانا ہے بلکہ ایساکریٹیز جو اوائل عمر میں اپنے موکلوں کے لئے تقریریں تیار کیا کرتا تھا بعد میں اس کا منکر ہو گیا کہ اس نے کبھی یہ کام کیا ہو اور اس پیشہ کا حقارت آمیز الفاظ میں ذکر کیا۔
علاوہ بریں پیشہ ور وکیل اور تقریر لکھنے والے کو اجرت ملتی تھی اور یہ امر اہل ایتھنز کے خیال میں ایک حد تک بددیانتی کی دلیل تھی کیونکہ ان کے نزدیک خطابت اور فلسفہ کی تعلیم سے روپیہ پیدا کرنا ناپسندیدہ تھا۔
ڈیموس تھینز کے مخالفین اسکینز اور ڈینارکس نے اس پیشہ کے مذموم ہونے کی وجہ سے ڈیموس تھینز کو خوب طعنے دیے ہیں اور ڈیموس تھینز نے بھی جواب میں اسکینز پر اس پیشہ میں رہنے کا الزام لگایا ہے جو غلط نہیں معلوم ہوتا۔
ممکن ہے کہ دوسروں کے لئے تقریریں تیار کرنے سے ڈیموس تھینز کی اصلی غرض روپیہ پیدا کرنا نہ ہوتی ہو بلکہ اپنی آیندہ کی زندگی کے لحاظ سے اس فن کی مشق مقصود ہو۔ پلوٹارک کہتا ہے کہ ڈیموس تھینز نے دوسروں کی تقریروں اور مقدموں سے بھی بہت کچھ استفادہ کیا۔ وہ عدالت سے واپس آکر ہر مقدمہ کی بحث کو جو وہ سن آتا تھا اپنے دل میں دہراتا اور تمام دلائل پر غور کرتا اور سوچتا تھا کہ یہ معاملہ کس بہتر پیرایہ میں پیش ہو سکتا تھا اور جو فقرے اور جملے اسے یاد رہتے تھے انھیں پھر سے مرتب کرتا تھا تا آنکہ اسے پورا اطمینان ہو جاتا تھا کہ ان سنی ہوی تقریروں کے ساتھ وہ کاٹ چھانٹ اور نظر ثانی کا وہی طریقہ برتتا تھا جو اس نے بعد میں خود اپنی تصانیف کے لئے اختیار کیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس میں بھی شک نہیں کہ بالغ ہونیکے بعد سن بلوغ برس میں

اس نے تاریخ یونان پر پورا عبور حاصل کر لیا جس کا اظہار اس کی تقریروں میں ہوتا رہا ہے۔ یہ قصہ کہ اس نے تھیوسیڈائڈس کی تاریخ کی آٹھ مرتبہ نقل کی محض گھڑت معلوم ہوتا ہے، مگر اس کے ابتدائی انداز بیان سے اس میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ اسے اس مورخ کی تصنیف پر پورا عبور تھا اور واقعات اور گزشتہ و موجودہ حالات کو ان کے وجوہ سے منسوب کرنے کی عادت، سیاسی معاملات کے اخلاقی پہلو کو نظر اہمیت سے دیکھنا، اور طریق عمل و روش کے عام اصولوں کا بیان و اطلاق یہ سب باتیں اس میں ویسی ہی تھیں جیسی تھیوسیڈائڈس نے اپنی تاریخ کی مشمولہ تقریروں میں اور واقعات سے متعلق خود اپنے خیالات میں برتی ہیں۔ اس نے تاریخ تھیوسیڈائڈس میں نہایت ہی مختلف اور متضاد رنگ کے مدبروں کے حالات کا مطالعہ کیا ہوگا اور مدبرین کے اچھے اور برے طریق عمل سے بھی واقفیت حاصل کی ہوگی۔ زمانۂ حال کے ناظرین کی طرح، اس کے لئے تھیوسیڈائڈس کی تاریخ، تعلیم سیاسیات کا ایک بے نظیر مدرسہ اور قدیم اہل ایتھنز کی فصاحت کے بہترین نمونوں کا ذخیرہ تھی۔

بہرکیف چوتھی صدی قبل مسیح کے وسط زمانہ کے عملی معاملات کے لئے تھیوسیڈائڈس کا انداز بیان بہت کچھ رد و بدل کے بغیر کسی طرح موزوں نہیں تھا۔ اس کا روکھاپن اور اختصار اس زمانہ کے جوری یا مجلس کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے بالکل ناموزوں تھا۔ تھیوسیڈائڈس کا طرز خاص یعنے صنعت تقابل کا مستقل استعمال اگرچہ بعض اغراض کے لئے ہمیشہ موزوں رہا مگر ڈیموس تھینز جن سامعین کو خطاب کرتا تھا انھیں یہ طرز بالکل ہی مصنوعی اور بے مزہ معلوم ہوتا ہوگا۔ ڈیموس تھینز کی پہلی تقریر میں (جو ہم تک پہنچی ہے اور) جو اس نے ۳۵۴ء ق م میں مجلس جمہور کے روبرو مجلس بحری کے بارے میں کی تھی، تھیوسیڈائڈس کے خصوصیات بیان کسی قدر نمایاں ہیں مگر وہ بہت جلد ان کے استعمال میں زنگ مجلس کا پابند ہو گیا۔

تھیوسیڈائڈس کی تاریخ لکھے جانے کے بعد سے دو نئے انداز بیان رواج پا چکے تھے۔ ایک تو وہ جس کا بہترین ماہر لائسیس تھا۔ یہ طرز جج کے

مقدمات کے لئے سب سے زیادہ موزوں تھا۔ اس انداز بیان میں الفاظ اور بندش قصداً سیدھی سادی اور غیر متصنع ہوتی تھی جس کی وجہ سے یہ انداز بہت دلکش معلوم ہوتا ہوگا (جیسا اب بھی ہے) خاص کر جب اس میں ہر اہل مقدمہ کے مناسب حال اس طرح ترمیم کر دی جاتی ہو کہ وہ اس کی خاص نوعیت کے مطابق ہو جاتا ہو۔ لائسیس کی مرتب کی ہوی تقریریں تقریباً سب ایسی ہی ہوتی تھیں گویا وہ خود اہل مقدمہ کی اپنی ہی بالکل سیدھی سادی اور غیر مصنوعی تقریر تھی۔ صرف تمہید اور خاتمہ میں اور بعض اوقات زیر بحث افعال و شخصیات پر اخلاقی نظر کرتے وقت یہ انداز بیان ذرا بلند ہو جاتا تھا اور وہ تصنّعات جو خطابت کو معمولی تکلم سے قطعاً ممیز کرتے تھے، ظاہر ہو جاتے تھے۔ لیکن اس حالت میں بھی وہ حد سے بڑھے ہوئے نہیں معلوم ہوتے تھے۔ اسی لائسیس کی مرتب کردہ چار تقریریں جو عام نوعیت کی ہیں ان میں انداز بیان زیادہ پر تصنع معلوم ہوتا ہے مگر بالعموم لائسیس کی تحریر کا اثر ایسا ہے گویا ایک شخص گفتگو کر رہا ہے، جس میں متکلم کی جانب سے کسی اظہار سعی کے بغیر ہر لفظ اپنی جگہ پر موزوں اور صحیح معنی میں استعمال ہوا ہے۔ تقریریں مضامین کی ترتیب تقریباً ہمیشہ ہی سادی رہتی تھی۔ یعنے تمہید، واقعات بحث اور نتیجہ یکے بعد دیگرے اس طرح آتے تھے کہ ان میں تصنع اور بناوٹ کا کوئی لگاؤ نہیں معلوم ہوتا تھا۔ بہت سے قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں چالاک مقرروں کی طرف سے بے اعتباری بہت بڑھی ہوی تھی (جس کا اشارہ پہلے ہو چکا ہے) اور اس کا خوف ہمیشہ لگا رہتا تھا کہ اگر ایک معمولی شخص بہت قابلانہ اور پیشتر سے سوچے ہوئے یا مصنوعی الفاظ و انداز میں تقریر کرے گا تو اس پر شبہہ ہو جائے گا۔ اسی رنگ میں اسکینز اور دوسروں نے خود ڈیموس تھینز کو یہ طعنہ دیا کہ وہ اپنے جملوں اور اپنی دلیلوں کو سوفسطائیوں کی طرح صیقل کرتا ہے اور پانچویں صدی کے جلیل القدر مقرروں کے اپنی تقریروں کے نہ شائع کرنے کی وجہ افلاطون یہی بیان کرتا ہے کہ انھیں یہ خوف تھا کہ وہ سوفسطائی نہ سمجھے جائیں۔ خود ڈیموس تھینز نے اپنے موکلوں کے لئے جو تقریریں مرتب کی ہیں، ان میں یہ دیکھنے کی بات ہے کہ

ایسے دلائل پیش کرنے کے متعلق جن سے معمولی آدمیوں کے علم سے زیادہ قوانین و نظائر کی واقفیت کا اظہار ہوتا ہو مقرر نے کس قدر معذرت آمیز انداز اختیار کیا ہے اور کس طرح ایک سے زائد مقرروں نے عدالتوں کی کارروائیوں سے خود اپنی عدم واقفیت اور اپنے مقدمہ باز مخالف کے مقدمہ لڑانے کی مدت دراز کی مشاقی پر زور دیا ہے۔ جن تقریروں میں مفاد عامہ کے معاملات سے بحث کی گئی ہے ان میں بھی ڈیموس تھینز نے اپنے موکل کی زبان سے جوری کو "چالاک مقرروں" کے خلاف متنبہ کر دیا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ ڈیموس تھینز کی تقریروں میں لائسیس کی سی قطعی و غیر متصنع سادگی نہیں ہے کیونکہ اگرچہ بعض خفیف قسم کے مقدمات میں وقت اتنا کم دیا جاتا تھا کہ صرف واقعات کو مختصراً بیان کر دینے اور قوانین کا حوالہ ہی دیدینے کا موقع ہوتا تھا مگر اس کی اکثر تقریروں میں ترتیب اس غور و فکر سے رکھی گئی ہے کہ اہم معاملات پر پورا زور پڑتا ہے اور بیان حالات، ثبوت، مخالف کے واقعی یا متوقع دلائل کا جواب سب (اسائیس کے طرز پر) اس طرح ایک دوسرے میں ملا دیئے گئے ہیں کہ روانی میں فرق آئے بغیر وہ پر تصنع ہو گئے ہیں اور اس سے سامعین کو اس سے زیادہ نوع بنوع حالات کے سننے کا موقع ملتا ہے جتنا تقریر کے مختلف عناصر پر یکے بعد دیگرے بحث کر دینے سے موقع ملتا۔ دلائل اور خاص کر وہ دلائل جو اخلاق عامہ یا مفاد عامہ کو مدنظر رکھکر اخذ کیئے جاتے تھے وہ اکثر ایک معمولی آدمی کے دلائل کے بجائے ایک مدبر کے دلائل سے زیادہ مشابہ معلوم ہوتے تھے اور نکات قانونی کے متعلق مقرر کی حجتیں بعض اوقات نازک و ماہرانہ ہوتی تھیں (آخری صدی مسیح کا قابل قدر ناقد اور بالخصوص مقررین عظام کا غائر النظر مطالعہ کنندہ) ڈایونی سیس سائن ہالیکارنیسس[1]) کہتا ہے کہ ڈیموس تھینز کا جب لائسیس سے مقابلہ کیا جائے تو آئسیس کی طرح اس کی کیفیت بھی یہی ہوتی ہے کہ جب کوئی اچھا مقدمہ بھی اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے، جب بھی اسکی طرف سے شک پیدا ہو جاتا ہے،

[1] ڈایونی سیس۔

مگر زمانۂ جدید کے قارئین جو قانون پیشہ اشخاص کی نزاکت آفرینیوں سے زیادہ
مانوس اور اس امر سے زیادہ آگاہ ہیں کہ قانونی مسائل کا فیصلہ صرف اسی طرح
ہوسکتا ہے کہ قانونی دلائل کو غور و فکر کے ساتھ چھانٹا جائے انھیں غالباً وجوہ
یہ خیال کم ہوگا اور فی الواقع جج کی تقریروں اور کم از کم ڈیموس تھینز کی تقریروں
سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مختلف مقرروں کے خصوصیات کے اعتبار سے خطابت
کی زبان و طرز کے تطابق اور بیجرمی و ایمانداری کے اثر ڈالنے کا طرز
اس حد تک اختیار کیا گیا ہے کہ صرف لائسیس کے کارنامے اس سے بڑھکے
ہیں۔ لائسیس کی تقریروں کی طرح ان تقریروں میں بھی گاہ بگاہ مذاق
کی چاشنی دیدی گئی ہے جو سیاسی خطبات میں شاذونادر پائی جاتی ہے۔

دوسرا طرز جس کا ڈیموس تھینز پر اثر پڑا (اور جو لائسیس کے بعد ہی
جلد تر نمایاں ہوگیا تھا) وہ اساکریٹس کا طرز تھا۔ اور یہ بجائے خود تھریسیمیکس کے
طرز کی کامل ترصورت تھی خطیب ہونے کی حیثیت سے اس شخص کی نسبت
اس سے زیادہ کچھ علم نہیں ہے کہ خطابت میں مقفی عبارت کا دانستہ استعمال پہلے
اسی نے جاری کیا۔ اساکریٹس صنعت تقابل کا استعمال کرتا اور بعض وقت اسے
حد سے بڑھا دیتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ صرف متضاد جملوں ہی کو ایک دوسرے
کے بالمقابل رکھنے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہ زیادہ رقیق قسم کے جملوں کے مجموعے
قائم کرتا ہے جنھیں وہ باقاعدہ ترتیب دیتا اور اکثر متوازن الفاظ سے ان میں
خصوصیت پیدا کرتا ہے۔ اس قسم کی عبارت آرائی کچھ دیر کے لئے اچھی معلوم ہوتی
ہے مگر اس کی مقفی عبارت کی خصوصیت اور اس کی مصنوعی ترتیب
زائد از ضرورت حارج ہو جاتی، اس کا نمایاں تصنع بہت جلد بے مزا معلوم ہونے لگتا
اور اس کی باقاعدگی بے کیف ہو جاتی ہے۔ پس اس میں کوئی تعجب نہیں کہ
اساکریٹس کی اس نوسنجی سے مجلس ملکی یا عدالتوں کی سامعہ نوازی ہوسکی
اور اس نے اثر اس طرح پیدا کیا کہ اپنے تحریرات کے متعدد نسخے تیار کرکے
گشت کرایا کرتا تھا گو خطابت اور خاص کر اس خطابت میں جس میں اہل اتھنز کے
ایسے ذی حس حسن پسند لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہو موزوں جملوں کے اثرات

اور جملوں کے مجموعات کی ترکیب و ترتیب ایسی چیزیں نہ تھیں جن کی قدر و قیمت
ڈیموس تھینز کی نظر سے پوشیدہ رہجاتی خطیبانہ کلام مقفی کے تمام اصناف و اقسام
پر اسے جو قدرت تھی وہ اس نے زیادہ تر اوایل عمر میں حاصل کی ہوگی وہ کبھی
مقفی عبارت کا غلام نہیں تھا اور نہ جملوں کی ترکیب میں کبھی ایک طرز کا
پابند ہوا بلکہ حسب ضرورت ہر طرز کو استعمال کرتا اور کسی طرز کو بے لطف ہونے
نہ دیتا تھا۔ اس قسم کی مہارت کامل کے لئے بڑی ہی مشق درکار ہوی ہوگی۔
ڈیموس تھینز کی عام تقریریں جو ہم تک پہنچی ہیں ان میں سے پہلی تقریر کے
ہونے کے قبل اساکریٹس کے بعض جلیل القدر تصانیف شائع ہوچکے تھے
چنانچہ پینیجریکس (Panegyricus) ۳۸۰ء؁ میں، پلیٹیکس (Plataeicus)
۳۷۳ء؁ آرکیڈیمس (Archidamus) ۳۶۶ء؁ میں تقریر متعلقہ صلح
(Speech on the Peace) ۳۵۶ء؁ میں شائع ہوی[1]۔ اس قصہ کو لفظ بہ لفظ
باور کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ڈیموس تھینز نے اساکریٹس اور دوسرے
معلمان معانی و بیان کے فنی رسائل کو ناجائز وسائل سے حاصل کر کے
حفظ کرلیا تھا۔ ڈیموس تھینز کی نوعمری کے زمانہ میں اساکریٹس کے اصول فن
اس کے شاگردوں اور خود اس کے اور اس کے شاگردوں کے تصانیف
کے ذریعہ سے ان تمام لوگوں کو معلوم ہوچکے ہونگے جنھیں فن فصاحت و بلاغت
کا ذوق تھا اور اس میں شک نہیں ہے کہ ڈیموس تھینز انھیں تصانیف کو
نظر غائر سے مطالعہ کر کے اس قابل ہوگیا ہوگا کہ ان اصولوں کو عملی خطابت
کی اغراض کے حسب حال استعمال کرے۔

اساکریٹس کی تحریرات کے نفس مضمون سے ڈیموس تھینز کو بہت ہی کم
ہم آہنگی ہوسکتی تھی اور اس کے جذبات کا غیر مشتبہ عکس تک بھی ڈیموس تھینز کی
صرف نہایت ہی ابتدائی تقریروں میں پایا جاتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ڈیموس تھینز
کی طرح اساکریٹس بھی اپنے زمانہ کی اکثر خرابیوں کو دو وجہوں کی طرف منسوب

---

[1] تاریخوں کے متعلق ڈریرپ کی کتاب "ایساکریٹس آیرا آمنیا" دیکھنا چاہیئے۔

کرتا تھا ایک تو اہل ایتھنز کی عیش پسندی اور قوم کے نفع کے لئے شخصی خدمت کی انجام دہی سے ناراضامندی، دوسرے ان دانشمند صلاح کاروں کی رائے تک کے سننے سے ان کا انکار جو تمام معاملات کے سہل الحصول ہونے کی پیشین گوئی نہ کرتے ہوں۔ ڈیموس تھینز کی طرح وہ بھی یونانی سلطنتوں کے آپس کے دائمی تنازعات اور شہروں کے اجیر سپاہیوں کی سفاکی و غارت گری سے نہایت درجہ متاثر تھا۔ اساکریٹس نے بھی عام اتحاد یونانی کی ایسی ہی قوی ترین رائے اور ایتھنز کو مرکز قرار دے کر تمام یونانیوں کو متحد کرنے کی ویسی ہی تمنا و آرزو ظاہر کی تھی جیسی ڈیموس تھینز نے (بالخصوص اپنی زندگی کے درمیانی و آخری حصہ میں) ظاہر کی۔ علاوہ بریں ایتھنز کی تاریخ اور روایات کے متعلق اکثر خیالات میں یہ دونوں اہل قلم مشترک تھے اور دونوں ایتھنز کے گزشتہ کارناموں میں ایک ہی سے نمایاں واقعات کی مثال دیا کرتے تھے مگر اساکریٹس جس قسم کے عالمانہ تجاویز سے اپنے زمانہ کی خرابیوں کو رفع کرنا چاہتا تھا، ڈیموس تھینز کے لئے ان سے زیادہ مغائر کوئی امر نہیں ہو سکتا تھا۔ اساکریٹس کے دل میں ایک مبہم سا خیال یہ تھا کہ کسی قسم کی شاہی ہونا چاہئے جس میں فرمانروائی خواہ قبرص کے جبین یا سرکیوس کے ڈیایونیس خواہ خود فیلقوس ہی کے ہاتھ میں کیوں نہ ہو (اساکریٹس کے اس خیال میں ایک جذبۂ دلی کی حیثیت سے تو کوئی عیب نہ تھا مگر حکمت عملی کی حیثیت سے یہ بالکل ہی ناقابل عمل خیال تھا) اس کے خیال میں یہ سمایا ہوا تھا کہ فیلقوس کو ہلاس (یونان قدیم) کا دوبارہ زندہ کرنے والا یا تمام یونانیوں کے رضاکارانہ اتحاد کا خالص بے غرض سرگروہ بتایا جا سکتا ہے وہ یہ خواب بھی دیکھا کرتا تھا کہ شہر ایتھنز حکومت کی اس صورت کی طرف واپس آجائے گا جو کونسل ایریوپیگس کے عروج کے زمانہ میں تھی۔ اسے عالم تصور میں یہ نظر آتا تھا کہ یونانی سلطنتوں کی نااتفاقی کا علاج اس طرح ہو جائے گا کہ انھیں ایتھنز و اسپارٹا یا آرکیڈیمس یا خود فیلقوس کی سرکردگی میں ایران کے خلاف ایک متحدہ مہم میں

مشغول کر دیا جائے (لیکن ڈیموس تھینز ان تخیلات سے بہت دور تھا) وہ خود جب کسی معاملہ کے متعلق کوئی تجویز پیش کرتا تھا تو اس کے ہر مبحث پر عملی وکاروباری انداز سے تفصیلی بحث کرتا تھا اس لئے اساکریٹس کے ادھورے عمومی تجاویز اس کے لئے بالکل ہی ناگوار طبع رہے ہونگے اور اساکریٹس کی پسند خاطر ایجاد بندہ (یعنے ایران کے خلاف متحدہ جنگ) کی نسبت یہ صاف عیاں ہوگا کہ ایران کے خلاف کسی مہم کی تنظیم کے ذریعہ سے اتحاد کا حاصل کرنا تو کجا جبتک کسی قسم کی وحدت عملی بزور قائم نہ کردیجائے اس وقت تک اس قسم کی مہم کا امکان بھی نہیں ہو سکتا تھا اور جبکہ اساکریٹس کے انتقال کے بعد فیلقوس اور اسکندر نے ایک طرح کا باضابطہ اتحاد عائد کر دیا اور سکندر یونان کی متعدد سلطنتوں سے فوج مہیا کر کے ایشیا میں لے گیا، اس وقت بھی یہ سب کچھ ہونے کے بعد وطن کی سلطنتوں میں کسی قسم کا حقیقی یا موثر اتحاد نہیں پیدا ہوا اور جذبۂ اتحاد تو بالیقین مفقود تھا۔ فیلقوس اور ایران دونوں کی جانب اساکریٹس کی روش اس روش سے بالکل ہی مخالف تھی جو ڈیموس تھینز نے اس وقت اختیار کی جب اسکی حکمت عملی پورے زوروں پر تھی۔ اساکریٹس چاہتا تھا کہ ایران کو پامال کرنے کی غرض سے فیلقوس کو تمام یونانیوں کا سرگروہ بنادیا جائے۔ ڈیموس تھینز کی خواہش یہ تھی کہ فیلقوس کے یونانیوں کے سرگروہ ہو جانے کو روکنے کے لئے ایران سے مخالفہ کرلیا جائے (کم از کم ۳۴۱ھ میں تو اس کی یہ خواہش ضرور تھی جیسا کہ بعد کو ظاہر ہوگا[1]) مزید براں اگرچہ اساکریٹس کے تحریرات میں متعدد ٹکڑے ایسے ہیں جن سے قوم کے اخلاط اور اپنے صلاح دینے والے مدبروں کی نسبت قوم کے سلوک کے متعلق بہت زیادہ مبالغہ وتصنع کے ساتھ انھیں جذبات کا اظہار ہوتا ہے جو خود ڈیموس تھینز کے تھے پھر بھی شہنشاہی کے متعلق اساکریٹس کی عام طور پر مخالفانہ روش

[1] ملاحظہ ہو آئندہ صفحات۔

اس بارے میں ڈیموس تھینز کی روش کے عین برعکس تھی۔
لیکن اساکریٹس اور ڈیموس تھینز میں اس بعد المشرقین کے باوجود نوجوان نے پیر سے بہت کچھ سیکھا تھا۔ سب سے بڑھکر یہ کہ ڈیموس تھینز نے غالباً اساکریٹس ہی سے یہ سیکھا تھا کہ تقریروں کا سیاسی رسالوں کی شکل میں شائع کرنے کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اس میں بہت ہی کم شک ہوسکتا ہے کہ دو نہایت ہی نازک مواقع یعنے جنگ معاشرتی اور ۳۴۶ کی گفتگو صلح کے وقتوں میں ایوبیولس کی حکمت عملی نے جو راہ اختیار کی اس کے لئے عام رائے اساکریٹس ہی کی تحریروں سے تیار ہوی تھی اور اس میں اور بھی کم شک ہوسکتا ہے کہ خود ڈیموس تھینز کی تقریروں کا اثر اشاعت کی وجہ سے بے انتہا بڑھ گیا تھا۔ زمانۂ حال کے بعض علما نے جو یہ خیال قائم کیا ہے کہ[1] جو تقریریں ہمارے پاس موجود ہیں وہ کبھی بھی زبانی ادا نہیں ہوی ہیں بلکہ وہ محض سیاسی رسالے ہیں اور مجلس کے اندر ڈیموس تھینز کی اصلی تقریریں ہیئت ترتیب کے اعتبار سے ان تقریروں سے بہت زیادہ ابتر اور زبان کے اعتبار سے بہت زیادہ سخت تھیں۔ یہ خیال بہت ہی ناکافی شہادت پر مبنی ہے اور یہ اغلب ہے کہ اگرچہ اشاعت کے قبل تقریروں پر کسی قدر نظرثانی ہوی تھی مگر اصلی تقریروں اور شائع شدہ تقریروں میں اختلاف بہت زیادہ نہیں ہے۔ مگر اس میں کلام نہیں ہے کہ رفتار واقعات پر ان تقریروں کا بہت زیادہ اثر ان کے رسائل کی صورت میں شائع ہونے سے پڑا اور اگرچہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ پانچویں صدی کے اختتام کے قریب بعض سیاسی رسالے[2] شائع کیے گئے تھے مگر با اثر مدبروں میں ڈیموس تھینز ہی وہ پہلا جلیل القدر مدبر ہے جس نے ان طریقوں سے کام لیا جو اپنی اثر انگیزی میں کسی حد تک ازمنۂ جدید کے مطابع کے پیش خیمہ تھے اور ان طریقوں کا کام اس نے بالضرور اساکریٹس سے

---

[1] شلاً ہان دونڈ لنڈ ملاحظہ ہو تعلیق ۶۔
[2] تعلیق ۷۔

سیکھا ہوگا۔

یہ امر مشکوک ہے کہ آیا کسی وقت میں ڈیموس تھینز پر افلاطون کا بھی اثر پڑا یا نہیں (جس کا انتقال ۳۴۷ق م میں ہوا تھا) سسرو کوئنٹلین اور ٹیسیٹس سب کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ افلاطون کے تحریرات کا پڑھنے والا بلکہ اس کا شاگرد تھا مگر جس روایت پر انھوں نے یہ عمارت اُٹھائی ہے اس کی بنیاد بہت کمزور معلوم ہوتی ہے اور اگرچہ یہ نہایت ہی مشتبہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس فلسفی کی تحریروں سے آگاہ نہ ہوا ہو مگر اس کی رایوں سے اسے بہت کم اتفاق ہوا ہوگا۔ ڈیموس تھینز اگرچہ اہل ایتھنز کی کمزوریوں پر بہت کچھ نوحہ خوانی کیا کرتا تھا مگر جمہوریت پر وہ صدق دل سے یقین رکھتا تھا، اور یہ وہ نظام سلطنت تھا جسے افلاطون نے سلطنت کے مختلف طرزوں کے شمار میں آخری درجہ سے صرف ایک درجہ اوپر رکھا تھا اور نیز یہ امر واقعہ کہ عملی مدبر کے نقطۂ نظر سے یہ فلسفیانہ تصور غیر وطن پرستانہ وخود غرضانہ تھا اس نے بھی ڈیموس تھینز کو اس قسم کے تخیلات سے بیگانہ رکھا۔

زندگی عامہ کے لئے تیاری کے زمانہ یعنی ۳۶۵ق م اور ۳۵۵ق م کے درمیان ڈیموس تھینز نے نہ صرف اپنے پیشروؤں اور اپنے ہمعصروں میں سے اپنے سے زیادہ عمر کے لوگوں کے تصانیف یونان کی تاریخ اور ایتھنز کے قوانین سے وقوف حاصل کر لیا ہوگا بلکہ نمونے کے وہ متعدد جملے اور فقرے تحریر کئے ہونگے جو مقرر کے سرمایۂ تجارت ہوتے ہیں کیونکہ ہر ایک مقرر اور بالیقین معلم فصاحت و بلاغت مقدمات و خاتمات اور روزمرہ کے مباحث سے متعلق مضامین کا ایک مجموعہ جمع کر لیتا تھا اور پھر جب کسی خاص تقریر پر متوجہ ہوتا تو انھیں میں حسب ضرورت ترمیم کر کے چسپاں کر لیتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ معلمان فصاحت و بلاغت نے اس قسم کے مجموعے نہ صرف اپنے شاگردوں کو

---

[۱] ملاحظہ سینڈی کی تعلیق بسسرو کی تصنیف "مقرر" پر چہارم (۱۲) اور اس کے حوالجات نیز اس کتاب کی تعلیق (۸) بھی ملاحظہ ہو۔

عطا کئے تھے بلکہ شائع بھی کئے تھے اور اس لئے ہم نہ صرف ایک ہی مقرر کے مختلف خطبات میں لفظ بلفظ یا تقریباً لفظ بلفظ تکرار پاتے ہیں بلکہ مختلف نگارندگان تقریر کی تحریروں میں بھی ایک ہی سے جملے اور فقرے نظر آتے ہیں[1] علاوہ بریں خطیب یا سوفسطائی خاص خیالات و آرا کے موافق و مخالف دونوں قسم کی تحریریں لکھدیا کرتے تھے اور دونوں فریق کی خدمت کے لئے تیار رہتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ موکلوں کے لئے تقریریں لکھنے والے اس قسم کی عبارتوں سے مفید مطلب کام لیتے تھے[1] اور وہ مدبّر جو پہلے ہی اپنی رائے قائم کر لیتے اور ایک جانب کو اختیار کر لیتے تھے وہ بھی اتنا نفع اٹھانے سے کارہ نہ تھے کہ بعض مباحث کے متعلق اپنی رایوں کو جن کا پیش کرنا وہ یقینی سمجھتے تھے حتی الوسع بہترین شکل میں ڈھال لیں اور متعدد عام پرتوہ خیال جو ڈیموس تھینز کی تقریروں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں (اور خاص کر وہ خیالات جو ایک سے زائد مقامات پر موجود ہیں) وہ اس کے اوائل عمر کے مطالعہ کا نتیجہ ہونگے۔ اسکی زیادہ ابتدائی تقریروں میں جہاں ان میں سے کوئی فقرہ داخل کیا گیا ہے، ہم اس کے جوڑ کو معلوم کر سکتے ہیں لیکن چند برس بعد اگرچہ تقریروں کے عمومی خیالات اغلباً پہلے کے تیار کئے ہوئے ہوتے ہیں لیکن وہ اپنی جگھوں پر اس خوبی سے چسپاں کر دئے گئے ہیں اور خود سیاق عبارت سے ایسے طبعی طور پر پیدا ہوتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں کہ ان کا تصنع نظر سے بالکل ہی غائب ہو جاتا ہے۔

مقرر کے لئے صرف تقریر کا ترتیب دینا ہی سیکھ لینا کافی نہیں ہے بلکہ تقریر کا ادا کرنا بھی اسے سیکھنا چاہئے۔ یہیں ڈیموس تھینز کے لئے سب سے زیادہ مشکل تھی اس نے جب مشق کا آغاز کیا تو اس کی آواز کمزور، زبان لڑکھڑاتی ہوئی اور سانس جلد پھول جاتی تھی حرف (ر) اس کے لئے خصوصیت سے پریشان کن تھا اور یہ محسوس کیا گیا ہے کہ اس کے جو مجسمے معلوم ہوئے ہیں ان میں نیچے کا ہونٹھ اوپر کے ہونٹھ کی بہ نسبت بہت کم بڑھا ہوا ہوتا ہے

---

[1] مقابلہ کیجے اینڈوسائڈس کی۔

اور یہ ایک ایسا نقص ہے جو حرفوں کے صاف ادا کرنے کا دشمن ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ان جسمانی نقائص پر اس طرح غالب آیا کہ منہ میں سنگریزے رکھکر مشق کرتا تھا اور یونانی زبان کا ایک فقرہ بار بار پڑھا کرتا تھا۔

فیلرم کے ساحل پر کھڑا ہو کر وہ اپنی آواز سے موجوں کے شور کو پست کر دینے کی کوشش کرتا تھا (سسرو کے زمانہ تک مقامی رہنما ٹھیک اس مقام کا پتہ دیسکتے تھے جہاں یہ نوجوان مقرر کھڑا ہو کر یہ کوشش کیا کرتا تھا) پہاڑی پر دوڑتے ہوے وہ نظم پڑھا کرتا تھا۔ ایک ہی سانس میں متعدد مصرعوں کا ادا کر دینا سیکھتا تھا اور ایک آئینہ کے سامنے تقریر کر کے اپنے جسمانی طرز و حرکات کی اصلاح کیا کرتا تھا قوم کو خطاب کرنے کے لئے جب وہ اٹھا تو ایک سے زائد دفعہ اسے ناکامی ہوی پہلی سعی میں اس کی ترتیب مضامین ابتر ہو گئی اور لوگ اس پر قہقہہ لگانے لگے۔ جب وہ مضمحل ہو کر پیرایس میں ادہر ادہر پھر رہا تھا تو اس کا ایک پرانا دوست ایونومس (ساکن بھتریا) اسے ملا اور اس نے اسے ملامت کی کہ جب اس کو ایسی تقریر کرنے کا موقع ملا جو پرکلیز کے شایان شان ہوتی تو اس نے ہمت و جوانمردی کی کمی دکھائی اور مجمع کے سامنے مرعوب ہو جانے اور مناسب جسمانی ورزش کے ہونے کے باعث اس موقع کو ضائع کر دیا۔ دوسرے موقع پر جب اسے ناکامی ہوی تو ایکٹر سیٹرس نے اسکی مدد کی۔ ڈیموس تھینز نے سیٹرس سے یہ شکایت کی کہ اگرچہ اس نے اس فن کے انہماک پر اپنی صحت کو قربان کر دیا مگر قوم اس کی تقریر کو نہیں سنتی بلکہ یاوہ گو مست ملاحوں اور احمقوں کی تقریروں کو اس کی تقریر پر ترجیح دیتی ہے۔ سیٹرس نے اس سے کہا کہ وہ اپنے حافظہ سے ایوریپائڈس یا سوفکلس کی کسی تقریر کو دھرائے۔ ڈیموس تھینز نے ایسا ہی کیا اور پھر سیٹرس نے اسے یہ سکھایا کہ کس انداز سے اور کس جوش سے یہ تقریر کرنا چاہیئے جو اس کی حالت کے مطابق ہو۔ یہ سبق اس قدر موثر ثابت ہوے کہ ڈیموس تھینز انداز بیان کو فن فصاحت کا سب سے زیادہ اہم عنصر سمجھنے لگا جس کا مقابلہ کوئی دوسرا عنصر نہیں کر سکتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے ایک تہ خانہ بنایا (جو صدیوں بعد تک دکھلایا جاتا تھا) اور وہاں

وہ روزانہ آواز اور انداز بیان کی مشق کیا کرتا تھا۔ کبھی کبھی دو دو تین تین مہینے تک اس میں رہجاتا اور اپنے سر کا ایک طرف کا حصہ منڈا ڈالتا تاکہ باہر کو نہ جانے سے باز رہے۔ اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا کہ ان قصوں میں کس قدر صداقت ہے مگر یہ یقین کرنے میں ہمیں تذبذب نہ کرنا چاہئیے کہ ڈیموس تھینز نے جن جسمانی نقائص کے ساتھ اپنے سن شعور کا آغاز کیا تھا ان پر غالب آنے کے عزم میں اس نے فوق العادت استقلال کا ثبوت دیا اور "نقالی کے اس فن" میں اپنے کو کامل کر لیا جس کی نسبت اس نے ایک مستفسر سے یہ کہا تھا کہ مقرر کے ضروریات میں یہی فن اول دوم وسوم سب کچھ ہے[1]۔

پلوٹارک ایک قصہ بیان کرتا ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ڈیموس تھینز آواز کے انداز کو کس قدر اہمیت دیتا تھا۔ ایک شخص اس کے پاس آیا اور اس سے یہ استدعا کی کہ وہ اس کی طرف سے وکالت کرے اور یہ کہا کہ اسے ایک شخص نے مارا ہے ڈیموس تھینز نے کہا کہ "مگر تمہیں فی الواقع کوئی صدمہ نہیں پہنچا ہے"۔ اس شخص نے اونچی آواز میں چلا کر کہا کہ "کیا آپ کا منشا یہ ہے کہ مجھے کوئی صدمہ نہیں پہنچا"۔ ڈیموس تھینز نے کہا کہ "آہ اب میں ایک ضرر رسیدہ شخص کی آواز سنتا ہوں"۔ اس پر پلوٹارک یہ اضافہ کرتا ہے کہ خود ڈیموس تھینز کے انداز بیان نے سامعین کو مسحور کر دیا اگرچہ زیادہ نازک طبع اشخاص نے یہ خیال کیا کہ اس نے اپنے حرکات کو تبذل حد تک پہنچا دیا تھا (بلکہ ارسطو سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ[2] اس زمانہ کے فسانۂ غم کے ایکٹروں کے حادی الوقت طریق پر بھی اس قسم کی ملامت کی جاتی تھی)۔

---

[1] ان میں سے اکثر قصے پلوٹارک میں ملتے ہیں پلوٹارک نے ان میں سے بعض قصے ڈمسٹریس (ساکن فیلزم) سے اخذ کئے تھے جس کا ادعا یہ تھا کہ اس نے ان قصوں کو خود ڈیموس تھینز سے سنا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ جس ایکٹر نے ڈیموس تھینز کو مدد دی تھی وہ مینا بیوکیمس یا انڈرونیکس تھا اور ڈیموس تھینز نے اسے دس ہزار درہم اس مدد کے لئے دئے تھے۔ ملاحظہ ہو تعلیق (۱۱)

[2] خاص کر فیلقوس کے پاس پہلی سفارت کے موقع پر (ملاحظہ ہو آئندہ صفحہ ۲۴۲

گھبراہٹ کا رفع کرنا نقص آواز کے رفع کرنے کے مثل آسان نہ تھا اور ڈیموس تھینز کی زندگی میں دو ایک اہم مواقع پر اس کمزوری کا بار بار اظہار ہوا۔ درحقیقت اس میں یہ کمزوری اس درجہ موجود تھی کہ بغیر تیاری کے تقریر کرنے کی وہ بہت ہی کم جرأت کرتا تھا۔ آیا اس نے نرم لباس پہننے اور جسمانی ورزش کی طرف سے غفلت برتنے سے (اپنے دشمنوں کے حسب دعویٰ) اپنی طبعی تنومندی کی کمی کو اور بڑھا لیا تھا یا نہیں ہم اس کی نسبت کچھ نہیں جانتے، اور یہ سوال کچھ اہمیت بھی نہیں رکھتا۔ بہرحال اس میں اتنی ہمت تھی کہ اس نے ایتھنز کے شایان شان مدبر و مقرر بننے کا جو نصب العین قرار دیا تھا اس کی جانب وہ قدم بڑھاتا ہی گیا اور کسی مشکل کو خاطر میں نہ لایا۔

ضمیمۂ باب اوّل
متعلق بہ تقریرات خانگی

جو مطالعہ خصوصیت کے ساتھ ڈیموس تھینز کی عام مجلسوں میں تقریر کے لئے وقف ہو اس میں اس کی خانگی تقریروں کے متعلق کسی تفصیلی بحث کی ضرورت نہیں ہے اور یہ بحث اس وجہ سے اور بھی مشکل ہوگئی ہے کہ اس کے نام سے جو تقریریں ہم تک پہنچی ہیں ان کے اصلی ہونے کی نسبت بھی شکوک و شبہات پیدا ہوگئے ہیں اور ان کی اصلیت کی جانچ کے جو معیار ہیں وہ بھی غیر متیقن ہیں مگر ان تقریروں سے بہ حیثیت ایک مقرر کے ڈیموس تھینز کی ہمہ گیری کا اتنا کافی اظہار ہوتا ہے کہ ان پر مختصر نظر ڈالنا بھی ضروری ہے۔

جن خانگی تقریروں کے اصلی سمجھنے کے لئے کافی وجہ موجود ہے وہ زیادہ تر ۳۷۵ اور ۳۲۵ کے درمیان کی ہیں (اسیوڈیاس اور کیلکلس کے خلاف تقریروں کا (جو دونوں بہت ابتدائی زمانہ کی ہونگی) اور نیز کونن کے خلاف تقریر کی تاریخ کا پتا نہیں چلتا "بحری تاج" سے متعلق مختصر تقریر سے یون ساہو کار کے

بیٹے ایپولوڈورس کیجانب سے مرتب کی گئی تھی جو یہ چاہتا تھا کہ اس تاج کی نسبت جیسے سلطنت نے اس بحری سردار کو دینا تجویز کیا تھا جس کی کشتی سب سے پہلے بنکر سمندر میں جانے کے لئے تیار ہو جائے، اس کا استحقاق صحیح اور اس کے مخالفوں کا دعویٰ غلط ثابت ہو جائے۔ اس بیڑے کو جس مہم کے لئے جانے کا حکم دیا گیا تھا وہ غالباً ۳۶۱ء کی مہم تھی جس میں ڈیموس تھینز نے خود بھی خدمت کی تھی اور یہ مقدمہ دو برس بعد ہوا تھا۔ اس تقریر سے دلچسپی کی وجہ یہ ہے کہ اس سے ایتھنز کے بحری نظم پر روشنی پڑتی ہے۔ اور آیندہ کے ایک باب میں ہمیں اس بحث سے سروکار پڑے گا۔ اس تقریر کا آخری حصہ اجرت کے وکیلوں کی مذمت کے لئے وقف ہے مگر ڈیموس تھینز کے منہ سے یہ ایک عجوبہ بات معلوم ہوتی ہے اور حقیقت میں یہ بھی اس فن کا ایک کرتب ہے۔ اس تقریر کی قاطع و قامع صاف گوئی اور تقصیر وار بحری سرداروں کی نسبت ایتھنز کی روش کی صاف صاف نکتہ چینی بالکل ڈیموس تھینز ہی کے انداز بیان میں ہے اور ہم بحری معاملات کے متعلق اس کی اس دلچسپی کو ابھی سے دیکھ سکتے ہیں جس کی وجہ سے اس نے چند سال بعد بحری نظم کی اصلاح کی تجویز پیش کی اور پھر چند برس اور آگے چل کر اسے عمل میں بھی لایا۔

اسپوڈیاس کے خلاف تقریر جس میں ایک خاندانی قرارداد سے بحث کی گئی ہے جسے اسپوڈیاس نے شکست کر دیا تھا اس میں پڑنے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ لہجہ اور طرز بیان میں یہ ان تقریروں سے مشابہ ہے جو افوبس اور انیٹر کے خلاف ہوئی تھیں۔ یہ نسبتاً ایک خفیف سا معاملہ تھا اور اس پر مختصر مگر موثر بحث کی گئی ہے۔

کیلکلس کے خلاف تقریر زیادہ دلچسپ ہے یہ بہت خوبی کے ساتھ اس انداز میں لکھی گئی ہے کہ مقرر ایک سلیم الطبع شخص ہے جس کی خواہش صرف یہ ہے کہ خاموشانہ زندگی بسر کرے مگر اس کے ہمسایہ نے خواہ مخواہ اس پر حملہ کیا اور اس طرح اسے مجبور ہو کر عدالت میں آنا پڑا۔ اس مقرر اور کیلکلس کے کھیت ملے ہوئے تھے اور درمیان میں ایک سڑک تھی

مقرر کے باپ نے یہ دیکھکر کہ جو پانی پہاڑیوں پر سے آتا تھا وہ اس کی زمین میں ایک نالہ کاٹ رہا تھا ایک دیوار بنادی جس سے پانی دوسری طرف بہ جاتا تھا۔ کئی برس بعد ایک سخت طوفان خیز سیلاب نے کیلکلس کی جائداد پر اس پرانی دیوار کو گرادیا اور اس سے کسی قدر نقصان ہوا۔ اس پر کیلکلس نے حرجہ کا دعویٰ کر دیا اور ڈیموس تھینز نے اس کا جو جواب مرتب کیا ہے اس سے نہ صرف ایٹکا کی دیہاتی زندگی کا دلچسپ نقشہ کھنچ جاتا ہے بلکہ اسکی تقریروں میں یہ نہایت شگفتہ اور ظریفانہ تقریر ہے اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی اچھا مقدمہ ڈیموس تھینز کے ہاتھ میں ہو اور اس کی نوعیت بھی زیادہ شدید نہ ہو تو وہ اپنی معمولی سنجیدگی کو چھوڑ کر دوسرا انداز بھی اختیار کر سکتا تھا۔

کونن کے خلاف تقریر بھی بڑی خوبی سے مرتب ہوی ہے ایک موقر دنیز ضدی نوجوان گو نہ وحشیانہ حملہ کے لئے حرجہ کا دعویدار ہوا ہے۔ جسے وحشیانہ حملہ کہا گیا ہے اس کی حد یہ تھی کہ چند زندہ دل و عیاش طبع اشخاص نے اپنا ایک کلب بنا لیا تھا اور انھیں لوگوں نے اس کی "مرمت" کی تھی اس نوجوان شخص نے اپنا بیان اس طرح دیا ہے کہ اس کے بیان کے غیر ارادی مذاق سے تقریر کے مرتب کرنے والے اور جوری دونوں کو بہت لطف آیا ہوگا۔[۱]

(۳۵۵ میں) فارمیو کے موافق اور (۳۵۵ یا ۳۴۹ میں) اسٹیفنس کے خلاف تقریریں دوران مقدمہ بازی میں ہوی تھیں اور زیادہ تر ساہوکاری سے متعلق ہیں۔ ان تقریروں میں ایسی بحث اٹھائی گئی ہے جس سے بہ حیثیت ایک وکیل اور ایک ذاتی شخص کے ڈیموس تھینز کے عادات و اخلاق پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ اس داستان میں کسی آئندہ موقع پر ان تقریروں پر زیادہ تفصیل سے بحث کرنی پڑے گی۔

بیوٹس کے خلاف "اسکے نام پر" جو تقریر ہے وہ کسی شخص منٹھیتس کیلئے ۳۴۸ میں

---

[۱] اس تقریر کی تاریخ غیر یقینی ہے مگر یہ تقریر ۳۴۱ کے قریب زمانہ میں ہوی ہوگی۔

مرتب کی گئی تھی جس نے اپنے سوتیلے بھائی پر یہ دعوی کیا تھا کہ اس نے خلاف قانون میرا نام اختیار کر لیا ہے۔ یہ تقریر اس انداز سے مرتب کی گئی گویا ایک اکھڑ شخص خود تقریر کر رہا ہے جو پے در پے بھپتے ہوئے سوالات کرنے کا بھی شائق ہے اور یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ کم وقعت اشخاص اگر دوسروں کے نام اختیار کر لیں گے تو لوگ ان دونوں میں تمیز نہ کر سکیں گے اور اس سے کیسی کچھ زحمتیں پیش آئیں گی۔ اس نے جو خیالی تصویریں کھینچی ہیں ان میں ظرافت کی چاشنی بھی موجود ہے لیکن ہمیں یہ نہیں معلوم ہے کہ دوسری جانب سے کیا کہا جانے والا تھا اور کس وجہ سے مقرر اس مقدمہ میں ہار گیا۔

وہ دو خانگی تقریریں جو غالباً ۳۴۶ء یا اس سے قریب زمانہ میں مرتب ہوئی تھیں وہ بھی (فارمیو والی تقریر کے مانند) تمادی عارض ہو جانے کے متعلق ہیں اور ان کی بنا خاص کر اس واقعہ پر ہے کہ مدعی نے مقدمہ دائر کرنے کے قبل ہی مدعا علیہ کو جملہ دعاوی سے بری کر دیا تھا۔ پینٹینیٹس کے خلاف تقریر میں نکوبیولس نے پینٹینیٹس پر جو دعوی کیا ہے وہ ایک کان کی ملکیت کے بارے میں پیچ در پیچ معاملات کے ایک سلسلہ کا نتیجہ تھا اور اسکی سماعت انضباط معدنیات کے خاص قانون کے تحت میں ہوئی تھی۔ اس قانون کی رو سے مقدمہ کا فیصلہ جلد ہونا ضروری تھا اور فریقین پر بعض سخت شرائط عائد ہوتے تھے۔ نکوبیولس کے عذر کا ایک جزو یہ بھی تھا کہ صحیح طور پر مقدمہ اس خاص قانون کے تحت میں نہیں آتا اور یہ کہ متعدد دعاوی جو مختلف عدالتوں میں پیش ہونا چاہئے تھے وہ اس ایک مقدمہ میں شامل کر دئے گئے ہیں۔ یہ تقریر ایک ایسے شخص کے لئے لکھی گئی ہے جس میں بہت کچھ انکسار موجود ہے جس پر از خود نظر پڑتی ہے اور وہ اس امر سے آگاہ ہے کہ پینٹینیٹس اسے روپیہ کا لین دین کرنے والا اور ایسا شخص ظاہر کرکے جسکے عادات واطوار تک مشتبہ ہوں اس کے خلاف تعصب پیدا کر دے گا۔ اس تقریر میں قانونی استدلال کے اندر ہی بعض لوگوں کے عادات واخلاق کی تصویر بھی بڑی ہی ہوشیاری سے کھینچی گئی ہے۔

عذر تمادی والی دوسری تقریر اس مقدمہ کے روکنے کے لئے پیش ہوئی تھی جس میں ناسیمیکاس اور زینو پیتیس نے اپنے سابق ولی ارسٹکمس کے لڑکوں پر ایک بڑی رقم کے لئے دعویٰ کیا تھا۔ مقرر یہ حجت پیش کرتا ہے کہ ارسٹکمس کو جو برات دیگئی اس سے امانت کے متعلق جملہ معاملات طے ہوگئے اور نیز یہ کہ مدعیوں کے اس دعوے میں قانون میعاد سماعت کی رو سے تمادی عارض ہے۔ یہ تقریر مختصر، سلیس اور کاروبارانہ انداز کی ہے، صرف خاتمہ کے قریب فصاحت و بلاغت کو ذرا دخل دیا ہے جہاں مقرر نے مدعیوں کے اس دعوے کا جواب دیا ہے کہ چونکہ انھوں نے سلطنت کی خدمت میں بہت بڑی رقم صرف کی ہے اس لئے ان کے معاملہ پر لحاظ ہونا چاہئے۔ مقرر اس کے خلاف یہ دلیل لایا ہے کہ اس قسم کا استدلال شہر پر بدنامی لانے کا باعث ہوگا کیونکہ اس سے مفہوم یہ نکلے گا کہ شہر اپنے باشندوں سے حد سے زیادہ مطالبات کرتا ہے۔

خانگی تقریروں میں سے آخری تقریر جو کسی گمان غالب کے ساتھ ڈیموس تھینز کی جانب منسوب کیجاسکتی ہے وہ یوبیلائیڈیز کے خلاف تھی اور ۳۴۳ ق م میں ہوئی تھی۔ مقرر ایوکزیتھس نے ایوبیلائڈس پر یہ الزام لگایا ہے کہ اس نے (۳۴۵ ق م کی نظر ثانی میں) ناجائز ذرائع سے اس کا نام شہریوں کی فہرست سے خارج کرادیا اور جو حق اسے حاصل تھا اس کے بموجب اس نے جوری سے یہ درخواست کی تھی کہ اس کا نام فہرست میں بحال کردیا جائے۔ اس نے ایک ایماندار اور خوش معاملہ شخص کی طرح سے تقریر کی اور وہ اپنے افلاس سے شرمندہ نہیں تھا اور اپنے معاملہ کی قوت پر اسے اعتماد تھا جو صفائی و زور کے ساتھ پیش کیا گیا تھا (افلاس پر شرمندگی کی وجہ یہ ہوسکتی تھی کہ اس کی ماں فیتہ بیچتی اور کسی زمانہ میں دایہ گری کا کام کرتی تھی)

ان تقریروں سے کافی طور پر یہ واضح ہوجاتا ہے کہ ایتھنز کے وکیل کو انسانی جذبات کے کس قدر مختلف نوعیات سے کام پڑتا تھا اور ڈیموس تھینز کو اس فن میں کیسی کچھ مہارت تھی۔ وہ اگرچہ مقرر کی خصلت اور اسی کا رنگ اختیار

کرلیتا تھا پھر بھی اکثر صورتوں میں وہ صاف پہچان لیا جاتا تھا اگر اس کے زیادہ پر زور خصوصیات یعنے اس کی ہجو ملیح، اس کا پارسایانہ غصہ اور اسکی بیدردانہ طعنہ زنی یہ سب تقریر کے خاص حصہ میں دبے بھی رہتے تھے تو بھی کہیں نہ کہیں دفعتًہ ان کا شعلہ بھڑک اُٹھتا تھا اور وہ ہمیشہ اس اثر کے پیدا کرنے میں کامیاب رہتا تھا کہ وہ اپنے مخالف کی بہ نسبت زیادہ بلند اخلاقی کی سطح پر رہے اور چاہے تو حقارت کے ساتھ اپنے مخالف کے متعلق بحث کرے اور چاہے بیدردانہ طور پر اس پر حملہ کردے، مگر جب اس نے زندگی عامہ میں ایک مرتبہ ذمہ داری کی حیثیت پیدا کرلی تو پھر ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس فن تقریر کی اس نے پست تر شاخ کو بالطبع اسی طرح ترک کردیا ہوگا جس طرح اس نے اپنے موکلوں کی طرف سے بذات خود عدالت میں آنا اس وقت سے چھوڑ دیا جبکہ اس نے اول اول سیاسی مباحث میں شرکت شروع کی۔ اِس میں شک نہیں کہ اس کا ایسا کرنا اس خیال سے تھا کہ پیشہ ور وکلا جن بری نظروں سے دیکھے جاتے تھے اس پر بھی وہی نظریں نہ پڑنے پائیں اور اس سے اس کی سیاسی امیدوں کو نقصان نہ پہنچے۔ ۳۴۵ق م[1] کے بعد تک یہ نہیں ہوا کہ وہ اس منزلت پر پہنچ جاتا کہ ایتھنز کی حکمت عملی و روش پر وہ واقعی اقتدار حاصل کرلیتا اور اس وقت کہ وہ فریق مخالف میں تھا، اس کے سیاسی مشاغل غالبًا اتنے انہماک کے نہ تھے کہ موکلوں کے لئے تقریر لکھنے کے لئے اسکے پاس وقت نہ رہتا مگر اس وقت کے بعد سے اس کے قلم سے نکلی ہوی اس قسم کی تقریریں نہیں ملتیں کیونکہ یہ خیال کسی مستحکم بنیاد پر قائم نہیں ہے کہ سکندر اعظم کی تخت نشینی کے بعد سے وہ سیاسی مشاغل سے منقطع ہوگیا ہوگا اور اس نے پھر وکالت کا پیشہ اختیار کرلیا ہوگا (اور منجملہ اور تقریروں کے فیبلپس اور فارمیو کے خلاف تقریریں بھی لکھی ہونگی)

---

[1] بچر، ڈیموس تھینز صفحہ ۱۴۰۔

تعلیقات

(۱) ڈیموس تھینز کی جائداد کی قیمت کا موجودہ سکوں میں اندازہ کرنا آسان نہیں ہے ایک ٹیلنٹ میں چاندی کا جو وزن ہوتا تھا (یعنے تقریباً پونے ستائیس سیر) اس کی قیمت موجودہ نرخ کے اعتبار سے سو پاونڈ سے کچھ کم یعنے پندرہ سو روپیہ کے قریب) ہوگی (ملاحظہ ہو گڈون کی تصنیف کتاب میڈیاس مصنفہ ڈیماستھینز ۸۰ تعلیق) مگر اس کی قوت خریداری اس وقت کی بہ نسبت بہت زیادہ ہوگی۔ چوتھی صدی قبل مسیح میں ایک غیر ماہر مزدور کی اجرت ڈیڑھ درہم یومیہ ہوتی تھی (بلاک کی کتاب گریشن گسکن) اور (تمام امور پر لحاظ کرکے) انگلستان میں ایسے مزدوروں کی اجرت تین شلنگ (عالہ) یومیہ ہے اور اس نرخ پر ایک ٹیلنٹ ہے چھ سو پاونڈ کی غیر ماہرانہ مزدوری حاصل کیجاسکتی تھی۔ اگر گیہوں کی قیمت کو معیار قرار دیا جائے تو ڈیموس تھینز کے زمانہ میں ایتھنز میں (۳۹ فارم ہیں) پانچ درہم میں ایک "مدمش" یعنے ۲۷ درہم میں ایک کوارٹر گیہوں ملتا تھا۔ اس وقت (مارچ سنہ ۱۹۱۳ء میں) اتنے گیہوں کی قیمت لندن میں (۳۴) شلنگ (۲۶ روپیہ ہے) اور اس اندازے سے ایک ٹیلنٹ تقریباً چارسو پاونڈ (چھ ہزار روپیہ) کے برابر ہوگا۔

(۲) ڈیموس تھینز کی ولادت کی تاریخ قطعی طور پر معین نہیں ہوسکتی کیونکہ اس نے خود اپنی عمر کے متعلق دو متضاد بیان دئے ہیں۔ آنیٹر کے خلاف پہلی تقریر میں اس نے یہ کہا ہے کہ افوبس کا عقد پالیزیلس کے عہد ارفنی کے آخری ماہ یعنے تقریباً جون سنہ ۳۶۶ میں ہوا تھا اور اس کے عین بعد ہی وہ (ڈیموس تھینز) سن بلوغ کو پہنچا یعنے اٹھارہ برس کا ہوگیا اگر ایسا ہے تو اس کی ولادت بسنہ ۳۸۴ کے وسط کے قریب ہوی ہوگی۔ اس کے بعد افوبس کے خلاف پہلی تقریر (۲ - ۱۷ - ۱۹) میں وہ کہتا ہے کہ باپ کے انتقال کے وقت اس کی عمر ۷ سال کی تھی اور سنہ ۳۶۶ میں سن بلوغ کو پہنچنے کے قبل

وہ دس برس تولیت میں رہا تھا۔ اس سے اس کی ولادت ۳۸۴-۳۸۳ میں متعین ہوتی ہے، ہائیپریڈس نے ۳۲۴-۳۲۳ میں اس کی نسبت ساٹھ برس کے ہونے کا اشارہ کیا ہے اور اس سے بھی وہی ۳۸۴ ظاہر ہوتا ہے مگر میڈیاس کے خلاف تقریر (۱۵۴) میں ڈیموس تھینز خود اپنے کو بتیس برس کی عمر کا بتاتا ہے۔ اس تقریر کی تاریخ بحث طلب ہے مگر غالب یہ ہے کہ یہ تقریر ۳۴۷ کے موسم گرما میں مرتب ہوی تھی ملاحظہ ہو صفحہ ۲۲۶) اور اگر ایسا تھا تو مقرر کی پیدائش ۳۷۹ میں مشخص ہوتی ہے۔ اگر نیوسیڈریس کے بعض الفاظ کا غلط لکھا جانا بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی سنہ ولادت ۳۸۱ ق م ثابت ہوتا ہے اور یہی تاریخ "اینتھم" میں بھی دی ہے۔ اگر یہ تقریر ۳۴۹ میں ہوی تھی جیسا کہ متعدد علما کا خیال ہے تو یہ تخالف کم ہو جاتا ہے مگر اس تاریخ کے خلاف سخت دلائل موجود ہیں۔

ڈیموس تھینز کی پیدائش کی تاریخ ڈکسیتس کی ارغنی کے زمانہ یعنی ۳۸۵-۴ ق م میں دی گئی ہے۔

(۳) ڈیموس تھینز کی جائداد کی اصلی قیمت کے متعلق بلاک، کارسٹڈ اور دوسرے مصنفوں نے بہت تفصیلی بحث کی ہے لیکن بحث کی وقعت اس وجہ سے بہت کچھ کم ہو جاتی ہے کہ ان سب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ڈیموس تھینز جھوٹ کہہ رہا تھا (اور انحصار اس تمام بحث کا افوبس دریالیکس کے خلاف تقریروں کے بعض مشکل ٹکڑوں کی تاویل پر ہے)۔ ڈیموس تھینز نے جائداد کی اصلی قیمت ظاہر کرنے میں شاید کسی قدر مبالغہ سے کام لیا ہے اور جو مقدار اسے ملی تھی اسے کسی قدر کم کر کے دکھایا ہے مگر یہ خیال کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس نے واقعات کو بہت زیادہ غلط بیان کیا ہے۔ اس کتاب کی وسعت اس کی متحمل نہیں ہوتی کہ زیادہ تفصیل کے ساتھ اس شہادت کی جانچ کیجائے۔

(۴) اسکینیز یہ بھی کہتا ہے کہ کچھ بعد کے زمانہ میں جب ایک بہت ہی دل ہلا دینے والے قتل کے الزام میں ارسٹارکس کو جلاوطن ہونا پڑا تو ڈیموس تھینز نے (جو خود بھی اس جرم کا محرک تھا) اس کے تین ٹیلنٹ جو اسے دینا چاہیئے تھے

کسی نہ کسی طرح دبا لیئے اور ڈنارکس نے بھی (ڈیموس تھینیز ۳۰ ـ ۷۴ میں) اس واقعہ کو خفیف تغیر کے ساتھ بیان کیا ہے ۔ خود ڈیموس تھینیز نے (میڈیاس ۱۰۴ ـ ۱۰۷ ـ ۱۱۷ ـ ۱۲۰ میں) یہ کہا ہے کہ یہ کل قصہ حاسدوں کا بہتان تھا جسے میڈیاس نے اختراع کیا اور اسی نے پھیلایا ۔ اس معاملہ کی اگر کوئی اور تاویل صحیح ہوسکتی ہے تو یہ بھی اغلباً صحیح ہوسکتی ہے ۔ قدیم زمانہ کا کوئی مقرر جب اپنے مخالفین کے خانگی حالات کا ذکر کرتا ہے تو اس پر اعتماد نہیں ہوسکتا اور اگر ڈیموس تھینیز کے موکلوں یا شاگردوں میں کوئی نوعمر دولتمند ایسا تھا جو بعد کو بدنام ہوگیا تو پھر یہ امر میڈیاس کی طبیعت اور اتیخفز کے مقرر کی عادت کے عین موافق تھا کہ اس بدنامی میں ڈیموس تھینیز کو بھی شامل کرنے کے لئے ضروری جزئیات کا اضافہ کرلیا جائے ۔ یہ جزئیات خود نہایت ہی مشتبہ ہیں ۔ اسکنیز کے بیان کے مطابق مقتول نکوڈیمس نے ڈیموس تھینیز پر فرار کا الزام لگایا تھا ۔ جس موقع کا حوالہ دیا گیا ہے وہ غالباً ۳۴۸ء کے بہار کا واقعہ ہے جبکہ ڈیموس تھینیز تقریب ڈیونیسیا میں سرود کی خدمت انجام دینے کے لئے ایوبیا کی خدمت سے واپس آ گیا تھا ۔ میڈیاس کے خلاف تقریر (۱۰۳) سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میڈیاس کی سازش و تحریک سے یہ الزام نکوڈیمس نے نہیں بلکہ ایوکٹیمن نے لگایا تھا اور اگر ایسا تھا تو نکوڈیمس کے خلاف ڈیموس تھینیز کی جس عداوت کا ادعا کیا گیا ہے وہ ناپید ہوجاتی ہے ۔ فقرۂ (۱۱۶) میں ڈیموس تھینیز نے میڈیاس پر یہ الزام لگایا ہے کہ اس نے اورسٹارکس پر غلط جرم عائد کیا ہے ۔

(۵) ہم یہ نہیں جانتے کہ آیا تقریر لکھنے کا پیشہ فی الواقع منفعت بخش تھا یا نہیں ۔ جو اجرت لیجاتی تھی اسکا بیان صرف اینٹی فان کے ۴۱۱ء کی مدافعت کے ایک ٹکڑے میں لکھا ہے (جسے مسٹر جولس نکول نے ... کے کاغذ پر قلمی نسخے سے مرتب کرکے ۱۹۰۷ء میں شائع کیا ہے) اس میں اینٹی فان یہ کہتا ہے کہ "میرے الزام لگانے والوں کا یہ دعویٰ ہے کہ میں دوسروں کے لئے عدالتی تقریریں لکھتا ہوں اور اپنا بیس فیصدی حق لیتا ہوں" لیکن چونکہ اینٹی فان حرص میں بدنام تھا اس لئے اس سے یہ یقین نہیں ہوسکتا کہ تمام تقریر لکھنے والے رقم نزاعی کا

بیس فی صدی طلب کرتے تھے ۔ اس سے بھی کم یقین اس پر ہوتا ہے کہ نصف صدی بعد ڈیموس تھینیز کے زمانہ میں بھی یہی شرح تھی ۔

(۶) اس میں فی الواقع بہت کم شک ہو سکتا ہے کہ ڈیموس تھینیز کی جو تقریریں اس وقت موجود ہیں وہ فی الاصل قریب قریب وہی تقریریں ہیں جو اس نے کی تھیں اس کے خلاف دلائل نہایت ہی کمزور ہیں ۔ یہ تو ضرور عیاں ہے کہ کسی حد تک نظر ثانی و ترمیم سے کام لیا گیا ہے ۔ خاص کر اس لحاظ سے کہ مخالف مقرروں کے جواب کے طور پر جا بجا نئے ٹکڑے داخل کر دیے گئے ہیں اور مباحثہ کی روشنی میں بعض فقروں کی اصلاح کا ہونا بھی ممکن ہے ۔ شائد یہ بھی ہوا ہو کہ تقریریں جب شائع کی گئیں تو قرارداد کی باضابطہ تجویزیں حذف کر دی گئی ہوں ۔ اس قسم کے خالص ضابطہ کے جملوں سے پڑھنے والوں کو بہت کم دلچسپی ہوتی ہے لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تقریر کے متن میں وہ مطلق شامل ہی نہ ہوں ہر طرح اغلب یہ ہے کہ تحریک محرر یا صدر کو دیدی جاتی تھی اور وہ اسے بلند آواز سے پڑھ دیتا تھا ۔ موجودہ تقریروں کو بعینہ اصلی تقریریں سمجھنے کے خلاف جو اعتراض اٹھایا گیا ہے یعنے یہ کہ ان میں معین و مشخص تحریکات شامل نہیں ہیں ۔ اس کا جواب کئی طرح پر دیا جا سکتا ہے کچھ تو یہی امور مذکورۂ بالا اس کا جواب ہیں اور کسی قدر اس امر کے بتا دینے سے اس کا جواب ہو سکتا ہے کہ اولاً یہ کہ بعض تقریریں صریحاً قطعی تحریکات کے ساتھ شامل ہیں اور ان تقریروں میں بالکل قطعی تجویزیں کی گئی ہیں اگرچہ یہ تجویزیں ضابطہ کی شکل میں نہیں ہیں ثانیاً یہ کہ بعض تقریریں تحریکات کے جواب کی حیثیت رکھتی ہیں ثالثاً یہ کہ اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ڈیموس تھینیز یا کوئی دوسرا مقرر ہر تقریر میں لازماً کوئی نہ کوئی تحریک ہی پیش کرتا ہو ۔ ان کے سوا اور جو اعتراضات ہوئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں ۔

(۱) تقریریں اس قدر وسیع مباحث پر محتوی ہیں کہ معین تحریکات کے مباحثہ میں یہ تقریریں نہ ہوئی ہونگی مگر ہمیں یہ نہیں معلوم ہے کہ اس زمانہ میں ایتھنز میں غیر متعلق مباحث کے لئے کیا حدود قرار دیئے گئے تھے اور نیز یہ کہ

جس غیر متعلق بحث کا ادعا کیا جاتا ہے اس میں بہت کچھ مبالغہ کیا گیا ہے کیونکہ معترضین اور خاص کر ہین نے ان دلائل کو جن کی بنا ڈیموس تھنیز سے حکمت عملی اور عام اخلاق پر رکھی ہے فی الواقع غیر متعلق قرار دیا ہے۔ یہ صیحح ہے کہ انیڈ دسائڈس اور ہجیسیس کے موجود الوقت مباحثہ کی تقریروں میں اس قسم کے زیادہ دلائل موجود نہیں ہیں مگر ان میں اور ڈیموس تھنیز میں جو فرق ہے یہ بھی اسی کا حصہ ہے مباحثہ کی تقریروں کی لازمی خصوصیت نہیں ہے۔

(۲) پلوٹارک نے ڈیموس تھنیز کے عادات واطوار کا جو نقشہ کھینچا ہے اس لحاظ سے ہمیں جس قسم کی تقریروں کی توقع ہونا چاہئے یہ تقریریں ویسی نہیں ہیں لیکن یہ اصل بات میں بہت مبالغہ کرنا ہے یہ صیحح ہے کہ پلوٹارک اور اسکینز نے ڈیموس تھنیز کے بعض فقرے ایسے نقل کئے ہیں جو اسکی موجودہ تقریروں کے چند فقروں کو چھوڑ کر بہت زیادہ سخت و شدید ہیں مگر ان سے بہت ہی قریب قریب فقرے موجود ہیں اور یہ امر واقعہ کہ اس قسم کے فقرے ان تقریروں میں آئے ہوں جو ڈیموس تھنیز نے ارتجالاً کی تھیں یا انکی اشاعت کے قابل نہیں سمجھا تھا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس نے جن تقریروں کو اشاعت کے قابل سمجھا وہ کبھی ہوی ہی نہ تھیں۔

زیادہ سے زیادہ جو کچھ کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ دو ایک صورتوں میں اور خاص کر فیلقوس کے خلاف تیسری تقریر کے معاملہ میں تقریر کے دو نسخے شائع تھے اور ممکن ہے کہ یہ دونوں نسخے خود ڈیموس تھنیز ہی نے ترمیمات کے بعد دوبارہ شائع کئے ہوں، مگر اب یہ بہت ہی اغلب طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ ڈیموس تھنیز کی بعض تقریروں کے نسخوں کی تکمیل انیکزیمینس نے اپنی تاریخ کے لئے کی تھی جس میں کچھ حصہ تو اس نے مقرر کی اصلی شائع شدہ تقریروں سے نقل کیا تھا اور کچھ حصہ خود اختراع کر لیا تھا یا اصلی ٹکڑوں کو بدل کر شامل کر دیا تھا۔ (اولنتھس کے نازک موقع کے وقت) نظام سلطنت سے متعلقہ تقریر، فیلقوس کے خط کا جواب اور ممکن ہے کہ خود فیلقوس کا خط اور فیلقوس کے خلاف چوتھی تقریر بیب قریب قریب

یقینی طور پر انھیں اسباب یا انھیں کے مماثل اسباب کا نتیجہ ہیں اور (اگرچہ اغلب نہیں مگر) ممکن ہے کہ فیلقوس کے خلاف تیسری تقریر کے نسخوں میں سے ایک نسخہ بھی اسی طرح وجود میں آگیا ہو یا اس قسم کی پر تصنع شاعرانہ تصنیف کا اس پر اثر پڑا ہو ان کے سوا اور تقریروں کے متعلق یہ سمجھ میں آنا دشوار ہے کہ ایک غیر متعصب پڑھنے والا کیونکر یہ خیال کرسکتا ہے کہ تقریریں جس حالت میں ہیں وہ مباحثہ کے لئے ناموزوں ہیں۔ ایک کمزور تخیل کا شخص بھی کسی قدر یہ تصور قائم کرسکتا ہے کہ یہ تقریریں جب ڈیموس تھینیز کے نادر انداز میں ادا ہوئی ہونگی تو ان کی قوت سے کس عظمت و جلال کا اظہار ہوا ہوگا مگر علما کی خداداد قابلیتوں میں تخیل ہمیشہ شامل نہیں ہوتا۔

(۷) اس قسم کے رسائل یہ ہیں۔ زینوفن کا مصنوعی نظام سلطنت ایتھنز سنہ ۳۵۵-۳۵۴ ق م اینڈوسائڈس کی تقریر (سنہ ۴۱۵ کے تھوڑے ہی زمانہ بعد) اینٹی فان کی سنہ ۴۱۱ ق۔م۔ کی تقریر اور وہ تقریر جو ہیروڈونس کی جانب منسوب ہے مگر اغلب یہ ہے کہ یہ حلقۂ تھرمینیس کے کسی رکن کی سنہ ۴۰۲ کی تصنیف ہے (ملاحظہ ہو ڈائرپ کا اڈیشن صفحہ ۱۱۰)

(۸) جالینوس کی تصنیف کے ایک محشّی نے ایک قصہ بیان کیا ہے کہ افلاطون نے ڈیموس تھینیز کو اس وجہ سے اپنے درس سے نکال دیا تھا کہ جو نکات بیان کئے جاتے تھے وہ صرف ان کے الفاظ پر توجہ کرتا تھا، ان کے دلائل پر توجہ نہیں کرتا تھا مگر اسے باغ کے دروازے کیطرف سے اندر جانے کا موقع ملگیا اور وہ بہت دنوں تک درس سنتا رہا اور کسی کو اس کا پتا نہ چلا۔ اس سے یونانی زبان کی یہ مثل نکلی کہ "باغ کے دروازے سے داخل ہو جاؤ"۔ (ملاحظہ ہو پروسٹ ینوجا رلوجر باب ۱۳ صفحہ ۳۰۷)

(۹) اینٹی فان نے اپنی سوتیلی ماں کے خلاف جو تقریر کی ہے اس میں اس نے بہت زور کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہے کہ غلاموں نے اذیت جسمانی کی وجہ سے جو شہادت دی تھی وہ بہت ہی معتبر تھی اور ہیروڈس کے قتل کے متعلق اسی مقرر کی تقریر میں اس قسم کی شہادت کو سخت ناقص قرار دیا گیا ہے کیونکہ اغلب یہ ہے کہ غلام یہ شہادت صرف اس وجہ سے دیدیتے تھے کہ اذیت جسمانی سے انھیں

جلد سے جلد نجات حاصل ہو جائے۔

(۱۰) ڈیموس تھنیز کے تکریرات کی کثرت کے متعلق لارڈ بروہم نے (اپنے "مقالۂ فصاحت قدما" میں) جو خیال ظاہر کیا ہے اس میں شک کی گنجائش ہے یہ سوال درحقیقت اس رائے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو فیلقوس کے خلاف تقریر کے اصل و مبدأ کے متعلق اختیار کیجائے (ملاحظہ ہو صفحات ۲۴۳ و ۳۵۶) لارڈ موصوف ان تکریرات کی وجہ یہ خیال کرتے ہیں کہ مقرروں کی خواہش یہ ہوتی تھی کہ وہ لوگوں کو ممنون و مسرور کریں اور ساتھ ہی ساتھ تحریص و ترغیب بھی دیں اور یہ لوگ اپنے سلطنت کے معاملات پر مخلّی بالطبع ہو کر گفتگو و مباحثہ کرنے کے ساتھ ہی نفیس تفریح کا لطف اٹھانے کے لئے بھی آتے تھے۔ اس صورت میں تکرار سے ہر موقع پر جوش بڑھجاتا تھا۔ چنانچہ جن لوگوں کو موسیقی سے الفت یا ڈراما سے مسرت ہوتی ہے انھیں پہلے نازک نغمہ یا پہلے شاندار تماشے سے کبھی اتنا اطمینان نہیں ہوتا جتنا بعد کے نغمے یا تماشے سے ہوتا ہے"۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایتھنز کے سامعین تقریر کو ایک فن سمجھکر اس سے لطف اندوز ہوتے تھے مگر یہ خیال کرنا حد سے بڑھ جاتا ہے کہ خاص خاص ٹکڑوں کا (جنھیں ہم معقول وقفوں کے ساتھ مکرر دیکھتے ہیں) ان پر اتنا قوی اثر ہوتا تھا کہ وہ اسی طرح ان کا خیر مقدم کرتے تھے جیسا لارڈ بروہم نے خیال کیا ہے۔

(۱۱) تقریر میں "حرکات و اشارات" سے کام لینے کی مذمت کرنے سے ڈاکٹر جانسن کبھی باز نہیں آتے تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے کہا کہ "حرکات و اشارات کا اثر معقول پسند اشخاص پر کچھ بھی نہیں ہوتا اس سے شور البتہ بڑھ جاتا ہے مگر دلیل کو کوئی قوت نہیں پہنچتی۔ اگر آپ کتے سے بات کرتے ہیں تو آپ حرکات سے کام لیتے اور ہاتھ سے اشارا کرتے ہیں کیونکہ وہ حیوان ہے' اور انسان جس حد تک حیوان سے دور ہوتا جاتا ہے اسی حد تک حرکات کا اثر اس پر کم پڑتا ہے" اس پر مسز تھرل نے کہا کہ "کیوں جناب! اس صورت میں ڈیموس تھنیز کے اس قول کے کیا معنی ہونگے کہ حرکات، حرکات، حرکات"؟ جانسن نے جواب دیا کہ "بیگم صاحبہ ڈیموس تھنیز حیوانوں کے مجمع یعنے ایک وحشی قوم کے سامنے تقریر کیا کرتا تھا (باسول)

(۱۲) بلاس کا یہ نظریہ کہ (سنہ ۳۶۰ میں ناخدا کی خدمت انجام دینے کے بعد) ڈیموس تھینیز نے یہ تقریر خود اپنے لئے مرتب کی تھی اور لیبنیس کا یہ کہنا غلط ہے کہ اپولوڈورس اس کا مقرر تھا۔ یہ نظریہ ناکافی بنا پر قائم ہے مگر اس میں شک کرنے کی کوئی حقیقی وجہ نہیں ہے کہ ڈیموس تھینیز نے یہ تقریر لکھی تھی۔

باب دوم

یونان از ۴۰۴ تا ۳۵۹ ق م

ڈیموس تھینیز نے جب معاملات عامّہ میں دلچسپی لینا شروع کیا ہے اس وقت کے عالم یونانی کی حالت بغیر اس کے قابل اطمینان طور پر سمجھ میں نہیں آسکتی کہ جنگ پلوپونیس کے اختتام پر ایتھنز کے زوال پذیر ہونے کے بعد سے یونانی تاریخ کی رفتار پر مختصراً نظر ڈالی جائے۔ یہ باب اسی مقصد کے لئے وقف ہوگا[1]

جہاں تک خود ایتھنز کا تعلق تھا یہ آفت ایتھنز کے انہزام وانہدام کی ظاہری تباہی کے باوجود اسی قدر مصیبت انگیز ثابت ہوئی جتنا بظاہر اندیشہ ہوسکتا تھا۔ شہر اسپارٹا کے حوالہ کئے جانے کے عین بعد ہی جن تیس شخصوں نے اپنا اقتدار قائم کرلیا تھا ان کی مطلق العنان حکمرانی کا جلد تر خاتمہ ہوگیا اور اس سے کم از کم ایک مفید نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ عدیدی حکومت ہمیشہ کے لئے بدنام ہوگئی، عمومی نظام سلطنت بحال کردیا گیا اور اگرچہ رقیب ہمدگر اپنی تقریروں میں ایک دوسرے پر عدیدی طریقوں کو کام میں لانے اور عدیدی خیالات سے ہمدردی رکھنے کا الزام لگاتے رہے اور علمائے نظریات ایسے نظام سلطنت کی تلاش میں سرگرداں رہے جو عملاً ایتھنز کی مروجہ عمومیت سے بہتر کام دیسکے مگر ان تمام باتوں کے باوجود کم از کم اسّی برس تک تو آئینی تغیر کی کوئی پرزور خواہش یا کسی موثر انقلاب کا خطرہ پیدا نہیں ہوا۔ ایتھنز کے قوانین جن میں کسی قدر بے ترتیبی پیدا ہوگئی تھی ان پر نظر ثانی کی گئی اور ان میں ایک دوسرے کے ساتھ توافق پیدا

---

[1] واقعات کا جو خلاصہ بیان کیا گیا ہے اس میں صرف انھیں مسائل سے بحث کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن کا بیان کرنا آئندہ دور کی تاریخ سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔

کیا گیا۔ تجارت بہت جلد بحال ہو گئی۔ شہر کی ظاہری شان و شوکت اور یونان کی تجارت اور علم ادب کے خاص مرکز ہونے کی حیثیت سے تمام ممالک غیر کے لوگ مثل سابق وہاں آمد و رفت کرنے لگے اور چند عارضی وقفوں کو مستثنیٰ کر کے اس کی آیندہ کی تیس برس کی تاریخ اس کی قوت و خوشحالی کی تدریجی بحالی کی تاریخ تھی۔

اسی زمانہ کی اسپارٹا کی تاریخ بالکل دوسری ہی تصویر پیش کرتی ہے، سنہ۴۰۴ میں ایتھنز کے اطاعت قبول کرنے کے بعد اسپارٹا کی سلطنت بروقت یونان میں سب سے زیادہ زبردست سلطنت ہو گئی تھی مگر اس نے جہاں کہیں ہوسکا اس نے ایک والی اور "دس شخصوں کی مجلس" کی حکومت قائم کر دی اور چونکہ ان ولاۃ و مجالس کی حکمرانی جابرانہ حکمرانی ہوتی تھی، اس لئے اسپارٹا کیجانب سے یوماً فیوماً تنفر بڑھتا گیا۔ علاوہ ازیں خاص دول (یعنے کورنتھ، ارگاس اور تھیبنز جنھوں نے اسے ایتھنز کے فتح کرنے میں مدد دی تھی) اسپارٹا ان کے توقعات کے پورا کرنے سے بھی قاصر رہا۔ کورنتھ کی خواہش یہ تھی کہ کارکرا اسکے قبضہ میں آجائے اور آبنائے سے مغرب جانب کے سمندروں میں اس کی فوقیت بے ردوکد قائم ہو جائے تاکہ ان سمندروں میں اس کی تجارت محفوظ ہو جائے۔ ارگاس اگرچہ فی الواقع ایک دوسرے درجہ کی طاقت سے زیادہ نہ تھا مگر پھر بھی اتنی توقع اسے بھی تھی کہ پلوپونیس کے اندر اس کی حیثیت میں کچھ ترقی ہو جائیگی۔ تھیبنز کی آرزو یہ تھی کہ بیوشیا میں وہ سب سے فائق طاقت تسلیم کر لیا جائے۔ اسپارٹا نے ان میں سے کسی خواہش کو بھی پورا نہ کیا اور سنہ۳۹۵ میں جب موقع آیا تو ایتھنز کی طرح یہ تینوں سلطنتیں بھی خود اسپارٹا پر پلٹ پڑنے کے لئے تیار تھیں۔

اسی سال میں ایران کے بادشاہ آرتازرکسنر دوم نے روڈز کے ایک باشندے ٹماکریٹس نامی کو روپیہ کی بہت کثیر مقدار دیکر خاص خاص یونانی دول میں اس غرض سے بھیجا کہ وہ ان شہروں کے مدبروں کو اپنے اپنے شہروں کی طرف سے اسپارٹا پر اعلان جنگ کر دینے پر آمادہ کرے۔ اہل اسپارٹا تقریباً سنہ۴۰۰ سے

اس بادشاہ سے برسر جنگ تھے اور برائے نام اس جنگ کا مقصد ایشیائے کوچک کے یونانی دول کے مفاد کو بتاتے تھے (یہ امر غیر تیقن ہے کہ اتھینز کے کسی مدبر نے بھی رشوت لی یا نہیں لیکن بہر صورت اتھینز کو ترغیب دینے کی ضرورت بہت کم تھی) اہل تھینز نے اپنے اوتیس کے دوست یعنے قبائل لاکرس کو اہل فوکس کے خلاف مخاصمات برپا کرنے پر اکسایا جس پر اہل فوکس نے اسپارٹا سے مدد کی درخواست کی اور اہل اسپارٹا نے لسینڈر کے تحت میں بیوشیا پر حملہ کر دیا لیکن لسینڈر ہیلیارٹس کے حملہ کے دوران میں مارا گیا اور جب اتھینز کی ایک فوج بھی اہل تھینز کے ساتھ شریک ہو گئی تو لسینڈر کا جانشین اسپارٹا کو واپس چلا گیا۔ دوسرے سال (یعنے ۳۹۴ ق م میں) ہم ایک مخلوط فوج کو جس میں اتھینز تھینز، کورنتھ، ارگاس اور ایوبیا کی فوجیں شامل تھیں اسپارٹا کی فوج کے مقابل میں صف آرا دیکھتے ہیں جس میں پلوپونیس کی چھوٹی چھوٹی دولتوں کی امدادی فوجیں بھی داخل تھیں۔ پہلے تو خشکی پر اسپارٹا کو کامیابی حاصل ہو گئی مگر اتھینز کے بندرگاہ پیریوس کی جدید قلعہ بندی جولائی میں شروع ہو گئی اور ۱۰ اگست کو اتھینز کے امیر البحر کونن نے ایک ایرانی بیڑے کو اپنے تحت میں لیکر نیڈاس کے قریب اہل اسپارٹا پر عظیم الشان بحری فتح حاصل کی اور ۳۹۳ ق م میں اتھینز کی اس دیوار کو دوبارہ بنا دیا، جسے ۴۰۴ ق م میں تباہ کر دیا گیا تھا۔ اس کام میں تھینز کے کاریگروں کی بہت بڑی جماعت نے بھی مدد دی۔ اسی زمانہ کے قریب (شاید کہ اتھینز میں شہنشاہی حوصلوں کی تجدید کیوجہ سے) ان اعتدال پسند رہنماؤں نے جو کئی برس سے اتھینز کی رہبری کر رہے تھے، اگرہس اور زیادہ انتہائی طرز کے دوسرے مدبروں کے سامنے سپر ڈالدی۔ مجلس ملکی کی ایک حاضری کا معاوضہ تین روبل تک بڑھا دینے سے عوام الناس کو سیاسیات میں اپنا زور دکھلانے کا پھر ایک مرتبہ اچھا موقع ملگیا، اور چونکہ ان کے اغراض جنگ سے بہترین طور پر پورے ہوتے تھے[1] اس لئے شد و مد کے ساتھ جنگی میدان کا

---

[1] ملاحظہ ہو آئندہ صفحہ ۴۷۔

اظہار شروع ہوگیا۔ سرگروہان انبوہ نے بدقسمتی سے اپنے مخالفوں اور زیادہ دولتمند شہریوں پر مقدمہ چلانے کی کارروائی پھر اختیار کی اور کثرت سے ایسا کرنے لگے تاکہ اس طرح فوج کے لئے روپیہ اور ضروریات جنگ حاصل ہوسکیں۔ جنگ تغیر پذیر نتائج کے ساتھ کئی برس تک جاری رہی۔ بہ حیثیت مجموعی واقعات کا رخ اسپارٹا کے تسلط کے خلاف تھا، اور جزائر اور دور افتادہ نوآبادیات پر ایک بڑی حد تک اس کا اقتدار زائل ہوگیا۔ اعلیٰ سپہ سالاری کے جوہر دو طرف سے دکھائے گئے۔ ایتھنز کے افکریٹس نے سپرداروں کی نئی تربیت دادہ فوج اور نئی شاطرانہ تدبیروں سے کام لینے میں (جو ابتداءً بہت ہی کامیاب ثابت ہوئی تھیں) خاص نمود حاصل کی۔ یہ نئی فوج (اگرچہ بالکلیہ نہیں مگر) زیادہ تر اجیر سپاہیوں سے مرتب اور گران سلاح پیادوں کی بہ نسبت (جن سے اب تک کام لینے کا رواج تھا) ہلکے ہتھیاروں سے مسلح تھی، مگر ان کے نیزے زیادہ لمبے ہوتے تھے۔ ایک موقع پر تو اس نے کورنتھ کے ایک پورے ڈویژن (حصۂ فوج) پر اچانک چھاپہ مارا اور اسے تباہ کردیا۔

۳۹۲ ق م میں اہل اسپارٹا روپیہ کی ضرورت سے سخت مجبور ہوئے اور انھوں نے ایران سے درخواست کی کہ وہ شرائط صلح قرار دے کر بزور صلح کرادے مگر یہ درخواست بے نتیجہ رہی لیکن جب ۳۸۸ ق م میں ان کا امیر البحر انٹلکیڈاس، اسی قسم کی ایک التجا سوسہ میں لے گیا تو اسے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی، اور اس سال کے اختتام کے قریب ایتھنز کی حالت ہلسپانٹ کی جانب سے اور خود وطن میں بہت ہی نازک ہوگئی اور اس کے لئے صلح کو قبول کرنے کے سوا اور کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہا اور آخر الامر ۳۸۷ ق م کے موسم سرما میں صلح موکد ہوگئی۔ کورنتھ اور تھیبز میں اگر مقاومت کی کچھ خواہش تھی بھی تو وہ اسپارٹا کی فوجوں کے اجتماع سے دبا دی گئی اور جب شاہ اعظم کا خط یونانی دولتوں کے مجمع نمایندگان میں پڑھا گیا تو صلح کے شرائط بالعموم تسلیم کر لئے گئے۔ ان شرائط سے یونانی دولتوں کے آپس کے تنازعات اور ایشیائے کوچک کے یونانی شہروں کے ساتھ شاہ کے تعلق کی حیثیت دونوں امور کا اگر بالکل با اعزاز نہیں تو ایک ہنگامی حل ضرور

مہیا ہوگیا۔ ایشیائے کوچک کے یونانی شہر مع جزائر کلیزو مینی و قبرس اب شاہ کی شہنشاہی کی جزو قرار دیدیئے گئے۔ تمام دوسرے یونانی شہر خود مختار قرار پائے، بجز اس کے کہ جزائر لمناس امبراس اور سیراس بدستور ایتھنز کے قبضہ میں رہے۔ شاہ نے اپنا یہ ارادہ ظاہر کردیا کہ جو سلطنت صلح کو قبول نہ کرے گی وہ اس کے خلاف جنگ کرے گا اور اگرچہ تھیبز نے یہ کوشش کی کہ بیوشیا میں اپنی فوقیت کو تسلیم کرالے مگر اسے مجبور ہو کر اپنا اور آرکومینس، پلیٹی تھیسپئی کے شہروں کو خود مختار مراکز کی حیثیت سے قائم کرنا پڑا۔ گویا بیوشیا کے اندر اسپارٹا کے اثر کے مرکز قائم ہوگئے مگر زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ یہ شہر ایتھنز کے اثر کے مرکز بن گئے۔

اینٹالکیڈاس کی صلح کی توثیق آئندہ نصف صدی کی تاریخ کے لئے نہایت ہی اہم واقعہ ہے۔ ایک طرف تو اس صلح نے تمام چھوٹی دولتوں کے لئے آزادی کا منشور مہیا کردیا اور کوئی بڑی دولت جب اپنے رقیب کو برسر غلط ثابت کرنا چاہتی تھی تو اس کے لئے ہمیشہ یہ موقع تھا کہ اس صلح کے بموجب وہ اس پر یہ الزام لگائے کہ اس نے کمزور تر شہروں کے تفرد کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ لیکن دوسری طرف ایشیا کے یونانیوں کو قطعی طور پر ایرانی سلطنت کے حوالہ کردینے اور شاہ ایران کے اس حق کے تسلیم کرلینے سے کہ وہ یونانی سلطنتوں کے لئے شرائط صلح قرار دیسکتا ہے، چوتھی صدی اور پانچویں صدی کے طبائع کا فرق نہایت واضح طور پر روشن ہو جاتا ہے کیونکہ پانچویں صدی میں ایران کے ساتھ کسی قسم کی رعایت مسئلۂ آزادی کے لئے غداری سمجھی جاتی تھی۔ اس زمانہ کے بعد سے یونان کے اندرونی معاملات میں ایران کی دخل دہی کا امکان لوگوں کے خیال میں ہمیشہ ادنیٰ درجہ میں رہا۔ خواہ وہ اس دخل دہی پر اپنی ذاتی کارروائی کی حیثیت سے نظر کرتے ہوں خواہ اسے ایک ایسا خطرہ سمجھتے ہوں جس سے حفاظت ضروری تھی اور جس "زر ایرانی" کا ذکر ہم اس کثرت سے سنتے ہیں اس کے وسیلہ سے ایران کا اثر یونانی سیاسی زندگی کے اندر ایک حقیقی اور نہایت افسوسناک عنصر بن گیا تھا۔ اس سے ہر جگہ

شکوک و شبہات پیدا ہوگئے اور ایتھنز کی مجالس کے مباحث اور اسکی عدالتوں کے نفاذ انصاف دونوں پر اس کا برا اثر پڑا۔

لیکن اینٹا لکبداس کی صلح نے خود یونان کے اندر فی الواقع معاقدات کو فرو نہیں کیا۔ اس سے یہ تو ضرور ہوا کہ الحال یونانی سلطنتوں اور ایرانی شہنشاہ کے مابین براہ راست مخاصمات بند ہوگئے کیونکہ اگرچہ شہنشاہی کی باغی رعایا خاص کر قبرس کے اگوراس اور مصر کے ٹیکاس اور نکٹینیاس کو ایتھنز کے سپہ سالاروں اور سپاہیوں سے بہت بڑی مدد مل رہی تھی مگر یہ لوگ ایتھنز کے نام سے کارروائی نہیں کرتے تھے اور ایتھنز کو ایک سے زائد مرتبہ مجبور ہونا پڑا کہ شاہ کی خواہش پر اپنے سپہ سالاروں کو واپس بلائے مگر خود یونان کے اندر یہ صلح کسی کے لئے بھی کامل طور پر اطمینان بخش نہیں تھی۔ اگرچہ ایتھنز کا تین جزیروں کو اپنے قبضہ میں رکھنا اس کے اعزاز کی رعایت اور اس کی تجارت کے لئے اول درجہ کا عظیم الشان نفع تھا، پھر بھی وہ اس معاملہ سے شرمسار تھا، جن مدبروں نے اس معاملہ میں اثر ڈالا تھا اس نے ان سے خلاصی حاصل کی اور ان کے بجائے برسوں تک کیلسٹرٹس کی سرگروہی میں چلتا رہا۔ تھیبز اور اسپارٹا کی مخاصمت کا مداوا آسانی سے نہیں ہوسکتا تھا، اور اہل اسپارٹا کی یہ خواہش کہ وہ پلوپونیس میں پھر اپنی فوقیت قائم کرلیں، زیادہ دنوں تک دبی ہوئی نہیں رہ سکتی تھی۔ درحقیقت انھوں نے باضابطہ طریق سے صلح کو شکست نہیں کیا۔ دوسری سلطنتوں کے اندر ان کی مداخلت ضابطہ کے مطابق راست اس طرح پر معلوم ہوتی تھی کہ وہ اسی سلطنت کے اندر مداخلت کرتے تھے جس کی عدیل کی جماعت انھیں دعوت دیتی تھی اور ان کا حیلہ یہ ہوتا تھا کہ یہی جماعت اس سلطنت کی حکومت کی نمایندگی کرتی ہے پس اس طرح کہنے کو یہ ہوتا تھا کہ انھوں نے اپنی فوج اور اپنے ولاۃ کو مقامی حکومت کی خدمت میں دیدیا تھا۔ مگر اثر اس کا یہی تھا گویا انھوں نے صلح کو علانیہ توڑ دیا تھا۔ ۳۸۵ یا ۳۸۴ق م میں انھوں نے (آرکیڈیا کے سب سے بڑے شہر اور عام طور پر اسپارٹا کی مقاومت

کے ایک مرکز) میسٹینا کے لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ اپنی دیواریں گرا دیں، اور شہر میں
رہنے کے بجائے (جہاں وہ اپنے کو قلعہ بند کر سکتے اور حامیان آزادی کی تقریریں
کو زیادہ آسانی کے ساتھ سن سکتے تھے) چار پانچ دیہاتوں میں سکونت اختیار
کریں اور ہر گاؤں اسپارٹا کے ایک والی کے تحت میں ہو۔ ۳۷۹ء میں
انھوں نے بیس مہینے کے محاصرے کے بعد فلیس کو فتح کر لیا اور یہ معلوم ہوتا
تھا کہ تمام یونان میں ان کا اثر پھر جلد تر بحال ہو جائے گا۔ شمال میں معاہدہ
کیلکس کے مرکز یعنے شہر النتھس نے مقدونیہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر
اپنا اقتدار جزیرہ نمائے کیلکس پر وسیع کر لیا تھا اور (امنتاس سوم شاہ مقدونیہ
کے ساتھ رسمی اتحاد کے باوجود) خود مقدونیہ کے کچھ حصہ پر بھی اپنے اقتدار کو
وسیع کر دیا تھا۔ کیلکس کے دو خوف زدہ شہر اکنتھس اور اپولونیا اسپارٹا کی طرف رجوع ہوئے
اور امنتاس بھی ان شہروں کے ساتھ شریک ہو گیا۔ اہل اسپارٹا نے اس التجا کے جواب
میں النتھس کے خلاف ایک فوج روانہ کی اور طولانی جدوجہد کے بعد
النتھس کو مجبور ہو کر اسپارٹا کے محالفہ کا رکن بننا پڑا۔ اس سے لامحالہ امنتاس
کی حیثیت کو بہت تقویت حاصل ہو گئی مگر اس وقت کوئی شخص یہ پیش بینی نہیں
کر سکتا تھا کہ مقدونیہ کے بادشاہ کی طاقت اتنی بڑھ جائے گی کہ لوگ اس
امر پر افسوس کریں گے کہ کیوں نہ النتھس اور معاہدہ کیلکس کو اسکے خلاف
سد سکندری کے طور پر بحال خود چھوڑ دیا گیا۔

۳۸۳ء یا ۳۸۲ء میں فیبیڈاس کے تحت میں اسپارٹا کی ایک فوج نے
(جو النتھس کو جا رہی تھی) کسی تدبیر سے تھیبز کے ایوان عامہ کیڈمیا پر قبضہ
کر لیا (اس زمانہ میں اہل تھیبز عمومی مدبروں کے زیر اثر تھے جو اسپارٹا کے حلیف
تھے اور جنھوں نے النتھس کے خلاف مہم میں شرکت سے انکار کر دیا تھا
مگر شہر کے اندر کچھ عدیدی بھی تھے اور فیبیڈاس کو انھیں اندر کی سازشیوں
سے مدد مل گئی تھی) اہل اسپارٹا اس مقام پر ۳۷۹ء تک قابض رہے مگر
اس سال ان کی قلعہ گیر فوج کو ان عمومیوں نے نکال دیا جو اتھنز میں جلا وطنی
کی زندگی بسر کر رہے تھے اور جو اب اپنے شہر کو واپس لینے کی سازش میں

کامیاب ہوگئے تھے۔ اتھینز کی روش عجیب تھی۔ اسپارٹا کی حکمت عملی سے اگرچہ اسے سخت مخالفت تھی مگر تھیبز پر اسپارٹا کا قبضہ کر لینا اس کے لئے مفید تھا کیونکہ اس طرح اسے موقع مل گیا تھا کہ وہ اپنے سرحدی شہر اروپس کو (جس کا قبضہ نہایت ہی نتیجہ خیز تھا) تھیبز سے واپس لے لے۔ ماسوا اس کے اہل اسپارٹا نے پلیٹی کو پھر بحال کر دیا اور پلیٹی اور اتھینز میں ہمیشہ یارانہ رہا تھا۔ اسپارٹا کی فوج کی قربت کیوجہ سے اسے خوف بھی لاحق ہوگیا تھا اور اس لئے وہ جنگ کے لئے تیار نہ تھا بلکہ جن سپہ سالاروں نے تھیبز کے جلاوطنوں کی مدد کی تھی ان پر موت کا حکم صادر کر دیا، اور اگر اسپارٹا کے امیر البحر سفوڈریاس نے ایٹیکا پر حملہ نکر دیا ہوتا اور اپنے بازگشت کے قبل اسے نقصان نہ پہنچا دیا ہوتا تو اغلب یہ ہے کہ اتھینز، اسپارٹا کے ساتھ فوراً کچھ نہ کچھ قرارداد کر لیتا۔

سفوڈریاس کی اس کارروائی کا حکم اہل اسپارٹا نے نہیں دیا تھا مگر اسکی واپسی کے بعد انھوں نے اسے سزا دینے سے بھی انکار کر دیا، اس لئے اسپارٹا سے صلح کرنے کے بجائے اہل اتھینز نے ایک نئی لیگ کی بنا ڈالی جس کا قطعی مقصد یہ تھا کہ اہل اسپارٹا اور ان کے انٹیلکیڈاس کی صلح کی خلاف ورزیوں کے مقابلہ میں ایک دوسرے کی حفاظت کیجائے۔ ہر اس دولت کو جو شاہ ایران کے تحت میں نہیں تھی اس میں شرکت کی دعوت دی گئی، اور انٹیلکیڈاس کی صلح کے شرائط نے چھوٹے شہروں کو کسی قدر یہ یقین دلایا کہ ان پر ظلم و زیادتی نہیں ہوگی اور اس خیال نے انھیں اس معاقدے کا رکن ہونے پر زیادہ آمادہ کر دیا۔

اتھینز کی اس شرکت کا خاص بار کیلسٹریٹس اور دو نامدار امرا البحر کیبریاس اور ٹموتھیس نے اپنے سر لیا تھا۔ موخر الذکر شخص اساکریٹس کا شاگرد بھی تھا جس کی ۳۸۰ق م کی تقریر مدحیہ (Panegyric Oration) نے اس مشارکت کا راستہ تیار کرنے میں غالباً اثر دکھایا تھا (اس مشارکت کو بعض وقت "ڈیلیا کا معاقدہ ثانیہ" بھی کہتے تھے کیونکہ یہ پانچویں صدی کے [1] محالفہ عظیم کے مشابہ تھا) انتظامات ۳۷۸ یا ۳۷۷ق م میں مکمل ہوگئے حلفا کی سینیٹ (مجلس خاص) اتھینز کی مجلس ملکی سے بالکل خود مختار قرار پائی اور تمام عملی کارروائیوں اور

بالخصوص اعلان جنگ اور توکید صلح کے لئے دونوں کی منظوری درکار تھی (سابقہ
کے معاقدۂ ڈلیا کے ارکان کے رقوم امداد کی طرح) ان حلفا کی امداد کی نسبت
نہ یہ سمجھا جاتا تھا اور نہ اسے اس نام سے منسوب کیا گیا تھا کہ یہ رقمیں بطور خراج
کے اتیھنز کو ادا کیجاتی ہیں[1] - یہ بھی قرار دیا گیا تھا کہ مخالف دول یا حکومتوں میں سے
کسی سلطنت کے اندر اہل اتیھنز املاک نہ حاصل کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعض حلفا
نے جہاز بھی دیئے تھے، مگر روپیہ غالبًا سب نے دیا اور مہم کی کارروائی کا انتظام
عملًا اہل اتیھنز کے ہاتھ میں چھوڑ دیا گیا - جو خاص خاص شہر اسی وقت یا اسکے بعد ہی
جلد تر اس مشارکت کے رکن ہو گئے وہ یہ تھے - روڈز، کیا س، میٹلین و تمنا واقع
لیاس، باسفورس کا عظیم الشان تجارتی شہر بزنٹیم، کیلکس، ارٹریا اور ایوبیا
کے دوسرے شہر، جنوب میں کارکرا کا اہم جزیرہ اور سفیلینیا، زکنتھس اکارنینیا
اور دوسرے بہت سے کم معروف اقوام و جماعات سب اس مشارکت میں
شامل ہو گئے تھے - تھیبز کی شمولیت بھی حاصل ہو گئی مگر اس پر زیادہ دلوں تک
اعتماد نہیں ہو سکتا تھا اور یہ شمولیت شاید اتیھنز کے ایلچی تھریسیبولس کے
ذاتی اثر سے حاصل ہوئی تھی - کیلسٹریٹس اور اس کے رفقا نے جو مستعدانہ روش
اختیار کی اس سے خود اتیھنز کے اندر مالی اصلاحات کی ضرورت لاحق ہو گئی -
جس سال معاقدہ قائم ہوا تھا اسی سال یعنے ناسینیکس کے عہد ارخنی (۳۷۸ ق م)
میں جنگی محصول ایک نئی بنیاد پر قائم کیا گیا (یہ محصول املاک پر لگتا تھا اور اصولًا
یہ صرف شدید و فوری ضرورتوں کے وقت عائد کیا جاتا تھا) جو املاک محصول
کے قابل ہوتی تھیں ان کی قیمت کا اندازہ کیا جاتا اور انھیں سو حصوں میں تقسیم
کیا جاتا تھا اور جو لوگ محصول ادا کرنے کے قابل ہوتے تھے انھیں "سموری"
(یا مجالس) میں منقسم کر دیا جاتا تھا - ان لوگوں کے سوا جن کے املاک نہایت
قلیل ہوتے تھے، ہر شہری پر محصول عائد ہوتا تھا - (قلت املاک کی حد غیر متیقن
ہے مگر ممکن ہے کہ یہ حد پچیس مینا تک ہی ہو) ایک انتظام کے بموجب جو تھوڑے ہی

[1] ملاحظہ ہو تعلیق (۱) آخر باب -

زمانہ بعد ہوا تھا، اتھنز کے تین سو سب سے زیادہ دولتمند شہریوں کو مقدار واجب لادا داخل کر دینا پڑتی تھی[۱] اور انھیں یہ اختیار ہوتا تھا کہ وہ جس طرح چاہیں اپنے غریب بھائیوں سے اسے وصول کر لیں۔ اس انتظام میں اگرچہ خرابی کا امکان موجود تھا مگر اس میں شک نہیں کہ اس طرح روپیہ اس سے زیادہ عجلت و سہولت کے ساتھ وصول ہو جاتا تھا جس عجلت و سہولت سے اس حالت میں وصول ہوتا کہ انتظام اتنا مکمل نہ ہوتا اور اس کی ادائی کے لئے سرکاری عہدہ داروں کو مجبور ہو کر شہریوں کی ایک بہت بڑی تعداد سے فرداً فرداً مطالبہ کرنا پڑتا۔ نئی مشترکیت کی قوت اور اجرائے محصول کے نئے طریق کی خوبی بہت جلد ثابت ہو گئی۔ ۳۷۶ء میں کیریاس نے نکساس کے قریب اہل اسپارٹا پر بہت بڑی فتح حاصل کی اور ۳۷۵ء میں اس نے تھریس کے ساحل پر متعدد شہروں کو اس محالفہ میں کھینچ لیا۔ دوسری طرف ٹموتھیس نے کارکرا کے گرداگرد اور خاکنائے کورنتھ کے مغرب کے سمندروں میں اسپارٹا کے خلاف کامیاب کارروائیاں کیں[۲]۔ اسی سال میں القتھس کا معاقدہ پھر قائم ہو گیا۔ پس اس طرح اس نواح میں اسپارٹا کی جانب سے بہت کم خطرہ باقی رہا مگر جنگ کے مصارف بہت گراں ہو گئے تھے۔ روپیہ کی قلت کی وجہ سے ٹموتھیس کو خصوصیت سے زیادہ دقت لاحق ہوئی اور اہل تھنز سے بہت کم مدد ملی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۳۷۱ء میں اسپارٹا سے صلح کر لی گئی۔ اس صلح کی رو سے اتھنز نے خشکی پر اسپارٹا کی فوقیت کو تسلیم کیا اور اسپارٹا نے سمندر پر اتھنز کے تفوق کو مان لیا اور امفیٹکلیز اس کی صلح کے شرائط کی پھر توثیق کی گئی مگر ٹموتھیس کی جنگی کارروائیوں کی وجہ سے صلح بہت جلد شکست ہو گئی، اور مغرب میں اس مہم کے جاری رکھنے کے لئے سرمایہ حاصل کرنے کی غرض سے اس نے تھریس اور جزائر کے اندر

---

[۱] غالباً یہ لوگ برابر تعداد میں مجالس میں تقسیم کر دیئے جاتے تھے، یعنی ہر مجلس میں تین اشخاص ہوتے تھے جن میں سے ایک شخص مجلس کا سرگروہ ہوتا تھا۔ ملاحظہ ہو تعلیق (۲)۔

[۲] انھیں مہمات میں افولین نے بہ حیثیت ناخدا کے شرکت کی تھی۔

نئے حلیفوں کے پیدا کرنے کی کوشش کی۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ایک قلیل زمانہ کے لئے فیری کے جیسن کی تائید بھی حاصل کر لی تھی جو تھسلی میں سب سے زیادہ طاقتور حکمراں تھا، مگر ٹموتھیس اور اس کے جانشین اِفکریٹس دونوں نے یہ دیکھ لیا تھا کہ ان کے وسائل و ذرائع کافی نہیں تھے۔ اہل تھیبز کم و بیش صاف طور پر معاند ہوتے جاتے تھے، کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا تھا کہ وہ اہل اتھینز کی کامیابی کو تھیبز کے لئے خطرہ نہ سمجھتے ہوں۔ سنہ ۳۷۳ میں اہل تھیبز نے پلیٹیا کو تباہ کر دیا لہٰذا سنہ ۳۷۱ میں پھر صلح کی گئی۔ اسپارٹا کے ایک موتمر میں ایک مرتبہ پھر تمام یونانی شہروں کا تفرد علانیہ تسلیم کیا گیا، مگر اس کے ساتھ ہی ایمفی پولس[1] اور تھریسی کرسونیس کے شہروں پر اتھینز کا استحقاق روا رکھا گیا۔ اس موتمر میں شاہ ایران اور امنٹاس (شاہ مقدونیہ) دونوں کی نمائندگی ہوئی تھی اور مقامات زیر بحث کے متعلق ان کا اتھینز کے حق کو تسلیم کر لینا کچھ معنی رکھتا تھا، مگر اہل تھیبز نے اپنے کو اتنا قوی سمجھا کہ انھوں نے اس وقت تک صلح میں شریک ہونے سے انکار کر دیا، جبتک کہ یہ تسلیم نہ کر لیا جائے کہ تمام اہل بوشیا پر انھیں اقتدار حاصل ہے اور چونکہ اسپارٹا نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اس لئے اہل تھیبز اس معاہدے سے خارج کر دئے گئے اور کلیومبروٹس کو حکم دیا گیا کہ جو فوج تھیبز کے خلاف مخاصمات میں اہل فوکس کی مدد کے لئے گئی ہے اسے ہمراہ لیکر تھیبز پر حملہ کر دے، مگر اسے جنگ لیوکٹرا میں کامل شکست ہو گئی۔ یونانی دولتوں کے اندر تھیبز کی فوقیت کی نسبت کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہا تاہم پلوپونیس اور دوسرے مقامات کی دولتوں کے ایلچیوں کی ایک دوسری موتمر جو اتھینز میں ہوئی تھی اس نے ایک مرتبہ پھر انٹالکیڈاس کی صلح کی شرائط کی توثیق کر دی۔

لیوکٹرا میں اہل اسپارٹا کی ناکامی کے بعد پلوپونیس میں بھی ان کا اثر بہت کچھ

---

[1] ایمفی پولس کو اہل اتھینز نے سنہ ۴۳۷ میں قائم کیا تھا۔ اہل اسپارٹا نے اس پر سنہ ۴۲۴ میں قبضہ کر لیا اور متعدد کوششوں کے باوجود اتھینز اسے پھر کبھی واپس نہ لے سکا۔ یہ اب ایک عظیم الشان شہر ہو گیا تھا اور عملاً عظیم الشان یونانی شہروں اور مقدونیہ دونوں سے آزاد تھا مگر اہل اتھینز کا دعویٰ یہ تھا کہ انھیں اس پر حق ہے۔

زائل ہوگیا ایک شہر کے بعد دوسرے شہر میں عمومی اور مخالف اسپارٹا انقلابات
واقع ہونے لگے آرکیڈیا کی قوموں نے بلا تاخیر اپنی خود مختاری کا دعوی کر دیا۔
۳۷۰ ق م میں منیٹیا کی دیواریں پھر بنا دیگئیں۔ ٹیگیا میں اسپارٹا کے مؤید مغلوب
ہوگئے اور میگیلو پولس کا نیا شہر اس غرض سے قائم کیا گیا کہ آرکیڈیا کے متعدد
قبائل کا مرکز اور ان کی نمایندہ مجلس "دہ ہزار" کا مستقر ہوجائے ۳۶۹ ق م میں
ایپیمیناںڈس کے تحت میں تھیبز کی فوجیں ان اہالی آرکیڈیا کی تائید کے لئے نمودار
ہوئیں جنھوں نے (اسپارٹا کے حلیف جدید) ایتھنز سے طلب مدد کرنے سے بجا طور پر
انکار کر کے تھیبز سے امداد کی التجا کی تھی تھیبز کی فوج کے ساتھ وہ دستے بھی تھے
جو اہالی ایو بیا و اکرینیا نے بھیجے تھے جنھوں نے ایتھنز کے محالفہ سے الگ
ہوکر تھیبز سے محالفہ کر لیا ہوگا تھیبز کی فوج نے اسپارٹا کی مملکت پر حملہ کیا
اور مسینی کو مسینیا کے دار الصدر کے طور پر قائم کر دیا اور اسپارٹا کی مدت کی
اطاعت کے بعد اب آخر الامر مسینیا کو خود مختاری حاصل ہوی۔

آیندہ کے چند برسوں میں پلو پونیس کی مختلف مملکتیں جس طرح نقل و حرکت
کرتی رہیں ان کی تفصیل میں پڑنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے مگر یہ امر قابل لحاظ ہے
کہ ایران کی مداخلت کے ذریعہ سے عام صلح قائم کرنے کی دو مرتبہ کوشش
کی گئی۔ ۳۶۸ ق م میں فاسکس نے (جسے شاہ کے ایشیائی مرزبانوں میں سے
ایک مرزبان اریو بارزنیس نے بھیجا تھا) ایک مؤتمر ڈلفی میں طلب کی۔ یہ
مؤتمر ناکام ثابت ہوی۔ کیونکہ تھیبز اور اسپارٹا میں مسینیا کی خود مختاری کے متعلق
اتفاق نہو سکا اور فلسکس کی یہ کوشش کہ وہ فوج جمع کر کے اپنے شرائط کو
منوالے بیکار ثابت ہوی لیکن آئندہ سال یونان کی متعدد جلیل القدر دولتوں
کے نمائندے خود شاہ ارٹاکزارکسس کی حضوری میں اس کے دربار واقع سوسہ میں
حاضر ہوے۔ یہ نمائندے حسب ذیل تھے۔ تھیبز سے پلوپاڈس، الس سے
آرکیڈمکس، آرکیڈیا سے انیٹی اوکس ایتھنز سے لیون اور ٹمیگورس۔ پلوپاڈس
نے سرگروہی اختیار کی ہے اور اس نے جو شرائط تجویز کیں ان میں یہ شرط بھی
رکھی کہ مسینیا اور ایمفی پولس خود مختار رہیں اور ایتھنز کے جنگی جہاز سمندروں سے

ہٹا لئے جائیں۔ لیون نے ان شرائط کے سننے تک سے انکار کر دیا اور وطن واپس آکر اپنے زیادہ صلح جو رفیق ٹمیگورس پر مقدمہ چلا دیا جو غدار قرار پاکر قتل کر دیا گیا۔[1] یونانی سلطنتوں کے جو نمائندے تھیبز میں جمع ہوئے انھوں نے بھی ان تجاویز کے قبول کرنے سے انکار کر دیا جو شاہ کے نام سے پیش ہوئی تھیں اور اس سے عالم یونانی میں ایران کے امتیاز اور تھیبز کی منزلت دونوں میں ضعف آگیا۔

جس سال میں یہ مؤتمر جمع ہوئی اسی سال (یعنی ۳۶۶ ق م میں) اہل آرکیڈیا نے ایتھنز سے صلح کر لی مگر الس کے ساتھ کشاکش کے دوران میں (جس میں اہل آرکیڈیا ۳۶۵ ق م کے بعد سے مشغول رہے) خود ان کے درمیان میں یہ اختلافات برپا ہو گئے کہ اہالی الس سے المپیا کے جو خزانے حاصل ہوئے تھے ان کا مصرف کیا قرار دیا جائے اور ان اختلافات اور تھیبز اور اسپارٹا کے مداخلات سے جو عناد پیدا ہوا، آخر الامر اس کا انجام ۳۶۲ ق م کی جنگ منٹینیا پر ہوا۔ اس جنگ میں ایک جانب تو ایپیمنیانڈس کے تحت میں تھیبز کی فوج تھی (جس میں بوشیا، یوبیا اور تھسلی کے دستے بھی شامل تھے) اور ان کے علاوہ ٹیگی اور عام طور پر جنوبی آرکیڈیا کے باشندے اور اہالی میسینیا و آرگوس بھی ان کے شریک تھے دوسری جانب اہل اسپارٹا، منٹنیا اور جنوبی آرکیڈیا کے باشندے اور اہالی الس و ایکیا تھے اور ایتھنز کا دستہ معاون بھی موجود تھا۔ تھیبز کی جانب کو فتح حاصل ہو گئی مگر خود ایپیمینڈس کام آگیا اور اس نقصان نے فتح کے نفع کو بے حاصل سا کر دیا۔

جنگ لیوکٹرا کے بعد سے ایتھنز کی حکمت عملی تھیبز کے مخالف اور اسپارٹا کے موافق رہتی آئی تھی اور ۳۶۶ ق م کے ایک واقعہ نے تھیبز کے متعلق ایتھنز والوں کے معاندانہ خیال کو اور بڑھا دیا تھا۔ اریٹریا کے مطلق العنان حکمران تھیمسن نے اروپس پر قبضہ کر کے اسے[2] تھیبز کے حوالہ کر دیا تھا اور برائے نام

---

[1] مقابلہ کیجئے ڈیموس تھینیز ڈی الف ایل §§ ۱۳۱-۱۳۷-۱۹۱ ڈیموس تھینیز کا بیان یہ ہے کہ ٹمیگورس نے شاہ سے بہت بڑی رشوت لی تھی۔

[2] ملاحظہ ہو ما قبل صفحہ ۔

یہ کہدیا تھا کہ یہ حوالگی اس وقت تک کے لئے ہے کہ اس شہر کے متعلق ایتھنز کے دعویٰ کا مناسب فیصلہ ہو جائے۔ علاوہ اس کے اہل تھیبز نے آخری چند برسوں کے اندر آرکومینس، تھیسپی اور پلیٹیا کو برباد کرکے ایتھنز والوں کو اور بھی برگشتہ و آزردہ کردیا تھا۔ مگر اہل ایتھنز اس بیکار کی جنگ سے بتنگ آ گئے تھے اور جنگ مینٹینیا کو زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ ایک عام صلح کرلی گئی۔ صرف اسپارٹا اس سے الگ رہا۔ اروپس تھیبز ہی کے قبضہ میں رہا۔

جنگ مینٹینیا کے قبل اہل تھیبز شمالی یونان و نیز پلوپونیس میں بڑی سرگرمیاں دکھا رہے تھے ۳۷۰ق م میں فیری کے جیسن کا بیٹا سکندر تمام تھسلی کے بادشاہ اعلیٰ کی حیثیت میں اپنے باپ کا جانشین ہوا (جسے یہ منصب پانچ برس تک حاصل رہچکا تھا) مگر سکندر اول دن سے تھیبز کے معاندانہ حملوں کا نشانہ بنا ہوا تھا اور پلوپائڈس اور ایپیمناںڈس ان حملوں کی رہبری کر رہے تھے۔ حملہ آور اگرچہ برابر یکساں طور پر کامیاب نہیں رہے مگر عموماً انھوں نے اپنے کو قوی تر ثابت کردیا تھا اور ۳۶۳ق م میں پلوپائڈس نے سناسیفیلی میں ایک فتح عظیم حاصل کرلی مگر اس فتح میں خود اس کی جان جاتی رہی۔ اپنی سابق کی شمالی مہمات میں ایک مہم کے دوران میں پلوپائڈس نے (۳۶۸ق م میں) مقدونیہ والوں کو تھیبز سے محالفہ کرنے پر مجبور کردیا تھا اور جن لوگوں کو وہ بطور یرغمال کے لایا تھا، انھیں میں یونان کا آئندہ فاتح فیلقوس بھی تھا۔ جو اس وقت محض لڑکا تھا لیکن پلوپائڈس اور ایپیمنانڈس کے انتقال کے بعد یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اہل تھیبز نے تھسلی میں مداخلت کی ہو یا سکندر پر کسی قسم کا موثر اقتدار قائم رکھا ہو۔

ایتھنز میں کیلسٹریٹس کے غلبہ کے زمانہ کے بیشتر حصہ میں اہل شہر نے شاہ ایران سے عمدہ تعلقات قائم رکھے تھے مگر کچھ زمانہ گزرنے پر ان کا انداز کسی قدر غیر محتاط ہو گیا تھا۔ ٹیمگورس کا مجرم قرار دیا جانا اور ۳۶۶ق م میں شاہ کے تجاویز سے انکار کردینا حکمت عملی کی قطعی تبدیلی کے علامات تھے۔ اسی سال یا

لے ملاحظہ ہو ماقبل صفحہ

اس کے بعد ہی جلد تر ہلسپانٹ کے مرزبان اریو بازرنیس نے شاہ کے خلاف خروج کیا۔ پہلے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ صرف اپنے رقیب مرزبانوں سے برسر جنگ ہے اور اہل ایتھنز نے تموتھیس کو اس کی مدد کے لئے روانہ کردیا مگر جب خود شاہ کے خلاف اس کی بغاوت کا اعلان ہو گیا تو اینٹالکیڈاس کی صلح کی شرائط کے بموجب تموتھیس اسے آئندہ مدد دینے سے مجبور ہو گیا مگر اس نے اپنے دل کو اس طرح تسلی دی کہ سیماس کا محاصرہ کرکے اس پر قبضہ کرلیا جس پر ایک دوسرا مرزبان سپراتھمس شرائط صلح کے خلاف قابض تھا اس کے تھوڑے ہی زمانہ بعد ایشیائے کوچک اور مصر میں ارٹیکزرکسس دوم کے خلاف ماتحت حکمرانوں نے عام بغاوت کردی اور نہ صرف ایتھنز کا کبریاس بلکہ اسپارٹا کا اجیسیلاس بھی باغی مصریوں کی مدد کے لئے پہنچ گیا۔ کبریاس کہیں ۳۵۹ ق م میں ایتھنز میں واپس آیا۔ اس وقت تک آرٹیکزرکسس دوم کا انتقال ہو چکا تھا اور آرٹیکزرکسس اس کا جانشین ہوا جس نے اپنی تمام مملکت میں اپنے اقتدار کے دوبارہ قائم کرنے کی ہر ممکن کارروائی اختیار کی۔

سیماس کی فتح کے بعد (جسے رشا خلاص کہا گیا تھا) تموتھیس نے ۳۶۵ ق م میں اپنی مستعد کاریوں کا رخ تھریس کرسونیس کی طرف پھیر دیا جہاں ایتھنز کے اثر کا قائم رکھنا نہایت ہی اہم تھا کیونکہ ایتھنز کے ضروریات غلہ کا بیشتر حصہ باسفورس اور ایوکسن کے سواحل سے آتا تھا اور اس لئے اسے ہلسپانٹ سے ہو کر گزرنا پڑتا تھا۔ ایتھنز کے مستعمرین سیماس اور کرسونیس دونوں جگہوں میں بھیجے گئے اور اس کے بعد تموتھیس[1] کاٹس سے مخاصمات میں پھنس گیا جو ۳۸۲ ق م میں آڈوسی کے اہل تھریس کی بادشاہت کا جانشین ہوا تھا۔ اس کا پیشرو ابریزیمس[1] ایتھنز سے عمدہ تعلقات رکھتا تھا۔ اور اس سے قبل مدوکس اور لیوتھس (جنہوں نے بادشاہت کو آپس میں تقسیم کرلیا تھا۔ تھرسیبولس کی تدبر سیاسی سے ایتھنز کے دوست بن گئے تھے لیکن کاٹس کرسونیس پر اقتدار قائم رکھنے کے متعلق

[1] ملاحظہ ہو کارٹ صفحہ ۲۶ جس میں ۳۸۶ ق م کا ایتھنز کا ایک فیصلہ اسکے اعزاز کے متعلق نقل کیا گیا ہے۔

ایتھنز کو مدد دینے کے بجائے خود اپنی طاقت کو برقرار رکھنے اور وسعت دینے کے لئے
زیادہ مضطرب تھا اور اس نے ٹموتھیس اور ایتھنز کے دوسرے سپہ سالاروں کو بہت
پریشان کیا (اِفکریٹس جس کوشش میں ناکام رہ چکا تھا) ٹموتھیس نے اس کا
جانشین بن کر یہ بھی کوشش کی کہ ایمفی پولس پر قبضہ کر لے جس کے متعلق ایتھنز کے
حق کو انٹاس اور شاہ ایران دونوں نے ۳۷۱ ق م کی صلح میں قبول کر لیا تھا، لیکن
اگرچہ (جزیرہ نمائے کیلکس کے دو بڑے شہر) پوٹیڈا اور ٹورون اور اس کے
تھوڑے زمانہ بعد ہی پڈنا اور میتھون، ایتھنز کے محالفہ میں داخل ہو گئے مگر ٹموتھیس کو
ایمفی پولس کے واپس لینے میں کامیابی نہ ہوئی۔ کالس کے خلاف بھی اس نے
کچھ زیادہ ترقی نہ کی نہ ان سپہ سالاروں کو کچھ اس سے بہتر کامیابی ہوئی جو ۳۶۲ ق م
اور ۳۶۱ ق م میں ہلسپانٹ کو بھیجے گئے تھے۔ صرف یہ ہوا کہ واپسی پر ان کا محاسبہ
اور مواخذہ ہوا اور ان پر نالشیں کی گئیں[۱]۔ یہ اور بھی بدتر ہوا کہ فیری کے
سکندر نے (جو اب تھیبز کے حسب خواہ چل رہا تھا) ایک بیڑا تیار کر لیا،
جزیرہ پیپر یتھس پر قبضہ کر لیا، ایتھنز کے امیر البحر لیوستھنیس کو شکست دیدی
اور خود پیریئس پر بکار آمد یورش کر دی۔ مزید براں (۳۶۴-۳ ق م میں) ایپمینانڈس
نے تھیبز کے بیڑے کے ساتھ شمالی سمندروں میں گردآوری کی اور اس کے نتیجہ
کے طور پر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اہل بیزنطیم (بشمول اقوام کیزنیکس و کیلکیڈن)
آئندہ برس ایتھنز کے غلہ کے جہازوں میں مداخلت کر رہے تھے۔

کیلسٹریٹس کی حکمت عملی جو اس وقت تک مجلس ملکی کی رہبری کر رہا تھا،
بظاہر ناکامیاب ہو گئی اور ۳۶۱ ق م میں اس پر یہ الزام لگایا گیا کہ اس نے قوم کو
بہترین صلاح نہیں دی اور وہ جلاوطن ہو گیا۔ تھوڑے ہی زمانہ بعد اس نے
نادانشمندانہ صلاح پر عمل کر کے ایتھنز میں واپس آنے کی کوشش کی جس کا نتیجہ
یہ ہوا کہ وہ قتل کیا گیا۔ آئندہ چند برس تک ایتھنز میں سب سے زیادہ با اثر مدبر

---

۱ ان برسوں کے واقعات اور خاصکر ایتھنز کے امرائے بحر اور بیڑے کی کارگزاریاں پالکلس کے خلاف والی ڈیموس تھینیز کی (فرضی) تقریر میں بڑی خوبی سے ظاہر کیگئی ہیں۔ یہ تقریر اپولوڈورس کے کسی غیر معلوم مقرر نے لکھی ہے۔

ارسٹوفون تھا اس نے صدی کے اوائل ہی میں طاقت حاصل کرلی تھی مگر چونکہ یہ معلوم تھا کہ اس کا میلان تھیبز کی جانب ہے اس لئے بہت دنوں تک اسے قبول عام نہ حاصل ہوسکا۔ ۳۶۲ سنہ کی صلح (جس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے) غالباً اسی کے اثر سے ہوی اور وقت سے کچھ بھی پہلے نہیں ہوی۔

اب اگرچہ ایتھنز، تھیبز کے براہ راست مخاصمت سے پاک و صاف ہوگیا تھا مگر اول اول شمال میں فوجی معاملات کی کارروائی میں بہت کم ترقی ہوی۔ ٹموتھیس کو پھر ۶۰-۳۵۹ سنہ میں اہل ایمفی پولس نے شکست دیدی۔ اس سال سیفیسوڈوٹس، ہلسپانٹ کو بھیجا گیا مگر وہاں اجیر سپاہیوں کا ایک سردار کیریڈیمس جو کاٹس کی ملازمت میں تھا اس سے بڑھکر ثابت ہوا اور دوسرے سال کاٹس کے قتل ہوجانے کے بعد یہی شخص عملاً اس کے نابالغ لڑکے سرسابلٹس کا متولی اور وزیر اول بن گیا اور سپہ سالار تو تھا ہی۔

ایتھنز کے ساتھ کیریڈیمس کے سابقہ تعلقات غیر مسلسل رہے تھے، اس نے افکریٹس کے تحت میں تین برس خدمت کی تھی اور افکریٹس نے جب ایمفی پولس سے کچھ لوگ بطور یرغمال لئے تو انھیں ایتھنز بھیجنے کی غرض سے کیریڈیمس ہی کے سپرد کئے تھے مگر ۳۶۴ سنہ میں جب ٹموتھیس افکریٹس کے بجائے سپہ سالار ہوا تو کیریڈیمس نے یہ یرغمال اہل ایمفی پولس کو واپس دیدئے اور شہر کے حوالہ کرنے کے لئے انھیں جو سب سے بڑی وجہ ترغیب ہوتی اسے زائل کردیا، اور خود کاٹس کے پاس چلا گیا اس کے بعد ہی بہت جلد وہ اپنی خدمات اولنتھس کو دینے پر راضی ہوگیا جسے اس وقت ایمفی پولس پر تسلط حاصل تھا مگر ایتھنز کے بعض جہازوں نے اسے اولنتھس کو جاتے ہوے گرفتار کرلیا پس اب اولنتھس کے بجائے وہ ایتھنز کی فوج میں شامل ہوگیا اور اسے ایتھنز کی شہریت اور دیگر مراتب عطا کئے گئے۔ اس کے بعد وہ سمندر کو عبور کرکے ایشیائے کوچک میں پہنچا اور مرزبان آرٹیبزس اور آٹوفریڈیٹس کے مناقشات میں شریک ہوگیا مقدم الذکر کی مدد کا ادعا کرکے اس نے فی الواقع اس سے (یا اس کے اعزہ ممنن اور منٹر سے) سپسس، سیرن اور الیم کے شہر لے لئے مگر

آرٹیبزس نے اس پر سخت دباؤ ڈالا اور اس کے وسائل رسد کو منقطع کر دیا۔ اتھنز سے امداد ملنے کی توقع میں کیرڈیمس نے اتھنز کے ایلچی سیفیسوڈوٹس کو اتھنز سے روانہ ہونے کے قبل لکھا اور یہ وعدہ کیا کہ کرسونیس کو اس کے حوالہ کردے گا مگر کسی نامعلوم وجہ سے ممنن اور منٹر کو اس پر رحم آگیا اور انھوں نے آرٹیبزس کو اس پر راضی کر لیا کہ اسے بے آزار چلا جانے دے۔ وہ (۳۶۰ق م میں) بمقام سسٹاس، کالس کے ساتھ شامل ہو گیا اور سیفیسوڈوٹس نے اپنا وعدہ پورا کرنے کے بجائے کرسونیس میں اتھنز کے شہر کرٹیبوٹم و رالیس کا محاصرہ کر لیا اور کئی مہینے تک علانیہ سیفیسوڈوٹس کی مخالفت کرتا رہا اور اسے ذلت آمیز صلح کرنے پر مجبور کر دیا، جس کے لئے واپسی وطن پر سیفیسوڈوٹس سے جواب طلب ہوا اور اس پر پانچ ٹیلنٹ جرمانہ ہو گیا اور موت کا حکم صادر ہونے سے صرف تین رایوں سے بچ گیا۔ ڈیموس تھینیز نے اس مہم میں بطور ناخدا[1] کے خدمت انجام دی تھی سیفیسوڈوٹس نے اسی کے جہاز میں سفر کیا تھا اور (اسکینز کے بیان کے مطابق[2]) اس کی واپسی وطن پر خود ڈیموس تھینیز نے اس کے خلاف تقریر کی تھی۔ یہ نہیں واضح ہوتا کہ یہ تقریر مقدمہ چلانے والے کی حیثیت سے تھی یا گواہ کی حیثیت میں تھی۔

دوسرے سال واقعات نے اتھنز کے زیادہ مفید مطلب پلٹا کھایا۔ تھریس کا ایک شہزادہ ملٹوکیتھیز جس نے دو برس قبل کاٹس کے خلاف شورش برپا کی تھی اور اتھنز سے امداد کے وعدے حاصل کئے تھے وہ کیرڈیمس کے ہاتھ میں پڑ گیا جسے اس نے کارڈیا کے لوگوں کے حوالہ کر دیا جو اتھنز کے مخالف تھے انھوں نے ملٹوکیتھیز اور اس کے بیٹے دونوں کو قتل کر ڈالا۔ اس ظالمانہ کارروائی سے

---

[1] غالباً اس سال کے لئے وہ ہیپانیا کے فلیڈس کے ساتھ شریک ناخدا تھا۔

[2] لیفن ۵۲ (ارسٹا گریٹس ۱۶۸ ایس) ڈیموس تھینیز سیفیسوڈوٹس کی سخت سزا کا ذکر کرتا ہے مگر اس مقام میں خود اپنے کسی فعل کا اشارہ نہیں کرتا (جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے اس نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ان سے یہ مفہوم نہیں نکلتا کہ وہ اس حکم کو غیر معمولی طور پر سخت سمجھتا تھا۔

تھریس کے اس حصہ میں کیر ٹیمیس اور سرسا بلیپٹس (جانشین کاسٹس) کے خلاف عام غیظ وغضب برپا ہوگیا اور ان کو مجبور ہو کر تھریس کی بادشاہت کو سرسا بلیپٹس پیرسیڈس اور امیڈوکس کے درمیان تقسیم کرنا پڑا۔ دونوں موخر الذکر سلطنت کے وہ دعویدار تھے جنھوں نے اتیھنز سے دوستانہ اختیار کیا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ انھوں نے اپنی غرض سے ایسا کیا تھا مگر اس سے ان کی دیانت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیونکہ انھوں نے تقسیم کے معاہدے میں یہ شرط قرار دی تھی کہ کرسونیس اتیھنز کو واپس دیا جائے۔ اس سے مطمئن ہو کر اہل اتیھنز نے خود اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوئی مناسب کارروائی نہیں کی انھوں نے پیرسیڈیس کی فوج کے سپہ سالار اتھینوڈورس کے پاس کوئی رقم نہیں بھیجی۔ صرف کیبریاس کو ایک جہاز دیکر بھیجدیا۔ بس اس طرح کرسابلیپٹیز کو یہ موقع ملگیا کہ وہ معاہدے سے انکار کردے اور کیبریاس کے ساتھ خود اپنے مفید مطلب انتظام کرلے۔ اہل اتیھنز نے اس انتظام سے انکار کردیا، مگر ۳۵۵ یا ۳۵۷ تک یہ نہ ہوسکا کہ کیبریاس (جسنے اب اتیھنز کی فوجوں کی کمان اپنے ہاتھوں میں لی تھی) اسے مجبور کرسکتا تھا کہ وہ ابتدائی قرارداد سے زیادہ مطابق معاہدہ کرے۔ اب بھی اتیھنز کو جو مقامات حوالہ کئے گئے ان کی فہرست سے کارڈیا خارج رہا حالانکہ تھریس کی جانب سے کرسونیس کے مداخل پر وہی حاوی رہتا۔ تھریس کی ان کارروائیوں کے نتیجہ سے ہمیں بعد کے ایک باب میں واسطہ پڑیگا۔

ہم نے اب ۳۵۹ تک واقعات کا تبصرہ کردیا ہے بلکہ بعض صورتوں میں ایک یا دو برس اور آگے بڑھ گئے ہیں۔ اب یہ باقی رہا ہے کہ ہم جس نقطہ پر پہنچ گئے ہیں اس وقت کے یونان کی سربرآوردہ دولتوں کی حیثیت منزلت کو خلاصۃً صاف لفظوں میں بیان کردیں[1]۔

اسپارٹا اگرچہ ہنوز تین سب سے زیادہ زبردست حکومتوں میں سے شمار

---

[1] تھریس کے معاملات کے بیان کے متعلق خاص سند ہماٹا کرٹیس کے خلاف ڈیموس تھینیز کی تقریر ہے ملاحظہ ہو آئندہ باب پنجم۔

ہوتا تھا مگر اب وہ سب سے پست ہو گیا تھا۔ ہر چند کہ موقع آنے پر وہ اب بھی اپنی کھوئی ہوئی منزلت کے حاصل کرنے پر تیار تھا خاص کر اہل آرکیڈیا کے مقابلہ میں اہل مسینیا اور اہل آرکیڈیا کے خود مختاری حاصل کر لینے اور مسین اور مگیلوپولس میں اپنے نئے مستقر قائم کر لینے سے اسپارٹا کے ممالک و وسائل دونوں گھٹ گئے تھے۔ خود اہل آرکیڈیا ابھی تک آپس کے لوگوں سے برسر مخاصمت تھے اور اہل ٹرفلیا جس ضلع پر قابض تھے وہ خصوصیت سے دونوں فوجوں کے درمیان محل تنازعہ بنا ہوا تھا۔ اہل آرکیڈیا یا اس میں سے کم از کم وہ لوگ جن کا مرکز اجتماع مگیلوپولس تھا، وہ تھیبز کی تائید پر بھروسہ رکھتے تھے۔ جنگ مینٹیا کے بعد پامینس کے تحت میں تھیبز کی ایک فوج ان کی خود مختاری کے قائم رکھنے میں مدد دینے کے لئے بھیجی گئی مگر (واقعات مابعد کی روشنی سے یہ امر روشن ہوجاتا ہے کہ) اغلبا زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ ایک ایسے فریق کو زور حاصل ہو گیا جو تھیبز کے بجائے ایتھنز سے تائید حاصل کرنے کا خواہاں تھا، کیونکہ اب ایپمنانڈس کے انتقال کے بعد تھیبز کی امداد کے موثر ہونے کی توقع کم ہو گئی تھی۔ پلوپونیس کی دوسری دولتوں میں سے کورنتھ اور فلیس نے ۳۶۶ء میں تھیبز سے صلح کر لی تھی اور ۳۶۱ء میں ایتھنز نے فلیبس اس اور اہل اکیا سے اتفاہمت کر لی، مگر اب جو دور ہمارے پیش نظر ہے اس دور میں نہ یہ سلطنتیں کچھ اہمیت رکھتی تھیں اور نہ اسپارٹا کے غیر دوستدار ارگاس کی کوئی وقعت خاص تھی۔ اہل اسپارٹا اگرچہ اب بھی گاہ بگاہ یہ ثابت کر سکتے تھے کہ انھوں نے اپنی شجاعت اور اپنی قومی عزت کو بالکل ہی خیرباد نہیں کہدی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ آئندہ کے تیس برس کی تاریخ میں ان کا حصہ بہت ہی کم ہے۔ اسپارٹا اور ایتھنز کے تعلقات عام طور پر بدستور دوستانہ رہے۔

اہل تھیبز بہت اچھے سپاہی تھے مگر ان کی رہبری کے لئے بڑے لوگوں کی ضرورت تھی ورنہ بصورت دیگر ان میں اتنی قوت و استقامت

نہیں تھی کہ وہ اپنے مواقع سے بیش از بیش فائدہ اٹھا سکتے۔ ایپنیمانڈس
اور پلوپیڈاس کے انتقال کے بعد وہ اتنے خطرناک نہیں رہے تھے جتنے
پہلے تھے۔ یہ عجیب قوم تھی کہ اس کی خصوصیت و فضیلت کا بیان کرنا مشکل
ہے۔ خاص اہل تھیبز تو امراء کی ایک نسل سے تھے جن کے ضروریات سب
دہیں تھے اور جو سوداگری و تجارت کو نظر حقارت سے دیکھتے تھے۔ وہ بوئیشیا
کے پست تر شہروں پر حکمرانی کرتے یا حکمرانی کرنا چاہتے تھے مگر انھیں اپنے میں
جذب کرنے یا ان کے مفاد پر لحاظ کرنے کی فکر نہیں کرتے تھے اور لطیف
جذبات سے بالعموم معرا تھے۔ تمام اہل بوئیشیا کے مانند ان میں بھی اگر فنون لطیفہ
اور علم و ادب کی قابلیت موجود تھی تو بھی انھوں نے اس قابلیت کو اس سے
زیادہ ترقی نہیں دی جتنا اپنے سیاسی و فوجی مواقع سے فائدہ اٹھایا۔ البتہ
جب ذہین و طباع اشخاص ان میں حرکت پیدا کرتے تھے تو کچھ کر گزرتے
تھے۔ جبتک کہ وہ بوئیشیا پر اپنا قبضہ قائم رکھ سکتے اور اپنے ہمسایگان
اہالی فوسس و تھسلی کے مقابلہ میں ایسے محل و مرتبہ پر فائز رہ سکتے تھے جس سے
وہ مداخلت سے محفوظ رہیں، اس وقت تک وہ وطن میں عیش کی زندگی
بسر کرنے پر قانع تھے حالانکہ بشرط امکان ان کے لئے یہ اہم تھا کہ ایوبیا میں
مضبوطی سے قدم جما کر، اوروپس کو اپنے قبضہ میں رکھکر اور بوئیشیا کے ان
شہروں کو دبا کر جو واقعتاً یا روایتاً ایتھنز کے دوست تھے وہ اپنے کو ایتھنز
کے مقابلہ میں محفوظ کر لیتے۔ جنگہائے ایران کے زمانہ میں وہ دشمن کیجانب
ہوگئے تھے، فیلقوس مقدونوی کے ساتھ ان کا مخالفہ بھی اسی قسم کے
خود غرضانہ خیالات کی وجہ سے تھا ڈیموس تھینیز کی غیر معمولی سعی و فصاحت
سے بھی انھیں یہ ترغیب ہوئی کہ زیادہ شریفانہ روش اختیار کرتے،
کیونکہ اغلب یہ تھا کہ مقدونوی تسلط کے تحت میں بھی وہ بوئیشیا کے مالک
بنے رہتے اور جن مسرتوں سے لطف اٹھانے پر وہ اس درجہ فدا تھے اس
کے لئے انھیں وقت ملتا رہتا۔

معلوم ہوتا ہے کہ تھسلی میں تھیبز کا اثر اب بھی محسوس ہوتا لیکن

اہل تھیبز نے اگرچہ سکندر (فیری) کے ایسے زبردست حکمران کے مقابلہ میں اپنا زور دکھادیا تھا مگر بظاہر انھوں نے ایسی کارروائیاں نہیں اختیار کیں جن سے ملک میں ان کے قدم جم جاتے چنانچہ ۳۵۹ھ میں سکندر کے قتل ہو جانے کے بعد اس کی بیوی کے بھائی تکافرن اور پیتھولاس، تھسلی پر سیادت اعلیٰ حاصل کرلینے میں کامیاب ہوگئے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ایک بڑے شہر میں خود اس شہر کی حکومت ماتحت بھی تھی اور فیری کے مطلق العنان حکمرانوں کے غلبہ کو لاریسیہ کے الیوڈی وغیرہ کے مانند دوسرے شہروں کے رقیب اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے تھسلی کے سوا اس طاقت کے لئے جو ان کے خدمات حاصل کرسکے وہ بہت ہی قابل قدر اضافہ تھے۔

شمال میں زیادہ آگے بڑھکر مقدونیہ کی بادشاہت واقع تھی۔ یہاں انتاس کے انتقال کی وجہ سے جانشینی کے تنازعات برپا ہوگئے تھے جس سے بادشاہت کو سخت نقصان پہنچ رہا تھا اور کسی زبردست شخص کی بہت سخت ضرورت تھی۔ خلیج تھرما کے گرداگرد ایک طرف پڈنا اور متھون کی اور دوسرے طرف پوٹیڈا کی وہ نوآبادیاں واقع تھیں جو اب ایتھنز کے تابع تھیں اور ان کے متعلق آئندہ بہت کچھ سننے میں آئیگا۔ جزیرہ نمائے کیلاکس پر خاص تمدارا اولنتھس کا تھا جو اب پھر ایک مرتبہ ایک معقول معاقدے کا سرگروہ بن گیا تھا۔ اس جزیرہ نما سے آگے مقدونیہ اور تھریس کے سواحل کرسونیس تک چلے گئے تھے اور کرسونیس سے آگے تھریس کی بادشاہت کا ڈانڈا پردیا بنٹس اور بحر ایوکس سے جا ملا تھا۔ ایمفی پولس جو عملاً خودمختار تھا وہ دریائے اسٹرمن کے دہانے کے قریب تجارتی و فوجی موقع کے اعتبار سے بہت ہی اہم جگہ پر واقع تھا، اور شمال مشرق میں کوہ پینگیوس اس سے زیادہ دور نہیں تھا اس پہاڑ میں سونے کی کان تھی جس میں اس وقت جزیرۂ تھیبز کے باشندے کام کررہے تھے جو ایتھنز سے آکر اس جزیرے میں آباد ہوئے تھے۔ تھریس کے ساحل پر زیادہ اہم یونانی شہر ابیڈیرا، نلیا اور میرونیا تھے اور کرسونیس اور باسفورس کے درمیان پرنتھس اور

بزنتیم واقع تھے اور آخرالذکر کو سلمبریا اور کیلسیڈن پر سیادت حاصل تھی
اور اپنے محل وقوع کیوجہ سے وہ غلہ اور دوسرے اشیاء کی اس تمام تجارتی
آمد و رفت پر حاوی تھا جو یونان اور سواحل ایوکسن کے درمیان ہوتی تھیں۔

اب ہم اپنی عنان توجہ اتیھنز کی طرف پھیرتے ہیں۔ وہ اگرچہ اس
قابل نہیں رہا تھا کہ دوسری طاقتوں کے اتحاد کے مقابلہ میں تنہا ٹھیر سکے
اور نہ وہ اب عام طور پر یونانی سلطنتوں کا سرگروہ تسلیم کیا جاتا تھا (جیساکہ
پانچویں صدی میں جنگہائے ایران کے بعد کے شاندار ایام میں تھا) پھر بھی
عالم یونانی میں اسے سب سے زیادہ زبردست سلطنت کی حیثیت حاصل
تھی۔ کوئی دوسرا شہر اتنے اہم مخالفہ کا سرگروہ نہیں تھا۔ یہ ضرور ہے کہ کارکیرا
اس سے الگ ہوگیا تھا اور بزنتیم مع قرب وجوار کے شہروں کے کچھ زمانہ تک
غیر دوستانہ رہا تھا مگر ۳۵۹ ق م میں اتیھنز کی دوسری اشتراکیت کے بیشتر ارکان
اب بھی بدستور وفادار تھے، اور ایوبیا کی جو سلطنتیں تقریبًا بارہ برس قبل
اتیھنز کے مخالفہ سے نکل کر تھیبز کے مخالفہ میں شامل ہوگئی تھیں، ان میں سے
اکثر سلطنتوں کو خود ان کی درخواست پر موتھیس کی سرکردگی میں اتیھنز کے
بیڑے نے آئندہ دو برس کے اندر اندر تھیبز کے تسلط سے آزاد کرادیا، اور
وہ سلطنتیں پھر اتیھنز کے دامن دولت سے وابستہ ہوگئیں (اس واقعہ نے
ڈیموس تھینیز پر جس نے اس مہم میں ناخدا کی خدمت انجام دی تھی بڑا اثر دکھایا۔
ٹموتھیس نے اپنی مجلس کی تقریر سے اہل اتیھنز میں ایسا قوی جوش پیدا کردیا تھا
کہ اس مہم کی قرارداد کے منظور ہونے کے تین دن کے اندر ہی اندر فوج روانہ
ہوگئی[۱]) پس اس طرح ایوبیا کے بیشتر حصص کناس امبرس سکائرس اور سیماس
(ودیگر جزائر) خلیج تھرماس کے اکثر ساحلی شہر تھرس کرسونیس اور تھرس کے
جنوبی ساحل کے متعدد شہران سب پر اتیھنز کا اثر وسیع ہوگیا تھا۔ کسی

۱؎ ڈیوڈورس (شانزدہم ۷) نے اس مہم کو ۳۵۸ ق م میں قرار دیا ہے۔ کارسٹڈ کا
فیصلہ ہے کہ یہ مہم ۳۵۷ ق م کے موسم گرما کے آخر یعنے ۳۵۷ء ۳۵۸ ق م میں بھیجی گئی تھی۔

دوسری طاقت کے پاس اتھینز کے اتنے جہازات نہ تھے، اس کی تجارتی مستعدی اور اس کی خوش حالی کا کوئی ہمسر نہ تھا اور جو شہزادے سیمیریا یا سیورسؔ[1] کے گرد غلہ پیدا کرنے والی زمینوں پر حکمرانی کرتے تھے ان سے اتھینز کا نہایت یارانہ تھا اور اس سرزمین سے اتھینز کی تجارت بہت بڑھی ہوئی تھی وہ ہر قسم کی شدید اندرونی تفریق سے پاک تھا اور اس کے عمومی نظام سلطنت کو ابتری کا کوئی خطرہ لاحق نہیں تھا۔

تاہم اس کی حالت میں کمزوری کے عناصر بھی موجود تھے، جو بہت جلد پر زور طور پر خطرناک ہو جانے والے تھے۔ دوسری متفقیت کے وجود میں آنے کا سبب اصلی یعنے اسپارٹا کے مقابلہ میں باہمی تحفظ، مدت سے ناپدید ہو چکا تھا اور اتھینز کی حکمت عملی یوماً فیوماً ایسی ہوتی جاتی تھی جس میں اس کے حلیفوں کی دلچسپی کم ہوتی جاتی تھی۔ اس پر بھی ان سے امدادی رقوم برابر وصول کیجا رہی تھیں، یہاں تک کہ اتھینز کے امیر البحر اپنے جہازات لیجا کر ان سے رقم وصول کرتے اور بروقت جس مہم میں مشغول ہوتے اس میں صرف کر دیتے۔ اس کے ساتھ ہی اہل اتھینز نے پھر یہ طریق اختیار کیا کہ اپنے مستعمرین مخالف سلطنتوں میں آباد ہونے اور زمین حاصل کرنے کے لئے بھیجنے لگے۔ یہ اگرچہ (مخصوص متعلقہ سلطنتوں کی حالت کے لحاظ سے) مخالفین کی قرارداد کے لفظاً مخالف نہیں تھا مگر معناً ضرور مخالف تھا۔ علاوہ ازیں اتھینز کے نظام سلطنت اور اس کے مالی و فوجی انتظامات میں ایسی خصوصیتیں موجود تھیں جو آئندہ برسوں میں اس کے لئے سخت کمزوری کا سبب بننے والی تھیں اور قبل اس کے کہ ہم ڈیموس تھینیز کی سیاسی زندگی کے ابتدائی برسوں کے واقعات کی طرف متوجہ ہوں، ہمیں کسی قدر وسعت کے ساتھ اس سیاسی نظم پر غور کر لینا چاہئے جس کے تحت میں اتھینز کے دوسرے مدبروں کے مانند اسے بھی کام کرنا پڑتا تھا۔

[1] ملاحظہ ہوں صفحات ۵۹، ۶۰

تعلیقات متعلقہ باب دوم

(۱) فرنیکوٹ نے (مالیات بلاد یونان) میں یہ دکھایا ہے کہ "خراج" اور "رقم امداد" کا فرق محض لفظی فرق نہیں تھا۔ خراج کا تعین عملاً اتھنز کی جانب سے ہوتا تھا، اور رقوم امداد کا انتظام حلفا کے ذریعہ سے ہوتا تھا اور اتھنز کی مجلس ملکی اس کی تصدیق کرتی تھی۔ خراج اہل اتھنز خود اپنے صوابدید کے بموجب کام میں لاتے تھے اور رقم امداد صرف شرکت کے مقاصد میں صرف ہو سکتی تھی۔ مقابلہ کیجے الف۔ ڈبلیو مارشل کی تصنیف "اتھنز کی مشترکیت ثانیہ" (کیمبرج سنہ ۱۹۱۱ء) اور فیبسن کی تصنیف "قدیم یونان و روما کے بین الاقوامی قانون و رواج" جلد دوم صفحات ۱۹-۲۴۔

(۲) سنہ ۳۷۸-۷ ق م میں جو نظم رائج کیا گیا تھا اس کے تفصیلات کے متعلق سخت اختلاف آرا ہے اور یہاں ان پر بحث کرنے کے لئے بہت جگہ درکار ہوگی۔ دولتمندوں سے پیشگی وصول کرنے کا طریقہ بالیقین پالکلس کے مخالف تقریر (۸-۹) کے وقت (یعنے سنہ ۳۶۲ء میں) رائج تھا۔ آیا اس سے قبل اس کا رواج ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں اس کا انحصار ڈیموس تھنیز کی تاویل پر منحصر ہے۔ مجھے یقین یہ ہے کہ اس موقع پر ڈیموس تھنیز کے متولیوں کی نسبت جن رقوم کے دینے کا بیان ہوا ہے وہ انھوں نے پیشگی کے طور پر دی ہونگی، اور اگر ایسا تھا تو وصول کرنے کا یہ طریقہ سنہ ۳۷۶ء میں رائج تھا، اور اس قانون کے تحت میں یہی اصلی طریقہ ہوگا۔

چوتھی صدی قبل مسیح میں سلطنت ایتھنز کی حالت

ایتھنز میں اقتدار اعلیٰ مجلس ملکی کو حاصل تھا۔ ہر ایک بالغ شہری اس مجلس کا رکن تھا۔ یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کی مجلس میں غربا کی تعداد دولتمندوں سے بہر نوع زیادہ ہوگی۔ اس زمانہ میں دولت کی تقسیم کیونکر تھی اس کا تو کوئی قطعی علم اس زمانے کے حالات سے نہیں ہوتا، تاہم اتنا معلوم ہے کہ ۳۵۸ء میں ان شہریوں کی تعداد جنکی آمدنی اتنی تھی کہ جنگی جہازوں کی تیاری کا بار ان پر ڈالا جاسکے صرف بارہ سو تھی اور ۳۲۲ ق م میں اکیس ہزار بالغ مرد شہریوں میں صرف نو ہزار ایسے تھے جنکی جائداد پچیس مینا[۱] کے قریب تھی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر غربا اپنی تعداد سے کام لینا چاہتے تو وہ مجلس کے متمول ارکان کو ہمیشہ مغلوب کر دیتے اور چونکہ امرا و غربا کے سیاسی مقاصد ایک دوسرے سے مغائر تھے اس لئے فرقہ بندی کی صورت پیدا ہوگئی تھی مگر فرقہ بندی کا وہ مفہوم نہ سمجھنا چاہئے جو آجکل بالتخصیص سمجھا جاتا ہے کہ دونوں گروہ ایک منتظم جماعت کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کے درمیان قطعی اختلافات کی دیوار حائل ہوگئی تھی۔

متمول طبقے میں زمیندار اور تجار داخل تھے اور ان میں سے تجار کی وسعت

---

[۱] ایک مینا چار پاؤنڈ کے قریب ہوتا ہے، اور ساٹھ مینا کا ایک ٹیلنٹ ہوتا ہے۔ ڈیموس تھینیز کا باپ ایک دولتمند شخص سمجھا جاتا تھا۔ اس کی جائداد بوقت مرگ تقریباً ۱۴ ٹیلنٹ کے تھی اور دولتمند ساہوکار پیشن کی جائداد ۳۰ ٹیلنٹ کی تھی۔ جنگی کشتیوں کا بار انھیں لوگوں پر پڑتا تھا جنکی آمدنی ۴۰ مینا سے ایک ٹیلنٹ تک ہوتی تھی۔

نسبتہً زمینداروں سے بدرجہا بڑھی ہوئی تھی۔ اس خیال کے قرائن دو وجوہ موجود ہیں کہ جب اٹیکا میں زراعت کو زوال ہوا تو اس کے ساتھ ہی ساتھ زیادہ بیر حاصل زمینیں شہر کے رہنے والے سرمایہ داروں نے خریدلیں اور غلاموں کے ذریعہ سے ان میں زراعت کرنے لگے۔ اس قسم کی جائدادوں کو چھوڑکر اور لوگوں کے قبضہ میں بہت تھوڑی زمینیں تھیں اور یہ لوگ نہ صرف شخصی حیثیت سے کم وقعت تھے بلکہ مجلس میں برابر حاضر ہونا بھی ان کے لئے دشوار تھا کیونکہ اپنے کاموں کو چھوڑکر شرکت مجلس کے لئے شہر میں آنا ان کے لئے متعذر تھا لیکن تجارتی طبقہ مجلس میں پوری طرح اپنے وسیع اثر سے کام لیتا رہا، سب سے پہلی بات تو یہ تھی کہ ملک کی دولت کا بہت بڑا حصہ ان کے ہاتھ میں تھا اور قوم کیسی ہی جمہوریت پسند کیوں نہ ہو دولت کے رسوخ سے باہر نہیں ہو سکتی۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ جب سامان تعیش کی فراوانی اور طرز معاشرت میں ترقی ہوئی تو قسم قسم کے ضروریات پیدا ہونے لگے اور ان کی وجہ سے شہر اور بڑے بڑے قصبوں کی تجارتوں میں مختلف پیشے اور فن مختص ہونے لگے تو تاجروں اور ساہوکاروں اور ان سے متعلقہ افراد کی تعداد بہت بڑھ گئی اور اس کا اثر زیادہ وسعت کے ساتھ پھیلنے لگا۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ایتھنز میں سامان خوراک مہیا کرنے کا انحصار انھیں تاجروں پر تھا، کیونکہ خود ملک میں غلہ بہت تھوڑا پیدا ہوتا تھا اور صرف یہی ایک امر ایسا تھا کہ (معمولی حالات میں) مجلس کے اندر تاجروں کا اثر و رسوخ ان کی تعداد کی مناسبت سے بہت زیادہ بڑھا دینے کے لئے کافی تھا۔ ان متمول طبقوں کو عام طور پر جنگ کے بہ نسبت امن کی صورت میں زیادہ فائدہ تھا۔ یہ ایک طبعی امر ہے کہ تجارتی جہازوں کی آمد و رفت حالت امن میں بہت زیادہ محفوظ تھی اور یہ خوف بھی دور نہیں ہوتا تھا کہ غیر ملکی حملہ کی صورت میں اٹیکا کی جائدادیں تباہ ہو جائیں گی (جیسا کہ جنگ پلوپونیشن میں ہو چکا تھا) علاوہ ازیں جنگ سے جو غیر معمولی محصول عائد ہوتے تھے اُن کا خاص بار لامحالہ دولتمندوں پر پڑتا تھا، کیونکہ جنگی کشتیوں کے مہیا کرنے کا خرچ اور محصول جنگ کا بیشتر حصہ انہی متمول قلیل التعداد جماعت کو ادا کرنا پڑتا تھا۔ چونکہ حکومت کے معمولی

اخراجات میں بھی بہت بڑا حصہ انھیں لوگوں کا تھا اس وجہ سے جب یہ زائد مطالبہ ان سے کیا جاتا تو یہ ان پر بہت گراں گزرتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ کبھی کبھی خود تجارتی مفاد کے لئے بھی جنگ کی ضرورت ہوتی تھی اور اس غرض میں سب متفق تھے کہ بحر ایجین (یونان) اور ہلسپانٹ کی طرف سے باسفورس اور ایوکسن کا تجارتی راستہ کھلا رہے اور کسی حملہ کے اندیشہ میں جس قسم کی احتیاطی کارروائی بھی ضروری ہو وہ اختیار کیجائے۔ (آئندہ کے کسی باب میں ہمیں معلوم ہوگا کہ ان خیالات نے ایوبیولس کی حکمت عملی پر کس قدر اثر ڈالا) لیکن عام طور پر مرفہ الحال طبقے صلح و آشتی کی روش کی طرف مائل تھے اور جنگ کے بہ نسبت وہ اسے مرجح سمجھتے تھے کہ تدابیر سیاسی اور مخالفہ کے ذریعہ سے بلکہ ایک حد تک مراعات کرکے تجارت کو محفوظ و مامون رکھا جائے۔ اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے ہمارے پاس کوئی قطعی ثبوت نہیں ہے کہ آیا ان میں وہ نقائص تھے یا نہیں جو ہمیشہ ایسے لوگوں میں پیدا ہو جاتے ہیں، جن کا اولیں مقصد روپیہ پیدا کرنا ہوتا ہے، یا یہ کہ وہ قومی نصب العین اور فیاضانہ خیالات کی طرف سے لاپرواہ تھے یا بعید الوقوع اور وسیع مفاد کے مقابلہ میں زیادہ قریبی فائدہ کا خیال کرنے سے ان میں کوتاہ نظری پیدا ہوگئی تھی، لیکن ڈیموس تھینیز اکثر ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے خود اپنی حکمت عملی کے چلانے میں اس قسم کی دقتیں محسوس ہوتی تھیں مگر اس کے ساتھ ہی وہ بہت سے دولتمندوں کی حب الوطنی اور ان کے ہر طرح کے ایثار پر آمادہ رہنے کو بھی تسلیم کرتا ہے۔

برخلاف ازیں عوام الناس کا گروہ بالعموم جنگ اور توسیع سلطنت کی حکمت عملی کا مؤید تھا۔ کامیاب جنگیں اگر فراوانی کے ساتھ غلہ کے حاصل کرنے کا محفوظ ذریعہ نہ بھی ثابت ہوں تو بھی اتنا تو ضرور تھا کہ اس مقصد کے لئے اس سے بہتر کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی اور چونکہ جنگ کے اخراجات کا بار متمول طبقہ کے اوپر پڑتا تھا، اس لئے غربا کو اس کی مضرتوں کا احساس کم ہوتا تھا ایک شدید یہ بھی تھی کہ جنگ کے ذریعہ سے زیادہ غریب طبقہ کو ایک

خاص ذریعہ معاش کا ہاتھ آجاتا تھا جو اسی کے لئے مخصوص تھا اور اس میں
خال خال مستثنیات کے سوا غلاموں کی شرکت نہیں تھی۔ یہ کام بیڑے میں
ملاحی کا کام تھا۔ علاوہ ازیں عام مجمعوں کا میلان یہی ہوا کرتا ہے کہ قومی
غرور اور اپنی وقتی اہمیت کے جوش میں وہ بلا سوچے سمجھے جنگ کے لئے آمادہ
ہوجاتے ہیں ایسا ہی یہاں بھی ہوتا تھا چنانچہ اس کا ثبوت ان متعدد مقررین
کے حالات سے ملتا ہے جو گزشتہ روایات اور شہنشاہی ایتھنز کے عظیم ترین
زمانے کی یاد دلا کر مجلس ملکی کو بھڑکا دیا کرتے تھے، یہ امر بھی اس کا شاہد ہے
کہ ڈیموس تھینیز کو مجبور ہو کر ایک سے زائد مرتبہ اسی اشتعال انگیز جماعت کی
مذمت اور عوام کے جوش وغضب کو فرو کرنا پڑا حالانکہ ڈیموس تھینیز وہ شخص تھا کہ
جس موقع پر حزم و تدبیر کی کمزور روش کا اقتضا یہ ہوتا کہ صلح قائم رکھی جائے
وہاں بھی وہ کسی طرح جنگ سے نہیں جھجکتا تھا۔

پس ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ایتھنز میں دولتمند اور غریب طبقوں
کے میلانات تقریباً بالکل اس کے برعکس تھے جو زمانۂ جدید کے بیشتر ممالک
کے انھیں طبقات میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس زمانے میں عام طور پر وسعت سلطنت
کے خیالات اور جنگجوئی کا میلان قوم کے متمول طبقے میں پایا جاتا ہے اور اس کی
تائید حب الوطنی کے نام سے کیجاتی ہے اور اس کے مقابلے میں غربا کے خیالات کو
تنگدلی، محدود نظری بلکہ خود غرضی کے الفاظ سے متہم کیا جاتا ہے۔ برخلاف ازیں
ایتھنز میں عوام الناس کے سرگروہ جنگ کے لئے شور مچاتے تھے اور جن لوگوں کو
اس زمانے کی اصطلاح میں کنسرویٹیو قدامت پسند کہنا چاہئے (اور جو جنگ و جدل
کے زیادہ شائق ہوتے ہیں) وہ امن و صلح کے نباہنے اور اس کے قائم رکھنے
میں زیادہ کوشاں تھے۔

بدقسمتی یہ تھی کہ بہ حیثیت مجموعی ان دونوں میں سے کوئی فریق بھی
اعلیٰ خیالات کے اثر سے کام نہیں لیتا تھا۔ امیر و غریب دونوں یکساں طور پر یہ
کہسکتے تھے کہ شہنشاہی کا استحکام یا کم از کم ایتھنز کی بحری فوقیت کا قیام مفلسوں
اور ناداروں کی شکم پری کے لئے اہم و لازمی تھا۔ عوام الناس اس خیال میں ایتھنز کے

روایات قدیم کے برقرار رکھنے کے جوش و خروش کا بھی اضافہ کر سکتے تھے مگر یہ جوش اکثر محض سطحی ہوتا اور عام مقرروں کی تقریروں سے عارضی طور پر پیدا ہو جاتا تھا۔ متمول طبقے ایسی درمیانی روش اختیار کرنا چاہتے تھے جس سے نہ تو تجارت کو نقصان پہنچے اور نہ بحری راستوں کے عدم تحفظ کی وجہ سے غلہ کی آمد میں خلل واقع ہو اور اس کے ساتھ ہی فوج اور بیڑے کی تیاری کے لئے بہت بڑا بار بھی نہ برداشت کرنا پڑے۔ لیکن عوام الناس اور عام مقرر تو یہی سمجھتے تھے کہ "عہد زرین" گزشتہ زمانے میں گزر چکا اور متمول طبقے کے خیالات کی نسبت اس امر میں شک ہے کہ کسی نہ کسی طرح اپنے کو مامون رکھنے کے سوا ان کا کوئی صاف مطمع نظر تھا بھی یا نہیں۔ اساکریٹس نے جب یہ کوشش کی کہ ایتھنز کے شایان شان ایک روش اختیار کیجائے تو اس کی کوشش کو بہت ہی کم قبول عام حاصل ہوا۔ اس سے بحث نہیں ہے کہ یہ روش بجائے خود اعلیٰ و افضل تھی یا نہیں مگر یہ مسلم ہے کہ یہ وہ زمانہ نہیں تھا جب عملی تجاویز کو وسعت کشادہ دلی کے ساتھ قبول کیا جائے اور جو شخص بھی اس زمانے کا دقت نظر کے ساتھ مطالعہ کرے گا اس پر یہ امر مخفی نہ رہے گا کہ ایک طرح کا روحانی جمود پیدا ہو گیا تھا اور یہ جمود اس احساس کے بالکل مخالف تھا جو پانچویں صدی کے دو ثلث اول میں (بلکہ کہنا چاہئے کہ وبا کے بعد تک) اہل ایتھنز میں پایا جاتا تھا اور اگر کوئی شخص مذہبی احساس سے متاثر ہو کر ان لوگوں کے دلوں میں گرمی پیدا کرنیکی کوشش بھی کرتا تھا تو اس سے مخالفانہ انداز اسے پیش آتے تھے[1] خود ڈیموس تھینیز سے بھی

[1] یہاں اس جمود کے اسباب پر بحث کرنا طول کا باعث ہوگا لیکن مختصر یہ ہے کہ اول تو وبا اور جنگ پلوپونس نے لوگوں کی ہمتیں پست کر دی تھیں دوسرے فصاحت و بلاغت کا اثر ہر طرف چھا گیا تھا اور فصیح البیانی کا یہ عام خاصہ ہے کہ جو اس کام کو کرتے ہیں اور جو ان کے مخاطب ہوتے ہیں دونوں کی طبیعت سے صداقت کی صفت زائل ہو جاتی ہے افلاطون نے اس فصیح البیانی پر جو اعتراضات وارد کئے ہیں وہ تاریخ سے بالکل صحیح ثابت ہوتے ہیں اور ان اعتراضات میں سے اکثر اعتراضات زمانۂ حال کی اخبار نویسی پر بھی صادق آتے ہیں اور اس لحاظ سے اسوقت بھی وہ دلچسپی سے خالی نہیں ہیں۔

(جس میں بلند نظری و تخیل کی کچھ کمی نہ تھی) یہ نہ ہوسکا کہ اہل ایتھینز کی قدیم طرز زندگی کو دوبارہ مروج کر دیتا اگرچہ ایک موقع عظیم پر اس نے اس قدر آگ ضرور لگا دی تھی کہ قدیم شان و شوکت کی جھلک ملک آخری طور پر ایک مرتبہ پھر نظر آ گئی ۔

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، مجلس میں غربا کی تعداد بہت زیادہ تھی اور وہ جب چاہتے ان لوگوں کو مغلوب کر دیتے جو زراعت اور تجارت اور روپیہ کے لین دین سے تعلق رکھتے تھے لیکن سوء اتفاق سے ہمارے پاس کوئی ذریعہ ایسا موجود نہیں ہے جس سے ہم تیقن کے ساتھ یہ معلوم کر سکیں کہ اس مجلس کے معمولی اجلاسوں میں شرکا کا تناسب کیا ہوا کرتا تھا اور چونکہ بقول ارسطو مجلس کا کام یہ تھا کہ جو تجاویز اس کے سامنے پیش ہوں ان پر حکم و فیصلہ صادر کرے اس لئے ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ معمولی حالات میں یہ مجلس کہاں تک اپنے فیصلوں کو عقل و استدلال کی بنا پر قائم کر سکتی تھی، اس میں بہت کم تشکک ہو سکتا ہے کہ بہت سے بہترین تعلیم یافتہ اشخاص کا میلان طبع یہ تھا کہ معاملات عامہ (عام زندگی) سے بالکل کنارہ کش ہو جائیں اور سلطنت کے معاملات میں کسی قسم کی دلچسپی کا اظہار نہ کریں اور اپنے کو اس خیال سے خوش رکھیں کہ وہ ایک ذی علم شخص کی حیثیت سے بطور خود مفاد عامہ کی خدمت انجام دے رہے ہیں چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور وہ سیاسی طاقت اور شہنشاہی کے غلبہ کو شخصی نیکوکاری کے مقابلہ میں ہیچ سمجھنے اور ایک جمہوری سلطنت میں سیاسیات کی لغویت میں پڑنے کو ایک فلسفی کے لئے باعث ننگ خیال کرنے لگے ۔ چوتھی صدی میں فلسفہ میں نمایاں طور پر انفرادیت پیدا ہو گئی اور "شہری سلطنت" کے خیال سے اسے بیگانگی ہو گئی ۔ سقراط کے اصولوں کے متعلق اس کے اہل ملک نے جو خیال قائم کیا تھا کہ وہ اصول ایک "شہری سلطنت" کے لئے موزوں نہیں ہیں وہی خیال اب ایتھنز کے اہل فلسفہ خود اپنی نسبت قائم کرنے لگے ۔ ان اصحاب علم کی تعداد کتنی ہی کم کیوں نہ ہو مگر اپنی قوم کی کارروائیوں پر کسی قسم کا اثر ڈالنے کی کوشش سے ان کا بالکل علیحدہ ہو جانا ضرور نقصان کا باعث تھا ۔ علاوہ ازیں اس میں بھی زیادہ تشکک کی گنجائش نہیں ہے کہ مجلس ملکی کی شرکت کا معاوضہ ایک عام مزدور کی

اجرت کے برابر تھا اس لئے اس معاوضہ کی کشش مفلسوں پر زیادہ پڑتی تھی اور جو لوگ کچھ علم رکھتے یا کاروباری آدمی تھے وہ اس سے کم موثر ہوتے تھے۔

لیکن دوسری جانب سے بھی کچھ نہ کچھ کہا جاسکتا ہے۔ اولاً یہ کہ جہاں تک مقامی حکومت کا تعلق تھا مجلس کے ارکان کے ایک معقول حصہ میں معاملات عامہ کو سرانجام دینے کی مہارت و قابلیت پیدا ہوگئی ہوگی اور جو امور ان کے سامنے پیش ہوتے تھے ان پر فیصلہ صادر کرنے کا ڈھب بھی انھوں نے سیکھ لیا ہوگا۔ قصبوں شہروں کا انتظام بہت ہی مکمل تھا اور اس زمانے میں قصبوں کی سیاسی سعتدی بہت زوروں پر تھی اور اس کے ساتھ ہی ہر بالغ اہل قصبہ اپنے قصبہ کی مجلس میں شریک ہونے اور اس کے عہدوں کے حاصل کرنے کا حق ہوتا تھا۔ یہ ایک ایسا طریقہ تھا جس میں اس سے زیادہ واقفیت و مہارت حاصل ہوسکتی تھی جتنی (بطریق تمثیل) انگلستان کی مقامی حکومت کے اس طریق میں حاصل ہوسکتی ہے جس میں قائم مقام جماعتوں کے ذریعہ سے کام ہوتا ہے اور اس لئے نسبتہً ایک محدود تعداد کو اس سے تعلیم حاصل ہوتی یا اس سے دلچسپی ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ سیاسیات کے سرگروہوں میں بہت بڑا حصہ دولتمند لوگوں کا تھا۔ سپہ سالاران افواج، سفرا، مالی و انتظامی عمال زیادہ تر اسی گروہ سے ہوتے تھے[1]۔ اس سے نہ صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سخت قسم کا تفریقی احساس موجود نہیں تھا بلکہ اس سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ عوام کو اس میں کچھ تامل نہیں تھا کہ وہ اپنے معاملات کو ان لوگوں کے سپردگی میں دیدیں جو یہ سمجھتے ہوں کہ ان کاموں کی سرکردگی ان کا فرض ہے اور ان میں اس کے سرانجام دینے کی قابلیت بھی موجود ہے۔ اس سے بحث نہیں کہ وہ کون لوگ ہیں[2]۔ یہ بھی صحیح ہے کہ وہ اپنے سرگروہوں سے کسی قدر

---

[1] سنڈال نے بہت بڑی حد تک اس کو ثابت کردیا ہے۔

[2] ارسطو نے سلطنت جمہوری کا جو یہ وصف بیان کیا ہے کہ وہ غریبوں کے فائدہ کے لئے غریبوں ہی کی حکومت ہوتی ہے یہ بیان درحقیقت اس کے منافی نہیں ہے نہ یہ ہماکریٹس کے خلاف ہے جس نے ان شبہات و شکوک پر زور دیا ہے جو دولت سے پیدا ہوتے ہیں اور جو ڈیموس تھینیز کی سوانح اور تقریروں میں اچھی طرح واضح ہوگئے ہیں۔

رقابت کا بھی اظہار کرتے تھے اور اس زد میں وہ عہدہ دار زیادہ آجاتے تھے
جو منتخب ہوجانے کے بعد قوم سے کسی حد تک آزاد ہوجاتے تھے مثلاً سپہ سالاران افواج
و سفراء وغیرہ۔ ہمیں جلد معلوم ہوجائے گا کہ اس رقابت نے کس قدر مضر اثر پیدا
کیا، مگر اتنا ضرور ہے کہ کوئی امر اس کا سدّراہ نہیں تھا کہ قابل اشخاص جس
منصب کے اہل ہوں وہ اسے حاصل نہ کرسکیں۔ خواہ اس منصب میں کتنا ہی
خطرہ کیوں نہ ہو۔ یہ ایک غیر معمولی بات ہے کہ شور و غل مچانے والے جاہلوں
کے مجمع میں جیسے امور پیش آتے ہیں ان کا ذکر یہاں بہت کم سننے میں آتا ہے۔

ایتھنز کی مجلس ملکی کی ناقابلیت کے متعلق مبالغہ کرنیکی بہت گنجائش
ہے اور اکثر اس معاملہ میں مبالغہ سے کام بھی لیا جاتا ہے، یہ یقینی ہے کہ یہ مجلس
ایسی ناکارہ نہیں تھی کہ نازک موقعوں پر وہ اپنے ارکان کے بحث و استدلال
اور ان کی معاملہ فہمی پر لحاظ نہ کرسکے اور معمولی حالتوں میں تو سیاسی قابلیت
کے غلبہ و تفوق کا ہر ایک امکان موجود تھا۔ بایں ہمہ ایتھنز کی یہ مجلس ان خطرات
سے محفوظ نہیں رہ سکتی تھی جو ہر ایک کثیر التعداد جماعت کے یکجا جمع ہونیکی
صورت میں پیش آسکتے ہیں۔ یہ امکان ہمیشہ موجود رہتا تھا کہ جبتک کسی شدید
اور فوری خطرہ سے ان میں جوش نہ پیدا ہوجائے یا وہ خوف زدہ نہ ہوجائیں وہ
اپنے جذبات و خواہشات کے مطیع ہوجانے پر برابر آمادہ رہتے تھے۔ لوگ جب
مجمع میں جمع ہوجاتے ہیں تو جبتک کوئی غیر معمولی امر پیش نہ آوے وہ "غور و فکر"
نہیں کرتے۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ جن لوگوں کی طبیعتیں بہت ہلکی ہوتی ہیں
وہ بہت ہی فوری طور پر رائے قائم کرلیتے ہیں اور یہی رائے ایک مرض متعدی
کی طرح تمام مجمع میں سرایت کرجاتی ہے۔ مقرری و فصیح البیانی کا فن بحث و استدلال
سے ایک بالکل جداگانہ شے ہے۔ مقرر اکثر ایسے دلائل استعمال کرتا ہے جس کی
تائید منطق سے نہیں ہوسکتی، وہ مجمع پر اثر ڈالنے کے لئے ایسے طریقے اختیار کرتا ہے
کہ اگر وہ اپنے کسی ذاتی دوست سے گفتگو کرتا ہو تو اس قسم کے طور و طریق کے
استعمال سے اسے خود شرم آئیگی۔ اس میں اس امر کا بھی اضافہ کرلیا جائے کہ جس
زمانے کے متعلق ہم اس وقت بحث کر رہے ہیں اس وقت اکثر امور نہایت پیچیدہ

پیش رہا کرتے تھے اور مجلس ملکی میں جیسی مختصر تقریریں کرنے کا رواج تھا ان میں ان مسائل پر کماحقہ بحث کرنا ممکن نہ تھا۔ علاوہ ازیں بحث میں پیچیدگی پیدا کرنے سے یہ احتمال رہا کرتا تھا کہ خود مقرر کی نسبت شک و شبہہ نہ پیدا ہو جائے کیونکہ عوام کی نظروں میں بحث و استدلال کی قابلیت اور پیشہ ور مقرروں کی سوفسطائیت میں بہت زیادہ فرق نہیں تھا۔ یہ مقرر ایسے پرفن ہوتے تھے کہ وہ ہر امر کی تائید میں گفتگو کر سکتے اور برے کو اچھا کر کے دکھا سکتے تھے بلکہ اگر ضرورت ہو تو کسی ایک ہی معاملہ میں دونوں جانب سے گفتگو کر سکتے تھے (اس کا اندازہ ہمیں ان تقریروں کے ضمن میں ہو چکا ہے جو قانونی عدالتوں میں ہوا کرتی تھیں) ایتھنز کے مقرر اکثر قانونی عدالتوں کی طرح مجلس کے سامعین کو بھی مخالفوں کی چالاکی و ہوشیاری سے دھوکا نہ کھا جانے کی ہدایت کیا کرتے تھے، اگر چالاکی و فریب کا یہ شک و شبہہ نہ بھی ہوتا تو بھی یہ آسان کام نہیں تھا کہ پیچیدہ مسائل (مثلاً معاملات مالی وغیرہ) کو ایک مجمع عام کے سامنے بیان کیا جاتا اور اس کے موافق یا مخالف صحیح صحیح دلائل انھیں سمجھائے جا سکتے۔

پس اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اتنی بڑی جماعت صرف انھیں بناؤں پر رائے قائم کر سکتی تھی، جو مقرر اس کے سامنے پیش کریں واقعات کا براہ راست علم اسے یا تو بالکل نہیں ہوتا تھا یا اگر ہوتا بھی تھا تو بہت کم، اور جب کسی معاملہ کی ایک سے زائد صورتیں پیش کیجاتی تھیں تو وہ صورت سب سے زیادہ قابل قبول ہوتی تھی جسے وہ مقرر پیش کرے جس کی فصیح البیانی کا کرتب سب سے بڑھا ہوا ہو۔ مخالف دلیلوں کا بھی یہی حال تھا۔

ایتھنز کی مجلس ملکی پر مقرروں کے انداز و اطوار کا اثر غالباً اس سے بہت زیادہ پڑتا تھا جو زمانۂ حال کے کسی مجمع پر پڑ سکتا ہے اور وہ فصیح البیانی کی شان و انداز سے بہت زیادہ مرعوب ہو جاتی تھی۔ مقرروں کے باہمی مباحثے کو وہ ایسا ہی سمجھتی تھی جیسا کہ لوگ تھیٹر کے دو حریف ایکٹروں کے مقابلہ کو سمجھتے ہوں حقیقت یہ ہے کہ بیان کے انداز و اطوار سے انھیں اس درجہ دلچسپی تھی کہ

اس کے سوا اور کسی امر سے انھیں سروکار ہی نہیں تھا۔ جب یہ کام ہو جاتا تھا تو اس کے ساتھ ہی اس کے عملی نتیجہ کے نیک و بد کی بھی کچھ پروا باقی نہیں رہتی تھی۔ ڈیموس تھینیز کے اکثر حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے اس میلان طبع کا بہت قطعی احساس تھا، اس نے زور دیکر یہ کہا تھا کہ اگر تم بیکار بیٹھے رہو اور تمھارے اغراض و مقاصد صرف شور مچانے اور واہ واہ کرنے پر ختم ہو جائیں اور کام کے وقت کسی کا پتا بھی نہ چلے تو کیسی ہی فصاحت و بلاغت کے دریا کیوں نہ بہائے جائیں، سمجھ لو کہ تمھاری عملی کارروائی کے بغیر فصاحت و بلاغت تمھارے ملک کو بچا نہیں سکتی۔ دوسرے موقع پر اس نے یہ کہا تھا کہ "میں نہیں جانتا کہ اسے حماقت کہوں یا بیفکری پر محمول کروں یا کسی اور لفظ سے اسے تعبیر کروں مگر حق یہ ہے کہ تم لوگ اس حد کو پہنچ گئے ہو کہ میرے دل میں اکثر یہ اندیشہ پیدا ہوا کرتا ہے کہ انسانی طاقت سے کوئی بالاتر طاقت ہماری قسمتوں کو تباہی کی طرف لئے جا رہی ہے۔ ابتذال کی حد یہ ہو گئی ہے کہ تم تقریریں کرنے کے لئے کرایہ کے لوگوں کو بلاتے ہو تاکہ ان کے خرافات بیہودہ مذاق، اور جن باتوں سے تمھیں دلچسپی ہو ان کا لطف اٹھاؤ اور یہ لوگ بھی ایسے ہیں کہ اکثر ان میں سے اس کام سے انکار نہیں کرتے یہ لوگ جب دوسروں کی برائیاں بیان کرتے ہیں تو تم لوگ انھیں سن سن کر ہنستے ہو" ڈیموس تھینیز اور اساکریٹیس دونوں اہل ایتھنز کو اس امر پر متواتر ملامت کیا کرتے ہیں کہ وہ ان مقرروں کی بات تک سننا نہیں چاہتے جو ناخوشگوار صداقت سے انھیں مطلع کرتے اور خوش آئند توقعات کی امید نہ دلاتے ہوں اساکریٹیس کہتا ہے کہ "تمھارا ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے کہ جو لوگ تمھاری پسند کی باتیں نہ بیان کرتے ہوں ان کے سامنے تک نکلنے کے تم روادار نہیں ہوتے"۔ اہل ایتھنز کی سب سے بڑی مایۂ فخر و نازشے کی تردید اس نے ایک جملہ میں کر دی ہے کہ "اس جمہوری سلطنت میں تقریر کی آزادی نہیں حاصل ہے"۔ اس زمانے کے اہل ایتھنز جن اخلاقی مرضوں میں مبتلا تھے ان میں بدترین مرض یہ تھا کہ ان میں جوش و طرب کا شوق حد سے بڑھا ہوا تھا اور دونوں طرف قوت ارادی کی کمزوری اور ناخوشگوار واقعات کے مقابلے کی عدم قدرت بھی اسی حد تک

پہنچی ہوئی تھی۔خود آئین سلطنت اوراس کے طریق عملدرآمد دونوں میں کمزوریاں تھیں۔جس کے نتائج بہت شدید پیدا ہورہے تھے اوراب ہمیں انھیں امور کیطرف توجہ کرنا ہے۔

دو امور ایسے ہیں جن سے علیحدہ ہو کر کسی حکومت کو جو ایک بڑی مجلس کے تابع ہو کامیابی کی کسی قسم کی توقع کا گمان بھی نہیں ہو سکتا اولاً یہ کہ ایک ذمہ دار وزارت ہونا چاہیئے یہ ضرور ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً بدلتی رہے مگر جبتک وہ برسرکار رہے اس وقت تک حقیقی رہبری اسی کے ہاتھ میں ہو۔ثانیاً یہ کہ مجلس کے فرائض صرف اہم امور کے تصفیہ تک محدود رہیں اس کی تجاویز کو عمل میں لانے کے جزئیات ذمہ دار و تجربہ کار عہدہ داروں یا محکموں کے ہاتھ میں چھوڑ دیئے جائیں اورانہیں اپنے کام میں معقول آزادی حاصل ہو یہ دونوں کے دونوں امر ایتھنز میں نہایت ہی ناکمل طور پر انجام پاتے تھے۔سپہ سالاروں کے سوا تقریباً تمام عہدہ داران سلطنت کا انتخاب قرعہ اندازی سے ہوتا تھا۔اس طرح ان کی موزونیت کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی تھی۔کوئی وزارت ایسی نہ تھی جس کا یہ فرض ہو کہ وہ قوم کو مشورہ دے۔مجلس کے ہزاروں ارکان میں سے اصولاً ہر شخص کو ایک ہی سا موقع حاصل تھا اوراس کی ایک ہی سی ذمہ داری تھی۔کسی شخص کا یہ فرض نہیں تھا کہ وہ کوئی تجویز پیش کرے اوراگرچہ واقعی قانون کے روسے کوئی تجویز اس وقت تک بحث کے لئے پیش نہیں ہوسکتی تھی۔جب تک کہ "پانچسو اشخاص کی مجلس خاص" ابتداءً اسے منظور نہ کرلے مگر یہ معلوم ہے کہ مجلس ملکی کو ہر رکن کی تحریک پر ترمیم کا غیر محدود اختیار حاصل تھا چنانچہ صلح فلاکریٹس کے مباحث سے اس کی کافی شہادت ملتی ہے۔اس کے ساتھ ہی بظاہر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مجلس خاص کے تحریکات کے متعلق مجلس عام اس سے زیادہ توجہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں سمجھتی تھی جتنی وہ کسی عام پسند مقرر کی کسی انتہائی بیباکانہ تجویز پر کرتی جو وقت کے وقت پر پیش کردی گئی ہو حالانکہ مجلس خاص کے تحریکات کے متعلق یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ ایسے لوگوں کی رائے ہے جنھوں نے اس معاملہ پر اچھی طرح غور کرلیا ہے۔مجلس خاص کے انتظامی کاموں کی نوعیت پر جب غور کیا جاتا ہے تو تعجب ہوتا ہے کہ اس خوبی سے

یہ کام کیونکر چلتا تھا مجلس خاص کا یہ کام تھا کہ وہ مجلس ملکی کے تجاویز کو عمل میں لانے کی تدابیر اختیار کرے۔ بحث کے لئے ضروری اطلاعات وسامان بہم پہنچائے، اور ان متعدد فرائض کو انجام دے جو زمانہ حال میں حکام ملکی کے مختلف محکموں کو سرانجام دینا پڑتے ہیں۔ مجلس خاص کا انتخاب چونکہ سال بسال قرعہ اندازی کے ذریعہ سے ہوتا تھا اس وجہ سے اس کی کوئی طمانیت نہیں ہوسکتی تھی کہ اس میں مشورہ دینے کی خاص اہلیت موجود ہوگی، وہ خود اپنے عملی فرائض کو کمیٹیوں کے ذریعہ سے انجام دیتی تھی جو سال میں دس مرتبہ بدلتی رہتی تھیں۔ اس وجہ سے یہ بھی توقع نہیں ہوسکتی تھی کہ اس کی ایک مستقل و معین روش قائم رہے گی۔ علاوہ ازیں بحیثیت مجموعی وہ اگرچہ اپنا کام خوبی کے ساتھ انجام دیتی تھی مگر وہ جو کچھ کرسکتی تھی انھیں حدود کے اندر کرسکتی تھی جو مجلس ملکی کے تجاویز میں قرار پاگئے ہوں۔ اگر وہ خود اپنی کوئی مستقل روش قرار دینے یا اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتی تو غالباً اس قسم کی کوشش کی نسبت یہ سمجھا جاتا کہ یہ قوم کے قطعی حقوق میں ایک طرح کی عدیدی دست درازی ہے اور مجلس عام کا خیال بہت سختی کے ساتھ ان حقوق کو محفوظ رکھنے پر تلا رہتا تھا۔

کسی وزارت کے نہونے کی وجہ سے مجلس خود اپنی متضاد کارروائیوں اور مختلف اجلاسوں کے تغیر پذیر خیالات سے نقصان اٹھاتی تھی، اس سے نہ صرف یہ ہوتا تھا کہ اس قسم کی جماعت کی کسی روش کے استقلال و دوام پر اعتماد نہیں ہوسکتا تھا بلکہ بجائے خود یہ بھی ناممکن تھا کہ کوئی صاف روش اختیار کی جاسکے جس کی وجہ محض یہ تھی کہ کسی شخص پر کسی تحریک کے پیش کرنے کی ذمہ داری نہیں تھی۔[۱] یہ بھی ممکن تھا کہ جو تجویز قرار پائے وہ بلا تکمیل پڑی رہے کیونکہ اگرچہ کسی اہم کام کے اختیار کرنے کی تجویز منظور ہو جاتی تھی مگر جن وسائل و ذرائع سے وہ کام انجام پانا چاہئے ان کے لئے جن ضمنی تجویزوں کی ضرورت ہوتی تھی ان کا منظور ہونا رہجاتا یا سامان ناکافی ہوتا تھا حقیقت

[۱] دیکھئے حاشیہ نمبر ا۔
[۲] فلپ کے ایمفیپولس پر قبضہ کرنے کی خبر جب موصول ہوی تو تمام فرقے اور افراد خاموش رہے۔ اس سے یہ حالت ظاہر ہے۔

یہ ہے کہ ذرائع و وسائل کی تجویز میں مالی و بدنی خدمات کی ضرورت ہوتی تھی اس لئے بظن غالب اس قسم کی تجویز کے غیر دلعزیز ہو جانے کا احتمال رہا کرتا تھا اور کوئی صاحب ہمت ہی شخص ایسا ہوتا تھا جو اس قسم کی تحریک پیش کرنے کی جرأت کرے۔ اس کے ساتھ ہی انتظامی عمال مجلس ملکی کی منظوری کے بغیر کسی کام کی جرأت بھی نہیں کر سکتے تھے یہاں تک کہ خود مجلس ملکی کے عام احکام کو عمل میں لانے کے ذرائع تک وہ نہیں اختیار کر سکتے تھے۔ پانچویں صدی میں ایک حد تک اس وجہ سے تسلسل عمل پیدا ہو گیا تھا کہ سپہ سالار کے عہدے پر اکثر ایک ہی شخص کا بار بار انتخاب ہوتا رہتا تھا لیکن تقریباً اور تمام عہدہ داروں کا تقرر قرعہ کے ذریعہ سے ہوتا تھا، لیکن چوتھی صدی میں سپہ سالاروں میں سے بھی بہتوں کا انتخاب اگرچہ اکثر بار بار ہوتا رہا مگر اُن کی توجہ فن سپہ گری کی طرف زیادہ مائل ہوتی جاتی تھی اور وہ سیاسیات ملکی کے خیال سے ہٹتے جاتے تھے اور جب وہ ایتھنز کی طرف سے کسی جنگ میں مشغول نہیں ہوتے تھے تو کمتر ایسا ہوتا تھا کہ وہ کسی اور سلطنت کی طرف سے جنگ میں نہ شامل ہو جاتے ہوں، یہاں تک کہ خود ایتھنز کو دوبارہ ان کی خدمات کی ضرورت پیش آ جائے۔ جب وہ کہیں بھی جنگ میں نہ مشغول رہتے تو کسی ایسی جگہ جا کر لطف زندگی حاصل کرتے تھے جہاں وہ اعتراض کرنیوالوں کی نگاہ سے بچے رہیں۔ اس زمانے میں ہم بہت کم سنتے ہیں کہ سپہ سالار مجلس عام کو صلاح دیتے ہوں اگرچہ نوکیوتن بشرط ضرورت مدبری و سپہ گری دونوں کام انجام دیتا تھا۔ کسی مستقل و مسلسل روش کے قائم رہنے کی صرف ایک ہی صورت تھی کہ کوئی فصیح و بلیغ مقرر یا کوئی مدبر کسی قدر طویل و صحیح کوشش سے مجلس ملکی کو اپنا گرویدہ بنا لے خواہ یہ گرویدگی اس کے اخلاق کے باعث سے پیدا ہو جائے یا یہ کہ فرقۂ غالب کے خواہشات سے حسب مطلب کام لے سکے، اور چوتھی صدی میں اہل ایتھنز کی کارروائیوں میں کامل انتشار و بے ربطی کے ہونے کا باعث یہی ہے کہ کیلسٹریٹس، ارسٹوفن، ایوبیولس اور ڈیموس تھینیز نے کئی کئی برس تک معقول اثر جما رکھا تھا۔ اس حالت میں بھی مجلس عام کے انداز و اطوار نے ان مدبروں کے کاموں کو ایسا دشوار بنا دیا تھا کہ کسی کو ان پر رشک و حسد کرنے کی ضرورت

نہیں بھی۔ مجلس ملکی کی سبکسری و عدم استقلال کی مثالیں کم نہیں ہیں اور اس کے ساتھ ہی صاحب قوت اشخاص کے ساتھ اس کی رقابت بھی بہت بڑھی ہوئی ہے اس خیال سے کہ کسی ایک روش کو کافی زمانہ تک قائم رکھکر اس کے نتیجہ کو دیکھا جائے ان مدبروں کو اپنے بقائے اثر کے لئے جس قسم کی کارروائیاں کرنی پڑتی تھیں وہ اکثر قابل افسوس معلوم ہوتی ہیں۔

ایک ایسے زمانے میں جبکہ یونان کی مختلف سلطنتوں کے تعلقات مخاصمانہ تھے یا کم از کم یہ ضرورت تھی کہ ان معاملات باہمی میں بڑی ہوشیاری سے کارروائی کی جائے۔ ایک عام مجلس کے مباحثہ کے طریقہ میں لازماً بہت سی خرابیوں کا اضافہ ہو گیا تھا، اس زمانے میں جو سلطنتیں دعوائے جمہوریت میں سب سے بڑھی ہوئی ہیں وہ بھی اس امر کی روادار نہیں ہیں کہ بین الاقوامی سیاسیات یا بری و بحری فوج کی کسی مجوزہ نقل و حرکت کے، جزئیات مجلس عام میں مباحثہ سے طے پائیں اس قسم کے معاملات میں یہ طریقہ قطعاً ناموزوں ہے۔ ایسے معاملات پر مجالس عام میں بحث کرتے وقت خواہ کیسی ہی احتیاط اور ہوشیاری جس سے خطرناک مواقع ٹل جاتے ہیں، برتی جائے مگر ان کو عوام کے سامنے معرض بحث میں لانا وہ سوئے تدبیر ہے جس میں کسی کو کلام کی گنجائش نہیں۔ ایتھنز کے لوگ اس احتیاط اور ہوشیاری کی قدر و قیمت کا علم رکھتے تھے (جیسا کہ کالس ٹراٹس کو اسپارٹا اور تھراسی بولوس کو تھیبز میں سفیر بنا کر بھیجنے کی مثالوں سے ثابت ہے) مگر باوجود اس کے یہ علم ان کو بالعموم اس طرف مائل نہ کرتا تھا کہ غیر ملکی معاملات کو ذمہ دار وزرا کے سپرد کر کے ان کو آزادی کے ساتھ عمل کرنیکا اختیار دیدیں۔ اس طرح کے اختیار دینے کو وہ حکومت "اولیگارکی" (عدیدی) کا ایک طریقہ سمجھتے تھے جس کا روادار ہونا ان کے لئے قطعی غیر ممکن تھا، بلکہ ممکن ہے کہ وہ اس طریقے کی نسبت سمجھتے ہوں کہ وہ ان کو ایک غیر آئینی حکومت کی طرف لیجا رہا ہے۔ پس جمہوری کا اصول یہ

لہ اسکے مستثنیات میں ایک بری مثال ۳۳۹ء ق۔م۔ میں ڈیموس تھینیز کا کارخاص ہے کے لئے تھیبز جانا ہے (اسکے متعلق صفحہ (۲۷۳) دیکھا جائے) سنڈوال نے یہ ظاہر کیا ہے کہ سپہ سالار اور [illegible] سفر بھی بالعموم صاحب جائداد طبقہ سے لئے جاتے تھے کیونکر ایسے ہی لوگ اپنے عہدہ کے لازمی اخراجات کو برداشت کر سکتے تھے مگر یہاں امر اس کا بھی عشتہ ہو سکتا ہے کہ انکی جانب سے مجلس ملکی کی رقابت بڑھ گئی ہو۔

انتہائی حد تک عمل کرنے کا خمیازہ یہ بھگتنا پڑا کہ اہل ایتھنز کے غیر ملکی و فوجی معاملات کے انتظام ابتر و ناقص ہو گئے۔ فیلقوس میں تدبر کا مادہ کافی طور پر موجود تھا مگر تدبر ایک ایسا وصف ہے جو افراد میں پایا جا سکتا ہے مجموں اور ازدحاموں میں اس کا پتا نہیں چل سکتا۔

مجلس ملکی کے اجلاسوں کا کثرت کے ساتھ ہونا بھی ایک بہت بڑا نقص تھا۔ اس کے اجلاس بیشتر ہفتے میں ایک بار بھی نہیں ہوتے تھے۔ اس قسم کے اجلاسوں سے اندرون ملک کے معاملات کا انجام پا جانا تو ممکن ہے مگر فوجی یا بین الاقوامی معاملات کا انجام پانا دشوار ہے کیونکہ ان معاملات میں نہ صرف رازداری کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ جس تیزی سے حالات تغیر پذیر ہوتے ہیں اسی تیزی اور ویسے ہی محل و موقع سے کارروائیوں کے بدلنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ڈیموس تھینیز نے بارہا اس پر زور دیا ہے کہ فیلقوس کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ وہ اپنی تجاویز پر اختیار کامل رکھتا ہے اور جبتک وقت نہ آجائے اس کے اظہار کے لئے وہ مجبور نہیں ہے اور وہ جس وقت چاہے بلا کسی کی صلاح و مشورے کے اس میں ترمیم کر سکتا ہے۔ مجلس ملکی کے غیر معمولی اجلاس بھی منعقد ہو سکتے تھے اور کبھی کبھی ہوتے بھی تھے مگر بغا ہران کا تعلق انھیں معاملات سے ہوتا تھا جو بڑی ہی خاص اہمیت رکھتے ہوں، یا ناگہانی طور پر پیش آجائیں۔

ارسطو[1] نے یہ لکھا ہے کہ قرعہ اندازی سے انتخاب کا طریقہ اور عدالتوں کا عوام کے زیر اثر ہونا یہی دو چیزیں قوم کے اقتدار اعلیٰ کے خاص علامات ہیں لیکن حقیقت یہ ہے اول الذکر کا نتیجہ صرف یہ ہوتا تھا کہ قابل افراد کے خدمات کے حاصل کرنے کے مواقع کم ہو جاتے تھے اور اس قسم کی عدالتوں نے سیاسی زندگی میں جو کچھ کیا وہ تو قطعی طور پر مضر ثابت ہو چکا ہے، اس میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ کسی مدبر پر عدالت میں مقدمہ چلانا بالکل بجا و درست ہے

---

[1] ارسطو۔ سیاسیات باب چہارم ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ وغیرہ۔

اور اس کے لئے کوئی نہ کوئی معین الزام اس پر عائد کرنا ضروری ہے[1] مگر جب خاص الزام سے قطع نظر کر کے فیصلہ کا مدار کار اس پر آ رہے کہ اس کی حکمت عملی کے غیر ہردلعزیز ہونے یا کسی خاص معاملہ میں اس کے ناکامیاب رہنے کی بنا پر اسے مجرم قرار دیکر سزا دیجائے تو صاف ظاہر ہے کہ ان حالات میں عدالت فوجداری میں کارروائی کرنا بالکل ہی ناموزوں ہے۔ اگر کسی مدبر سے کوئی جرم سرزد ہو تو جس طرح اور لوگوں کو سزا دیجائے اسی طرح اسے بھی سزا دینا چاہئے۔ لیکن اس وجہ سے کہ اس نے کسی کام کی تجویز کی ہو اور مجلس ملکی نے اسے اپنی ذمہ داری پر قبول کر لیا ہو تو پھر اسی کام میں جب حسب توقع کامیابی نہ ہو تو اس بنا پر مجوز کو کسی بھاری جرمانے یا جلاوطنی یا قتل کی سزا دینا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا اور ایسی صورت میں تو یہ حرکت نہایت ہی زبوں ہے کہ جن حالات کے اثر میں جوری نے اس کے خلاف حکم صادر کیا ہو وہ ایک فوری جوش کی کیفیت سے زیادہ نہ ہو اور محض ایسے حالات کا نتیجہ ہو جن کا بدل جانا یقینی ہے اور بعد کو انھیں خود اپنی کارروائی پر افسوس کرنا پڑے۔

چوتھی صدی میں جن مدبروں پر مقدمات چلائے گئے اور ان کو سزائیں دی گئیں ان میں تریب قریب وہ تمام افراد شامل ہیں جنھوں نے کسی قسم کی بھی قابلیت کا اظہار کیا ہو اور جب اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو کہ زمانۂ حال کی طرح ناکامیابی کا نتیجہ زیادہ سے زیادہ یہ نہیں ہوگا کہ وہ عہدے سے برطرف کر دیئے جائیں یا اس امر پر مجبور ہو جائیں کہ دارالعوام میں ایک جانب سے دوسری جانب چلے جائیں بلکہ اس کا نتیجہ موت، جلاوطنی یا مالی تباہی کی صورت میں ہوگا

---

[1] کارروائی کا سب سے زیادہ عام طریقہ غالباً یہ تھا کہ میعاد عہدہ کے ختم ہونے کے بعد مقدمہ چلایا جائے۔ ختم میعاد پر "بورڈ آف آڈیٹر" (مجلس تنقیح) کو جب سبکدوش ہونے والے عہدہ دار کی کیفیت کارکردگی موصول ہوتی تھی تو وہ یہ دریافت کرتا تھا کہ آیا کوئی شخص اس کے خلاف کوئی الزام لگانا چاہتا ہے۔ اگر کوئی الزام عائد ہوتا تھا تو وہ اس معاملہ کو جوری کے سپرد کر دیتا تھا۔

تو پھر سوائے بہت ہی دلیر و جری اشخاص کے ان کاموں میں کوئی اور شخص ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا اور اس کا نتیجہ اکثر یہی ہوتا رہا ہے کہ مدبر و سپہ سالار اس قسم کے خطروں میں پڑنے سے اجتناب کریں جو ان حالات میں ہر راستباز شخص کو کبھی نہ کبھی پیش آہی جاتے ہیں۔

اسی طرح عدالتیں بھی رائے عامہ کے بہترین خیالات کا آئینہ نہیں تھیں بلکہ وہ سرے سے رائے عام کا آئینہ تھی ہی نہیں۔ جوری کی کثرت تعداد کو دیکھکر اولاً ہمارے ذہن میں خیال پیدا ہوگا کہ ایسا نہ ہوگا مگر جوری کی خدمت انجام دینے میں وقت صرف کرنا پڑتا تھا اور اس سے صرف اُنہی لوگوں کو دلچسپی ہو سکتی تھی جو اپنا وقت کسی اور مفید طریقے پر صرف نہیں کر سکتے تھے۔ جوری کا روزانہ معاوضہ اب بھی صرف تین "اوبل"[1] تھا اور یہ رقم ایک معمولی مزدور کی روزانہ اجرت کے نصف سے بھی غالباً کم تھی پس یہ رقم صرف بڈھوں اور کمزوروں یا غریبوں اور کاہلوں کے لئے موجب ترغیب ہو سکتی تھی۔ جوری جن اخلاق دیانت کے لوگوں پر مشتمل تھی اس کا کافی اندازہ ان دلائل سے ہو سکتا ہے جو ان کے خطاب کرتے وقت مقدمہ و معزز اشخاص کو استعمال کرنا پڑتے تھے۔ (بارہا ان سے یہ کہا جاتا تھا کہ ملزم پر اگر انھوں نے بھاری جرمانہ نہ کیا تو خود جوری کا معاوضہ تک ادا کرنے کے لئے خزانہ میں کافی رقم مہیا نہ ہو سکے گی) حقیقت یہ ہے کہ عدالتوں میں جس انداز سے سیاسی تقریریں ہوتی تھیں ان کا لب و لہجہ (چند خاص مستثنیات کے سوا) ان تقریروں سے پست ہے جو مجلس ملکی میں ہوا کرتی تھیں۔ یہ ظاہر ہے کہ ان مقرروں کو ایسے لوگوں سے سابقہ پڑتا تھا جن کو عامیانہ باتوں اور جوشیلے خیالات میں لطف آتا تھا اور مقرر کے طرز ادا کا اثر ان کے اوپر صداقت سے زیادہ پڑتا تھا۔ واقعات میں بلا خوف و خطر غلط بیانی سے کام لیا جا سکتا تھا، اور جوش کو ابھارنے کے لئے ایسے الفاظ استعمال ہوتے تھے جن کی نظیر مجلس ملکی میں نہیں مل سکتی۔ اس موقع پر عام خیالات و حسیات کا اثر سب سے بڑھکر ہوتا تھا

[1] ایک اوبل (Obal) تقریباً ڈیڑھ پنس یا ڈیڑھ آنہ کے برابر ہوتا تھا۔

اور جوری کے دلوں میں برابر یہ خیال پیدا کرنے کی کوشش کیجاتی تھی کہ وہ یہ نہ دیکھیں کہ ملزم پر جو الزام لگایا گیا وہ فی نفسہ صحیح ہے یا نہیں بلکہ یہ دیکھیں کہ اس کے عادات و اطوار میں وہ تمام خرابیاں موجود ہیں یا نہیں جو کسی شخص میں ہونا ممکن ہیں یا کم از کم اس میں اتنی خرابی موجود ہے یا نہیں کہ وہ سزا سے بچ نکلے، خواہ یہ خرابی درحقیقت اتنی ہی ہو کہ وہ ایک ایسی معززانہ روش کا پابند ہے جو اس وقت وضع عام میں متروک ہو چکی ہے، اس کے ساتھ اس امر کا بھی اضافہ کرلینا چاہیے کہ جوری کو قانون کی صرف اسیقدر واقفیت ہوتی تھی جس قدر فریقین کے وکلاء انھیں سمجھا دیتے تھے۔ بایں ہمہ انھیں نہ صرف نفس واقعہ پر بلکہ قانونی بنا پر بھی فیصلہ کرنا پڑتا تھا اور اس فیصلہ پر کسی قسم کی نظر ثانی نہیں ہوتی تھی۔ جب ان خیالات کو بپیش نظر رکھکر دیکھا جائے تو اس طریقہ کی خرابیاں صاف آئینہ ہو جاتی ہیں۔ ان مدبروں پر جو سیاسی زندگی میں مشغول ہوں اس طریقہ کا جو کچھ بھی اثر پڑتا ہو اس سے قطع نظر کرکے خود ان فیصلوں کے بُرے نتائج بالکل صاف ظاہر ہیں۔ ملزم کو حکم موت کے خوف سے یا اس وجہ سے کہ جرمانہ کی رقم کا ادا کرنا اس کے امکان سے باہر ہوتا تھا، اکثر ملک سے باہر بھاگ جانا پڑتا تھا۔ اس قسم کی سیاسی جلاوطنی اہل ایتھنز کی زندگی سیاسی کے لئے ایک پھٹکار تھی۔ اس کی وجہ سے یکے بعد دیگرے وہ قابل ترین اشخاص سیاسی خدمات سے علحدہ ہو گئے، جن کے چلے جانیکے چند ماہ یا چند سال کے بعد سلطنت کو ان کی از حد ضرورت محسوس ہونے لگی۔ اگر کوئی موزوں وزارت نہو تو "ملک معظم کے فریق مخالف" کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ ایتھنز میں مقدمہ چلانے والوں کی گرم تقریروں اور جوری کے اشتعال انگیز جذبات سے اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جن صورتوں میں زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا کہ کوئی شخص عارضی طور پر معاملات کی سربراہی سے ہٹ جاتا تا ایتھنز کے مدبر مستقلاً ان کاموں سے دست کش ہو جاتے تھے۔

اہل ایتھنز کے طریق جوری کے نقائص کے اثرات صرف عدالتوں ہی تک محدود نہیں تھے بلکہ انھیں اہل جوری میں سے ہر سال مجلس وضع قوانین کا

انتخاب ہوتا تھا جسے یہ اختیار حاصل ہوتا تھا کہ وہ جس قانون کو چاہے بدل دے اور جسے چاہے قائم رکھے۔ مجلس ملکی صرف یہ فیصلہ کرتی تھی کہ قوانین کے ہر ایک مجموعہ میں سے کونسا مجموعہ بحال خود قائم رہے اور کون سے مجموعہ میں سال حال کے اندر تغیرات ہوں۔ اس کے بعد نئے قوانین یا پرانے قوانین کی ترمیمات کے مجوز و مخالف مجلس وضع قوانین کے روبرو حاضر ہوتے تھے اور کارروائی ایک مقدمہ کی صورت میں انجام پاتی تھی، اس کے بعد مجلس وضع قوانین اپنا آخری فیصلہ سناتی تھی، اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وضع قانون کے معاملہ میں قوم کی ذہنی قابلیت عدالت کے کاموں کی بہ نسبت زیادہ موزوں و مناسب طور پر کام میں لائی جاتی تھی۔

اب ہم سلطنت اتھینز کے مالی انتظامات کا ذکر کرتے ہیں۔ عام اصول یہ تھا کہ صلح کے زمانے میں معمولی اخراجات کا انتظام اس قسم کی سرکاری جائدادوں کی آمدنی سے کیا جائے، جیسے لاریم کی کان کی پیداوار اور سرکاری زمینوں کا لگان وغیرہ تھا۔ اس کے سوا بالواسطہ محصولات تھے جیسے بندرگاہ و بازار کے محصول، نیلام کے ذریعہ سے جو چیزیں بیچی جاتیں ان کا فیصدی محصول اور دوسرے اسی قسم کے محاصل، البتہ بڑی بڑی عام تقریبوں کے خرچ کا ایک حصہ لازمی طور پر متمول اہل شہر پر عائد کیا جاتا تھا اور اس کے انتظام کے فرائض بھی انھیں کو انجام دینا پڑتے تھے ڈایونیسیا کی تقریبوں میں انھیں گانے والوں کے طائفہ کی سرکردگی کی خدمت انجام دینا پڑتی تھی۔ کھیلوں میں انھیں منتظم بننا پڑتا تھا، اور اسی قسم کے بہت سے کام تھے۔ ان خدمات میں جو اخراجات ہوتے تھے وہ انھیں خود برداشت کرنا پڑتے تھے مگر بالواسطہ محصولوں میں بغیر اس کے اضافہ نہیں ہو سکتا تھا کہ تجارت پر اس سے ناقابل برداشت بار پڑ جائے اور اس لئے جنگ وغیرہ کے مواقع پر جب غیر معمولی اخراجات آ پڑتے تھے تو ان کے لئے سرمایہ پر خاص محصول براہ راست لگایا جاتا تھا اور بیڑے کا تیار رکھنا ایک "لازمی بار" تھا جو باری باری سے دولتمندوں کو برداشت کرنا پڑتا تھا۔

ہم ابھی دیکھ چکے ہیں کہ ۳۷۸ ق م میں محصول جنگ کے جمع کرنے کے لئے حلقہ (Symmorios) قائم کرکے کیا انتظام عمل میں آیا تھا۔ بحیثیت مجموعی اس طریقہ کی خوبی اس سے ظاہر ہے کہ جب اینڈروشن اور تھاکریٹس اور دوسرے اشخاص بقایا وصول کرنے کے لئے مقرر ہوئے تو تین سو ٹیلنٹ کے مطالبہ میں سے صرف چودہ ٹیلنٹ بقایا میں رہے تھے[1]۔ علاوہ ازیں محصول جنگ لازمی طور پر موجب بار بھی نہیں تھا، اگرچہ ایسا ہونا ممکن تھا۔ ڈیموس تھینیز کے معاملہ میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ دس برس کے زمانے میں جبتک کہ وہ تولیت کے تحت میں رہا اس کی جائداد کی مشخصہ مالیت پر یہ محصول ایک فیصدی سالانہ سے زیادہ نہیں تھا، مگر اصولاً یہ ایک غیر معمولی محصول تھا کوئی ایسا محصول قائم نہ تھا جو فوجی اغراض میں کام آسکے اور نہ اتفاقات میں صرف کرنے کے لئے باقاعدہ طور پر پس انداز کرکے کچھ جمع کیا جاتا تھا۔ ایوبیولس سے جہاں تک ہوسکتا تھا وہ محصول جنگ کے عائد کرنے سے بچتا رہتا تھا (اس کے وجوہات بعد کو بیان ہوں گے) مگر نتیجہ یہ تھا کہ سپہ سالاروں کے پاس رقم بہت ناکافی رہتی تھی، اور اس کے وصول کے لئے بیقاعدہ طریقے اختیار کرنا پڑتے تھے۔ اس امر کے فیصلے کے لئے صاف شہادت موجود نہیں ہے کہ ایتھنز کی دوسری مشترکیت میں جو حلیف شریک ہوئے ان کے ادا کردہ رقوم کہاں تک ایتھنز کے تحت تصرف میں تھے۔ غالباً یہ ہوتا تھا کہ ان رقوم کو کسی غرض میں شریک کرنے کے قبل حلیفوں کی مجلس اور ایتھنز کی مجلس عامہ دونوں کی قطعی منظوری لینا پڑتی تھی اگرچہ ۳۴۱ ق م میں ڈیموس تھینیز نے علانیہ طور پر یہ خیال ظاہر کیا کہ کرسونیس میں ایتھنز کی فوقیت قائم رکھنے کے لئے اس کا صرف میں لانا ممکن ہے مگر "جنگ معاشری" نے اس رقم کو بہت گھٹا دیا تھا۔ اس جنگ کے قبل

[1] ڈیموس تھینیز دربارۂ اینڈروشن دفعہ ۴۴۔ اس کمیشن کے تقرر کی قطعی تاریخ اور اس کے صحیح حالات پر بہت بحث ہوچکی ہے مگر یہ تعداد صاف نہیں ہے۔

اس کی مقدار ساڑھے تین سو سالانہ تک پہنچی تھی اس کے بعد یہ مقدار گھٹکر دفعۃً نوّے تک پہنچ گئی، اور ۳۲۲ء میں ساٹھ ٹیلنٹ سے زیادہ نہ رہی۔

"ناخدائی" کا طریقہ جس کے تحت میں بیڑے کی تیاری اور اس کا انتظام ہوتا تھا اس میں بھی بہت سخت خرابیاں موجود تھیں۔ سابق زمانہ میں متموّل شہریوں سے فرداً فرداً یہ کہا جاتا تھا کہ وہ ایک کشتی تیار کریں اور اس سے اپنی نگرانی میں کام لیں، مگر جنگ پلوپونس کے اختتام کے قریب متموّل شہریوں کی دولت بہت کچھ گھٹ گئی تھی اور یہ ضروری معلوم ہوا کہ ایک کشتی کی تیاری میں دو اہل شہر شریک کئے جائیں، اور وہ باری باری اس کی کمان کریں۔ جو شخص یہ سمجھتا تھا کہ اس پر غیر واجبی بار ڈالا گیا ہے وہ جس شخص کو اس کام کے لئے اپنے سے بہتر سمجھتا تھا اس کے مقابلہ میں یہ دعویٰ کر سکتا تھا یا تو وہ کشتی تیار کرے یا اپنی جائداد کو اس کی جائداد سے بدل لے (افوبس اور اس کے دوستوں نے ڈیموس تھینیز کو نقصان پہنچانے کے لئے اس حق کو کس بُری طرح استعمال کیا ہم ابھی ابھی دیکھ چکے ہیں) اس طریقے سے پہلا بڑا نقصان تو یہ تھا کہ اس میں تاخیر بہت زیادہ ہوتی تھی۔ مجلس ملکی کو نہ صرف یہ فیصلہ کرنا پڑتا تھا کہ کشتیوں کی تعداد کیا ہو اور شہری اور غیر ملک کے سکونت پذیر اشخاص اور اجیر کس نسبت سے کام میں لگائے جائیں (یہ ایک ایسا معاملہ تھا جس کے متعلق فیصلہ کے قبل بار بار رائیں بدلتی تھیں) بلکہ ہر ایک جائداد کے تبادلہ کے لئے وقت دینا پڑتا تھا اور جو لوگ فی الفور سامان نہیں کر سکتے تھے انھیں خدمت لازمہ کی انجام دہی کے لئے موقع دینا ہوتا تھا۔ ملاحوں اور کشتی کے عملہ کے مہیا کرنے میں بھی بہت بڑی دقت اُٹھانا پڑتی تھی۔ جن لوگوں کے نام سرکاری فہرستوں میں درج ہوتے تھے ان میں سے اکثر ناقابل ہوتے تھے اور جن مالکان کشتی کو مفاد عامہ کا خیال ہوتا تھا وہ بیشتر اوقات کرایہ پر دوسروں کو رکھنا قابل ترجیح سمجھتے تھے۔ دونوں صورتوں میں کشتی کے کپتان اور ملاحوں کا معاملہ شخصی حیثیت کا ہوتا تھا اور ملاحوں کو اگر موقع ملتا تھا تو وہ کام چھوڑ کر بھاگ بھی جاتے تھے، خاص کر اس صورت میں کہ انھیں وقت پر معاوضہ نہ ملے یا بددلی کے کچھ اور اسباب پیدا ہو جائیں۔ ماسوا اس کے جو مالکان کشتی خدمت پر

آمادہ نہ ہوتے تھے وہ بہت لیت و لعل سے کام لیتے تھے اگرچہ یہ لیت و لعل
ایک حد خاص پر پہنچکر قابل مواخذہ قرار پاجاتا تھا مگر اس سے ہر نوع تاخیر و تعویق
تو پیدا ہو جاتی تھی۔ یہ صورتیں بھی کچھ کم پیش نہیں آتی تھیں کہ مالک کشتی اپنے
فرائض کسی ٹھیکہ دار کو سپرد کر دیتا تھا جو نسبتہً کم خرچ میں کشتی تیار کر دیتا اور
اس کی کمان کرتا تھا مگر اس کسر کو لوٹ مار سے پورا کر لیتا تھا۔ دوست دشمن کی
کوئی تفریق نہیں ہوتی تھی[1]۔ بعض وقت مالی مشکلات اور دوسری دقتیں اس قدر
بڑھجاتی تھیں کہ سلطنت کو مجبور ہو کر محب وطن اشخاص سے یہ درخواست کرنا
پڑتی تھی کہ وہ رضاکارانہ طور پر کشتیوں کی کمان قبول کریں۔ چنانچہ ۵۸-۳۵۷ ق م
میں یہی صورت پیش آئی اس وقت کے رضاکاروں میں ایک رضاکار
ڈیموس تھینیز بھی تھا اور فلیپس کے ساتھ کشتی تیار کرنے میں شریک تھا اور یوبیا
کی مہم میں خدمات انجام دی تھیں۔

اس سال میں "جنگ معاشری" کی وجہ سے مالی حالت بہت ہی
نازک ہو گئی تو پریڈر کے تجویز کردہ قانون کے بموجب تیاری کشتی کا طریقہ
اس اصول پر قائم کر دیا گیا جو جنگی محصول کے جمع کرنے کے لئے تھا۔ بیس بورڈ
یا حلقے (جسے سموری کہتے تھے) اس غرض سے قائم کئے گئے کہ کشتیوں کی تیاری
کے لئے جو ضروری رقم درکار ہو اسے مہیا کریں ہر (بورڈ) حلقے میں ساٹھ آدمی
تھے اور اس لئے ایسے لوگوں کی تعداد جن پر کشتی کا مہیا کرنا واجب تھا بارہ سو
ہوتی تھی۔ ہر حلقے کے انتظام کا مدار کار اس (بورڈ) حلقے کے زیادہ
متمول ارکان پر تھا مگر وہ اپنے اس اختیار سے صرف یہ کام لیتے تھے کہ خود
اپنے حصہ کی پوری رقم نہ ادا کریں۔ تمام ارکان کو بلا لحاظ ان کی جائداد کے
مساوی رقم دینا پڑتی تھی اور اس طرح کم مایہ ارکان پر نسبتہً زیادہ بار پڑجاتا تھا۔

---

[1] یہ مباحث "مالکان جہاز کی حکومت" سے متعلق تقریریں اور نیز ان تقریروں میں جو
پالیکلس، ایورگس اور نیسیبولس کے خلاف ہیں (اور غلطی سے ڈیموس تھینیز کیطرف منسوب
ہو گئی ہیں) اچھی طرح واضح ہو چکے ہیں۔

اس کی کوئی شہادت نہیں ملتی کہ جنگی محصول کے مانند اس (بورڈ) حلقے میں دولتمند ارکان پیشگی رقم دیدیتے ہوں ٹھیکہ کے ذریعہ سے کشتیوں کے مہیا کرنے کا طریقہ اب بھی عام طور پر رائج تھا۔ اس میں صرف معاملت کا پورا کرنا مدنظر ہوتا تھا، شخصی دلچسپی یا حب الوطنی کو چنداں دخل نہیں ہوتا تھا، اس میں شک نہیں کہ یہ ایک بدقسمتی تھی اور اس کمیٹی کے طریق سے کام کی عمدگی اور جوش و انہماک میں بالعموم کمی واقع ہوگئی تھی لیکن بروقت اس سے یہ فائدہ ہوا کہ جس امر کی سب سے زیادہ ضرورت تھی اس کا انتظام ہوگیا یعنے بیڑے کے لئے جس قسم کی ضرورت تھی وہ باسلوب مناسب مہیا ہوگئی۔

اتھینز کے مالی طریق کا شاید سب سے بدترین جزو "رقوم خیراتی" کا اس غرض سے شہریوں میں تقسیم کر دینا تھا کہ وہ تقریبات عام کا لطف اٹھا سکیں سلطنت کے عام محاصل میں اس "خیراتی سرمایہ" کو کیا درجہ حاصل تھا، یہ مسئلہ بہت متنازعہ فیہ رہ چکا ہے مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہر سال کے شروع میں مجلس ملکی سے ایک موازنہ منظور ہوا کرتا تھا جس میں خاص خاص اغراض اور مخصوص سرمایوں کے لئے ہر ایک کے حسب ضرورت رقم معین کردی جاتی تھی اور جو رقم بچت میں رہتی تھی اور کسی خاص مد سے مخصوص نہیں ہوتی تھی وہ ایام جنگ میں فوجی مد میں داخل کردی جاتی تھی، اور دوران امن میں "خیراتی سرمایہ" میں منتقل ہوجاتی تھی، اور اسی مد سے شہریوں میں تقسیم ہوا کرتی تھی۔ بظاہر اس تقسیم کو انتہائی جمہوریت پسند مدبر اگر بیس نے چوتھی صدی کے اوائل میں رواج دیا تھا، اور تفصیلی و جزوی حیثیت سے نہیں مگر اصولی حیثیت سے یہ ان تقسیموں کی تجدید تھی جو سابقہ صدی میں ہوئی تھیں اور ہمیں آگے چل کر معلوم ہوگا کہ جب ڈیموس تھینیز نے معاملات عامہ میں قدم رکھا ہے اس وقت ایک خاص قانون یہ منظور ہوا تھا کہ جو رقمیں تقسیم ہوتی ہیں ان کی مقدار بڑھا دی جائے

سلہ مازگی نے یہ ظاہر کیا ہے کہ "خیراتی رقم" کی تقسیم کی ابتدا غالباً پیرکلس نے کی تھی اور یہ تقسیم اس امداد سے بالکل جداگانہ تھی جو رفع تکالیف غربا کے لئے کلیوفن نے قائم کی تھی۔

(شاید) موازنہ میں ایک مختصر سی رقم جنگی اغراض کے لئے رکھکر باقی تمام بچت کو جنگی سرمایہ کے بجائے "خیراتی سرمایہ" میں شامل کر دیا جاتا تھا[۱]۔ اس میں شک نہیں کہ اس تقسیم میں ایک گونہ مذہبی رنگ بھی شامل تھا۔ تمام تقریبیں دیوتاؤں کے اعزاز میں ہوتی تھیں اور کم از کم یہ احساس ضرور موجود تھا کہ ان تقریبات کے جوش دل کے ساتھ بجا لانے سے بھلائی کی توقع ہے[۲]۔ اس تقسیم کے حق میں تقدس و پرہیزگاری پر کتنا ہی زور کیوں نہ دیا جائے مگر اس میں شک کرنا مشکل ہے کہ اس کے قبول عام کی بنا نیکوکاری سے زیادہ عیش و عشرت پر تھی اور قانون جس سختی کے ساتھ اس پر عمل کرتا تھا وہ سلطنت کے لئے نہایت ہی مضرت رساں تھا۔ اس وقت ہم صرف ایک مثال اس امر کی دیتے ہیں کہ ایتھنز کے جمہوریت پسند باشندے وقتی مسرت کو سب سے مقدم جگہ سے ہٹا کر دوسرے درجہ پر رکھنے کو کس قدر ناگوار سمجھتے تھے۔ ۳۵۸ء میں پہلی مرتبہ "خیراتی سرمایہ" کے نگرانوں کا ایک بورڈ قائم ہوا جس میں دس رکن تھے اور ان کے عہدے کی میعاد چار برس کی مقرر ہوئی اور اس کے بعد وہ پھر دوبارہ منتخب نہیں ہو سکتے تھے۔ یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ معاملات مالی کا کوئی ماہر اس بورڈ کا رکن منتخب ہو جائے اس کے طریق عمل کو اپنے قبضہ میں کر لے اور اپنے عہدے سے الگ ہونے کے بعد بھی اپنے کسی دوست وہمدرد کے انتخاب کے ذریعہ سے اس پر قابو رکھ سکے۔ چنانچہ ایوبولس ۳۵۴ء سے ۳۵۰ء تک اس خیراتی کمیشن کا رکن رہا اور اس کے بعد ۳۵۰ء سے ۳۴۶ء تک اس کا معاون افوبیٹس (اسکینیز کا بھائی) بورڈ کا رکن رہا۔ اسکینیز کہتا ہے کہ اس بورڈ کے

---

[۱] باب چہارم صفحہ ۱۲۷ دیکھا جائے۔

[۲] یہ احساس زیادہ گہرا نہیں تھا اور تقریبات کے لحاظ سے مذہبی احساس سے خفیف اثر کو انیکزمینس نے "فن تقریر" میں اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔

[۳] دوسرے اشخاص جو اس کمیشن کے رکن تھے ان میں ڈیوفینٹس (اسفٹس) ۳۵۳ء سے ۳۴۳ء تک سیفوڈٹس ۳۴۰ء سے ۳۴۲ء تک ڈیموس تھینیز ۳۳۸ء سے ۳۳۴ء تک اس کے رکن تھے۔

ارکان نے اس اعتماد کی وجہ سے جو قوم کو ایوبیولس کی ذات پر تھا، سلطنت کے تمام اہم مالی عہدوں[1] کو آپس میں تقسیم کر لیا تھا اور عملی طور پر تمام نظم و نسق پر وہی لوگ حاوی تھے۔ جنگ کر دینا سے تقریباً ایک برس قبل تک یہ نہ ہوسکا کہ ڈیموس تھینیز اس خیراتی سرمایہ کو جنگی اغراض میں صرف کرنے میں کامیاب ہو جاتا اور خیراتی بورڈ کے برابر قائم رہنے سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ تقسیم پھر جاری ہو گئی تھی۔ جنگ کے تھوڑے ہی زمانہ بعد "فوجی سرمایہ" کا ایک علیحدہ خازن مقرر ہو گیا جس کا تقرر چار برس کے لئے ہوا کرتا تھا۔ اسکے ساتھ ہی اس امر کا بھی اضافہ کر لینا چاہئے کہ خاص خاص ضروریات کا سرانجام یوں بھی ہوا کرتا تھا کہ مخصوص اشخاص یا چند اشخاص کی چھوٹی چھوٹی جماعتوں کو خاص کمیشن دیا جائے (یعنے وہ بالتخصیص اس کام پر مامور ہو کر اس کے ذمہ دار بنا دیے جائیں) چنانچہ ہم "دیواروں کا کمیشن" "سنگ گاہ کا کمیشن" اور "بیڑے کا کمیشن" کا ذکر سنتے ہیں۔ درآمد غلہ کے نگراں اور اسی قسم کے اور دوسرے خاص خاص عہدہ دار مامور ہوا کرتے تھے (غلہ کی نگرانی کا عہدہ ۳۵۷ء میں کیلس تھنس کے پاس اور ۳۳۸ء میں ڈیموس تھینز کے پاس رہا)۔

آخر میں ہمیں فوجی معاملات کی کارروائی پر غور کرنا ہے۔ دوام جو سب سے اہم ہیں وہ یہ ہیں کہ سپہ سالار دوسرے عہدہ داروں کے بہ نسبت زیادہ آزاد ہوتے تھے اور اجیر سپاہیوں سے کام لیا جاتا تھا اور تقریباً ہر فوج میں انھیں کا زیادہ حصہ ہوتا تھا۔ اس عہد کے بڑے بڑے سپہ سالاروں کی وفاداری میں اگرچہ شک کی کوئی وجہ نہیں ہے مگر وہ اس درجہ دل سے شہر کے ہوا خواہ نہیں تھے جیسے پانچویں صدی کے سپہ سالار ہو گزرے ہیں یا یوں کہنا چاہئے کہ یہ سپہ سالار جو جنگ کی نگرانی کے ذمہ دار تھے اور بنسبتہً زیادہ آزاد تھے ان میں اور ان کے ان برائے نام شرکائے کار میں جن کو

---

[1] انھیں عہدوں میں ایک عہدہ (Apodectae) کا تھا اس کے پاس تمام آمدنی جمع ہوتی تھی ایک عہدہ مالی سکرٹری (ناظر مالیات) کا تھا جس کا کام یہ تھا کہ سلطنت کے تمام مالی مدات کی حالت سے قوم کو مطلع کرے اسکینز کہتا ہے کہ معاملات کی یہ حالت ہیگیمیان کے قانون کے نافذ ہونے تک یعنے (۳۳۶ء کے بعد تک) قائم رہی۔

خود ملک کے اندر جنگ کے لئے سامان مہیا کرنا پڑتا اور وہ مختلف خدمات انجام دینا ہوتیں جنہیں فوجی رنگ سے زیادہ ملکی رنگ غالب ہوتا تھا ان دونوں میں ایک طرح کا فرق پیدا ہو گیا تھا۔ بالعموم جنگی سپہ سالار ایتھنز میں کمتر آتے تھے۔ ہاں یہ ممکن تھا کہ ان کو واپس طلب کر لیا جائے اور سلطنت کے اور عہدہ داروں کی طرح ان پر بھی مقدمہ چلایا جائے اور اہل ایتھنز نے اپنے بہت سے قابل ترین سپہ سالاروں سے اسی طرح سے اپنا پیچھا چھڑایا مگر سپہ سالار زیادہ تر اپنے سپاہیوں ہی سے قریبی تعلق رکھتے تھے اور ایتھنز میں ان کے خدمات کی ضرورت نہیں ہوتی تھی تو یہ کچھ مشکل نہ تھا کہ دوسرے آقاؤں کے تحت میں ان کے لئے کام نکل آئے اور ان کو ایسی تنخواہیں مل جائیں جن کے وہ متوقع ہوں[1]۔ اب پیشہ ور فوجوں کا زمانہ شروع ہو گیا تھا جس میں کم و بیش اجیر سپاہیوں کے رسالوں کا نظم و نسق قائم ہو گیا تھا اور ہر گروہ کا ایک سپہ سالار یا سردار ہوتا تھا۔ ملکی زندگی سے سپاہیوں کا تعلق یوماً فیوماً کم ہوتا جاتا تھا۔ ہم ایسے لوگوں کا ذکر سنتے ہیں کہ جب ان کے پاس کام نہیں ہوتا تھا تو وہ ایتھنز سے باہر رہا کرتے تھے۔ افکریٹس کیبریاس جیرس وغیرہ اس قسم کے لوگوں میں سے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ سپہ سالار جن کی خدمات سے بھی مفر نہیں تھا اور جن کی آزادی بھی روکی نہیں جا سکتی تھی، انھیں سلطنت جمہوریہ اکثر ایک گونہ بے اعتمادی کی نظر سے دیکھتی تھی مگر اس کے ساتھ ہی چونکہ ان کے بغیر کام بھی نہیں چل سکتا تھا اس وجہ سے ان کی خوشامد و ثنا و صفت بھی ایسی ہوتی تھی اور ان کو امتیازات بھی اس طرح سے عطا کئے جاتے تھے جنھیں ڈیموس تھینیز ایک طاقتور خود دار قوم کے رتبہ کے منافی سمجھتا تھا۔ بہت سے اسباب ایسے جمع ہو گئے تھے جن کی وجہ سے یہ تغیر پیش آیا کہ اہل ایتھنز کی فوج کا بیشتر حصہ عام طور پر اجیر سپاہیوں سے مرکب ہو گیا۔ پہلی وجہ تو یہ تھی کہ ایتھنز کے باشندے جسمانی خدمت کے لئے بہت کم آمادہ ہوتے تھے۔ ایک حد تک یہ باعث بھی تھا کہ بہترین تعلیم یافتہ اور اعلیٰ ترین

---

[1] تعلیق ۴۰۔

فلسفیانہ طبیعت کے اشخاص فوجی خدمت اور شہنشاہی مقاصد کو کسی قدر حقیر سمجھتے تھے۔ بڑے بڑے علما کا ان خیالات کو افراد کی زندگی کے نیک مقاصد میں قطعی طور پر شامل کرنا بے نتیجہ نہیں رہ سکتا تھا مگر بہت بڑی وجہ یہ تھی کہ اہل ایتھنز یوماً فیوماً کاروبار میں زیادہ منہمک ہوتے جاتے تھے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ اگر وہ فوجی خدمت کے باعث زیادہ زمانہ تک مسلسل غیر حاضر رہیں گے تو ان کا کاروبار تباہ ہو جائے گا اور جب لڑائیوں کا زمانہ طویل ہو گیا اور فوجی کارروائیاں صرف گرمی کے چند مہینوں تک محدود نہ رہیں تو ان کے اس اکراہ میں بالطبع زیادتی ہو گئی۔

دوسری بنا یہ تھی کہ خود جنگ کے فن میں زیادہ مشق و مہارت کی ضرورت پیدا ہو گئی تھی اور اب قریب قریب یہ امر لابد ہو گیا کہ سپاہیوں کو ایک فن کی حیثیت سے جنگ کی تعلیم دی جائے۔ نئے آلات اور جدید منضبط رسالوں سے کام لیا جانے لگا تھا اور فوج کے ہر ایک ہتھیار کے استعمال کے لئے مشق و مہارت کی ضرورت تھی۔ جنگ کے جو طریقے پرانے زمانے سے چلے آرہے تھے اب ان کے بجائے زیادہ گہری چالیں اختیار کی جانے لگی تھیں اور ایتھنز کے باشندے اگر زیادہ تعداد میں فوج کی خدمت کرنا بھی چاہتے تو بھی وہ ان تمام لوازم کو پورا نہیں کر سکتے تھے۔

تیسری وجہ یہ تھی کہ ایسے آدمی بہت کثرت سے موجود تھے جو اجیر سپاہیوں کی خدمت انجام دینے کے لئے آمادہ رہتے تھے۔ پہلے زمانے میں ضرورت سے زائد آبادی ترک وطن کر کے جدید نو آبادیاں بساتی تھی مگر نو آبادی کے لئے جتنے مواقع مناسب تھے وہ سب پُر ہو چکے تھے اور آبادی بدستور بڑھتی جاتی تھی۔ ادھر یونان کے بیشتر حصوں میں غلہ کی پیداوار بڑھنے کے بجائے گھٹتی جاتی تھی۔ اس کا دباؤ بالخصوص زراعتی طبقے پر زیادہ پڑ رہا تھا کیونکہ ان کے غلہ کی مقدار ان کی اوقات کو کفایت نہیں کرتی تھی اور بیرون ملک سے جو غلہ آتا تھا اس سے باسانی مدد نہیں ملتی تھی کیونکہ وہ غلہ زیادہ تر شہروں میں کھپ جاتا تھا۔ موجودہ زمانے میں اگر یہ صورت پیش آئے تو غالباً اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک بہت بڑی تعداد

روزگار کی تلاش میں شہروں میں آرہے گی۔ ایک حد تک یونان میں بھی یہ ہوا ہوگا اور اس نقل مقام سے بیکار مفلسوں کی تعداد بڑھ گئی ہوگی مگر شہروں میں کام کرنے والوں کی ضرورت کم تھی کیونکہ غلاموں سے کام لینے کا باقاعدہ طریقہ رائج تھا اور کام اگر ہوتا بھی تو بھی غلاموں کی موجودگی سے شہر و دیہات دونوں جگہ آزاد مزدوروں کی اجرت کا کم ہونا لازمی تھا۔ اس لئے اس میں زیادہ نفع اور زیادہ دلچسپی تھی کہ اجیر سپاہیوں کے کسی قاید کے تحت میں ملازمت حاصل کرلیجائے اور جو سلطنت سب سے زیادہ معاوضہ دے اس کی طرف سے جنگ کیجائے اور ایسی لڑائیوں میں شرکت کیجائے، جنمیں لوٹ مار کا زیادہ موقع حاصل ہو لیکن سب سے بڑی بات یہ تھی کہ طویل لڑائیوں، سیاسی جلاوطنیوں اور انقلابات کی وجہ سے (جو ہمیشہ ایک نہ ایک سلطنت میں واقع ہوتے رہتے تھے) ملک بے خانماں آدمیوں سے بھر گیا تھا، جو معاوضہ اور لوٹ مار کی توقع سے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالنے کے لئے آمادہ رہتے تھے لیکن اگرچہ آمادہ کار اجیر سپاہیوں کی موجودگی اور سلطنتوں کے ان سے کام لینے کے وجوہ بآسانی بیان ہو سکتے ہیں مگر اس طریقے کے نتائج کسی طرح تباہی سے خالی نہ تھے۔ ایتھنز کے سپہ سالار اگرچہ بالعموم اپنے مالکوں کے وفادار ہوتے تھے لیکن ایک حد تک وہ اپنے سپاہیوں کے ہاتھ میں ہوتے تھے کیونکہ ان سپاہیوں کی وفاداری کا کچھ بھروسا نہیں ہوتا تھا اور بعض وقت ایسا بھی ہوتا تھا کہ جس طرح سپاہیوں کو اس کی پروا نہ تھی کہ وہ کس کی طرف سے لڑ رہے ہیں اسی طرح سپہ سالار بھی اس خیال سے معرا ہوتے تھے (جیساکہ کیریڈیمس کے واقعہ میں ہوا) اگرچہ اس زمانے میں ہم کو ان اجیر فوجوں کی غداری

---

[1] مسٹر اے۔ ای زمرن نے سوشیولاجیکل ریویو جلد دوم نمبر ۲ (۱۹۰۹ء) میں اس خیال کی تردید کی ہے مگر ان کی بے انتہا دلچسپ بحث کے باوجود میرا یہ خیال نہیں ہے کہ انھوں نے جو واقعات دلیل میں پیش کئے ہیں ان سے ان کا دعوی صحیح ثابت ہوجاتا ہے تاہم اس تمام معاملہ پر شہادت کی اور زیادہ مکمل چھان بین ضروری ہے۔

یا بزدلی کی کوئی نمایاں مثال نہ مل سکے مگر ڈیموس تھینیز وغیرہ کے اکثر بیانات سے یہ
صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کی فوجوں سے وہ امیدیں وابستہ نہیں ہو سکتی تھیں
جو خود اہل شہر کی فوجوں سے ہوتیں جن کے ذاتی مفاد معرض خطر میں ہوتے تھے۔
رسکن ایک قابل قدر جملہ میں اس امر پر زور دیتا ہے کہ سپاہی کا کام مارنا نہیں بلکہ خود
مر جانا ہے لیکن اجیر سپاہی غالباً اس کے برعکس خیال رکھتے ہوں گے۔ علاوہ ازیں
اجیر سپاہی کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ یا جنگ میں مشغول رہے یا لوٹ مار
کرتا رہے۔ اس کے لئے بیکار رہنا فاقہ کشی کے مرادف تھا پس اجیر سپاہیوں
کے غول جو یونان میں ہر طرف گھومتے پھرتے تھے وہ سب کے لئے ایک بلائے بے درماں
تھے اور جب ایتھنز یا کوئی اور سلطنت انھیں نوکر رکھ لیتی اور وقت پر ان کی
تنخواہ نہ ادا کرتی تو وہ بطور خود اپنا معاوضہ وصول کر لیتے تھے اور اس میں دوست دشمن
کی کوئی تفریق نہ ہوتی تھی۔ ڈیموس تھینیز کہتا ہے کہ ایتھنز کے حلیفوں پر ان فوجوں کا
سخت خوف طاری رہتا تھا جو ایتھنز ان کے پاس بھیجتا تھا اور خود ایتھنز کے
مدبر ہمیشہ اس ترغیب و تحریص کے روکنے میں کامیاب نہیں ہوتے تھے کہ محصول
عائد کرنے سے بچنے کے لئے سپہ سالاروں اور فوجوں کو اجازت دیدیں کہ وہ
خود اپنا معاوضہ وصول کر لیں خواہ اس میں وہ ایتھنز کے حلیفوں کے شہروں اور
ان کے جہازوں ہی کو کیوں نہ لوٹ لیں۔

چوتھی صدی کے وسط میں ایتھنز کی زندگی عامہ کی جو حالت و کیفیت
تھی اس کے خاص خاص اصناف پر اب ہم ایک سرسری نظر ڈال چکے ہیں اور
اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ فیلقوس (شاہ مقدونیہ) سے جو کشمکش
پیش آنے والی تھی اس کے لئے ایتھنز کی سلطنت بالکل ہی تیار نہ تھی۔ اعیانی
حکومت کے بدتر عناصر کے ساتھ اس کے بہتر عناصر بھی غارت کر دیے گئے تھے
یہ بات قیاس میں آتی ہے کہ اگر سلطنت جمہوریہ میں حکومت کے کاموں میں
عام قوم کا حصہ اسی حد تک محدود رہتا کہ وہ دانشمندی کے ساتھ ذمہ دار سرگروہوں کا
انتخاب اور زیر بحث مسائل میں اہم امور کا تعین کر دیتے اور اس کے آگے
جزوی و عملی نظم و نسق کا کام (ضروری احتیاط کو مدنظر رکھکر) ماہرین کے ہاتھوں میں

دیدیتے تو غالباً انھیں کامیابی ہوجاتی - کامیابی کی وجہ صرف یہی نہیں ہوتی کہ
ایتھنز نے جو کچھ کیا وہ زیادہ منضبط و منتظم طریقے سے انجام پاتا بلکہ یہ وجہ بھی ہوتی کہ
ماہر مدبرین و سفرا تمام طاقتوں کو اس خوبی سے متحد کر لیتے کہ کسی مجلس ملکی سے
یہ کام کبھی انجام نہ پاسکتا تھا، لیکن ایتھنز کی سلطنت جمہوری سے یہ نہیں ہوسکتا
تھا کہ وہ اپنے سرگروہوں پر اتنا اعتبار کرے کہ فوجی و بین الاقوامی معاملات کے
سرانجام دینے میں انھیں بقدر ضرورت آزادی دیدے اور اس کی ناکامی کی بڑی
وجہ یہی تھی کہ لائق و قابل آدمیوں سے اسے گہری رقابت تھی - اگر یہ رقابت
مانع نہ ہوتی تو ممکن تھا کہ سلطنت کے بہت سے صیغوں میں اصلاح ہوجاتی جس سے
کام میں عمدگی و کامیابی پیدا ہوجاتی - جن اصطلاحات کی ضرورت تھی ان سے
منجملہ اور لوگوں کے ڈیموس تھینیز بھی پوری طرح آگاہ معلوم ہوتا ہے مگر ڈیموس تھینیز
کو آزادانہ کام کرنے کا موقع اس وقت تک نہیں ملا جبتک کہ کام از دست رفتہ
نہیں ہوگیا -

اس امر کا بھی اعتراف کرنا پڑے گا کہ اہل ایتھنز کی یہ رقابت بے بنیاد
نہیں تھی - اہل یونان کی یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ ان میں کسی شخص کو وسیع
یا غیر ذمہ دارانہ اختیار کا حاصل ہوجانا اخلاق کے لئے غیر معمولی طور پر مضر و مہلک
ثابت ہوتا تھا مطلق العنان بادشاہوں اور خود غرض اعیانی سلطنتوں نے یہ
سبق پڑھا دیا تھا کہ اختیار اور نہایت ہی وحشیانہ قسم کی خود غرضی کے درمیان
زیادہ فاصلہ نہیں ہے" اور تاریخ یونان میں جو چند دانشمند و نیک خواہ صاحب قانون
ہوگزرے تھے ان کی مثالیں اس امر کے لئے کافی نہیں تھیں کہ اس سبق کو
بھلا دیا جائے لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایتھنز کی سلطنت جمہوریہ نے یہ نہ سمجھا کہ
جمہوریت کے نفاذ کے لئے ایک شرط لازمی ہے جس کے بغیر غالباً کوئی جمہوری
سلطنت بھی قابل و مستعد دشمنوں کے مقابلہ میں قائم نہیں رہسکتی - وہ شرط
یہ تھی کہ صاف طور پر یہ اعتراف کر لیا جاتا کہ جن لوگوں میں غور و فکر کی قوت،
پیش بینی، تجویزوں کے مکمل کرنے اور فوجوں کے لڑانے کی مہارت ہے ان کا
ایک طبقۂ خاص حکومت میں داخل ہونا چاہئے -

دوسری نظر سے بھی دیکھا جائے تو بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ امن کے زمانے میں عام بحث و مباحثہ کے ذریعہ سے حکومت کرنے کا امکان قرین قیاس ہو سکتا ہے لیکن جنگ کے وقت میں جب لوگ تہذیب و تمدن کو برطرف کر کے ابتدائی طرز کے اعمال و افعال کی طرف پلٹ پڑتے ہیں تو پھر کامیابی کے لئے اسی قدیمی انداز کی حکومت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے موقع پر سلطنت کی قوت کو مجتمع رکھنے اور اس کے کاموں کو زور و قوت کے ساتھ چلانے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ ایک حد تک مطلق العنانی سے کام لیا جائے خواہ یہ مطلق العنانی اسی قسم کی ہو کہ بہترین و قابل ترین اشخاص کی حکومت مطلق کو برضا و رغبت قبول کر لیا جائے۔ اس کے بغیر ناکامی کا ہونا تقریباً قطعی و لازمی ہے چوتھی صدی کے پر تخیل لکھنے والوں میں بیشتر اشخاص نے بادشاہی کی جانبداری میں قوی میلان کا اظہار کیا ہے۔ اس سے ایک بڑی حد تک ان کے صحت احساس کا پتہ چلتا ہے۔ اسا کریٹس اغراض امن کے لئے یہ چاہتا تھا کہ ایتھنز کے عاقل ترین اشخاص کی ایک اعیانی حکومت قائم ہو جائے جو عوام کی منتخب کردہ ہو مگر جب وہ جنگ کی بحث کرتا ہے تو پھر اس کا خیال یہ ہوتا ہے کہ کسی ایک بلند پایہ شخص کی مطلق العنان حکومت ہونا چاہیئے یہ شخص جلبین ہو ڈائونسس ہو یا خود فیلقوس ہی کیوں نہ ہو لیکن چوتھی صدی میں یہ صرف خیال آرائوں کی ناقابل عمل بلند پروازیاں تھیں۔ ایتھنز کی طرف سے جو لوگ جنگ و سیاسیات کے میدان میں جولانیاں دکھا رہے تھے ان میں سے اکثر و بیشتر ان خیالات سے بہت دور تھے اور اسی وجہ سے انھیں اس میدان میں نیچا دیکھنا پڑا۔

تعلیقات باب سوم

(۱) اگر ہیس (صفحہ ۴۴) نے حاضری مجلس کا معاوضہ تین اوبل مقرر کر دیا تھا۔ عام طور پر یہ یقین کیا جاتا ہے کہ چوتھی صدی کے وسط میں اس کی مقدار ایک درہم

(۲ اوبل ۳ تک بڑھا دی گئی تھی تاکہ یہ معاوضہ مزدوری کی زیادتی اور روپیہ کی قیمت کی کمی کی تلافی کر سکے، مگر بینڈیس اور سنڈوال اس کے منکر ہیں۔ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سنڈوال مجلس ملکی میں عوام الناس کے غلبہ کو گھٹانا چاہتا ہے۔

(۲) اس بحث پر بالخصوص باسولر کی تصنیف "ایٹکا کی حیات بلدیہ" دیکھنا چاہیئے۔ سنڈوال کا خیال یہ ہے کہ مقامی و ملکی معاملات میں صرف وہی لوگ زیادہ دخل دیتے تھے جو غریب ترین طبقہ سے ایک درجہ بلند تھے (صفحہ ۵۱ دیکھنا چاہیئے) اگر ایسا ہے تو بھی مقامی سیاسیات میں دخل پانے سے ایک بہت بڑی تعداد کو مجلس ملکی کی رکنیت کی تعلیم حاصل ہو جاتی ہوگی اور ایوبیولائیڈس (حامیان ایوبیولس؟) کے خلاف جو تقریر ہوئی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بالکل غریب اشخاص بھی اپنے قصبہ کی زندگی میں اہم حصہ لے سکتے تھے۔

(۳) سنڈوال یہ ظاہر کرتا ہے کہ بہ ظن غالب مجلس ملکی کے بہ نسبت مجلس خاص میں ان لوگوں کی تعداد نسبتہً زیادہ تھی جو کسی قسم کی جائداد کے مالک تھے اس میں شک نہیں کہ ایسے لوگوں کی تعداد جن کو سیاسیات سے ذوق ہو اور اپنے کو ملک کے نظم و نسق میں دخل دینے کا اہل سمجھتے ہوں، زیادہ غریب طبقے کے اُن افراد سے نسبتہً زیادہ ہوگی جن کی طبیعت سیاسیات کی طرف مائل ہو، اور اس لئے قرعہ کا طریقہ اس قدر بے سرو پا نہیں تھا جیسا بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے لیکن پھر بھی اس کی کوئی ذمہ داری نہیں تھی کہ حصۂ غالب اپنے کام کی اہلیت رکھتا ہوگا۔ انتخاب کا یہ طریقہ اگرچہ جمہوریت کا ایک بالکل استقرائی نتیجہ معلوم ہوتا ہو مگر اس سے زیادہ لغو و مہمل کوئی طریقہ خیال میں نہیں آسکتا (اس میں شک نہیں کہ یہ طریقہ بالقصد اس غرض سے وضع کیا گیا تھا کہ قابل اشخاص کو مسلسل اپنا اثر قائم رکھنے کا موقع نہ ملے)

(۴) اس امر کی کافی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ "نظم و نسق ملک کے نگرانکار" کے عہدے کی ابتدا اس صدی کے وسط تک پیچھے ہٹا کر دکھائی جائے۔ یہ عہدہ اولاً ۲۲-۳۲۱ء میں ظاہر ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ "خیراتی بورڈ" (مجلس) کے بجائے یہ عہدہ قائم کیا گیا ہو کیونکہ اس کے بعد سے پھر "خیراتی بورڈ (مجلس)" کا ذکر سننے میں

نہیں آتا۔ خیراتی بورڈ (مجلس) اور دوسرے مالی عہدوں کی تمام بحث کے متعلق سنڈ وال کی تحریر دیکھنا چاہیئے جس کا ذکر صفحہ ۳۹ - ۴۱) پر ہو چکا ہے۔ نیز فرنیکوٹ کی تصنیف "یونان کے شہروں کی مالیات" دیکھنا چاہیئے۔ اس تصنیف میں ہر قسم کا مواد موجود ہے۔ فرگوسن نے (یونانی ایتھنز صفحہ ۴۷۲ - ۴۷۵) میں یہ کوشش کی ہے کہ خیراتی کمشنروں کی چار برس کی میعاد کو غلط ثابت کرے مگر وہ صحیح نتیجے پر نہیں پہنچ سکا ہے۔ مازگی نے بھی ان مختلف سوالات پر بحث کی ہے جو اس ضمن میں پیدا ہوتے ہیں مگر میں اس کی اکثر رایوں سے اتفاق کرنے سے معذور ہوں۔ شہادت کے ناکافی ہونے اور خود مسئلہ زیر بحث کی پیچیدگی کی وجہ سے یہ ضروری ہے کہ اس کتاب میں یہ مسئلہ جس طرح بیان ہوا ہے اس کے جزئیات کو ظن غالب سے زیادہ باوقعت نہ سمجھا جائے مگر خود نفس مطلب میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس خیرات و مبرات نے سلطنت کے خزانے کو خالی کر دیا تھا، حالانکہ اس توفیر کو جنگ میں صرف کرنا یا اسے محفوظ رکھنا چاہیئے تھا۔

سلطنت کے مصارف کے لئے سود پر قرض لینے کا طریقہ یونان میں شاذ و نادر ہی عمل میں آتا تھا۔ دیکھیئے زمرن کی دولت عامۂ ایتھنز صفحہ ۲۰۵۔

(۵) ڈیموس تھینیز کے مجموعۂ تصانیف میں ایک تقریر ہے جس کا شمار تیرھواں ہے۔ تقریر جس حالت میں موجود ہے اس کی نسبت یہ یقین ہے کہ وہ ڈیموس تھینیز کی نہیں ہے مگر اس میں بہت کچھ ڈیموس تھینیز کی تقریر کے اجزا موجود ہیں اور اس میں شک نہیں کہ خیالات ڈیموس تھینیز ہی کے ہیں۔ اس تقریر میں ایک نہایت دلپذیر طریقہ پر طرز تخاطب کے اس تغیر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو سپہ سالاروں کے متعلق زمانۂ قدیم کے بعد پیدا ہو گیا تھا۔ ڈیموس تھینیز کہتا ہے کہ ہمارے آبا و اجداد نے تھمسٹاکلیز کی کوئی تصویر نہیں بنائی جس نے جنگ سلیمس میں بیڑے کی کمان کی تھی، نہ انھوں نے ملٹیاڈیز کی کوئی تصویر بنائی جس نے جنگ میراتھان میں فوج کی سپہ سالاری کی تھی۔ نہ ان کثیر التعداد افراد کی کوئی یادگار اس قسم کی قائم کی جن کے کارنامے ان سپہ سالاروں سے بدرجہا بڑھے ہوئے تھے جو اس ملنے میں

موجود ہیں، تمھارے آباؤ اجداد نے ان کی عزت یہی کی کہ ان کو اپنے برابر سمجھا۔ کیونکہ اس زمانے کے لوگوں سے یہ امر بعید تھا کہ وہ خود قوم کی کامیابیوں کو فراموش کر دیں۔ سلمیس اور میراتھان کی فتوحات کو کوئی شخص تھمسٹاکلیز اور ملٹیاڈیز کے فتوحات نہیں کہتا تھا، بلکہ اتھینز کے فتوحات کہتا تھا، مگر آج ہم لوگوں کو یہ کہتے سنتے ہیں کہ ٹموتھیس نے کارکرا پر قبضہ کر لیا اور افکریٹس نے اسپارٹا کے ایک رسالے کو کاٹ ڈالا، اور کیبریاس نے نیکسس کی بحری جنگ فتح کر لی۔ تم جب ان سپہ سالاروں کا اس درجہ غیر معمولی اعزاز کرتے ہو تو گویا تم ان کامیابیوں میں خود اپنے حق کو چھوڑ دیتے ہو۔" یہی جملہ کسی قدر پھیلاؤ کے ساتھ اس تقریر میں بھی ملتا ہے جو ارسٹاکریٹس کی مخالفت میں ہے۔

باب چہارم

ڈیموس تھینیز کی زندگی کا آغاز

یہ پہلے ہی بیان ہو چکا ہے کہ ٣٦١ سنہ کے قریب ارسٹوفن کو وہ غلبہ اثر حاصل ہو گیا جس سے کیلسٹراٹیس اسی وجہ سے محروم ہو گیا تھا کہ کرسونیز کے فوائد جو ایتھنز کی ضمانتیں کامیاب ہو گئی تھیں۔ اس کا بھی ذکر ہو چکا ہے کہ ارسٹوفن ہی کی سرکردگی کے ابتدائی زمانہ میں کرسونیز پر ایتھنز کو غلبہ حاصل ہوا اور یہ غلبہ زیادہ تر چیرس کی کارگزاریوں اور کوششوں کی وجہ سے حاصل ہوا۔ چیرس قوم میں بہت ہر دلعزیز تھا اور اس نے اس موقع پر اور اس کے بعد بھی ارسٹوفن کو اس کی حکمت عملی کے بقا میں ہر طرح کی مدد دی۔ لیکن ایتھنز کے معاملات میں بہتری کی جو صورت پیدا ہوتی جاتی تھی وہ ٣٥٨-٧ سنہ کی معاشری جنگ کے برپا ہو جانے سے بہت جلد رک گئی۔ اس جنگ کے دو سبب تھے پہلا سبب تو یہ تھا کہ "مشترکیت ثانیہ" کے ارکان کے ساتھ انھوں نے جو قرارداد ٹھیرائی تھی، اس کی لفظاً نہیں مگر معناً ضرور خلاف ورزی کی۔ ایک تو اپنے حلیفوں کے شہروں میں ایتھنز کے مستعمرین کو بسنے کے لئے بھیجدیا اور پھر اور بھی مختلف قسم کی زیادتیاں کیں۔ چیرس نے کیا اس، روڈز اور دوسرے شہروں میں جیسی چیرہ دستیاں کیں غالباً یہی چیرہ دستیاں اس شعلہ کے فوراً بھڑک اٹھنے کا باعث ہو گئیں، مگر اس بارے میں تحقیق کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ تھیبز کی پرزور کارروائیوں اور خاص کر ایپمینانڈس کی ٣٦٣-٢ سنہ کی بحری مہم کی وجہ سے حلیفوں کا تعلق ایتھنز کے ساتھ کمزور ہو گیا تھا۔ درحقیقت ارسٹوفن کی خواہش یہ تھی کہ تھیبز سے دوستانہ راہ و رسم قائم رکھے اور اس معاملہ میں اس کا خاص مخالف ایوبیولس بھی اس کے ساتھ متفق تھا مگر اس کا کچھ نتیجہ

نہیں نکلا اور ۳۵۸ء میں حلیفوں میں سے سب سے زیادہ قوی سلطنت نے
ایتھنز کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

اس جنگ کے مصیبت انگیز حالات کی تفصیل میں پڑنے کی کوئی ضرورت
نہیں معلوم ہوتی، اس میں خاص قابل ذکر وہ دو امر ہیں جو اس زمانے کے خصوصیات
میں داخل تھے۔ اولاً تو ارسٹوفن اور چیرس نے حلیفوں کے مقابلے میں ناکامیاب
رہنے کے باعث تموتھیس اور انکریٹیس سے مواخذہ کیا حالانکہ کیلسٹریٹس کے
دور اقتدار میں یہی دونوں سب سے زیادہ کامیاب سپہ سالار رہ چکے تھے
اور غالباً ایتھنز میں اب بھی کوئی امیر البحر ان سے بہتر نہیں تھا۔ دویمش یہ کہ
شاہ ایران نے اس مناقشہ میں دخل دیا۔ اس جنگ کے اثنا میں چیرس نے جو
ایتھنز کی طرف سے امیر البحر کی خدمت انجام دیر ہا تھا، محض اپنی مرضی سے
ایران کے ایک باغی مرزبان ارتابیزس کو مدد دی۔ شاہ ایران نے اس کا
عوض یہ لیا کہ حلیفوں کو شہ دیدی اور اس کے باجگذار ماسولس والی کیریا نے
ان کو پوری طرح مدد دی۔ شاہ کی جانب سے اعتراض ہونے پر اہل ایتھنز نے
چیرس کو واپس بلا لیا۔ شاہ نے ایک بڑی حد تک اب اپنی طاقت کو بحال اور
اپنی مملکت کے نظم و نسق کو درست کر لیا تھا۔ اس لئے اہل ایتھنز نے اس خیال
سے کہ خود شاہ سے جنگ نہ ہو پڑے بدرجۂ مجبوری کیاس، کاس، روڈز اور بزنطیم
کی خود مختاریاں تسلیم کر لیں۔ اس کے بعد ہی بہت جلد سلیمریا، پرنتھس، متیھنا اور
میتلینی بھی مشترکیت ایتھنز سے نکل گئے۔ اور اگرچہ مشترکیت کی صورت اب بھی
باقی رہی اور حلیفوں کی مجلس کے اجلاس ہوتے رہے مگر یہ اس عظیم الشان محالفہ کا
صرف پرتو رہ گیا تھا، جسے کیلسٹریٹس نے قائم کیا تھا۔ اس معاشری جنگ کی
تباہیاں جس طرح رفتہ رفتہ ارسٹوفن کے اثر کو زائل کرتی گئیں، اسی طرح بتدریج
اس کے مخالف ایوبیولس کو عروج حاصل ہوتا گیا اس نے زیادہ تر عدالتی کارروائیوں
کو اپنی ترقی کا زینہ قرار دیا۔ اس کے سوا قابل افراد کا ایک گروہ بھی آہستہ آہستہ

ل تیسرا جلیل القدر سپہ سالار کبیریاس، ۳۵۸ء کی جنگ میں کام آچکا تھا۔

اپنے گرد جمع کرلیا۔ انھیں میں اسکینز بھی تھا جس نے کسی وقت میں ارسٹوفن
کی تائید کی تھی اور اسکینز کا بھائی افوبیٹس بھی ان میں شامل تھا۔ انھیں تدبیروں
سے آخر ۳۵۵؁ میں ایوبیوس نے ایتھنز میں سب پر تقدم حاصل کرلیا اور غالباً اسی
کے اثر سے ۳۵۵؁ میں حلیفوں سے صلح ہوگئی۔ ڈیموس تھینیز نے اسی معاشری جنگ
کے زمانے میں سیاسی مسائل پر اپنی پہلی دو تقریریں مرتب کی تھیں۔ جنگ
کی وجہ سے شہر کے مالی وسائل پر ناقابل برداشت بار پڑ گیا تھا۔ تین برس کے اندر
ایک ہزار ٹیلنٹ سے زیادہ صرف اجیر سپاہیوں پر خرچ ہو گئے تھے[۵۵]۔ مالی حالت
کے متعلق جو تردد درپیش تھا اس کا اندازہ ان تقریروں سے بہت خوبی کے ساتھ
ہوسکتا ہے۔ یہ دونوں تقریریں مالی معاملات کے تجاویز پر مبنی ہیں۔

۳۵۶؁ یا اس کے قریب زمانہ میں اساکریٹس کے ایک شاگرد
اینڈروٹین نے یہ تجویز پیش کی کہ محصول جنگ کا جو بقایا رہ گیا ہے[۵۶] اسکی وصولی
کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا جائے۔ یہ بقایا چودہ "ٹیلنٹ" تھا۔ ڈیموس تھینیز
نے اینڈروٹین کی جو کیفیت بیان کی ہے اگر اس پر اعتماد کیا جائے تو یہ معلوم
ہوتا ہے کہ وہ ایک نہایت ہی ظالمانہ طبیعت کا بداطوار شخص تھا۔ اس نے یہ
تجویز پیش کی کہ یا تو ان مقدس برتنوں کو جو مذہبی جلوس میں استعمال ہوتے ہیں
گلا کر سکہ بنایا جائے یا ایک نیا جنگی محصول قائم کیا جائے یا بقایا وصول کیا جائے۔
ظاہر ہے کہ آخری طریقہ سب سے زیادہ کم قابل اعتراض تھا۔ اس لئے ایک

---

۵۵ اساکریٹس نے صلح کے متعلق جو تقریر کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہر کس انتہائی
حد تک درماندہ ہوچکا تھا۔ پرنیڈز کا قانون (صفحہ ۹۶) ان ذرائع میں سے ایک ذریعہ تھا
جو سرمایہ کے عجلت کے ساتھ جمع کرنے کے لئے تجویز کئے گئے تھے۔

۵۶ ایک ایسے انتظام میں جہاں متمول افراد رقوم معینہ ادا کرتے ہوں بقایا کیونکر پیش آیا۔
صاف واضح نہیں ہوتا۔ شاید یہ وجہ ہوئی ہو کہ جس قدر رقم ان سے طلب کی گئی ہو
اسے انھوں نے پورا نہ ادا کیا ہو۔ جو رقوم اب تک باقی تھیں وہ بہت ہی کم تھیں کسی
شخص پر شاید ہی ایک "مینا" سے زیادہ رہی ہو۔

کمیشن کا تقرر ہو گیا اور اسے "ایوڈکٹی" (محصلان محصول سرکاری) اور "ٹرانون" (پولیس کے اعلیٰ عہدہ داروں) کی مدد دی گئی۔ اس کمیشن میں خود اینڈرو ٹین مع اپنے دوست ٹموکریٹیز کے داخل تھا۔ اینڈرو ٹین نے روپیہ کے وصول کرنے میں نہایت ہی کج خلقی بلکہ جور و سختی سے کام لیا اور اس طرح جو جذبہ اس کے خلاف پیدا ہو گیا، اس سے اس کے دو شخصی دشمن ایوکٹیمن و ڈایوڈورس کو یہ موقع مل گیا کہ وہ تھوڑے ہی دنوں بعد اس پر جرم قائم کر کے مقدمہ چلا دیں، لیکن یہ قانونی کارروائی خود کمیشن سے متعلق نہیں پیدا ہوئی بلکہ ایک خلاف قانون حکم کے تجویز کرنے کے جرم میں عائد کی گئی۔[له] جس فیصلہ کے متعلق یہ اعتراض ہوا تھا وہ یہ تھا کہ جس مجلس خاص کی میعاد ۳۵۵ کے موسم سرما میں ختم ہونے والی تھی اس کے ارکان کو تاج عطا کئے جائیں۔ ان ارکان میں خود اینڈروٹین بھی داخل تھا۔ اس کے متعلق یہ کہا گیا تھا کہ اس سے قوانین کی مخالفت ہوتی ہے اولاً یہ کہ مجلس ملکی میں کسی تجویز کے پیش کرنے کے قبل یہ ضروری تھا کہ مجلس خاص میں وہ تحریک منظور ہو چکی ہوتی اور دوسرے یہ کہ جس مجلس خاص نے جنگی جہازوں کی ایک خاص تعداد نہ تیار کی ہو اس کے ارکان کو تاج عطا کرنے کی ممانعت تھی۔ (اگرچہ مجلس خاص کی میعاد ختم ہونے کے بعد اس کے ارکان کے کاموں کی قدر کرنے کا بھی مخصوص طریقہ تھا کہ انھیں تاج عطا کئے جاتے تھے) مزید براں اس تجویز کو اس بنا پر بھی خلاف قانون قرار دیا گیا تھا کہ اینڈروٹین پر ایسی بد اطواری کا الزام عائد تھا جس کی وجہ سے وہ سرکاری کاموں میں شرکت کرنے کے ناقابل ہو گیا تھا۔ اینڈروٹین نے جواب اس کے خلاف یہ حجت پیش کی کہ بقایا کی وصولی میں اس نے خدمات عامہ کو جس جوش کے ساتھ انجام دیا ہے اسکی وجہ سے لوگ اس کے دشمن ہو گئے ہیں اور یہی دشمنی اس امر کی محرک ہوئی ہے" مگر اس حجت کو ناواجب قرار دیا گیا۔ اس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ قوم کو اس کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ اس نے مذہبی خزانے کے زر و سیم کو گلا کر انھیں

له اس کے متعلق اس باب کے آخر میں پہلی تعلیق دیکھنا چاہیئے۔

دوبارہ ڈھالا جس سے ان کی قیمت بڑھ گئی مگر اس پر بھی کچھ التفات نہیں کیا گیا۔ درحقیقت سرکاری معاملات میں اس نے جو کارروائی کی تھی وہ نہایت ہی ملامت کی مستوجب تھی۔ ایو کیٹمن کے بعد ڈایوڈورس نے تقریر کی اس کی تقریر ڈیموستھینیز نے مرتب کی تھی اور اس نے اس معاملہ کو اسی طرح اس کی زبان سے ادا کرایا تھا، مگر اینڈروٹین اس کا یہ جواب دلیکتا تھا کہ کسی مجلس خاص سے یہ توقع نہیں کیجا سکتی کہ وہ خود اپنے شکریہ کی تحریک پیش کرے گی، نیز یہ کہ مجلس خاص نے بقدر ضرورت جنگی جہازوں کی تیاری کے لئے روپیہ جمع کر لیا تھا مگر ایک عہدہ دار وہ روپیہ لیکر فرار ہو گیا اس واقعہ نے درحقیقت مجلس خاص کو الزام سے بری کر دیا۔ اسوا اسکے اینڈروٹین کی شخصی خرابیاں کتنی ہی بڑھی ہوی کیوں نہ ہوں لیکن تنہا اسکی وجہ سے مجلس خاص کے تمام ارکان پر الزام لگانا کسی طرح بجا نہیں تھا۔ اس لئے اینڈروٹین بطریق مناسب بری کر دیا گیا۔ ڈیموستھینیز نے ڈایوڈورس کی زبان سے جوری کو اس امر سے متنبہ کیا ہے کہ وہ اس کے تربیت یافتہ فصیح البیان مخالف کی پر فطرت ذکاوت سے ہوشیار رہیں، حالانکہ وہ خود اپنی تقریر کا خلاصہ لکھتا ہے اور وہ خلاصہ بھی بُرا خلاصہ ہوتا ہے[1]۔ اس سے اس کے دلائل پر عیاری و سوفسطائیت کا شک ہوتا ہے۔

ہم نہیں جانتے کہ ڈیموستھینیز نے اس معاملہ کو کیوں اپنے ہاتھ میں لیا۔ ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ اینڈروٹین، ارسٹوفن کا مؤید تھا اور ڈیموستھینیز فریق مخالف میں شریک ہو کر پہلے اپنی قوت کی آزمائش کرنا چاہتا تھا (سلطنت کے دینی و دنیاوی سرمایوں کے قرض کی تحقیقات کرنے کے لئے خود ارسٹوفن نے بھی ایک اس قسم کے کمیشن کی تجویز کی تھی اور اس لئے غالب خیال یہ ہو سکتا ہے کہ اینڈروٹین کا فیصلہ بھی اس کے حسب رائے ہوا ہو) یا اس کی وجہ یہ ہو کہ مجلس خاص کو جس قدر جہازات بنانا چاہئے تھے وہ اس قدر جہاز نہ بنا سکی تھی۔ اس لئے ڈیموستھینیز کو اس معاملہ میں خاص طور پر دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔

بیڑے کے تمام متعلقہ معاملات میں ڈیموستھینیز کو جو انہماک تھا وہ اسکی

---

[1] بہت ممکن ہے کہ قانون کی لفظی رعایت کے مطابق اس کا استدلال کچھ بجا ہو مگر انصافاً اسکی اصلیت کچھ بھی نہ تھی۔

اس تقریر سے ظاہر ہو چکا تھا جو اس نے جہاز کے ناخداؤں کے تاج کی بحث میں کی تھی اور خود ذاتی طور پر متعدد بار اس نے جو خدمات امیری جہاز کے انجام دیئے تھے وہ بھی اس کے شاہد تھے۔ اینڈروٹین کے خلاف جو تقریر ہے اس میں جس امر پر زور دیا گیا ہے اور جسے تاریخ سے واضح کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اتیھنز کی خوشحالی بیڑے کی خوبی و عمدگی پر منحصر ہے اور یہ حصہ خاص اس کے مخصوصات میں سے ہے علاوہ ازیں جیسا کہ اکثر بعد کو ظاہر ہوا ہے اس پر اس امر کا بھی بہت ہی اثر پڑا کہ لوگ اپنی نابکاری کو خدمات سلطنت کے پردہ میں چھپانا چاہتے ہیں اور تمام بحث میں کم از کم یہ امر ضرور دلچسپ ہے کہ اس نے اس وقت اور نیز بعد کے زمانے میں یہ دعویٰ کیا کہ معمولی سی معمولی باتوں میں بھی مدبران ملک کے عادات و اخلاق کو شہر کے اعلیٰ ترین روایات کے معیار پر جانچنا چاہئے۔ اینڈروٹین نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اس نے ان چند سونے کے تاجوں کو جو بطور اعزاز عطا کئے گئے تھے اور جنھیں لوگوں نے مندروں میں نذر چڑھا دیا تھا، اس نے انھیں گلا کر پیالے بنا دیئے ہیں (جو دولت کی علامت ہیں) اور اس طرح ان کی قیمت بڑھا دی ہے۔

اس پر ڈیموس تھینیز کہتا ہے کہ اینڈروٹین نے اس کے ساتھ اس امر پر خیال تک نہیں کیا کہ یہ قوم کبھی حصول زر کی زیادہ شائق نہیں رہی ہے مگر دنیا کی تمام چیزوں میں اسے اعزاز کی تمنا سب سے زیادہ رہی ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ اتیھنز میں جب دولت کی فراوانی ہو جاتی ہے تو یہ قوم اسے حصول اعزاز کے لئے اس طرح بیدریغ صرف کر دیتی ہے کہ کوئی دوسری یونانی قوم اس معاملہ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس کے باشندے اس کام میں اپنی ذاتی آمدنی سے شرکت کرتے ہیں اور عزت کے حاصل کرنے کا موقع آجاتا ہے تو پھر وہ کبھی خطرہ سے نہیں جھجکتے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے کاموں کی یادگار میں دائمی و پائدار عمارتیں تیار کیں اور اس اعزاز میں جو چیزیں نذر کیں انکی آرائش و زیبائش میں اپنا کمال دکھا دیا۔ یہ طاق رواق، یہ پارتھینن یہ چہل ستون، یہ کشتی سازی کے کارخانے تمھاری نظروں کے سامنے ہیں۔ قوم نے محض برتن نہیں بنائے، نہ صرف سونے کے تین چار پیالے بنا دیئے جن میں سے کسی کا وزن ایک مینا سے

زیادہ ہو اور حسب خواہش پھر گلائے جا سکیں۔ تقریر کا باقی حصہ بہت ہی پر زور ہے اور اس میں بے باکانہ غصہ کا انداز بہت خوبی کے ساتھ قائم رکھا گیا ہے۔ کہیں ہجو ملیح سے کام لیا گیا ہے، کہیں نہایت بلیغ سوالات کئے گئے ہیں، کہیں چبھتے ہوئے چھوٹے چھوٹے جملوں اور کہیں پر زور فقروں سے اس کا لطف بڑھایا گیا ہے۔

دوسری تقریر جسے ڈیموس تھینیز نے غالباً اس وقت مرتب کیا ہوگا جب "معاشری جنگ"[1] اختتام کے قریب پہنچ رہی تھی (یا شاید خود صلح ہو جانے کے تھوڑے زمانہ بعد اسے ترتیب دیا ہوگا) وہ لپٹائنس کے قانون کی مخالفت میں ہے۔ لپٹائنس نے ارسٹوفن کی رائے سے یہ تجویز پیش کی تھی کہ قابل قدر خدمات کے صلے میں اکثر لوگوں کو جو بعض سرکاری محاصل سے معاف کر دیا جاتا ہے، اسے منسوخ کر دیا جائے۔ اور یہ منسوخی نہ صرف آیندہ کے لئے بلکہ گزشتہ عطیے بھی منسوخ قرار پائیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس تجویز کی وجہ اصلی یہ ہوئی تھی کہ سلطنت کے وسائل کی طرف سے دلوں میں ہیجان و اضطراب پیدا ہوتا جاتا تھا، اور غالباً اس کی وجہ یہ بھی ہوئی ہوگی کہ قریبی زمانہ میں اس قسم کی معافیوں کے عطا کرنے میں حقیقی یا فرضی خرابیاں بھی رونما ہو گئی تھیں۔ چند سال بعد خود ڈیموس تھینیز نے اس امر پر اعتراض کیا ہے کہ یہ عطیے نہایت بے پروائی و بیدردی سے دیئے جاتے ہیں اور اس قانون کے مخالفوں نے یہ خواہش کی تھی کہ موجودہ طریقۂ عمل کو قائم نہ رکھا جائے بلکہ لپٹائنس کی تجاویز سے بھی بہتر طریق پر اس میں

---

[1] مسئلہ زیر بحث میں خاص بارگانیواوں کے طائفہ کے اخراجات تھے یعنے ڈیونوسیس اور دوسرے تہواروں کے موقع پر گانیوالوں کو جمع کر کے ان سے کام لینے اور ان کے اخراجات ادا کرنے کے فرائض۔ یا ایتھینا کے میلہ میں کھیل تماشہ کا سامان کرنا اور اس قسم کے دوسرے اخراجات تھے۔ قبائلی دعوتیں اور کچھ اور بھی دوسرے فرائض اس میں شامل تھے لیکن کشتیوں کے تیار کرنے اور جنگی محصول سے اس قسم کی مستقل معافی کبھی بھی نہیں دی جاتی تھی۔

ترمیم کی جائے۔
یہ قانون مجلس ملکی میں منظور ہو گیا شاید یہ منظوری ۳۵۶ میں ہوئی تھی۔ مگر اس قانون کے محرک پر ایک شخص ہیپسیس نامی نے فوراً ہی اس تجویز کے خلاف ضابطہ ہونے کا الزام لگا دیا لیکن ہیپسیس کا انتقال ہو گیا اور ایک برس سے زائد زمانہ گزر جانے کے بعد اس کے بیٹے الیسفین نے پھر اس معاملہ کو اٹھایا۔ اب صرف یہ ممکن تھا کہ خود اس قانون پر اعتراض کیا جائے اسکے محرک پر اب اعتراض نہیں ہو سکتا تھا۔ چونکہ قانون کے منظور کر لینے کے بعد وہ کُل قوم کا قانون ہو گیا تھا اس لئے حسب رواج قوم نے اسکی بازپرس و حمایت کے لئے مقرر تجویز کئے۔ ان مقرروں میں خود لپٹائنس بھی داخل تھا اور اسکے علاوہ ارسٹوفن، لیوڈمیس، سیفسوڈوٹس (جو سب کے سب اعلیٰ درجہ کے فصیح البیان تھے) اور ایک نہایت مشہور شخص ڈیئس نامی ان مقرروں کے زمرے میں شامل تھے۔ فارمیو نے الیسفین کی نیابت اور ڈیموس تھینیز نے اس معاملہ میں اس کی تائید کی، لیکن ڈیموس تھینیز نے ظاہر یہ کیا کہ وہ کیبریاس کے بیٹے لسیپس کے مفاد کے خیال سے اس معاملہ میں دخل دے رہا ہے (کیبریاس جنگ کیاس میں مارا گیا اور اپنے معافی محاصل کا حق اپنے بیٹے کے نام چھوڑ گیا تھا) فارمیو ل نے سب سے پہلے عدالت کو مخاطب کیا اور اس بے ضابطگی کے متعلق یقیناً اس نے اہم بناؤں کو بیان کیا۔ ڈیموس تھینیز اگرچہ اس مقدمہ کے بعض قانونی پہلوؤں پر بھی نظر کرتا ہے مگر وہ خاص زور اس امر پر دیتا ہے کہ اس قسم کے

لے یہ تیقن نہیں ہے کہ لسیپس فی الواقع اس کارروائی عدالتی میں کوئی فریق تھا یا نہیں یا صرف یہ وجہ تھی کہ لسیپس یا اس کی ماں نے ترغیب یا کچھ معاوضہ دیکر ڈیموس تھینیز کو اس کی طرف سے بحث کرنے کے لئے آمادہ کر دیا تھا (پلوٹارک کا قول ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ڈیموس تھینیز کو لسیپس کی ماں سے دل لگاؤ تھا۔ اگرچہ یہ اثر اس حد تک نہیں پڑا کہ وہ اس سے عقد کر لیتا) مجھے یہ خیال کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ڈیموس تھینیز نے یہ تقریر خود اپنی زبان سے نہیں کی تھی (جیسا کہ بلاس کا خیال ہے)

قانون کا اخلاقی اثر کس قدر برا ہوگا، کیونکہ یہ قانون خدمات عامہ کی طرف رغبت دلانے میں نہایت کارآمد تھا اور اس کا منسوخ کر دینا دانشمندی کے خلاف ہوگا۔ اس سے یہ ظاہر ہوگا کہ اہل شہر عمدہ خدمات کی قدر نہیں کرتے اور اسکے شکر گزار نہیں ہوتے اور سب سے بڑھکر یہ کہ اس قانون سے فائدہ اٹھانے والوں میں سے چند شخصوں کی ناقابلیت ثابت ہو جانے کے سبب سے اس حق کا سلب کر لینا ایک طرح کی ناراستی اور اعتماد عام کا زائل کر دینا ہے، جو ایتھنز کے روایات کے نہایت درجہ منافی ہے۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ اس قانون کے منظور ہو جانے سے سلطنت یا اہل شہر کا کچھ زیادہ فائدہ بھی نہیں ہوگا۔ اس حد تک تو ڈیموس تھینیز کے بیان کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا اور جس انداز میں اس نے اسے بیان کیا ہے وہ نہایت بلند و مدبرانہ انداز معلوم ہوتا ہے، لیکن دوسری طرف یہ بھی نظر آتا ہے کہ اس نے جو دلائل استعمال کئے ہیں ان میں سے بیشتر بالکل ہی سوفسطائیت کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں اور اس سے دل پر نہ صرف یہ اثر پڑتا ہے کہ اس نے اس معاملہ کے موافق و مخالف ہر ایک دلیل کو اچھی طرح جانچ لیا ہے بلکہ یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ اگر وہ چاہتا تو اسی خوبی کے ساتھ دوسری جانب سے بھی گفتگو کر سکتا تھا اور اس دیدہ و دانستہ ناانصافی کی وجہ سے اس تقریر کے پڑھنے والے کی ہمدردی (باوجود اس تقریر کے دلپذیر طرز بیان اور اعلیٰ اخلاقی انداز کے) ڈیموس تھینیز کے ساتھ نہیں رہتی۔ اس نیک مقصد میں محض ہیجانی غصہ کی وجہ سے بعد کو جو تقریریں ڈیموس تھینیز نے کیں ان میں بھی ناانصافی کی جھلک موجود ہے مگر اس سے وہ تنغض نہیں پیدا ہوتا جو زیر بحث تقریر سے پیدا ہوتا ہے۔ اس مقدمہ کا نتیجہ بالتحقیق نہیں معلوم ہے کہ کیا ہوا[2] مگر اس کے بعد سے معافی محاصل کے عطا کرنے کا ذکر بہت کم

---

[1] وہ بالخصوص ایسے واقعات کو لیتا ہے جو بظاہر لیپا ٹینس کے قانون کے تحت میں نہیں آتے تھے اور اگر آتے بھی تھے تو زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ قانون کے الفاظ کی خراب ترتیب سے ایسا ہوا، لیکن ڈیموس تھینیز انھیں واقعات کو نمونہ قرار دیکر ان پر بحث کرتا ہے۔

[2] یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور کوئی ایک شہادت بھی ایسی نہیں مہیا ہو سکی جس کی تطبیق کلی اس مسئلہ کی دو صورتوں سے ہو سکتی ہے

سننے میں آتا ہے اور کم از کم یہ گمان ضرور ہوتا ہے کہ یہ قانون علیٰ حالہٖ برقرار رہ گیا۔

اینڈروٹین اور لپٹائینس کی مخالفت میں ڈیموس تھنیز نے جو تقریریں کیں ان کی دلچسپی کی خاص وجہ یہ ہے کہ ان سے ڈیموس تھنیز کے اس وقت کا حال معلوم ہوتا ہے جبکہ اس کی حیثیت ایک سیاسی قانون پیشہ سے زیادہ آگے نہیں بڑھی تھی۔ ابھی مدبر ملکی کا وہ درجہ اسے نہیں حاصل ہوا تھا، جب اس کے دل میں قومی عزائم کی آگ بھڑک رہی تھی۔ اس کے عزائم کو تدریجی طور پر قوت حاصل ہوی اور اس کے بعد کی تقریروں میں جو اوصاف ظاہر ہوئے وہ اگرچہ کسی حد تک ان تقریروں میں بھی پائے جاتے ہیں مگر ان اوصاف کا مقابلہ ان محاسن سے کیا جائے جو مخالفت فیلقوس والی تیسری تقریر یا تاج والی تقریر میں پائے جاتے ہیں تو صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ مدبری و مقرری دونوں جہتوں سے اسے ابھی کس حد تک ترقی کرنا تھی مگر ایک مدبر کی حیثیت سے اس نے ۳۵۵ء میں بھی بہت اچھا اثر ڈالا۔ مجلس ملکی کے سامنے اس نے جو تقریریں کیں ان میں سے جس قدر تقریریں موجود ہیں ان سب میں پہلی تقریر وہ ہے جو "سموری" (مجلس بحری) کے متعلق ہوی تھی۔ یہ تقریر ۳۵۴ء میں ہوی تھی اور اس کا اثر بہت اچھا مترتب ہوتا تھا۔ جس مباحثہ میں یہ تقریر ہوی تھی اس کے وقوع کا باعث یہ ہوا کہ ایتھنز میں یہ خبریں پھیل رہی تھیں کہ آرٹیکزرکیس جنگ کے لئے بڑے سامان کر رہا ہے اور اہل ایتھنز کے حلیفوں کے متعلق بادشاہ نے جو روش اختیار کی تھی اس سے خوف طاری ہو گیا تھا اور کیرس نے آرٹیبیزس کو جو مدد دی تھی اس سے بھی پریشانی پیدا ہو گئی تھی۔ ان وجوہ سے اہل ایتھنز کو یہ گمان ہو گیا تھا کہ شاید بادشاہ کا منشا خود ان پر حملہ کر دینے کا ہے اور اس وجہ سے وہ اندیشہ مند ہو گئے تھے (لیکن حقیقت میں بادشاہ کی ان تمام تیاریوں کا مقصود خود اپنی مصر و ایشیائے کوچک کی باغی رعایا کی سرکوبی کرنا تھا) متعدد مقرروں نے مجلس ملکی پر یہ زور دیا کہ وہ ارٹیکزرکیس کے مفروضہ ارادہ کے عمل میں لانے کے قبل ہی خود پیش قدمی کر کے شہنشاہی ایران پر

حملہ کردیں اور اپنی تجویز کی تائید میں انھوں نے ازمنۂ گزشتہ کے روایات اور میراتھان وسلیمس کے شاندار فتوحات کے واسطے دلائے[له]۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ تجویز دیوانگی سے کچھ کم نہ تھی۔ اتھینز کے مقبوضات کے متعلق اگر فیلقوس مقدونی کی طرف سے خطرہ یوماً فیوماً سخت و شدید نہ بھی ہوتا جاتا تو بھی اتھینز کا تن تنہا ایران پر حملہ آور ہونا ایک بالکل عبث کام تھا اور دوسری یونانی سلطنتوں کو اپنے ساتھ شریک ہونے کی ترغیب دینے کی کوشش اس صورت میں بھی بالکل عبث و مایوس کن تھی کہ بادشاہ کی یہ سب تیاریاں فی الواقع خود اتھینز ہی کے خلاف ہوتیں اس لئے ڈیموس تھینیز نے اس تجویز سے مخالفت کی اور وہی دلائل پیش کئے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور ان دلائل کو سامعین کے لئے خوشگوار بنانے کے خیال سے ان میں یہ بھی اضافہ کر دیا کہ اہل ایران اور اہل اتھینز کے خیال عزت میں کیسا فرق ہے' ایران کے مقابلہ میں اتھینز ہی مرد میدان رہا ہے اور اب بھی اس تقدم کو قائم رکھنا چاہئے مگر اس کا محل استعمال بے موقع نہ ہونا چاہئے اور اگر ایران کی طرف سے واقعی کوئی خطرہ رونما ہوا تو یہ اطمینان ہے کہ آدمی اور روپیہ کافی الفور کافی تعداد و مقدار میں انتظام ہو جائے گا مگر اس کے ساتھ ہی اس نے یہ دلیل پیش کی کہ خود بادشاہ کے مفاد کی نظر سے بھی اس کا یونان پر حملہ آور ہونا سود مند نہ ہوگا۔ یہ آخری دلیل اگرچہ اس قدر یقین دلانے والی نہیں ہے مگر تقریر کے بیشتر مباحث عاقلانہ و مدبرانہ ہیں لیکن ڈیموس تھینیز نے ایک طرف تو اعلان جنگ کی مجنونانہ تجویز کی مذمت کی' دوسری طرف ان مباحث کی وجہ سے جو جوش پیدا ہو گیا تھا اس سے نفع اٹھا کر ایک عملہ اصلاح کی تجویز بھی پیش کر دی بیڑے کی قوت کار کو بڑھا دینا چاہئے' سیاسی حالت کا صاف اقتضا یہ تھا کہ اتھینز جنگ کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ ایران کے خلاف نہ سہی تو

[له] بعض لوگوں کو ایران سے جنگ آزمائی کا خیال غالباً اساکریٹس کی تحریروں اور بالخصوص پینجریکس (Panegyricus) کی وجہ سے بہت مرغوب و محبوب ہو گیا تھا۔

کم از کم اپنے دوسرے دشمنوں سے ضرور اسے ہوشیار رہنا چاہیئے تھا اور ۳۵۷ میں پیریَنڈر کے قانون سے جو طریقہ قائم ہوا تھا وہ قابل اطمینان نہیں ثابت ہوا تھا۔ پہلے ہی مذکور ہو چکا ہے کہ اس قانون کی روسے جو مجالس بحری قائم ہوئی تھیں ان کے زیادہ متمول ارکان اس بار کا مناسب حصہ ادا کرنے سے کسی نہ کسی طرح بچ نکلتے تھے مثلاً وہ یہ انتظام کرتے تھے کہ فلاں کام ایک ٹیلنٹ کے عوض ٹھیکے پر ہونا چاہیئے اور اس کے بعد یہ پورا ٹیلنٹ اپنے غریب تر رفقا سے وصول کر لیتے تھے۔[۱] وہ خود بہت ہی کم یا کچھ بھی خرچ نہیں کرتے تھے اور پھر بھی کشتی رکھنے والوں کی طرح سال رواں کے لئے تمام دوسرے محاصل کی ادائی سے مستثنیٰ ہو جاتے تھے[۲] بلکہ دوسرے سال کے گزر جانے تک کشتی رکھنے کی ذمہ داری سے بھی بچ جاتے تھے[۳] یہ بھی معلوم رہنا چاہیئے کہ مختلف مجالس اور ان کے ارکان کے فرائض ایسے بے اصول طریقے سے منقسم تھے کہ کمی واقع ہو جانے کی صورت میں یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ اس کا ذمہ دار کون ہے۔ علاوہ ازیں وہ بارہ سو شخص جو ازروئے قانون اس بار کے ذمہ دار تھے وہ بارہ سو صرف نام ہی کو تھے کیونکہ خاص خاص مستثنیات کی تعداد بہت بڑھی ہوئی تھی۔ ڈیموس تھینیز نے یہ تجویز کی کہ بارہ سو کو بجائے نام دو ہزار تک بڑھا دینا چاہیئے تاکہ تمام مستثنیات کے بعد بھی عملاً بارہ سو آدمی مہیا ہو سکیں،[۴] اور مجلسوں کے ارکان کی اور قابل محصول جائداد کی اور تیار ہونے والی کشتیوں کی تقسیم اس قدر دقت نظر سے کیجائے اور محصول کے جمع کرنے اور کشتیوں کے ساز و سامان سے درست کرنیکے متعلق اشخاص کی معینہ جماعتوں کو معینہ فرائض ایسی تفصیل کے ساتھ سپرد کر دیے جائیں کہ ان سے

---

[۱] صفحہ ۹۶

[۲] ڈیموس تھینیز ان میڈ ۱۵۵

[۳] لیکن محصول جنگی سے مستثنیٰ نہیں ہوتے تھے۔

[۴] ڈیموس تھینیز دی کور ۱۰۲

بچ نکلنا غیر ممکن ہو جائے اور فرائض مناسب طور پر انجام پائیں۔ مجوزہ اصلاح کی جامعیت ڈیموس تھینیز کا خاص حصہ ہے۔ اپنی سابقہ تقریروں کی طرح اس تقریر میں بھی اس نے اپنے موافق و مخالف دونوں جانب کی ہر ایک ممکن دلیل پر نظر ڈالی تھی۔ اس نے کسی جزوی امر کو بھی بحث کے بغیر نہیں چھوڑا اور برسبیل تقریر ہر اعتراض کا پہلے ہی جواب دے دیا اور اس کے ساتھ ہی قوم سے یہ التجا بھی کی کہ ہر فرض جو ان پر عائد کیا جائے اس کی انجام دہی میں وہ اس بے غرضانہ مستعدی کا اظہار کریں جس کے بغیر بہتر سے بہتر تجویز بھی ناکام ہو جاتی ہے۔

یہ مجوزہ اصلاح منظور نہیں ہوئی مگر یہ حکمت عملی کا ایک مہتم بالشان اعلان تھا اور تقریر کا مقصد خاص حاصل ہو گیا۔ چونکہ ایران کے خلاف جنگ کا اعلان نہیں ہوا، یہ امر قریب قریب متیقن ہے کہ یہ نتیجہ محض ڈیموس تھینیز کی وجہ سے نکلا۔ وہ خود یہ کہتا ہے کہ کسی اور مقرر نے اس کی تائید نہیں کی اور اگرچہ یہ امر مستبعد معلوم ہوتا ہے کہ مجلس میں باقاعدہ مقرر کی حیثیت سے صرف ایک ہی برس کا زمانہ گزارنے کے بعد اسے اتنا اثر حاصل ہو گیا ہو مگر اس کے ساتھ ہی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نہ صرف اس کی پیش کردہ صورت حال ناقابل جواب تھی (اگرچہ دوسری طرف کی پرخود غلط حب الوطنی کے اظہار جوش کے مقابلہ میں اس کا پیش کرنا کسی قدر ہمت کا کام تھا) بلکہ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ غالباً اس نے خود اس وقت تک اپنے اوصاف، فصاحت و بلاغت اور ساخت کشتی کے فرائض کی پر جوش ادائی اور دوسرے اعزازی کاموں کی انجام دہی سے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مائل کر لی تھی۔

اس وقت کے سربر آوردہ مدبرین یا فرقہائے سیاسیہ کے متعلق ڈیموس تھینیز جو روش اختیار کرنا چاہتا تھا وہ اس تقریر میں بالصراحت بیان نہیں کی گئی ہے کیونکہ معاصر مدبروں کا نام لیکر مجلس میں ان کے متعلق کچھ کہنے کا رواج نہیں تھا مگر اغلب یہ ہے کہ ارسٹو فن اپنی جنگ معاشری والی حکمت عملی کی ناکامیابی سے بدنام ہو کر لیپٹائنس کے قانون پر اعتراض ہونے اور

ایرانی مسئلہ پر مباحثہ ہونے کے اثنا میں کنارہ کش ہوگیا تھا اور اگر ایسا نہیں ہوا تھا تو ایران سے جنگ کرنے کی تجویز اس کے مؤیدین کی آخری کوشش تھی۔ ایوبیولس جس کی روش زیادہ تر صلح جوئی و کفایت شعاری کی طرف مائل تھی۔ سرگروہ بنتا جارہا تھا اور بالتخصیص دولتمند طبقات یعنے سربرآوردہ تجار اور بڑے بڑے محصول ادا کرنے والے اشخاص سے اسے تائید مل رہی تھی کیونکہ ان لوگوں کے نزدیک (خالص مدافعتی اغراض یا تجارت کی حفاظت کے سوا اور ہر طرح پر جنگ کا ٹلتے رہنا نہایت ضروری واہم تھا۔ لپٹائنس کے بالمقابل تقریر میں ڈیموس تھینیز نے ارسٹوفن کی مخالفت میں گفتگو کی تھی اور اپنی مجالس بحری والی تقریر میں اس حد تک ایوبیولس کا جانبدار تھا، جہاں تک کہ وہ بیباکانہ فوجی عزائم کی مذمت کرتا اور ایتھنز کے مالی وسائل کے ختم ہوجانے پر زور دے رہا تھا مگر یہ یقینی ہے کہ ڈیموس تھینیز مرفہ الحال طبقات کے اغراض کا حامی نہیں تھا، کیونکہ مجالس بحری کی جو اصلاح اس نے تجویز کی تھی اس کا مقصود یہی تھا کہ دولتمند اشخاص اپنے فرائض کی ادائی سے بچ نہ سکیں اور اس کی خواہش یہ تھی کہ کسی ناگہانی امر کے پیش آجانے کے لئے زیادہ قابل اطمینان طور پر تیاریاں کی جائیں۔ کچھ زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ ایوبیولس کی حکمت عملی کے متعلق اس کی مخالفت زیادہ صاف طور پر قطعی و واضح ہوگئی اور ہمارا آیندہ کا کام یہ ہوگا کہ ہم زیادہ مکمل طور پر یہ سمجھیں کہ وہ حکمت عملی کیا تھی۔

ایوبیولس کے مقاصد اور اس کے طریقہائے کار کے متعلق یونان کے مورخین کے درمیان اب تک معرکتہ الآراء مباحث جاری ہیں۔ اتنا تو سب تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ایک دیانتدار اور غیر مرتشی مدبر تھا اور یہ امتیاز اس زمانہ کے کسی مدبر کے لئے کوئی چھوٹی بات نہ تھی۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی مسلم ہے کہ وہ مالیات کا ماہر تھا۔ البتہ اس امر میں کلام ہے کہ آیا اسکی حکمت عملی

لہ لپٹائنس کے قانون پر اعتراض کرتے وقت بھی وہ اس امر کی تائید میں نہیں تھا کہ متمول اشخاص کو بے تکان معافیاں دیدی جائیں۔

عاقلانہ و مبنی بر حب وطن تھی یا یہ سب کچھ محض تنگ خیالانہ اعتذار تھا۔
ہم یہ دکھا چکے ہیں کہ جنگ معاشری کی وجہ سے شہر کو کس قدر نقصان پہنچ چکا تھا۔ بیشک کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو شہر کے ان نقصانات اور اسکی خستگی کو کم کرکے دکھاتے تھے[51] (بیڑا اب بھی اس کے پاس معقول تھا مگر نقد روپیہ بہت کم تھا) بلکہ ایسے لوگ بھی موجود تھے (جیسا کہ ہم اوپر دکھا چکے ہیں) جو ایران سے کھلی مخالفت مول لینے کے لئے شور مچاتے رہتے ہونگے لیکن با ایں ہمہ اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ اس وقت کی پہلی صورت یہ تھی کہ شہر کو سانس لینے کا موقع ملجائے تاکہ وہ اپنے خزانہ کو بھر معمور کرلے، اپنے بیڑے اور اپنے سامان مدافعت کو درست کرلے، اور اپنے تجارتی جہازوں کو اس قابل کردے کہ وہ ایک مرتبہ پھر بے خوف و خطر عظیم الشان تجارتی راستوں پر آمد و رفت کرسکیں۔ یہ تھی صورت حالات جبکہ ایوبلوس نے معاملات پر اقتدار حاصل کرنا شروع کیا۔ ۳۵۴ق م میں وہ تھیورک بورڈ (مجلس خیراتی) کا رکن ہو گیا[52] اور اس پر جو اعتماد تھا اسکی وجہ سے نظم و نسق ملک کے خاص خاص انتخابی عہدے اسی بورڈ (مجلس) کے ارکان کے ہاتھ میں آگئے[53] اس کی ہدایت کے موافق کشتیوں کی تعداد بہت کچھ بڑھادی گئی لنگر گاہوں کی مرمت ہوئی اور ان میں وسعت دی گئی۔ کوئی غیر معمولی محصول لگائے بغیر ایک معقول رقم بھی جمع کرلی گئی معلوم ہوتا ہے کہ ایوبلوس کے مالیات کی یہ کامیابی ایک حد تک موازنۂ سالانہ کی جزرسی کے ساتھ مرتب کئے جانے پر مبنی تھی جس کی وجہ یہ ہے کہ تھیورک بورڈ (مجلس خیراتی) کا تقرر چار برس کے لئے ہوا تھا اور اسی کے ارکان خاص خاص عہدوں پر فائز تھے۔ اس وجہ سے

---

[51] دیکھئے اساکریٹس۔
[52] مقابلہ کیجئے فلسفۂ ڈیموس تھینیز حصۂ اول فقرۂ ۴۳ (مذکورہ صفحۂ ۳۵۱)
[53] اس امر میں کلام ہے کہ آیا اس کے سوا کوئی اور خاص عہدہ بھی اس کے پاس تھا یا نہیں اور چونکہ دونوں جانب کوئی شہادت نہیں ہے، اس لئے یہ مسئلہ ناقابل حل ہے۔

سابق کے بہ نسبت اس امر کا زیادہ امکان حاصل ہو گیا تھا کہ تجاویز وسیع پیمانہ پر مرتب کئے جائیں اور اس کامیابی کا کچھ سبب یہ بھی تھا کہ ایوبیولس نے تجارت کی ہمت افزائی کی تھی جس سے، اور فوائد کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہوا کہ بالواسطہ تحصول کے ذریعہ سے جو رقم وصول ہوتی تھی اس میں زیادتی ہوتی گئی۔ پس اس طرح ایوبیولس نے نہ صرف گودیوں اور مدافعات کے متعلق وہ بڑے بڑے کام جاری کر دئے جو تجارت کے لئے مفید تھے بلکہ اس نے خود شہر کی سڑکوں اور اس کے بہم رسانی آب کو بھی بہت ترقی دی۔ یہ وہ مفید کام ہیں جن کا ڈیموس تھینیز بے وجہ مضحکہ اڑاتا ہے[1]۔ اس سے جس طرح تجارتی طبقوں کو فائدہ پہنچا اسی طرح عوام الناس کو بھی فائدہ پہنچا۔ تجارتی مناقشات کے طے کرنے کے لئے ایک نیا اور زیادہ زوردار عملی طریق کارروائی قائم کر کے اس نے اتیھنز کی تجارت کی بلاشک وشبہہ بڑی خدمت انجام دی[2] اس کے ساتھ ہی اس نے عہدہ داروں پر بھی سخت نظر رکھی اور اگر ان سے رشوت خواری یا کسی اور قسم کی ذرا بھی بے ضابطگی ظاہر ہوئی تو ان پر بیدریغ مقدمہ چلا دیا۔ وہ شہر کی حقیقی کمزوری اور اس زمانہ میں توسیع سلطنت کی حکمت عملی کے کامیابی کے ساتھ چلانے کی عدم قابلیت کو سمجھتا تھا۔ اسلئے وہ کسی جنگ میں پھنسنا نہیں چاہتا تھا اگرچہ (جیسا کہ بعد کو معلوم ہوگا) اقطاع یقیر لس میں اتیھنز کے اغراض کو مستحکم کرنے کے لئے کارروائیاں کیں اور اس طرح غلہ کے حصول کو محفوظ رکھا اور جہاں اس نے فیلقوس کے خلاف کسی جنگی کارروائی کے اختیار کرنے سے انکار کر دیا وہیں اس نے یہ بھی کیا کہ جب یہ گمان غالب ہو گیا کہ فیلقوس کی طرف سے اٹیکا کو خطرہ ہے تو اس نے مدافعت کی مناسب کارروائیاں اختیار کیں۔ یونانی سلطنتوں کا بظاہر ناقابل اصلاح عدم اتفاق اس عروج پذیر مقدونوی طاقت کے خلاف کسی

---

[1] (Olynth) حصۂ سوم فقرۂ ۱۲۔
[2] ایضاً

دیر یا اتحاد کے قائم کرنے میں سدِّ راہ ہو رہا تھا، اور ایوبیولس اس واقعہ کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔

دوسری طرف اس میں بھی شک نہیں کہ تھیٹر وغیرہ کے لئے غربا کو جو رقم تقسیم ہوتی تھی اس نے اسے مسلّم قرار دیدیا، اور اس میں ایک نیا استحکام پیدا کر دیا، اور ممکن ہے کہ اس نے اس مصرف کو اور بڑھا بھی دیا ہو۔ اس نے کس طریق پر اس کام کو انجام دیا، اس کے متعلق تیقن کے ساتھ کوئی بات محقق نہیں ہو سکتی مگر یہ معلوم ہے کہ ایک قانون ایسا تھا جو اس خیراتی رقم کو فوجی اغراض میں صرف کرنے سے مانع تھا اور نیز یہ کہ ۳۴۹ء تک یہ ایک جدید قانون سمجھا جاتا تھا اور اس لئے ہر طور پر گمان یہی ہے کہ ایوبیولس اور اس کے فریق ہی نے یہ قانون تجویز کیا تھا، جس کا ثبوت یہ ہے کہ ڈیموس تھینیز نے اس سال یہ مطالبہ کیا تھا کہ جن لوگوں نے اس قانون کو تجویز کیا ہے وہی اس کی ترمیم کرنے میں سہولت پیدا کریں۔ ایک شارح کا یہ بیان کہ ایوبیولس نے قانوناً یہ قرار دیدیا تھا کہ جو شخص بھی اس قانون کی ترمیم کی تجویز کرے گا اسے موت کی سزا دیجائے گی، ڈیموس تھینیز کے بعض الفاظ کے غلط سمجھنے پر مبنی ہے[1]۔ زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ اس قانون نے غیر مخصوص شدہ رقوم کا (فوجی و دیگر ضروریات کے لئے) قوم کے احکام سے مختص کر لئے جانے کے طریقہ کو بند کر دیا تھا اور یہ کام محض یہ قانون بنا دینے سے ہو گیا کہ سالانہ موازنہ میں جو رقوم مخصوص نہ کر دی گئی ہوں وہ سب کی سب خیراتی مد میں شامل ہو جایا کریں۔ چونکہ کوئی حکم قانون کو توڑ نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کے لئے نہایت سخت سزائیں مقرر تھیں اور بیں انداز رقم کے لئے کوئی خاص حکم حاصل کرنے کے لئے ایوبیولس کے قانون کی ترمیم ضروری تھی اسی لئے جب ۳۴۹ء میں ڈیموس تھینیز نے خیراتی رقم کو قومی اغراض میں منتقل کرنا چاہا تو اس نے مجلس وضع قوانین کے تقرر کا مطالبہ کیا کیونکہ اسی مجلس کے ذریعہ سے

---

[1] (Olynth) حصہ سوم فقرہ ۱۲۔

قوانین کی ترمیم و منظوری ہو سکتی تھی۔
ایوبیولس کی حکمت عملی کے معنی اب زیادہ واضح ہو جاتے ہیں۔ جبتک یہ ممکن تھا کہ بڑی بڑی رقمیں قوم کے احکام سے منظور ہو جائیں (جو آتش بیان مقرروں کی تقریروں سے فوری طور پر جوش میں آجاتے اور اعلان جنگ کے لئے مستعد ہو جاتے تھے) اس وقت تک یہ اطمینان نہیں تھا کہ بڑے اور مدافعات کو از سر نو درست کرنے کے متعلق اس کی جو تجویز تھی وہ خاطر خواہ عمل میں آسکے گی اور حملہ کے خلاف قوی انتظام ہو جائے گا۔ اس قسم کے اظہار رایوں کے رد کرنے سے اس وقت تک بہت کم نقصان ہو سکتا تھا، جبتک وہ خود اور اس کے احباب مالی عہدوں پر قابض تھے اور وہ سالانہ موازنہ میں ان مدافعتی کارروائیوں اور ان مفاد عامہ کی ترقیوں کے لئے جن کا ایوبیولس خواہاں تھا کافی رقوم کا انتظام کر لیتے تھے۔ اس طرح وہ ان تمام فوجی مصارف کو جو ان کے خیال میں ہوتے تھے انھیں پس انداز کے اوپر ڈال رکھنے کے بجائے موازنہ میں شامل کر لیتے تھے۔ اس غور و فکر کے ساتھ موازنہ کے مرتب کرنے سے ایوبیولس سلطنت کی تمام ضرورتوں کے مہیا کر لینے کی قدرت رکھتا تھا۔ (بشرطیکہ واقعی جنگ سے وہ بچا رہے) اور تمام ضرورتوں کے پورا کرنے کے بعد جو رقم بچ رہتی تھی اسے قوم میں تقسیم کر کے انھیں بھی مطمئن کر دیتا تھا، کیونکہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ توسیع سلطنت کی حکمت عملی کے ترک کر دینے کے لئے اسے عوام الناس کے ہموار کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا تھا۔ اس حکمت عملی کا ترک کر دینا ان کے فطری جذبات کے خلاف تھا اور وہ مقرر جو زمانہ گزشتہ کی عظمت و شان کا حوالہ دے دے کر ان کے غرور کو تیز کرتے اور ان میں ہلچل قائم رکھنے والے جوش کو برقرار رکھتے تھے وہ ان جذبات کو اور ابھارتے رہتے تھے لیکن اپنی کفایت شعاری اور مرمت مدافعات کے تجاویز کے متعلق وہ خیراتی رقم کی تقسیموں سے وہی فائدہ حاصل کر سکتا تھا جو بیمہ کی قسط کی ادائی سے حاصل ہوتا ہے[1]۔ ان تقسیموں

[1] یہ استعارہ بلاک کی کتاب سیاسیات ایتھنز کا صفحہ ۱۷۸ سے ماخوذ ہے۔

کے متعلق ڈیمینڈس کا یہ کہنا کہ "وہ حکومت جمہوری کے پختہ کرنے کا کام دیتے ہیں" بلا وجہ نہیں تھا۔

پس اب ایوبیولس کی حکمت عملی بالکل سریع الفہم معلوم ہوتی ہے۔ اس کا مقصد فی نفسہٖ اچھا تھا اور اس کی انجام دہی میں اس نے جس قابلیت کا اظہار کیا وہ بھی ہر طرح قابل تعریف تھی، مگر اس کے ساتھ ہی اس کی کمزوری بھی ظاہر و باہر ہے۔ اول یہ کہ اس نے اس امر کو زائد از ضرورت آسان سمجھ لیا کہ ایک مدت معقول تک جنگ سے بچا رہنا ممکن ہے اور اپنے اس خواب شیریں کا ترک کرنا اسے اس درجہ گراں تھا کہ جب وہ واقعی جنگ پر مجبور ہو گیا تو اس وقت بھی وہ عملی کارروائی کو ٹالتا رہا تا آنکہ وقت ہاتھ سے نکل گیا۔ (اس کی کیفیت آگے چل کر معلوم ہو جائے گی) دوسرے یہ کہ کیسے ہی دلائل کیوں نہ پیش کئے جائیں مگر اس امر واقعہ پر پردہ نہیں پڑ سکتا کہ جس رقم سے ایک زبردست سرمایہ حفاظتی قائم ہو سکتا تھا اسے کھیل تماشہ پر ضائع کیا جا رہا تھا، جس نے قوم کی زندگی میں ایک غیر مناسب اہمیت حاصل کر لی تھی۔ آخری امر یہ ہے کہ کوئی حکمت عملی جب زبردست و قابل ہاتھوں سے انجام پائے تو وہ بجا و مفید ہوتی ہے مگر وہی حکمت عملی ایک کمزور گروہ کے ہاتھ میں پڑ کر یا عوام الناس کے دباؤ کی وجہ سے تباہ کن ہو جاتی ہے۔ اس قسم کی تقسیموں کے لئے قوم کی طرف سے مطالبہ کا زیادہ ہوتا جانا اور نادان جمہوریت کا اسے منظور کرتے جانا اور اس طرح نظم و نسق ملک کے لئے خزانہ کا خالی ہو جانا ایک ایسی ترغیب تھی جس کا روکنا آگے چل کر ناممکن ہو جاتا اور ہم ایوبیولس کے ہمعصر مصنفوں کی طرف سے بالکل کان بند نہیں کر سکتے جو ایوبیولس کو یہ سمجھتے تھے کہ وہ قوم میں اس حد تک کاہلی و عیش پرستی کی ہمت دلا رہا تھا کہ حب ہمت و جرأت اور حب وطن کے اظہار کی سب سے زیادہ ضرورت تھی اس وقت وہ لوگ بیکار ہوئے جا رہے تھے۔ تھیوپامپس کہتا ہے کہ "ایوبیولس ایک حامی جمہوریت شخص تھا جو اپنی فکر و محنت کی وجہ سے

نمایاں تھا اس نے بہت بڑی رقم کا انتظام کیا اور اسے اہل ایتھنز میں تقسیم کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا اس کی سرگروہی کے زمانہ میں شہر بالکل ہی بزدل د کاہل ہو گیا"۔ فاضل سرمایہ کے قوم میں تقسیم کرنے کے دستور کی ارسطو[1] نے جو مذمتیں کی ہیں ان میں صاف اشارہ ایوبیولس ہی کی طرف پایا جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ "عوام آج روپیہ پاتے ہیں اور کل پھر ویسی ہی بدتر حالت میں ہو جاتے ہیں اور غربا کی اس طرح سے امداد کرنا ایک ٹوٹے کوزے میں پانی بھرنا ہے"

اس کے جواب میں یہ دلیل پیش کیجا سکتی ہے کہ قوم پہلے ہی اس قدر کمزور و مبتذل ہو گئی تھی کہ ایوبیولس کی کارروائی ان کی اخلاقی کمزوری کا نتیجہ تھی نہ کہ اس کا سبب اور امر واقعہ کے علی حالہ تسلیم کر لینے سے وہ اقتصادی حالات کے اعتبار سے بہترین کام کر رہا تھا۔ بایں ہمہ (اس بحث سے قطع نظر کر کے کہ لوگوں کے اخلاق اس وقت اس درجہ متبذل ہو گئے تھے یا نہیں ؟ (جیسا کہ اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے) یہ محسوس کرنا کچھ دشوار نہیں ہے کہ ایوبیولس کی حکمت عملی کسی قدر لغو اور مضحکہ خیز ضرور تھی اس میں تو شک ہی نہیں کہ وہ اس اعلیٰ تخیل سے بالکل معرا تھی جو ڈیموس تھینیز نے اپنے لئے اہل ایتھنز کے روایات کی بنا پر اس امید میں قائم کیا تھا کہ وہ اپنے اہل ملک کو یہ ترغیب دے سکے گا کہ وہ صرف اسی پر بس نہ کریں کہ حب الوطنی کے جذبات جب مقرروں کی زبانوں سے ادا ہوں تو وہ احسنت و مرحبا کا شور بلند کر دیں بلکہ ان جذبات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جس برداشت شدائد و ایثار کی ضرورت ہے اسے بھی پورا کر دکھائیں اور خود ڈیموس تھینیز نے ایسا ہی کیا اس کی کامیابی کا زمانہ اگرچہ بہت ہی قلیل رہا مگر پھر بھی اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ یہ تخیل محض ایک ہوائی خیال نہیں تھا۔

مگر جس وقت ایوبیولس اول اول صاحب امتیاز ہوا ہے اس وقت وہ یقیناً بالکل حق پر تھا۔ اخراجات میں کفایت شعاری مدافعات اور بیڑے کی

---

[1] ارسطو سیاسیات باب ششم صفحہ ۱۳۲۔

مرمت قطعاً لازمی تھی، خواہ اس کے ساتھ (عوام میں) روپیہ کی تقسیم ہوتی یا نہ ہوتی۔ جنگ سے بچنا بھی اگر ممکن ہوتا تو یہ بھی بہت ہی مناسب تھا اور ڈیموس تھینیز نے اپنی عین بعد کی دو تقریروں میں جو تجاویز پیش کئے ہیں وہ اگرچہ بلند حوصلگی وحب الوطنی کے خیالات سے مملو ہیں مگر ان کا غلط ہونا تقریباً یقینی ہے۔ اس میں زیادہ سہولت معلوم ہوتی ہے کہ ان تقریروں پر اسی وقت غور کر لیا جائے اگرچہ وقت کے اعتبار سے انھیں ان بعض واقعات کے بعد آنا چاہئے جو دوسرے باب میں مذکور ہونگے۔

پہلا مرحلہ پلوپونیس کے معاملات سے پیدا ہوا۔ یہاں اسپارٹا آخری دس برس سے اس تاک میں لگا ہوا تھا کہ موقع پاکر اپنی کھوئی ہوئی طاقت کو دوبارہ حاصل کرلے، اور ۳۵۳ء میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ موقع آگیا ہے۔ ۳۵۵ء سے اہل تھیبز جنھوں نے پلوپونیس میں اسپارٹا کے دشمنوں کو مدد دی تھی، اہل فوکس کے ساتھ جنگ مقدس میں پھنسے ہوے تھے (جس کے مزید حالات بعد میں بیان ہوں گے)۔ اس لئے ان کو بہت کم موقع حاصل تھا کہ وہ اپنے جنوبی یونان کے دوستوں کی مدد کرسکتے۔ لیکن موخرالذکر نے اپنی مدد کے لئے ایتھنز کی طرف توجہ کی، اور (غالباً ارسٹوفن کی سرگرمی ہی کے آخری برس میں) ان کے حسب مراد کام ہوگیا۔ خاص کر اہل مسینا سے یہ قطعی وعدہ کرلیا گیا کہ اگر اسپارٹا نے ان کی آزادی کو تباہ کرنے کی کوشش کی تو ایتھنز ان کی مدد کریگا۔ اہل اسپارٹا نے بھی کچھ کم جودت نہیں دکھائی۔ انھوں نے ۳۵۳ء میں دوسری یونانی سلطنتوں کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ ابتداءً جو سلطنت جس حصہ ملک پر قابض تھی وہی اس پر بحال کردی جائے۔ یہ یقینی تھا کہ اس تجویز پر کچھ نہ کچھ تائید ایتھنز سے بھی ضرور ہوگی کیونکہ اس کے منظور ہوجانے سے اروپس کی واپسی کا یقین تھا، جس پر ۳۶۶ء سے تھیبز نے قبضہ کر رکھا تھا اور اس کے ساتھ ہی بیوشیا کے شہر تھیسپی پلیٹی آرکومینس بھی جو ایتھنز سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے

اپنی حالت سابقہ پر بحال ہو جائیں گے۔ پلوپونیس کی سلطنتوں میں ایلس کو یہ طمع دامنگیر ہوئی ہوگی ٹرفلیا کو اہل آرکیڈیا سے واپس لے گی اسی طرح فلیسوس کو ٹریکرینیم واپس ملجانے کی توقع ہو گی جس پر سردست آرگوس والوں نے قبضہ کر رکھا تھا۔ پس اس وقت اسپارٹا بھی صاف یہ دعویٰ کرسکے گا کہ آرکیڈیا اور مسینا پر اس کا تسلط دوبارہ تسلیم کر لیا جائے اور جن سلطنتوں کو اپنے سابقہ اقطاع ملک کی بحالی سے نفع پہنچا ہوگا ان کی تائید کی اسے امید ہوسکیگی۔

جب مجلس ملکی میں یہ بحث چھڑی اور اسپارٹا اور میگلو پولس دونوں کے سفیروں کے بیانات سن لئے گئے تو اس مسئلہ پر بہت ہی گرم مباحثہ ہوا۔ اہل اسپارٹا کی تجویز کی تائید میں ان خیالات کا اثر پڑ رہا تھا کہ اکثر اہل ایتھنز کو تھیبز کی طرف سے سخت عناد تھا۔ اروپس کے واپس لینے کی خواہش دلوں میں موجزن تھی اور اہل اسپارٹا سے جنھوں نے منٹینیا اور دوسرے مقامات میں ان کے پہلو بہ پہلو جنگ کی تھی، تعلقات کا منقطع کر دینا انھیں گوارا نہ تھا۔ ڈیموس تھینیز نے اگرچہ سابقہ مقرروں کے برخلاف غیر جانبدار رہنے کا ادعا کیا مگر اس نے اہل آرکیڈیا کی درخواست کی اس بنا پر تائید کی کہ اہل ایتھنز کے مقاصد کا اقتضا یہ ہے کہ اسپارٹا و تھیبز میں توازن قوت قائم رہنا چاہیئے، اور اہل اسپارٹا کو اگر مسینا و آرکیڈیا پر دوبارہ سیادت اعلیٰ قائم کرنے کا موقع مل جائے گا تو ان کی طاقت ضرورت سے زیادہ بڑھ جائے گی۔ علاوہ ازیں ایتھنز اس سے پہلے مسینا کی تائید کا وعدہ کر چکا ہے اور اگر آرکیڈیا کی درخواست کو منظور کر لیا گیا تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ اہل اسپارٹا دونوں طرف دست درازی سے روک دئے جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی اہل آرکیڈیا کے ساتھ مخالفہ دونوں جانب سے صاف دلی کے ساتھ ہو جانا چاہیئے۔ چنانچہ اہل آرکیڈیا اپنی جگہ پر اپنے تھیبز کے محالفہ کو باضابطہ منسوخ کر دیں۔ ڈیموس تھینیز کی دلیل یہ تھی کہ توقع نہیں ہے کہ اسپارٹا واقعی جنگ جاری کر دے گا اور اسپارٹا کے خواہشات قبول کئے بغیر بھی یہ ممکن ہوگا بلکہ خود اسپارٹا کی مدد سے ایسا ہوسکتا تھا کہ اروپس واپس ملجائے اور تھیبز سے مقبوضہ شہروں کی واپسی کا مطالبہ کیا جائے۔ ان آخری

مباحث پر ڈیموس تھینیز کے دلائل کچھ بھی دلنشین نہیں ہیں جن کی بنا اس خیال پر ہے کہ اسپارٹا کو اپنی سلطنت کے واپس لینے کا اتنا خیال نہیں ہے جتنا وہ عام اصول کو عمل میں لانے کا خواہاں ہے حالانکہ یہ وہ بات ہے جس کا وہ خود اسپارٹا کی بے باکانہ حرکتوں پر اظہار نفرت کرنے سے منکر ہو چکا ہے۔

اصل مسئلہ کے متعلق اس میں بہت کم تشکک و شبہہ کی گنجائش تھی کہ اگر اہل آرکیڈیا سے محالفہ کر لیا جاتا تو واقعی اسپارٹا کے ساتھ جنگ کا سخت خطرہ رونما ہو جاتا اور غالباً تھیبز سے بھی یہی صورت پیش آجاتی۔ اسپارٹا اگر پلوپونیس میں دوبارہ تسلط حاصل بھی کر لیتا تو بھی وہ ایتھنز کو نقصان نہ پہنچاتا کیونکہ جنگ کی صورت میں اس کی پلوپونیس کی ماتحت ریاستیں پھر اس کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوتیں۔ پس بحالات موجودہ ایتھنز کے مقاصد کو دیکھتے ہوئے ایوبولس کی عدم مداخلت کی حکمت عملی بلا تشکک و شبہہ زیادہ محفوظ تھی۔ دوسری طرف یہ بھی ناممکن ہے کہ ان اعلیٰ دلائل کی قدر نہ کیجائے، جن پر ڈیموس تھینیز نے اپنی رائے کی بنا قائم کی تھی یعنے اہل میسینا سے جو وعدہ ہو چکا ہے اس پر ثابت قدم رہنا اور دوسروں کی ظلم و زیادتی کی مظلوموں کی طرف ایتھنز کی معمولی روش کا قائم رکھنا۔ ایک معنی کر کے آیندہ کے واقعات نے ایک حد تک اس حکمت عملی کو صحیح و بجا ثابت کر دیا۔ کیونکہ جب اہل ایتھنز نے آرکیڈیا کے محالفہ کو نامنظور کر دیا تو جنگ مقدس کے دباؤ سے عارضی مہلت ملجانے کے باعث تھیبز کو موقع مل گیا کہ وہ اہل آرکیڈیا کی مدد کر سکے، جو اب ہمیشہ سے زیادہ مضبوطی کے ساتھ اس سے متحد ہو گئے تھے اور چند برس بعد اہل تھیبز کی طرح وہ بھی فیلقوس کے حلیف بن گئے۔ اس وقت اہل ایتھنز نے ان سے مدد حاصل کرنے کی جو کچھ بھی کوششیں کیں سب رائگاں گئیں۔ اسپارٹا اور اہل آرکیڈیا میں

لہ اس تقریر اور اس کے بعد والی تقریر دونوں میں ڈیموس تھینیز نے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ ابھی تک وہ اس اہمیت کو پوری طرح سمجھ نہیں سکا ہے کہ ایک مجرد امکانی دلیل اور ایک اچھی دلیل میں کیا فرق ہے۔ معاملات کی وسعت نظر کے ساتھ یہ نقص جاتا رہا۔

دو تین برس تک بغیر کسی نتیجہ کے مخاصمت جاری رہی یہاں تک کہ ۳۵۵ میں صلح ہوگئی جس کے بموجب اہل آرکیڈیا کی آزادی بحال رہی۔ ستم رسیدوں کی حمایت کے متعلق ڈیموس تھینیز نے جو خیال پیش کیا تھا وہ اہل روڈز کی آزادی کی مدافعت والی تقریر میں پھر نمایاں ہوا۔ ۳۵۵ میں جنگ معاشرتی کے ختم ہونے پر روڈز (شورشی شہروں میں ایک ممتاز شہر تھا) ماسولس شاہ کیریا کے ہاتھ میں پڑ گیا۔ یہ بادشاہ ایران کے ماتحت تھا اور اس نے ایتھنز کے خلاف حلیفوں کو مدد دی تھی۔ اس نے شہر کے اندر ایک عدیدی سازش کی تحریک دی۔ جمہوریت پسند فریق جلاوطن کر دیا گیا اور یہ عدیدی، جنھوں نے سخت ظالمانہ کارروائیاں اختیار کیں، کیریا کی قلعہ گیر فوج کی مدد سے اپنی جگہ پر قائم رہے۔ اس قسم کے واقعات کاس میں بھی پیش آئے اور ایتھنز نے حفظ ماتقدم کے طور پر یہ ضروری سمجھا کہ سماس میں رہنے والے اہل ایتھنز کے گروہ کو تقویت پہنچائی جائے۔ ۳۵۱ میں (اور ممکن ہے کہ اس سے برس دو برس قبل) جلاوطن اہل روڈز نے ایک وفد ایتھنز کو روانہ کیا اور امداد و بحالی کی درخواست کی۔ بالفاظ دیگر یہ چاہا کہ جزیرے کو عدیدی حکومت کے قبضہ اور آرتیمیسیا کے اقتدار سے جو (غالباً ۳۵۳ میں) اپنے بھائی و شوہر ماسولس کی جگہ تخت نشین ہوئی تھی فوراً نکال لیا جائے۔ اہل ایتھنز اس درخواست کے قبول کرنے کی طرف بہت کم مائل تھے۔ اسی جمہوریت پسند فریق نے ۳۵۸ میں ایتھنز میں شورش برپا کی تھی اور اب ان کی اس مصیبت پر عام لوگ خوش ہو رہے تھے لیکن ڈیموس تھینیز نے اہل ایتھنز پر زور دیا کہ وہ اپنے کینہ کو دل سے نکال ڈالیں اور ہر جگہ جمہوریت کے حامی و محافظ ہونے کی روایتی روش اختیار کریں اور یہ خیال کریں کہ اگر اسی طرح یونان کی تمام سلطنتوں میں عدیدی حکومتیں قائم ہوجائیں اور ایتھنز کی حکومت جمہوریہ یکہ و تنہا رہ جائے تو اسے کیسا خطرہ پیش آجائیگا۔ اس کی دلیل یہ تھی کہ آرٹیگزرسس کو حال ہی میں جن تباہیوں کا سامنا ہوا ہے ان کی وجہ سے یہ توقع تھی کہ وہ خود یا آرتیمیسیا اس جزیرے میں اہل ایتھنز کے دوبارہ قائم ہو جانے کی سختی کے ساتھ مخالفت کر سکیں لیکن اس میں بھی

کچھ شک نہیں کہ روڈز کے معاملات میں اتھینز کے مداخلت کرنے کی صورت میں کیریا
یا ایران سے جنگ ہو پڑنے کے خطرے کو ڈیموس تھینیز نے کم کر کے دکھایا تھا۔
بہر نوع اس قسم کی مداخلت ایوبیولس کی حکمت عملی کے قطعاً مخالف تھی اور اس موقع پر
قوم کا خیال بھی بحیثیت مجموعی اسی کی جانب مائل تھا۔ ڈیموس تھینیز کی فیاضانہ
مگر غالباً غیر مصلحت آمیز التجا ناکام رہی، اور کئی برس بعد بھی وہ کاس اور روڈز
کا کیریا کے ماتحت کی حیثیت سے ذکر کرتا ہے۔ اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد
خود آرٹیمیسیا کا انتقال ہو گیا اور کہا جاتا ہے کہ ماسولس کے رنج وصدمہ کی
وجہ سے یہ موت واقع ہوئی ڈیموس تھینیز نے بڑی فکر وسعی کے ساتھ مجلس کے
سامنے ان تینوں تقریروں میں جن پر ابھی ابھی بحث ہو چکی ہے غیر جانبداری
کی شان قائم رکھنے کی کوشش کی ہے اور اس وجہ سے یہ تقریریں نسبتہً کسی قدر
کمزور اور بعض بعض موقعوں پر بالکل عالمانہ انداز کی ہو گئی ہیں، لیکن جیسا کہ
ہم دکھلا چکے ہیں، وقتاً فوقتاً اس کی قوت تخیل اپنا زور دکھاتی ہے اور وہ
اتھینز سے اپنے گزشتہ کارناموں کے نام روشن رکھنے کی التجا کرنے لگتا ہے لیکن
پھر بھی اس وقت کے عام نمائشی محبان وطن کی تقریروں اور ان تقریروں
میں یہ فرق ہے کہ ڈیموس تھینیز اس امر پر زور دیتا ہے کہ اس قسم کی حکمت عملی
کے اختیار کرنے کی صورت میں ہر شہری کو بہ نفس نفیس کام کرنے کی ضرورت ہے
اور یہ کہ حب الوطنی کے جذبات بغیر شخصی قربانی کے بالکل بیکار ہیں ان تینوں
میں سے آخری تقریر میں اس نے بہت سختی کے ساتھ اپنے مخالفین کے روایات
اتھینز کے توڑنے اور اپنے سامعین کو ان اصولوں پر (جن کا وہ ادعا کرتے
ہیں) کاربند ہونے کے لئے آمادہ کرنے کی دشواری دونوں باتوں پر زور
دیا ہے یہ صحیح ہے کہ اس نے آرکیڈیا کے ساتھ معاملہ کرنے اور اہل روڈز
کی التجا کے متعلق کارروائی کرنے دونوں باتوں میں جس حکمت عملی پر زور دیا
ہے وہ اقتضائے وقت کے اعتبار سے غالباً غیر دانشمندانہ تھی۔ یہ بہت ہی
نامناسب ہوتا کہ تھوڑے ہی زمانہ بعد جن قوتوں اور جن رقموں سے فیلقوس کے
خلاف کام لینا یقینی تھا ان کو دوسری طرف صرف کر دیا جاتا۔ ڈیموس تھینیز کو

ابھی ایک مدبر کی حیثیت سے بہت کچھ سیکھنا تھا - ان تقریروں میں اگرچہ دو ایک جگہ حریصانہ ابن الوقتی کی جھلک بھی نظر آجاتی ہے جو بالقصد اس غرض سے اختیار کی گئی تھی کہ مجلس یہ خیال کرے کہ مقرر معاملات دنیا کا سمجھنے والا شخص ہے تاہم ڈیموس تھینیز کی تمام زندگی کے اعتبار سے ان ابتدائی تقریروں کی اہمیت ان امور میں مخفی ہے کہ ان سے جن قومی فرائض کے احساس کا اظہار ہوتا ہے وہ برابر بڑھتا جاتا ہے - چند اہم اصول جیسے کہ توازن قوت کا مسئلہ اور اہل اتیھنز کی سی حکومت جمہوریہ کے ساتھ شاہی و عدیدی حکومتوں کی لازمی مخاصمت وغیرہ بہت صاف طور پر بیان کئے گئے ہیں اور گزشتہ تجربات سے سبق حاصل کرنے کی جابجا درخواست کی گئی ہے - ان مباحث کے متعلق یہ تقریریں اس طویل سلسلہ کی پہلی کڑی ہیں جن میں انھیں خیالات کا پتہ چل سکتا ہے -

محصولوں کے بقایا کے وصول کرنے کے متعلق جو کمیشن مقرر کیا گیا تھا اور جس کی کارروائی کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس میں اینڈروٹین کے ساتھ ٹماکریٹس بھی شامل تھا - ٹماکریٹس پر جو نالش ہوی اس کے بھی مختصر تذکرہ کی ضرورت ہے - اگر اور کسی وجہ سے نہیں تو صرف اس وجہ سے کہ اس سے اہل اتیھنز کی عام زندگی کے بعض نمایاں خصوصیات واضح ہو جاتے ہیں - اینڈروٹین کے مقدمہ کی طرح جسے اس مقدمہ کی اصل اور اسے اس کا نتیجہ سمجھنا چاہئے اس مقدمہ میں بھی ڈیوڈورس کی تقریر ڈیموس تھینیز نے ہی لکھی تھی -

۳۵۵ ء میں اہل اتیھنز نے ماسولس (شاہ کیریا) کے پاس ایک سفارت روانہ کی جس کا مقصد شاید یہ تھا کہ اتیھنز کے سرکش حلیفوں کی مدد کرنے یا روڈز کے معاملات میں دخل دینے کے خلاف اعتراض کیا جائے - اینڈروٹین میلانوپس اور گلاسٹس سفیر بنا کر بھیجے گئے تھے اور جس جہاز پر انھوں نے سفر کیا اس کے ناخدا آرکیبیس اور لیسیتھڈیس تھے، راستہ میں انھوں نے مصر کے ایک تجارتی جہاز کو گرفتار کر لیا اور اسے اتیھنز میں لے آئے - مجلس ملکی نے یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ اتیھنز اور شاہ ایران کے دوستانہ تعلقات ہیں اور مصر نے شاہ کے خلاف

بغاوت کردی تھی اس لئے اہل مصر ایتھنز کے دشمن ہیں اور ان کا جہاز ایک جائز مال غنیمت ہے (حالانکہ ابھی چند ہی روز پیشتر ایتھنز کے سپہ سالار و سپاہی مصریوں کو مدد دے چکے تھے)" اس تصفیہ کے موجب رقم غنیمت سلطنت کو ملنا چاہئے تھی اور یونانی جہاز کے دونوں ناخدا قانوناً اس کے ادا کر دینے کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے۔ کچھ ہی دنوں قبل سلطنت کے قرضوں کی تحقیقات کے لئے ارسطوفن کی تحریک پر ایک کمیشن مقرر ہوا تھا' ایوکٹیمن نے اس کمیشن کے روبرو ان لوگوں کو اس رقم کی ادائی کا (جو ساڑھے نو ٹیلنٹ تک پہنچتی تھی) ملزم قرار دیا اور بعد کو یہ تجویز کی کہ ان کو اس رقم کے ادا کر دینے کے لئے حکم دیا جانا چاہئے مگر چونکہ یہ مسلم تھا کہ رقم اینڈروشن میلانوپس اور گلاسٹس کے ہاتھوں میں تھی اس لئے ناخداؤں کو یہ اجازت دی گئی کہ وہ اس مسئلہ کے متعلق عدالت کے روبرو بحث پیش کریں کہ آیا وہ اس کی ادائی کے ذمہ دار ہیں یا سفرا۔ اینڈروشن کو ایوکٹیمن کے حکم کے ناجائز ثابت کرنے میں ناکامی ہوئی اور ان تینوں نے رقم کی ادائی سے بچنے کے لئے مختلف حیلے نکالے مگر سب بیکار گئے۔ آخر ۳۵۳ء میں انھوں نے دیکھا کہ اب کوئی چارہ کار سوا اس کے باقی نہیں رہا کہ یا تو یہ لوگ یہ قرض فوراً ادا کردیں یا عدالت ایک ایسی رقم کی ادائی کا حکم دے دے جو اصلی قرضہ سے تین گونہ زائد ہو۔ آخر الذکر صورت میں رقم کی ادائی تک انھیں قید رہنا پڑتا۔ اس لئے انھوں نے تماکریٹس سے ایک قانون یہ تجویز کرا دیا کہ سلطنت کا کوئی مقروض جسے قید کا (اور اس کے ساتھ ہی ادائی رقم کا بھی) حکم دیا گیا ہو بقدر قرضہ اپنی ذات یا اپنے دوستوں کی ضمانت دے سکتا ہے اور قرض کی ادائی کے لئے اسے سال رواں کے ایک مہینہ قبل تک کی اجازت ملنا چاہئے اس مدت کے گزر جانے کے بعد اس کی ضمانت ضبط ہو جائے اور وہ خود قید کر دیا جائے۔ اس قانون کو سازشی طور پر پردہ ہی پردہ میں منظور کر دینے کے لئے ایک شخص ایکریٹس نامی کو یہ ترغیب دی گئی کہ وسط جولائی ۳۵۳ء کی مجلس ملکی میں وہ یہ تجویز پیش کرے کہ مجلس وضع قوانین کے دوسرے دن ہی طلب کرنے کا حکم نافذ کیا جائے۔ جس کے لئے عذر یہ

بیان کیا گیا کہ پینا تھینیا کے میلے (Panathenaea) کے لئے جو رقم منظور کی گئی ہے وہ ناکافی ہے۔ چنانچہ مجلس وضع قوانین کا انعقاد ہوا اور پینا تھینیا کے میلے کے متعلق تو کچھ نہ ہوا مگر ٹماکریٹس کا قانون کسی نہ کسی طرح منظور ہو گیا۔ ڈیوڈورس اور ایوکیٹمن نے اس قانون کے ناجائز ہونے کا دعویٰ کر کے ٹماکریٹس پر مقدمہ چلا دیا اور یہ مقدمہ غالباً اوائل ۳۵۲ء میں ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ یہ قانون ناجائز تھا اور محض اینڈروٹین اور اس کے رفقا کو روز بد سے بچانے کا ایک حیلہ تھا۔ ڈیموس تھینیز نے اس مسئلہ سے متعلق جو دلائل پیش کئے وہ نہایت قطعی و دلنشین تھے اس لئے اس امر کا اور زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ (لپٹائنس کے خلاف والی تقریر کی طرح) اس تقریر میں بھی بہت سے دوسرے دلائل ایسے نتائج کے خلاف پیش کئے گئے جن کے اس قانون سے پیدا ہونے کا کوئی خواب بھی نہیں دیکھتا تھا اور اگر اس سے یہ نتیجے اخذ کئے جا سکتے تھے تو صرف اسی طرح کہ قانون بہت عجلت میں اور بہت وسیع الاثر مفہوم میں مرتب کیا گیا تھا۔ وہ ہر امر کو ٹماکریٹس و اینڈروٹین کے خلاف اس طرح کھینچ تان کر بیان کرتا ہے کہ کم از کم ان کے واقعی و حقیقی ہونے کا تو یقین ہی نہیں ہوتا اور برا اثر تو ضرور ہی پڑتا ہے[1] مگر اس کے ساتھ ہی قانون کی واقفیت اور طرز ادا کے قطعی موثر ہونے کی کمال خوبی بھی ظاہر ہوتی ہے اور جا بجا تحریر کے نمایاں و واضح ٹکڑوں سے اس کی آیندہ کی بہترین تقریروں کا قبل از وقت اظہار ہوتا ہے[2]۔ ہم نہیں جانتے کہ اس مقدمہ کا نتیجہ کیا ہوا۔ اگر ٹماکریٹس پر کوئی جرمانہ عائد کیا گیا تو یہ اغلب ہے کہ وہ اس قدر سخت نہیں تھا کہ اسے جلا وطن ہو جانا پڑے کیونکہ عام طور پر

---

[1] اس تقریر کا جو نسخہ موجود ہے وہ دو تقریروں یا ایک ہی تقریر کے دو مرتبہ مرتب کئے جانے کا مجموعہ مرکب معلوم ہوتا ہے مگر اسکی صحیح تاریخ بالیقین ترتیب نہیں پا سکتی۔ اس تقریر کا ایک جزو اینڈروٹین کے خلاف والی تقریر کے ایک بڑے حصہ کا اعادہ ہے اور اس میں بہت ہی کم تغیر کیا گیا ہے۔

[2] مثلاً فقرۂ ۲۰۸ کی لانگینس سے بہت ہی ثنا و صفت کی ہے۔

یہ گمان کیا جاتا ہے کہ یہی ٹماکریٹس ہے جس نے چند برس بعد ڈیموس تھینیز کے خلاف میڈیاس کی تائید کی تھی۔ اینڈروٹین اور اس کے رفقا پر جو رقم واجب الادا تھی اسے انھوں نے فی الواقع ٹماکریٹس پر مقدمہ چلنے کے قبل ہی ادا کر دیا تھا اور اگرچہ اس سے ٹماکریٹس اس قانون کے تجویز کرنے کے جرم سے بری نہیں ہو سکتا تھا مگر اس سے یہ ہو سکتا تھا کہ تاوان کے مقرر کرنے میں جوری نرمی سے کام لے۔ خود اینڈروٹین ۳۴۶ء ؁ تک ایتھنز میں کاروبار میں مصروف تھا۔

تعلیقات باب چہارم

(۱) مجلس ملکی میں کوئی تجویز ایسی نہیں پیش کی جا سکتی تھی جو موجودالوقت قوانین کے خلاف ہو۔ اس قسم کی تحریک کے لئے مجوز پر بذات خاص مقدمہ چل سکتا تھا (اگرچہ ایسا مقدمہ سال کے اندر ہی ہونا چاہیئے تھا) اور جوری کے سامنے مقدمہ کی سماعت کے بعد یہ قانون ہمہ وقت منسوخ کیا جا سکتا تھا۔ یہ قاعدہ قوانین کے باہم گر متضاد ہو جانے سے محفوظ رہنے کے لئے بنا تھا اور اس خطرے سے بچنا ہی منظور تھا کہ کسی قابل مقرر کی تقریر سے گمراہ ہو کر قوم خود اپنی مرضی کے خلاف (جو موجودالوقت قانون میں مرتسم سمجھی جاتی تھی) کارروائیاں منظور نہ کر لے۔

(۲) لپٹائیس کے قانون کی غایت صاف نہیں ہے۔ یہ مشکل ہے کہ وہ مالیات کی کسی اہم کارروائی سے متعلق رہا ہو۔ یہ صحیح ہے کہ اس کی تمہید میں یہ بیان دیا گیا تھا کہ یہ قانون اس غرض سے وضع کیا جاتا ہے کہ سب سے زیادہ دولتمند اشخاص بار کو برداشت کریں اور جو لوگ معافی کا فائدہ اٹھا رہے تھے وہ کم و بیش دولتمند ہی اشخاص تھے مگر نسبتہً بہت ہی تھوڑے سے تھے۔

اس بار کا تھوڑی سی زائد تعداد کے اوپر تقسیم کر دینے سے بقیہ لوگوں کو بہت ہی کم مدد ملتی اور سلطنت کے عام محاصل کو کوئی نفع نہیں پہنچتا۔ نہ اس قانون کی یہ وجہ قرار دیجا سکتی ہے کہ اہل جمہوریت کو موروثی امتیازات سے تنفر تھا۔ درحقیقت معافیاں اکثر خود شخص موجود اور اس کے اخلاف کے لئے ہوتی تھیں مگر ایسی کوئی شہادت نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ سلطنت کا اپنے کسی ممتاز خدمتگزار کے اخلاف کو اس امتیاز کا دینا اہل اتھنز کے نزدیک جمہوریت کے منافی تھا۔ زیادہ اغلب یہ ہے کہ بہت سے بدنام کنندہ واقعات ایسے ہوئے ہوں گے کہ نااہل لوگوں کو یہ امتیاز حاصل ہو گیا ہوگا، یا یہ کہ قریب زمانہ میں یہ امتیاز ایسے لوگوں کو زیادہ کثرت سے دیا گیا ہو (جیسے زبردست سپہ سالار وغیرہ) جن کی طرف سے اہل جمہوریت کو اشتباہ تھا۔

(۳) فرینکوٹ کی تصنیف یونانی شہروں کے مالیات (Des Finances pes Cities Grogues) دیکھنا چاہئے۔ ایوبیولس کے قانون اور اس کی حکمت عملی کے متعلق میں سے جس قدر حالات دیکھے ہیں ان میں فرینکوٹ کا بیان سب سے زیادہ قابل اطمینان ہے۔ اس نے یہ ظاہر کیا ہے کہ وقتاً فوقتاً اس قانون سے بچنے کی صورت، احکام سے نہیں بلکہ خاص قوانین کے ذریعہ سے نکال لی جاتی تھی جن میں چھوٹے چھوٹے ضروری اخراجات، تاج وغیرہ عطا کرنے کی منظوری ملا ہوتی تھیں اور چھوٹے چھوٹے معاملات میں اور بھی بہت سے پہلو اس سے اغماض برتنے کے موجود تھے لیکن جنگ کے لئے کسی بڑی رقم کی منظوری کی تجویز یقیناً مقدمہ قائم ہو جانے کی مستوجب ہوتی۔

(۴) ڈایونیسیس نے اہل روڈز سے متعلقہ تقریر کو ۳۵۱ھ میں قرار دیا ہے بجز اور دوسرے اشخاص اسکی تاریخ اس بنا پر ایک یا دو برس پہلے بتاتے ہیں کہ اس میں فیلقوس کا ذکر نسبتہً بہت کم ہوا ہے، اور ان کا گمان یہ ہے کہ "مخالف فیلقوس تقریروں کے دور" کے سال اول میں ایسا ہونا اتفاق کی حد سے بڑھا ہوا ہے۔ لیکن فیلقوس کیطرف اشارہ کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مخالفین کی رائیں نہ سہی مگر مقرر کی رائے میں فیلقوس ایک بہت ہی خطرناک دشمن تھا سابقہ تاریخ کے متعلق جو دوسرے دلائل اس سے بھی کم موثر و یقینی ہیں۔

باب پنجم

فیلقوس کا عروج

گزشتہ باب میں جن واقعات کا ذکر ہوا ہے ان میں سے بعض واقعات کے وقوع پذیر ہونے کے پیشتر اہل ایتھنز اور شاہ مقدونیہ میں کشمکش کا آغاز ہو چکا تھا۔

قدیم مقدونوی ایک مخلوط نسل سے تھے اور اس بارے میں علما کی کوئی متفقہ رائے نہیں ہو سکی کہ ان میں اور اہل یونان میں کس درجہ تک اشتراک نسل موجود تھا۔ خاص اہل مقدونیہ اس نشیبی خطہ میں آباد تھے جسے دریائے آکسیس اور ہالیکن سیراب کرتے ہیں اور جو پہاڑوں اور سمندر کے درمیان واقع ہے۔ ان کا دارالسلطنت پیلا تھا مگر زیادہ قدیمی مرکز اور ان کے بادشاہوں کا مدفن اڈیسہ تھا۔ وہ لوگ کم و بیش اقامت گزین زراعت پیشہ تھے جو اپنی اراضی سے ضروریات زندگی مہیا کر لیتے تھے اور اس لئے ممالک غیر سے ان کے تجارتی تعلقات بہت کم تھے۔ یہ لوگ ایک مطلق العنان بادشاہ کی رعایا تھے جو تقریباً ہومر کے زمانہ کے بادشاہوں کا نمونہ تھا۔ وہ اپنی زمین پر بادشاہ کی مرضی سے قابض رہتے اور بادشاہ کے لئے فوجی خدمت کرنے کے پابند تھے اور بادشاہ کے ہر ایک حکم کا بجا لانا ان پر واجب تھا۔ سوائے اس کے کہ موت و حیات کے معاملہ میں جنگ آوروں کی مجلس کو آخری فتویٰ صادر کرنے کا اختیار تھا اور وراثت تخت و تاج کے بارے میں بھی اس مجلس کی رائے کم سے کم اسی قدر وزن رکھتی تھی جس قدر وزن نسب کو حاصل تھا لیکن مرتفع وادیوں میں اور پہاڑوں پر بہت سے قبائل (لنسسٹی، آرسٹی، ایلیمیوٹی) وغیرہ آباد تھے جو برائے نام تو شاہ مقدونیہ کے زیر فرمان ضرور ہوتے تھے مگر وہ بے چین طبیعت کے لوگ تھے

اور ہمیشہ بغاوت پر آمادہ ہو جاتے تھے۔ غالباً الیریا والوں کے یہ لوگ تقریباً ہم نسل تھے۔ الیریا والے مقدونیہ والوں سے مغرب کی سمت میں رہتے تھے (یعنی مقدونیہ والے جس زمین پر رہتے تھے اُس کے اور بحر ایڈریاٹک کے درمیان جو ملک پڑتا تھا وہ اہل الیریا کا مسکن تھا) اسی طرح پیونیا والوں سے جو مقدونیہ کے شمال میں رہتے تھے وہ قریب قریب ہم نسل تھے۔ اس کی شہادت بھی کسی قدر موجود ہے کہ خاص مقدونیہ میں تھریس والوں کی کچھ نسلیں آباد تھیں۔

یہ امر تو پانچویں صدی قبل مسیح میں مسلم ہو گیا تھا کہ شاہان مقدونیہ ایک حد تک ضرور یونانی نسل سے تھے کیونکہ افسران اولمپیا نے مقدونی شہزادے سکندر کو اولمپیا کے کھیلوں میں شرکت کی اجازت دی حالانکہ یہ شرکت صرف یونانی (نسل کے) لوگوں تک محدود تھی۔ اُن کی رعایا کی نسبت اس بارے میں ہمیشہ شبہہ رہا ہے۔ ایک طرف تو یہ روایت تھی کہ یہ لوگ یا ان میں سے اکثر یونان سے جا کر مقدونیہ میں آباد ہوئے تھے، دوسری طرف ان کو اکثر غیر قوم والا وحشی کہا جاتا تھا کیونکہ وہ تہذیب و تمدن میں اہل یونان سے کمتر درجہ میں تھے اور ان کی زبان کا سمجھنا مشکل تھا۔ (اہالی ایپیرس اور اندرونی حصہ ایٹولیا کے باشندوں کے باب میں بھی یہی شکوک انھیں وجوہ سے تھے) اُس وقت کی مقدونی زبان کے الفاظ کی کمیابی اور اس امر کے غیر تیقن ہونے سے کہ اُس میں خالص یونانی زبان کے کس قدر الفاظ مستعار لیے گئے تھے ہم اس زبان کے بولنے والوں کی قومیت کے باب میں بھی کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے، اور اس وقت ہمیں صرف اس ظن غالب پر قناعت کرنا چاہیے کہ باشندگان مقدونیہ ایک جانب تو اہل الیریا سے اور دوسری جانب یونانیوں سے قریب کا رشتہ رکھتے تھے اور یہ دونوں نسلیں (اور ان کے ساتھ دوسری نسلیں بھی) مختلف نواح میں مختلف تناسب سے مخلوط تھیں۔

البتہ ایک خصوص میں اہل مقدونیہ اور تمام یونانیوں (ان یونانیوں کے سوا جو تہذیب میں بہت ہی پیچھے تھے) سخت تضاد تھا۔ وہ یہ کہ ان کی تنظیم

قبیلہ وارانہ اور نیم جاگیردارانہ تھی اور شل یونانیوں کے شہری حکومتوں میں مرکوز نہیں تھی۔ پہاڑی باشندوں سے ممیز خاص مقدونی باشندوں کی ترتیب اول تو ابتداءً فوجی مقاصد پر مبنی تھی۔ تندرست و توانا زمینداروں سے پیدل سپاہ کا بیشتر حصہ مرتب ہوتا تھا اور ایک کم تعداد جماعت سے جو زیادہ مالدار اور معزز تھی فوج سوارہ قائم کی جاتی تھی اور اس کے لوگ بادشاہ کے "مصاحب" کہلاتے تھے۔ فیلقوس کی تخت نشینی کے وقت ان مصاحبان شاہی کی تعداد غالباً چھ سو رہی ہوگی۔ ان میں سے ایک خاص منتخب گروہ جس کی تعداد غالباً سو سے نیچے تھی بادشاہ کی ذات خاص کے مصاحب تھے اور اہل مقدونیہ کی انتہائی آرزو یہی ہوتی تھی کہ اس منتخب گروہ میں پہنچ جائیں لیکن اس فوجی ترتیب میں پہاڑوں کے قبیلوں کی شرکت نہیں تھی۔

ساحل سمندر پر یونانیوں کی نوآبادیاں اہل مقدونیہ کے آزادانہ عمل کو روکے رکھتی تھیں۔ جنگ پیلو پونیس کے دوران میں شاہ پرڈیکاس دوم باوجود اپنی سیاسی طباعی کے ان زنجیروں کو نہ توڑ سکا۔ اس کے جانشین ارکیلاس نے اپنی سلطنت کو ضروریات وقت کے مطابق ترقی دینے میں مختلف طرح پر کوششیں کیں۔ چنانچہ اس نے سڑکیں بنوائیں اور قلعوں کا ایک سلسلہ قائم کیا اور تمام بے ترتیب عناصر آبادی کو ایک قومی سپاہ میں مجتمع کر کے ان میں اتحاد پیدا کرنے کی بھی غالباً کوشش کی۔ وہ یونانی تہذیب کا بھی مداح تھا اور یونان کے اہل علم کو اپنے دربار میں آنے اور ٹھیرنے کی ترغیب دیتا رہتا تھا چنانچہ یوریپیڈیز اور آگاتھن نے دربار میں اپنی عمریں تمام کر دیں۔ ٹیموتھیس شاعر اور زیوکسیس نقاش بھی بلائے گئے تھے۔ سقراط بھی مدعو ہوا تھا مگر اس نے وہاں جانے سے انکار کر دیا لیکن ارکیلاس کی ان تمام کوششوں کا کچھ پائدار اثر نہیں ہوا اور ۳۹۹ء ق م میں اس کی موت پر جو طوفان برپا ہوا اس میں اس کی تمام ترقی رائگاں گئی۔ ساحلی قصبات اولنتھس اکانتھس ایمفی پولس کی طاقت بڑھ گئی اور باوجود اس کے کہ ۳۷۹ء ق م میں اسپارٹا کی مداخلت کی وجہ سے ان کی قوت عارضی طور پر گھٹ گئی تھی مگر

پھر بھی اولنتھس لیگ کی طاقت بڑھتی گئی اور وہ مقدونیہ کے منصوبوں میں ہمیشہ سدِّ راہ رہا۔

امنتاس سوم جس نے (گو وقفوں کے ساتھ مگر) ۳۹۳ق۔م سے ۳۶۹ق۔م تک حکومت کی وہ ایتھنز سے عموماً دوستانہ برتاؤ رکھتا تھا اور ایمفیپولس پر ایتھنز کے حق کو تسلیم کرتا تھا۔ اس نے لنسسٹیا کی شہزادی یوریڈیکی سے شادی کی جس سے اس کے تین لڑکے سکندر، پرڈیکاس اور فیلقوس ہوئے۔ فیلقوس ۳۸۲ق۔م میں پیدا ہوا تھا۔ سکندر جو ۳۶۹ق۔م میں امنتاس سوم کا جانشین ہوا ایک ہی سال حکومت کرنے کے بعد قتل ہوگیا اور نوجوان پرڈیکاس کو دعویدار سلطنت پاسینیاس کے مقابلہ میں محض افکریٹس کی مدد سے (جس سے یوروڈیکی نے استمداد کی تھی) تخت و تاج حاصل ہوا، اور پرڈیکاس سوم کے اوائل عہد میں ٹالیمی (ساکن الورس) جو یوریڈیکی کا داماد اور آشنا تھا بطور متولی کے حکومت کرتا تھا اور جب ۳۶۷ق۔م میں تھیبز کے سپہ سالار پلوپڈاس نے تھسلا پر براہ تھسالیہ فوج کشی کی تو ٹالیمی نے اس سے ایک معاہدہ کیا جس کے ایفا کی ضمانت کے لئے اسے فیلقوس کو جس کی عمر اس وقت پندرہ سال کی تھی منجملہ اور یرغمال کے حوالہ کرنا پڑا۔ فیلقوس کو تھیبز پہنچایا گیا اور وہاں وہ پامینس کے مکان میں ۳۶۲ تک رہا اور اسی سال میں وہ رہا ہو کر مقدونیہ کو واپس آیا۔ پرڈیکاس بھی آرکیلاس کی طرح ادب و فلسفہ کی جانب مائل تھا اور افلاطون کا ایک شاگرد ایوفریس ایک مدت تک اس کا مشیر خاص رہا لیکن افکریٹس کی مدد اور ایتھنز کے کچھ زمانہ تک مخالف رکھنے کے باوجود (جس کے لئے ٹموتھیس نے اسے آمادہ کیا تھا) جب ایمفیپولس نے اپنے کو ایتھنز سے آزاد رکھنے کے لئے جدوجہد شروع کی تو اس نے ایمفیپولس کو مدد دی۔ پرڈیکاس ۳۵۹ میں پہاڑی قبائل کی بغاوت میں مارا گیا۔ یہ بغاوت شاید خود یوریڈیکی نے اس انتقام میں مشتعل کردی تھی کہ ٹالیمی بادشاہ کے حکم سے قتل کردیا گیا تھا۔

اہل مقدونیہ نے پہلے تو اس کے خورد سال بیٹے کو فیلقوس کی زیر تولیت بادشاہ مشتہر کردیا مگر بہت جلد ایک مضبوط شخص کی ضرورت محسوس کرکے بادشاہت

خود فیلقوس کی طرف منتقل کردی اور کہا جاتا ہے کہ فیلقوس نے بادشاہت کو جبراً قبول کیا تھا۔

فیلقوس ہنوز صرف تئیس ۲۳ سال کا تھا مگر اوائل عمر میں اسے جو تجربات حاصل ہوگئے تھے ان سے اس نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ اسے یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی تھی کہ صرف سخت گیری سے کامیابی حاصل ہوسکتی ہے اور اگر وہ مقدونیہ پر باطمینان حکومت کرنا چاہتا ہے تو اسے (حصول مقصد کے) ذرائع کے اچھے برے ہونے کی زیادہ پروا نکرنا چاہیئے۔ تھیبز میں قیام کی بدولت اسے ایپمینانڈس اور پلوپیڈاس کی کامیابیوں اور طریقوں کو بغور دیکھنے کا موقع مل گیا تھا۔ ان میں سے ایک تو فن سپہ سالاری اور اعلیٰ علم و تہذیب کا نمونۂ مجسم تھا اور دوسرا اپنے زمانہ کا سب سے زیادہ بیباک و شجاع سپاہی تھا۔ اس وقت کی دنیائے یونان میں ایک زبردست شخص کے لئے جیسے غیر محدود مواقع بالکل کھلے پڑے تھے وہ ان کی قدر و قیمت سے آگاہ اور ان ترقیوں سے واقف ہوگیا تھا جو یونانی افواج کی قدیمی تنظیم و ترتیب میں حال میں واقع ہوئی تھیں۔ اسے معلوم ہوگیا تھا کہ کسی زبردست فوج کا سپہ سالار جوجذبۂ قلبی اور فایدۂ مادی کے ذریعہ سے اپنے سپاہیوں کو اپنے ساتھ وابستہ رکھے اور نہ صرف قواعد و انضباط سے اپنی فوج کو مربوط رکھے بلکہ جنگ کے ایسے طریقے ایجاد کرسکے جس سے اس کی فوج کو ان لوگوں کی فوجوں پر فوری فوقیت حاصل ہوجائے جو مروجہ طریقوں کے زیادہ پابند ہوں ایسے سپہ سالار کی کامیابی فی الواقع یقینی تھی۔

علاوہ بریں فیلقوس اپنے کام کا آدمی تھا۔ وہ بیخوف و قوی العزم شخص تھا۔ ادھر ادھر دو ایک شکست کھا جانے یا خود اپنی ذات کو ضرر پہنچ جانے سے وہ اپنے مقصد سے دست بردار ہونے والا نہیں تھا۔ وہ مختلف الطبائع اشخاص اور مختلف الاقسام سلطنتوں سے معاملہ کرنے میں ہوشمند و چالاک تھا۔ جہاں کوئی مقصد بہتر طریقہ پر صبر و توقف سے حاصل ہوسکتا تھا وہاں جلد بازی نہ کرتا تھا اور جہاں دغا سے کام چل سکتا تھا

وہاں جنگ بیکار سے کام نہ لیتا تھا۔ بس اُس زمانہ میں کسی بلند حوصلہ دور رس حکمت عملی کی انجام دہی کے لئے وہ بالکلیہ موزوں شخص تھا۔ علاوہ بریں اس کی شخصیت بھی دلکش تھی اور اس کی دلکشی کا اثر نہ صرف ان درشت مقدونی سپاہیوں پر پڑتا تھا جن سے وہ بے تکلفی سے ملتا تھا، بلکہ یونانی سلطنتوں کے وہ ذی علم و مہذب نمایندے بھی جو کسی معاملہ میں اس سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجے جاتے تھے اُس سے متاثر ہوتے تھے۔ تھیبز کے زمانۂ قیام میں علاوہ اور مفید باتوں کے اُس نے یونانی ادب شایستگی کی قدر کرنا بھی سیکھ لیا تھا۔ وہ ڈراما کے ماہروں کو ہمت دلاتا تھا کہ اُس کے دربار میں جو پیلا کے شہر میں ہوتا تھا آیا کریں اور جب وقت آیا تو اس نے اپنے نوجوان بیٹے سکندر کی اتالیقی کے لئے خود ارسطو کو مقرر کیا۔ وہ ایک قابل و با اثر مقرر تھا اور خود اتیھنز کے مقررین اس کی پرزور فصاحت کی قوت کے قائل تھے۔ وہ اگرچہ برے مشاغل سے آزادانہ حظ اٹھاتا تھا مگر یہ رنگ رلیاں اکثر ایسے موسموں میں ہوتی تھیں جو کسی سیاسی منصوبے پر عمل کرنے کا زمانہ نہ ہوتے تھے اور اس کی عشق بازی سے نہ خود اس کے برداشت شدائد پر کوئی اثر پڑتا تھا (کیونکہ اس کا جسم لوہے کا تھا) اور نہ اس کے سپاہیوں پر جبکہ وہ اپنے مثل اُن سے سختی جھیلنے کا متوقع ہوتا تھا۔ اپنے مقاصد کے حصول میں کوئی فرق ہوتا تھا تو وہ ترغیب دہی کے دوسرے ذرائع کے بہ نسبت روپے سے بھی کچھ کم کام نہیں لیتا تھا۔ اس کی فیاضی اسراف کی حد کو پہنچی ہوئی تھی اور اس کے بعد کے لوگ یہ یقین کرتے تھے کہ اس نے اپنی زرپاشی سے اس سے کم فتوحات نہیں حاصل کئے جیسے فتوحات بزور اسلحہ حاصل کئے۔ ڈیموس تھینیز نے اگرچہ اس کی بعض مواقع کی عہد شکنی کو بہت مبالغہ سے بیان کیا ہے مگر اس میں شک نہیں ہے کہ وہ اپنے حصول مقاصد میں فریب سے کام لیتا تھا۔ فیلقوس نے جن بعض طریقوں سے کام لیا اور اپنی خانگی زندگی میں اس نے جن آزادیوں کو روا رکھا ہے[1]، ان پر زمانۂ قدیم و جدید کے ناقدین اپنے اخلاقی معیار کی بنا پر

---

[1] تعلیق ۲-

تاسف کرینگے مگر زمانۂ حال کی سیاسی جنگ میں بھی دغا و رشوت اس طرح بالکلیہ معدوم نہیں ہو گئے ہیں کہ فیلقوس کے ان ذرائع سے کام لینے کی وجہ سے ہم ایک ایسے زبردست شخص کی قدر کرنے سے قطعاً انکار کر دیں جس نے ہر ایک اوزار سے (جو کاملاً اس کی قدرت میں تھے) ہوشیاری۔ قطعیت اور ہمت کے ساتھ اپنے عظیم الشان کھیل میں کام لیا اور جن لوگوں سے اسے سابقہ پڑا اور ان سے معاملات کرنے میں اسے جس یقینی طریق کو استعمال کرنا چاہئے تھا ان دونوں کے سمجھنے میں اس نے شاذ و نادر ہی غلطی کی۔

ہم کو اس کا علم نہیں کہ فیلقوس نے اس حکمت عملی کو کس قدر جلد سوچ لیا جس پر عمل کرتے رہنا اس کی تمام زندگی کا کارنامہ ہو گیا، اس میں شک نہیں کہ فوج کی تنظیم جدید اور معرکہ آرائی کے طریقوں کی ترقی دہی پر سب سے پہلے اس کی نظر پڑی۔ زیادہ زمانہ نہ گزرا ہو گا کہ وہ دنیائے یونان کے فتح کرنے پر کمر بستہ ہو گیا ہو گا اور ہر صورت میں اس سے تو وہ اول ہی سے آگاہ ہو گیا ہو گا کہ جبتک مقدونیہ ان یونانی نو آبادیوں سے جن پر اس کا کوئی اقتدار نہیں ہے اور ان جنگجو و بیچین قبائل سے جو ہنوز مطیع نہیں ہوئے ہیں گھری ہوی ہے اس وقت تک وہ کاملاً خود مختار نہیں ہو سکتی۔ مشرق قریبہ کی فتح کا خیال غالباً بعد کو اس وقت اس کے دل میں پیدا ہوا ہے جب اس کی فوج پورے کمال کو پہنچ گئی تھی اور یونان پر اس کی سیادت اتنی کافی ہو چکی تھی گویا مکمل ہو گئی تھی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ خیال آئسیاکریٹس نے پیدا کیا ہو۔

بہر حال یہ جو کچھ بھی ہو، فوج کی تنظیم اس کا پہلا کام تھا اس نے مملکتی بنیاد پر فوج کے دستے تیار کئے جو مقامی حب الوطنی سے مربوط تھے اور پھر یہ حب الوطنی زیادہ وسیع قومی جذبہ کی طرف رہنمائی کرتی تھی۔ اس نے فوج کے ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں ترقی دینے کے نئے توقعات پیدا کئے اور اس سے فرداً فرداً سپاہیوں کی حوصلہ مندی کو ادھر متوجہ کر لیا، فوج کے سبب سے اعلیٰ درجہ اور اس کے ساتھ تمام مدارج کے

ارتقائی زینوں کو اپنی ذات تک پہنچایا۔ (اور ان تمام تدابیر سے) اس نے ایک متحدہ قومی فوج پیدا کر دی جسے اس نے بیدردانہ مشق اور جنگجوئی کے واتی تجربات کے زیر عمل لا کر نہایت کارآمد بنا دیا۔ پیدل سپاہیوں کے لئے زیادہ لمبے نیزوں کے استعمال سے اس نے اپنی صف جنگ کو بوقت مقابلہ دشمن پر بڑی فوقیت دیدی۔ اس کی سوارہ فوج نقل و حرکت کی مہارت میں انتہائی حد کو پہنچی ہوئی تھی اور خود اس کی ماہرانہ قیادت کے تحت میں اکثر اس فوج سے اس طرح کام لیا جاتا تھا کہ نازک مواقع پر اسی کی کارروائی سے جنگ کا فیصلہ ہو جاتا تھا اور اس فوج کو میدان کارزار میں وہ اہمیت حاصل ہو گئی تھی جو یونان کی معرکہ آرائیوں میں سواروں کو بہت کم حاصل تھی۔ مزید براں اس زمانہ کے انجینیروں نے آلات محاصرہ میں جو ترقیات عظیم پیدا کئے تھے ان سے اس نے فائدہ اٹھایا اور اس کی سوار و پیدل فوجوں کے ساتھ تیر اندازوں اور دوسرے اقسام کے ہلکے دستوں کا بھی ضمیمہ لگا رہتا تھا تاکہ وہ ہر ایک ناگہانی امر کے لئے تیار رہے[1]

سب سے بڑھ کر یہ کہ فیلقوس کی فوج ایک مستقل فوج کے طور پر مرلوط رہتی تھی پہلے تو اس سے ضرور بددلی پیدا ہوئی ہوگی اور ڈیموس تھینیز نے اولنتھس سے متعلق دوسری تقریر میں مقدونیہ کے جذبات کی جو کیفیت دی ہے اس میں کچھ صداقت ہوگی۔

(وہ کہتا ہے کہ) اے ایتھنز کے لوگو! یہ نہ خیال کرو کہ فیلقوس اور اس کی رعایا کو ایک ہی سی چیزوں سے مسرت ہوتی ہے فیلقوس کو اظہار جاہ و جلال کی ہوس ہے اور یہی اس کی سب سے بڑی طمع ہے۔ اس نے عمل و خطر کی زندگی کے نتائج کو دیدہ و دانستہ برداشت کرنا اختیار کیا ہے کیونکہ وہ امن اطمینان کی زندگی کے مقابلہ میں اس شان و عظمت کے حاصل کرنے کو ترجیح دیتا ہے جو اس سے قبل مقدونیہ کے کسی بادشاہ کو نصیب نہوئی ہو، مگر اس کی رعایا

[1] فیلقوس کی فوج کے متعلق ہیوگرتھ کی تصنیف "فیلقوس و سکندر مقدونی" صفحات ۵۰ - ۴۲ غیرہ دیکھنا چاہئے

اس شان و عزت میں کوئی حصہ نہیں رکھتی - ان تمام زیر و زبر مہمات کے مسلسل حوادث کے باعث یہ رعایا دائمی سختیوں سے پریشان ہو گئی ہے اس کو اپنے پیشوں میں مصروف رہنے یا اپنے معاملات پر توجہ کرنے کا موقع نہیں ہے اور بمشکل جو مال یا غلہ قدرے قلیل وہ پیدا کرتی ہے اس کے لئے کوئی بازار نہیں ملتا کیونکہ جنگ کی وجہ سے تجارت کی منڈیاں بند پڑی ہیں -

اسی تقریر میں ڈیموس تھینیز نے فیلقوس کے اُس رشک و حسد کا بھی ذکر کیا ہے جو اُس کے ماتحتوں کیجانب کسی تعریف کے منسوب کرنے سے اس کو ہوتا تھا اور پالیمیس بیان کرتا ہے کہ فیلقوس بزور شمشیر فتوحات حاصل کرنے کی جگہ اسی فتوحات کو زیادہ پسند کرتا تھا جو سیاسی چالوں سے حاصل ہو جائیں کیونکہ جنگی فتوحات سے جو عزت حاصل ہوتی تھی اس میں دوسرے بھی شریک ہوتے تھے، برخلاف اسکے سیاسی چالوں سے جو فتح نصیب ہوتی تھی اس کی عزت اسی کے لئے مخصوص ہوتی تھی مگر ہم یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ فیلقوس اپنے خاص سپہ سالاران اینٹی پیٹر اور پارمینیو کے صفات و کمالات کو پوری طرح تسلیم کرتا تھا۔ ڈیموس تھینیز کے بیانات کے سوا کوئی شہادت ایسی موجود نہیں ہے جس سے خیال پیدا ہوتا ہو کہ فیلقوس اور اس کی رعایا میں حصول مقاصد کے لئے ایک ہی سا جوش نہ تھا اور فیلقوس کے بڑے امتیازات میں اسے بھی ایک امتیاز سمجھنا چاہئے کہ زیادہ زمانہ نہیں گذرنے پایا تھا کہ اس نے اپنی رعایا میں یہ احساس پیدا کر دیا کہ جو عزت اُس کو حاصل رہی ہے اس میں رعایا کا بھی حصہ ہے اور رعایا کے اغراض و فوائد ایسے نہیں ہیں جو فیلقوس کے ساتھ رعایا کی وفاداری میں فرق پیدا کرتے ہوں بہرحال ایک مستقل فوج جو ہر طرح کی قوت سے آراستہ ہو اس کی امکانی زحمتیں اس عظیم الشان فائدہ کے مقابلہ میں کچھ نہ تھیں جو اس فوج کی وجہ سے فیلقوس کو اپنے دشمنوں پر حاصل ہو گیا تھا - ڈیموس تھینیز کہتا ہے کہ "فیلقوس کا جس مقام کے لئے وہ چاہے کوچ کر دینا اس طرح کا نہیں ہے جس طرح وزنی ہتھیاروں والی پیدل فوج کے کسی دستہ کا سردار کوچ کرتا ہے بلکہ یہ قدرت اس میں اس وجہ سے ہے کہ اس نے ہلکے سامان والی پیدل فوج سوار، تیر انداز، اجیر سپاہ اور متفرق

لوگوں کا ایک لشکر اپنے ساتھ کر لیا ہے۔ گرمی جاڑا اس کے لئے ایک ہیں۔ اور کوئی موسم ایسا نہیں ہے جس میں وہ اپنی فوجی کارروائیوں کو ملتوی کرتا ہو" پھر کہتا ہے کہ "ایک مستقل فوج کے اپنے ساتھ رکھنے اور اپنے ارادے کو قبل سے جاننے کی وجہ سے وہ جس پر چاہتا ہے دفعتہ حملہ کر دیتا ہے۔ برخلاف اس کے ہم اس وقت تک انتظار کرتے ہیں جبتک کہ یہ نہ معلوم کر لیں کہ فی الواقع کوئی معرکہ ہو رہا ہے اور پھر ایک ابتری و پریشانی کی حالت میں لڑائی کی تیاری کرتے ہیں"۔ اس کی کامیابی کا اس سے بھی بڑا عنصر سپہ سالاری میں اس کا مطلق العنان ہونا تھا۔ چنانچہ اس واقعہ پر بھی ڈیموس تھینیز نے کسی قدر زور دیا ہے۔ مختصر یہ کہ جو لوگ اسکی تعریف کرنے والے تھے اور جو اس سے خائف تھے دونوں پر بہت جلد یہ روشن ہو گیا ہو گا کہ جو شخص اس کا مقابلہ کریگا اُسے ایک غیر معمولی ذہانت کے شخص سے سابقہ پڑے گا جس نے اپنے لئے غیر معمولی فوائد پر قادر ہونے کی حیثیت حاصل کر لی تھی۔

اپنے عہد کی ابتدا میں اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ احتیاط سے قدم اُٹھائے تخت کی نسبت اس کے حق کو ایک سے زائد دعویداروں نے متنازعہ فیہ بنا دیا تھا مگر اسے مقدونیہ کی فوج کی تائید حاصل تھی جسے اس نے اپنی فصیح البیانی سے رام کر لیا تھا اور اس نے اپنے رقیبوں سے بغیر کسی شدید دشواری کے خلاصی حاصل کر لی۔ ان میں سے ایک دعویدار آرگیوس کی مدد ایتھنز کی سپاہ نے کی تھی، لیکن ایتھنز سے مناقشہ برپا کرنے کے لئے فیلقوس کے واسطے یہ وقت موزوں نہ تھا۔ خود اس کی فوجیں ہنوز مرتب نہیں ہوی تھیں اور اہل ایتھنز نے اسی سال کرسونیس پر اپنی فوقیت کو دوبارہ حاصل کر کے اپنی تجدید قوت کے آثار کا اظہار کر دیا تھا۔ ادھر خود اس کو پیونیا اور الیریا کے کوہی قبائل سے فوری کشمکش پیش آ گئی تھی۔ اس لئے اس نے فیاضی کا انداز اختیار کیا اور کسی قسم کا فدیہ طلب کئے بغیر ایتھنز کے ان شہریوں کو جو آرگیوس کے شکست خوردہ مویدین میں گرفتار ہوئے تھے ایتھنز کو واپس بھیجدیا۔ اُسوقت میں اس نے ایک سفارت بھی ایتھنز میں بھیجی[۱]

[۱] ڈیموس تھینیز اور ارسٹاکریٹس ؟ ۱۲۱ ڈیوڈورس شانزدہم ؟ ۳ ؟ ۴۔ جسٹن ہفتم ۶۔

اور صلح کی خواہش کی؛ اور چونکہ اہل اتھینز نے آرگیوس کو اس مفاہمت کے ساتھ مدد دی تھی کہ وہ ایمفیپولس اتھینز کو واپس دیدے گا، اس لئے فیلقوس نے بھی اس میں آسانی سمجھی کہ اس شہر پر اہل اتھینز کے دعوے کو تسلیم کر لے تاکہ بروقت اسے وہ صلح میسر آجائے جس کے قائم رکھنے کا اس کا ارادہ نہیں تھا۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ اہل اتھینز بلا تاخیر ایمفیپولس میں فوج متعین کرنے کی صریحی کارروائی سے قاصر رہے اور چند ماہ کے اندر اندر وہ اپنے حلیفوں سے جنگ میں پھنس گئے اور اس لئے دوسرے مقامات میں اپنے مقاصد پر توجہ کرنے کا انھیں بہت کم موقع رہا۔

پس اہالی پیونیا و الیریا کے خلاف مہم سر کرنے کے بعد جس میں نئی تدبیروں سے پوری کامیابی کے ساتھ کام لیا گیا تھا اور ایک بہت بڑا ضلع فیلقوس کی مملکت میں شامل ہو گیا تھا، فیلقوس (آخر ۳۵۸ء میں) ساحل کی طرف واپس آیا اور ایمفیپولس کے سامنے (جس نے اسے کچھ اشتعال دیا تھا) نمودار ہو گیا اور اس کی حوالگی کا مطالبہ کیا۔ اہل ایمفیپولس نے فوراً ہی ہیراکس اور اسٹریٹاکلس کو طلب مدد کے لئے اتھینز روانہ کیا۔ ان کی درخواست کا توڑ کرنے کے لئے فیلقوس نے بھی اتھینز کو ایک خط بھیجا اور یہ بیان کیا کہ اس نے شہر پر اس لئے حملہ کیا ہے کہ اسے اتھینز کے حوالہ کر دے۔ اس خط کے جواب میں اہل اتھینز نے اینٹی فان اور کریڈیمس کو فیلقوس سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا اور یہ انتظام ہو گیا کہ اگر وہ ایمفیپولس اتھینز کو دیدے تو اس کے عوض میں اسے پڈنا، اتھینز سے مل جائے گا، یہ انتظام اتھینز کے نمایندوں کے لئے نہایت ہی مذموم تھا۔ پڈنا اگرچہ

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ:۔ اس باب کے بقیہ حصص کے لئے ڈیوڈورس اور جسٹن مسلسل خاص سند ہیں مگر متعدد بیانات کی بنا ڈیموس تھینیز اور دوسرے مقرروں کی تقریروں کے اجزا اور مختلف مصنفوں کے اشارات پر ہے۔ ڈیموس تھینیز کی تقریروں میں اولنتھس سے متعلقہ تقریریں اور فیلقوس کے مخالف پہلی تقریر خاص اسناد ہیں) ان میں سے زیادہ اہم حوالہ جات کی تصریح کر دی گئی ہے)۔

اس وقت تک مقدونیہ ہی کا مقبوضہ تھا جبکہ ۳۵۶ؔ ق م میں پموتھیس نے اسے ایتھنز کے لئے فتح کرلیا، پھر بھی وہ ایتھنز کا حلیف تھا اور اسے بجا طور پر یہ دعویٰ ہو سکتا تھا کہ فیلقوس کے حوالہ کرنے کے قبل اس سے مشورہ کیا جاتا اور اس لئے اس معاملت کی نوعیت راز میں رکھی گئی تاکہ پڈنا کو معلوم نہ ہو جائے۔ ایتھنز کے لوگوں کو مبہم الفاظ میں صرف یہ اطلاع دی گئی کہ کچھ مفاہمت ہو گئی ہے۔ فیلقوس نے اب ایمفیپولس میں ایک فریق کی تائید حاصل کرلی تھی اور اس نے اپنے انجنوں کے وسیلہ اور انھیں لوگونکی غداری سے شہر پر قبضہ کرلیا۔ ایک تحشیہ نویس یہ لکھتا ہے کہ شہر پر قبضہ کرنیکے بعد ہی اس نے ان غداروں کو اس بنا پر تلوار کے گھاٹ اتار دیا کہ ان سے یہ توقع نہیں تھی کہ انھوں نے اپنے اہل وطن کا جیسا حق وفا ادا کیا ہے اسکے لئے اس سے زیادہ ثابت ہونگے۔ اس کے بعد اس نے ان تمام لوگوں کو جلاوطن کردیا جو اس کے معاند تھے۔

اہل ایتھنز کو ایمفیپولس کے واپس مل جانے کی توقع اس درجہ اعتماد کے ساتھ ہو گئی تھی کہ جب اہل اولنتھس نے فیلقوس کی کامیابی سے خوف زدہ ہو کر اس کے مقابلہ کے لئے ایتھنز والوں سے مدد کی درخواست کی، انھوں نے کچھ نہ سنا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا اہل اولنتھس نے خود فیلقوس سے ایک عہدنامہ کرکے اپنی حفاظت کی کوشش کی اور یہ فیلقوس کی تجاویز کے عین موافق تھا کہ وہ ان کے معروضات سے اتفاق کرتا اور ایسی صلح کرلیتا جس کا قیام صرف اسی وقت تک ہوتا جبتک کہ آسانی سے ان کو بھی پامال کرنے کی باری آتی۔ عہدنامہ میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ فیلقوس سے علحدہ ہو کر اہل اولنتھس ایتھنز سے کسی طرح کی شرائط نہ کرینگے۔

اس کا کبھی افشا نہ ہوا کہ پڈنا کو فیلقوس کے حوالہ کرنیکی اہل ایتھنز کو کس طرح پر توقع تھی، رہا فیلقوس، تو اس نے اہل ایتھنز کے وعدے کے ایفا کا انتظار کئے بغیر خود پڈنا پر بزور قبضہ کرلیا (جس میں اندرونی غداری کی مدد بھی شامل تھی) اور ایمفیپولس کے دینے سے انکار کردیا۔ اس کے بعد وہ پوٹیڈیا کے

حملہ میں اہل اولنتھس کا شریک ہوگیا۔ یہ شہر جزیرہ نمائے کیلیسڈی کے نہایت اہم شہروں میں سے تھا۔ بہت دنوں تک یہ اولنتھس کا رقیب رہا تھا اور ایتھنز کے آبادکاروں کی ایک بہت بڑی جماعت وہاں اقامت گزین تھی۔ اندرونی غداری نے اس کے قبضہ کو آسان بنا دیا اور یہ شہر اور اس کے ساتھ اینتھمس دونوں فیلقوس کی جانب سے اہل اولنتھس کو مل گئے اور فیلقوس نے ان کی مملکت میں جو اضافہ کردیا اس کی کاشت سے اور تجارت کے بڑھ جانے سے انھیں بہت نفع ہوا۔

اہل ایتھنز نے باوجود جنگ معاشری کے پوٹیڈیا کے خلاص کے لئے ایک مہم بھیجنے کا عزم کرلیا، مگر یہ مہم وقت پر روانہ نہیں ہوی۔ بایں ہمہ، شہر میں جو اہل ایتھنز گرفتار ہوئے تھے، فیلقوس نے بغیر کسی فدیہ کے ان کو چلے جانے کی اجازت دیدی۔ وہ اس وقت تک ایسی کارروائیاں اختیار کرنے کے لئے تیار نہیں تھا جس سے ایتھنز کو برآشفتگی ہوتی۔ پوٹیڈیا کے محاصرہ میں وہ رسماً اہل اولنتھس کے حلیف کے طور پر کارروائی کر رہا تھا، اور جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں اس نے شہر انھیں کو دیدیا۔ عین یہی وقت تھا کہ اس کے پاس تین قاصد خوشخبریاں لیکر آئے۔ پہلے قاصد نے اہل الیریا پر اس کے سپہ سالار پارمینیو کی فتح کا حال سنایا دوسرے نے اولمپس کے کھیلوں میں اس کی فوجوں کی کامیابی کی خبر دی اور تیسرے نے اس کے بیٹے سکندر کے تولد کا مژدہ پہنچایا۔

اس زمانے کے قریب فیلقوس کی روپیہ کی وہ ضرورت بھی پوری ہوگئی جس کا اس پر سخت بار پڑ رہا تھا۔ اس کی ایمفیپولس کی مہم نے اس کے لئے مشرق اسٹریمن کے کوہ پینگیس کی کانہائے طلا کا راستہ کھول دیا۔ اسوقت ان کانوں میں تھیسز کے آبادکار کام کر رہے تھے۔ ان آبادکاروں پر جب تھریس کے حملہ آوروں نے زیادہ بار ڈالا تو انھوں نے فیلقوس کی طرف رجوع کی اور فیلقوس نے اس سے فائدہ اٹھا کر ان کے شہر کرینیڈس پر قبضہ کرلیا اور اسے وسعت دے کر اپنے نام پر اس کا نام فلپی رکھا۔ اس نے فوراً ہی ان کانوں میں کام شروع کردیا اور اس وقت سے اسے ان کانوں سے

کثیر مستقل آمدنی ہوتی رہی اور زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ اس کی مقدار ایک ہزار ٹیلنٹ سالانہ تک پہنچ گئی۔ اہل ایتھنز "جنگ معاشرتی" کی مجبوری سے فیلقوس کی پیش قدمی کے روکنے میں کسی مستعدانہ کارروائی کے قابل نہیں رہے تھے۔ یہ ضرور ہوا کہ انھوں نے ۳۵۶ء میں پیونیا کے لیپیس اور الیریا کے گریبس اور پریسیڈس کے سب سے بڑے بیٹے سٹریپورس (شہزادۂ آڈرلیسیا) سے محالفہ کر لیا۔ شہزادہ کے باپ کے انتقال پر جب اس کی مملکت آڈرلیسیا کی تقسیم ہوئی تھی تو اس شہزادے کو مغربی حصہ ملا تھا اور اس میں وہ ضلع بھی شامل تھا جس میں ایمفیپولس اور کرنیڈس واقع تھے، مگر سٹریپورس اس ضلع کو فیلقوس کے مقابلہ میں برقرار نہ رکھ سکا اور ۳۵۵ء میں فیلقوس نے اہل پیونیا اور اہل الیریا کے خلاف فاتحانہ مہمیں سرکیں۔ علاوہ بریں اسٹریمن کے مشرق کے حصۂ ملک کو فتح کر لینے سے اسے یہ موقع مل گیا کہ شہتیر مہیا کرنے کے لئے وہ اس کے شاندار جنگلوں سے فائدہ اٹھائے اور ان شہتیروں سے ایک بیڑا تیار کرلے، اور اگر ساحل پر وہ اپنا قبضہ قائم رکھتا اور اہل ایتھنز کی خود انھیں کے حربہ سے مقاومت کرنا چاہتا تو بیڑا اس کے لئے ضرورت لازمی تھی۔ ڈیٹم کے ساحلی شہر پر قابض ہو جانے سے اسے ایک موزوں بحری مستقر مل گیا۔ کیسلسٹریس جب ایتھنز سے خارج کیا گیا تو اس نے تھیساس سے آبادکاروں کے ساتھ اس شہر کو دوبارہ بنایا تھا۔ اس شہر کے قبضہ سے فیلقوس اب اس قابل ہو گیا کہ وہ ایتھنز کی تجارت میں مداخلت کر سکے اور ان مناسب موقع جزیروں پر بھی قبضہ کرلے جنھیں اب تک بحری قزاقوں نے پریشان کر رکھا تھا۔ ۳۵۵ء کے ختم ہونے کے قبل اس نے فی الحال خود کو ایتھنز کے نئے حلیفوں کے کل خطرات سے آزاد کر لیا تھا اور اس قابل ہو گیا تھا کہ خلیج تھرما کے سواحل پر ایتھنز کے مفاد کے خلاف براہ راست کارروائیوں کی تجدید کر سکے اور اب وہ اولنتھس کے حلیف کی حیثیت سے کارروائی کرنے کے حیلہ کو برطرف کر سکتا تھا۔

پس اس نے میتھون کا محاصرہ کر لیا، جو اس خلیج پر ایتھنز کے شہروں میں سے

آخری شہر تھا اور اہل ایتھنز اس سے بطور ایک بحری جنگی مقام کے کام لیتے تھے (تقریباً دس برس قبل یہ شہر ٹموتھیس کے وسیلہ سے ایتھنز کے محالفہ میں شامل ہوا تھا) یہ محاصرہ غالباً ۳۵۵ کے آخری مہینوں میں شروع ہوا[1]۔ شہر نے دلیرانہ مقاومت کی مگر آخر مجبور ہو کر اسے اطاعت کرنا پڑی۔ اس محاصرہ کے دوران میں ایک تیر نے فیلقوس کی داہنی آنکھ اندھی کر دی۔ شہریوں کو صرف ایک ایک کپڑا ساتھ لے کر بے معاوضہ چلے جانے کی اجازت دیدی گئی اور ان کی مملکت فیلقوس کے پیرووں کے درمیان تقسیم کر دی گئی۔

فیلقوس اب خلیج تھرما کے تمام سواحل کا مالک تھا اور اس کے ساتھ ہی جزیرہ نمائے کیلکیڈی کے مشرقی جانب سے اس نقطہ تک جو امفیپولس سے غالباً پچاس میل یا کچھ زیادہ تھا، کنار بحر بھی اس کے قبضہ میں تھا۔ روپیہ اور جہاز کا ذخیرہ اس کے پاس کافی تھا اور اس وقت تک اس کی فوج ناقابل مدافعت ثابت ہوئی تھی۔ اس کے برخلاف ایتھنز نے وہ تمام مستقر کھو دئے تھے جو مقدونیہ اور کیلکیڈی کے سواحل پر اس کے قبضہ میں تھے اور ان نواح میں اپنے حلیفوں کو کسی قسم کی موثر مدد دینے سے بھی قاصر رہا تھا۔ میتھون تک کو مدد نہ پہنچی اور اس کا سقوط ہو گیا۔ ایوبیولس کی حکمت عملی یہ تھی کہ جہاں تک ممکن ہو مخاصمت کی مستعدانہ کارروائی نہ کی جائے۔ اب ہمیں جس دور پر غور کرنا ہے اس دور میں ہم یہ دیکھیں گے کہ فیلقوس اپنے فتوحات کو تھریس کے ساحل سے بہت دور بڑھا لے گیا تھا اور تھسلی میں بھی قدم رکھنے کی جگہ حاصل کر لی تھی تا آنکہ آخر الامر جب کوئی وجہ اس کی نہ باقی رہی کہ اولنتھس کی مشترکیت کو اس کی شہنشاہی میں حائل رہنے دیا جائے تو وہ خود اولنتھس پر پلیٹ پڑا۔ ۳۵۲ تا ۳۵۱ کی ترتیب وقائع طولانی اختلاف آرا کا موضوع بنی رہی ہے اور بعض واقعات کی صحیح ترتیب غیر متیقن رہجاتی ہے مگر بحیثیت مجموعی واقعات کی رفتار کے متعلق کوئی شک نہیں ہے۔

غالباً ۳۵۳ میں یہ ہوا کہ فیلقوس نے تھریس کے ساحل پر دوسرا قدم اٹھایا،

---

[1] تعلیق ۳۔

ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ ۳۵۹ ق م میں تھریس کی بادشاہت کیونکر سرسابلیپٹس، بریسیڈیس اور
امیڈوکس کے درمیان تقسیم ہو گئی تھی اور کیونکر تھوڑے ہی زمانہ بعد جیرس کی مستعد کاری
کی وجہ سے سرسابلیپٹس نے کرسونیس کو (باستثنائے کارڈیا) قطعی طور پر ایتھنز کے حوالہ کر دیا تھا
اس کے بعد ہی جلد تر بریسیڈس کا انتقال ہو گیا اور اس کا حصۂ بادشاہت اسکے بیٹوں کے
درمیان تقسیم ہو گیا جن میں سٹریپورس نے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے ایتھنز سے محالفہ کر لیا تھا
مگر اس میں کامیابی نہیں ہوئی تھی کہ وہ اپنے قلمرو کے مغربی حصہ سے فیلقوس کو خارج رکھتا۔ یہ
معلوم ہوتا ہے کہ امیڈوکس اور بریسیڈس کے بیٹے ایتھنز کے ساتھ دوستانہ مراسم پر قائم رہے
مگر سرسابلیپٹس بالطبع ان سے خلاص حاصل کرنے اور ایک مرتبہ پھر آڈریسیا کی کل بادشاہت
پر حکمرانی کرنے کے لئے مضطرب تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ مخاصمات اس سے پہلے ہی شروع
ہو چکے تھے۔ بریسیڈس کے بیٹوں نے اپنا معاملہ سپہ سالاران سیمین بیانز ایتھنوڈارس کے حوالہ کر رکھا تھا۔
اس کے ساتھ ہی سرسابلیپٹس نے یہ چاہا کہ اہل ایتھنز کی مخالفت کے بغیر اپنا مقصد
حاصل کرلے کیونکہ اس زمانہ (۳۵۳ ق م) کے قریب اہل ایتھنز نے اپنے کرسونیس کے قبضہ کی توثیق
کے لئے سسٹاس میں ایک جماعت آباد کاروں کی روانہ کی تھی[۱]۔ ممکن ہے کہ اس وقت
میں سرسابلیپٹس نے فیلقوس کی اغلب پیش قدمی کے خلاف ایتھنز کے ساتھ محالفہ کو
بہترین ذریعہ سمجھا ہو اس لئے (غالباً ۳۵۲ ق م میں) اس نے ارسٹومیکس کو بطور اپنے نمایندے
کے ایتھنز بھیجا تاکہ وہ شہر کے متعلق خود اس کے اور اس کے سپہ سالار کیریڈیمس کے
دوستانہ خیالات پر زور دے۔ ارسٹومیکس نے اس سے بڑھ کر یہ بھی دعویٰ کیا کہ
کیریڈیمس کے سوا اور کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو فیلقوس سے ایمفیپولس کو
واپس لے لے اور اہل ایتھنز پر یہ زور دیا کہ وہ اسے سپہ سالار منتخب
کر دیں۔ اس خیال کو ایک شخص ارسٹاکریٹس عمل میں لانے پر آمادہ ہوا اور
اس نے یہ بھی تجویز کی کہ کیریڈیمس کی ذات کو ناقابل دست اندازی مشتہر
کر دیا جائے اور اگر کوئی شخص اسے مار ڈالے تو وہ ایتھنز اور اس کے حلیفوں کی

---

[۱] کارلس نے ان کو جبراً شہر میں آباد کیا۔ جن لوگوں نے اسکی مخالفت کی ان کو قتل کر دیا یا غلام بنایا۔
ڈایاڈورس ۱۶-۳۴۔ اس کا زمانہ کیا تھا اسکے لئے فوکارٹ کی کتاب ملاحظہ ہو صفحہ ۲۸۔ اس
مضمون پر جو مشکلات پیدا ہوئی ہیں وہ اس کتاب میں قابل اطمینان طور پر حل ہوئی ہیں۔

مملکت میں سرسری طور پر گرفتار ہو سکے۔ یہ تجویز سرسابلپٹس کے مفاد کے لئے نہایت ہوشیاری سے ترتیب دی گئی تھی کیونکہ اگر یہ تجویز منظور ہو جاتی تو اس کا اثر یہ ہوتا کہ سیمن، بیانر، اور اتھینوڈورس اتھینز کو ناخوش کرنے کے خوف سے سرسابلپٹس کی فوج کے خلاف (جو کیرڈیمس کی سپہ سالاری میں ہوتی) کارروائی کرنے سے رک جاتے لیکن ایوتھکلس نے اس فیصلہ پر فوراً ہی خلاف قانون ہونے کا الزام لگا دیا اور اپنے لئے تقریر تیار کرنے کے لئے ڈیموس تھینیز کو مقرر کیا، مگر یہ مقدمہ ۳۵۲ ق م کے موسم گرما تک پیش نہیں ہوا اور اس سے قبل ہی فیلقوس پھر ایک مرتبہ تھریس کے ساحل پر نمودار ہو گیا اور ایڈیرا اور میرونیہ کے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔

اس پر سرسابلپٹس نے (خواہ پہلے ایسا کیا ہو مگر اب) کسی مدد کے لئے اتھینز کی طرف نظر اٹھانے کے بجائے بظاہر اسی کو بہتر سمجھا کہ خود فیلقوس ہی سے شرائط طے کر لے اور اس طرح اتھینز کے خلاف اپنی سابقہ مخالفانہ روش کو پھر اختیار کر لے۔ پس اس نے ایپونیدس کو شہر کارڈیا میں بھیجا (جو بدستور اتھینز کا معاند رہا تھا) تاکہ وہ میرونیہ میں اس کی نسبت فیلقوس سے گفتگو کرے اور اپنی وفاداری کے لئے فیلقوس کو ضمانتیں دیں۔ اس کے ساتھ ہی اسے غالباً یہ بھی امید تھی کہ فیلقوس امیڈوکس کے مقابلہ میں اس کے معاملہ کی طرفداری کرے گا، مگر اس میں اسے مایوس ہونا پڑا کیونکہ فیلقوس نے یہ معلوم کر کے کہ امیڈوکس مقاومت کا ارادہ رکھتا ہے بظاہر یہ بہتر سمجھا کہ ایسے دشمن کے فتح کرنے میں وقت نہ ضائع کرے جسے ہر وقت فتح کیا جا سکتا ہے بلکہ یونان کو واپس چلا جائے جہاں جنگ مقدس میں اس کی مداخلت کی دعوت سے اسے اپنے اثر کو وسعت دینے کا ایک بڑا موقع حاصل ہو گیا تھا۔ ڈیموس تھینیز کہتا ہے کہ امیڈوکس کی مقاومت اگر نہ ہوتی تو کوئی امر ایسا نہ ہوتا جو اہل اتھینز کو اہل کارڈیا اور سرسابلپٹس سے بلا تاخیر جنگ کرنے سے روک دیتا[1]۔

---

[1] تقریر در بارۂ اساکریٹس ۱۸۳ (مثل سابق یہ تقریر تھریس کے معاملات کے لئے ہماری خاص سند ہے)۔

معلوم ہوتا ہے کہ میرڈنیہ میں فیلقوس اور کرسابلیٹس کے مابین جو گفت و شنید ہوئی اس میں تھیبز کے سپہ سالار پامینس نے بھی کچھ شرکت کی تھی کیونکہ (بقول ڈیموس تھینیز) کرسابلیٹس نے فیلقوس اور پامینس کو ضمانتیں دی تھیں؛ اہل ایتھنز نے جب چیرس کو مجبور کیا کہ وہ آرٹیبزس کی امداد سے باز آجائے، جس نے شاہ ایران کے خلاف بغاوت کر دی تھی تو اس کے بعد کسی وقت میں اہل تھیبز نے پامینس کو اس کی تائید کے لئے بھیجا تھا۔ پامینس، ایشیائے کوچک کو جاتے یا آتے ہوئے میرونیہ میں فیلقوس سے ملا تھا۔ یہ دونوں پرانے دوست تھے، کیونکہ فیلقوس جب تھیبز میں بطور یرغمال کے تھا تو پامینس ہی کے مکان میں رہتا تھا اور شاید کہ اس گفت و شنود کے دوران میں پامینس نے اپنی فوج سے فیلقوس کی تائید کی ہو ورنہ کم از کم اس حد تک تو ضرور کیا کہ اپنی فوج سے فیلقوس کی جمعیت کی ہیبت کو بڑھا دیا۔[۵۲]

فیلقوس اب وطن کی طرف واپس جانے لگا مگر واپسی میں اسے، نیپولس کے راستہ سے گزرنا تھا جہاں چیرس بیس جہازوں کے ساتھ انتظار میں تھا (نیپولس مشترکیت ایتھنز کا رکن تھا اور ساحل پر ڈیٹم سے زیادہ دور واقع نہیں تھا، اس ضلع کو فیلقوس فتح کر چکا تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ شہر مذکور اس وقت تک خود مختاری پر قائم رہا تھا۔ ۳۵۵ق م میں اس نے ایتھنز سے مدد کی درخواست کی تھی اور ہو سکتا ہے کہ چیرس اسی درخواست کے جواب میں بھیجا گیا ہو) فیلقوس نے عیارانہ چالبازی سے گزر جانا چاہا۔ اس نے اپنے چار تیز ترین جہازوں کو آگے بھیج دیا۔ چیرس ان کے تعاقب میں کھلے سمندر میں نکل گیا ادھر وہ اس کام میں مشغول تھا، ادھر فیلقوس اپنی باقی فوج کو لئے ہوئے اس کے ساتھ نیپولس کے پاس سے گزر گیا وہ چاروں جہاز بھی بھاگ گئے (ممکن ہے کہ اسی زمانہ کے قریب چیرس نے فیلقوس کے اجیر سپاہیوں کو جو سپہ سالار اڈیمس کے زیر حکم تھے جس کا نام "مرغ" پڑ گیا تھا، شکست دی ہو۔ تھیوپامپس کہتا ہے کہ اپنی فتح کے جشن میں کیرس نے اس سرمایہ سے اہل ایتھنز کی

۵۱ ملاحظہ ہو سابق صفحہ ۹۹۔

۵۲ تعلیق ۴۔

دعوت کی جو انومارکس نے ڈلفی کے مندر کے خزائن سے اسے دیا تھا۔ یہ شخص جنگ مقدس میں فوکس کا سپہ سالار تھا اور اس کی نسبت بعد کو اور زیادہ کہا جائیگا۔ اس کے اس واقعہ کو ۵۴۳ میں انومارکس کے ان خزائن پر قبضہ کرنے اور ۵۲۳ میں اس کے انتقال کے درمیان میں قرار دینا چاہیئے۔[1]

ارسٹاکریٹس کا مقدمہ ۵۲۳ میں پیش آیا اور اس کے خلاف ڈیموس تھینیز نے جو تقریر مرتب کی وہ اس کی ان تمام تقریروں سے زیادہ نمایاں قابل لحاظ ہے، جن پر اب تک ہم نے غور کیا ہے۔ علاوہ اس کے کہ ان سے قتل انسانی کے متعلق ایتھنز کے قانون پر جامع و مانع بحث کی تھی جس سے قانونی استدلال کے متعلق ڈیموس تھینیز کی عام خصوصیت کا کمال ظاہر ہوتا ہے اور ارسٹاکریٹس کے فیصلہ کا خلاف قانون ہونا قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ یہ بھی نہایت کامل طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ تھریس کے معاملات کے متعلق ایتھنز کی حکمت عملی کے مسئلہ کو وہ کس خوبی سے زیر بحث لایا تھا۔ ڈیموس تھینیز بہت زور کے ساتھ یہ دلیل دیتا ہے کہ ایتھنز کے لئے صحیح حکمت عملی یہ ہے کہ کل تھریس کو کسی ایک شخص کے تحت اقتدار میں آجانے سے روکے (بالفاظ دیگر یہ کہ رقیب شہزادوں کو تقویت دیکر اور ان کے ایتھنز پر اعتماد کرنے کی تصدیق کر کے کرسابلیٹس کو ہاتھ پاؤں پھیلانے سے باز رکھے)[2] بر خلاف اس کے ارسٹاکریٹس نے جیسا فیصلہ تجویز کیا ہے اس کے بموجب اگر ایتھنز کرسابلیٹس کے وزیر اعظم و سپہ سالار کو ایسے بے مثل اعزاز عطا کردے گا تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ یہ شہزادے یہ یقین کرنے لگیں گے کہ ایتھنز کرسابلیٹس کی جانب مائل ہو گیا ہے۔ اس بیچ خود کریڈیمس کے سوانح حیات کے بیان سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ یہ شخص اس اعزاز کا بالکل نا اہل تھا اور ایتھنز خواہ اس کے لئے کچھ بھی کرے اس کی وفاداری پر کوئی بھروسا

---

[1] تعلیق ۵۔

[2] یہ وہی توازن قوت کا مسئلہ ہے جسے اس نے پلوپونیس کے معاملات اور اسپارٹا اور تھیبز کے واقعہ سال گزشتہ میں اہالی میگیلوپولس کی تقریر کے دوران میں استعمال کیا تھا۔

نہیں ہوسکتا۔ تقریر کے آخر میں اس نے ان مدبروں پر (یعنے ایوبیولس کے فریق پر) حملہ کردیا ہے جو اس وقت ذی اثر تھے ان پر یہ الزام لگایا ہے کہ یہ لوگ سلطنت کو مفلس کرکے خود دولتمند بن رہے ہے اور عمومیت کو غلامانہ و نامنزا طریق پر خود اپنے احکام کی اطاعت کا عادی بناکر اسے ذلیل کررہے ہیں[1]۔ اس تقریر میں ایسی پرجوش قوت اور ایسی وسعت نظر موجود ہے کہ وہ ان صفات سے بدرجہا زیادہ بڑھی ہوی ہے جن کا اظہار ڈیموس تھینیز کی سابقہ تقریروں میں ہوا ہے اس تقریر کا شریفانہ انداز اور اس میں ذاتی بغض و عناد کا کلی فقدان عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔

لیکن اس میں شک ہے کہ ڈیموس تھینیز نے جس حکمت عملی کی سفارش کی تھی آیا نظر بحالات وہ بہترین حکمت عملی تھی یا نہیں۔ اس وقت میں اہل ایتھنز کے سامنے دو راستے کھلے نظر آتے تھے۔ ایک راستہ جس کی تائید ایوبیولس اور اس کا فریق کرتا تھا، وہ یہ تھا کہ کسی قیمت پر بھی ہو سر دست صلح قائم رکھی جائے یا کم ازکم یہ کہ فیلقوس کے خلاف اس سے زیادہ کوئی عملی کارروائی نہ کیجائے جتنی کہ فوری خطرے یا عامۃ الناس کی شہنشاہی میلان کی وجہ سے قطعاً ضروری نظر آتی ہو کیونکہ عامۃ الناس سے توقع یہ کیجاتی تھی کہ وہ فیلقوس کی دست درازیوں کے مقابلہ میں کسی نہ کسی قسم کے انتقام پر اصرار کریں گے (غالباً اسی قسم کے کسی دباؤ کو مدنظر رکھکر چیرس نیپولس کو بھیجا گیا تھا) جنگ سے بچے رہنے اور اس کے ساتھ ہی فیلقوس کو روکے رکھنے کا امکان کرسابلیپٹس کے پیش کردہ مخالفہ میں نظر آتا رہا ہوگا۔ اگر اس شہزادے کو یہ موقع ملجاتا کہ وہ تمام تھریس کو اپنے زیر تسلط متحد کرلیتا تو وہ فیلقوس اور کرسونیس کے درمیان ایک زبردست روک بن جاتا۔

---

[1] فقرات ۲۰۷ و ۲۱۰ کا معقول حصہ اولنتھس سے متعلقہ تقریر (۲۵ - ۳۱) میں دہرایا گیا ہے غالباً ایوبیولس کے مؤیدین پر اس خواہش کا بھی اثر رہا ہوگا کہ صلح کی حکمت عملی کی تائید سے وہ اپنی دولت کو بچالیں گے لیکن اگر ان میں سے بعض لوگ دولتمند ہوگئے تھے تو ہمارے پاس اس کا ثبوت نہیں ہے کہ انھوں نے ناجائز ذرائع سے ایسا کیا تھا۔

اتیھنز کے لئے کرسونیس کا محفوظ رکھنا لازمی تھا کیونکہ اس کے بغیر اتیھنز کی آمد غلہ کو خطرہ لاحق ہوجاتا۔ اس میں یہ بھی موقع تھا کہ جنگ کا خاص حصہ کرسابلپٹس انجام دیتا اور اس کا قابل سپہ سالار اس کی فوجوں کی رہبری کرتا۔ اتیھنز اس کی قوت کو برابر مدد پہنچاتا اور اس کی تائید میں صرف مختصر دستے روانہ کرتا رہتا۔ اس نقطۂ نظر سے ڈیموس تھینیز نے جس حکمت عملی کی تائید کی تھی یعنی کرسوبلپٹیس کے معروضات کا استرداد، وہ ضرور غلط معلوم ہوتی تھی۔

لیکن اس حکمت عملی کا بدل جو صریحاً ڈیموس تھینیز کے مرکوز خاطر تھا اس کی تعریف میں بھی کم از کم اتنا ہی کہا جاسکتا ہے۔ وہ بدل یہ تھا کہ تھریس میں کرسوبلپٹیس کے پہلو بہ پہلو رقیب شہزادوں کو قائم رکھکر اسے کمزور رکھا جائے۔ اور فیلقوس کے خلاف ایسی عملی کارروائیاں کرکے جن سے وہ اپنے وطن کے قریب ہی کسی کسی کام میں پھنسا رہے، اسے تھریس کیجانب اپنے اثر کو وسعت دینے سے روک دیا جائے۔ ایوبیولس کی حکمت عملی کی دشواری اس امر واقعہ میں مضمر تھی جس پر ڈیموس تھینیز نے بہت سختی کے ساتھ زور دیا تھا کہ کرسابلپٹس اور کیرڈمس کے سابقہ تجربہ سے یہ ظاہر ہوگیا ہے کہ ان پر اعتماد نہیں ہوسکتا اور ان کے ساتھ کوئی سا معاہدہ ہو اس کے مقصود کے پورے ہونے کی طرف سے تیقن نہیں ہے۔ علاوہ بریں دوسرے شہزادوں کے ساتھ اتیھنز کے پہلے ہی سے عہود ہوچکے ہیں۔ ڈیموس تھینیز کی حکمت عملی کی کمزوری یہ تھی کہ (باغلب وجوہ) اتیھنز ابھی اس قابل نہیں تھا کہ وہ فیلقوس کے خلاف اتنی کافی قوت کے ساتھ جنگ جاری کرسکے، جس سے کامیابی کا یقین ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اتیھنز جو تجویز بھی اختیار کرتا وہ ہر صورت میں حالت خطر میں تھا اور ڈیموس تھینیز اور اس کے مخالفین کے درمیان یہ اختلاف اس زیادہ اصولی اختلاف کی ایک شکل خاص تھی کہ فیلقوس کی نسبت کیا حکمت عملی اختیار کیجائے ایک فریق تو قومی روایات و تخیلات کی طرف رجوع کرتا تھا اور دوسرا فریق حزم و احتیاط اور قوم کی اس نارضامندی کے خیالات کی طرف توجہ دلاتا تھا کہ دشمن کی ہر ایک نئی دست درازی پر

عام مجامع کتنے ہی برافروختہ کیوں نہو جائیں مگر وہ خود باہر جاکر جنگ نہ کرینگے۔
دونوں میں سے کوئی حکمت عملی بھی خطرے سے خالی نہ تھی۔ دونوں میں سے کسی میں بھی کامیابی کا تیقن نہیں ہوسکتا تھا اور ہم خواہ ڈیموس تھینیز کے ساتھ ہمدردی کریں یا ایوبیولس کے ساتھ، یہ معاملہ دلائل سے طے ہونے کا نہیں ہے بلکہ یہ محض افتادِ طبیعت کا سوال ہے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک صورت حال کو ایک خاص نقطۂ نظر سے دیکھتا تھا اور مجموعی حیثیت سے شاید ان دونوں میں سے کوئی بھی نہیں دیکھتا تھا۔ آیندہ چند برسوں کی تاریخ میں یہی صورت معاملہ متواتر و مسلسل واقع ہوتی رہی ہے[1]۔
ہم نہیں جانتے کہ ارسٹاکریٹس اپنی تجویز کے خلاف قانون ہونے کا مجرم قرار پایا یا نہیں، چونکہ یہ فیصلہ کونسل ہی کے سامنے پیش ہوا تھا، مجلس کے سامنے نہیں لایا گیا تھا اس لئے جس آرخن کے عہد میں وہ منظور ہوا تھا اس کی میعاد کے ختم ہوجانے پر (ایوتھکلس کے الزام کے متعلق کن اثر سے قطع نظر کرکے بھی) وہ از خود بے اثر ہوگیا ہوگا۔ بالفاظ دیگر یہ کہ وہ مقدمہ سے پہلے ہی ساقط ہوچکا ہوگا، مگر ۳۵۱ق م میں ہم کیریڈمیس کو اتھنز کے سپہ سالاروں میں دیکھتے ہیں اور (۳۵۳ق م کے اواخر یا ۳۵۲ق م میں) اتھنز اور کرسابلیپٹس میں معاہدہ ہوگیا تھا۔

تعلیقات باب پنجم

۱۔ اس موضوع پر حال کے زمانہ میں بہترین بحث جی کینزارڈ نے اپنی ایک تصنیف میں کی ہے جو قدیم مقدونیوں کی قومیت کے بارے میں ہے
(Observations surla nationalite des ancies Mecedoniens)

---

[1] تعلیق ۶۔

اس میں صاحب تحریر نے ہافمین Die makedonen und ihre Sprache
اور بلاک کے ان دلائل کا کامیابی سے مقابلہ کیا ہے جو انھوں نے مقدونیوں اور
یونانیوں میں تعلق قریبہ کے ثابت کرنے کے لئے پیش کئے ہیں اور (صاحب تحریر
نے) ان لوگوں سے اتفاق کیا ہے جو مقدونیوں کا اہل الیریا سے زیادہ قریبی تعلق
بتاتے ہیں۔ مقدونیہ کے حالات کے متعلق کونیاک کی "تاریخ زمانۂ قدیم"
(Histoire de l antiquite جلد دوم کتاب سوم باب چہارم) بھی دیکھنا
چاہئے۔ مقدونیوں کے شخصی و مقامی ناموں کے زیادہ کامل امتحان سے کسی
دن اُن کی نسل کے مسئلہ پر زیادہ روشنی پڑے گی اور ممکن ہے کہ واقعات سیاسی
کی رفتار محققوں کے لئے مقدونیہ کو زیادہ قابل رسائی بنا دے۔

۲۔ متعدد اجزائے تاریخ سے جو اس وقت موجود ہیں معلوم ہوتا ہے کہ
ان میں تھیوپومپس نے اس بات پر اصرار کیا ہے کہ فیلقوس اور اس کے ساتھی
شرابخوار و بدکار تھے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس نے کہاں تک سچ کہا ہے مگر اتنا
شبہہ ضرور ہو سکتا ہے کہ مے نوشی و سیہ کاری کی جو تصویریں کھینچی گئی ہیں اس میں
مولف اپنے ادعائے زہد سے بالکل بے لوث نہیں ہے۔ پالینیس نے (چہارم-۲-)
فوجی معاملات میں فیلقوس کی رسائی ذہن اور جودت ذاتی کی متعدد مثالیں
بطور تمثیل کے دی ہیں۔

۳۔ ایک کتبہ جس کی تاریخ ۲۶۔ دسمبر ۳۵۵ء ہے، لاکیس (ساکن ایونیا)
کی مدح میں ہے کہ وہ کوئی شئے متھون میں لایا تھا اور اس قسم کے فعل کی تعریف و توصیف
کے لئے آسانی سے کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، جبتک کہ شہر پہلے ہی محصور نہ ہو گیا ہو۔
ڈیوڈورس متھون کے محاصرے اور سقوط کا دو مرتبہ ذکر کرتا ہے (شانزدہم ۳۱ و ۳۴)
ایک ۳۵۴-۳ء کے تحت میں اور دوسرے ۳۵۳-۲ء کے تحت میں کارمسٹ
(نورشتنگن صفحہ ۲۴) ملاحظہ ہو۔

۴۔ پامینس کی رسالت کے حالات بہت ہی مبہم و موہوم ہیں۔
شاہ ایران کے ساتھ اہل تھینیز کے تعلقات پہلے سے اچھے تھے اور پھر ۳۵۱ء میں
بھی ان کے تعلقات اچھے رہے ڈیموس تھینیز کو ۳۵۱ء میں انکی حکمت عملی کے

عارضی تغیر کا غالباً کچھ سراغ مل گیا تھا (ملاحظہ ہو تقریر دربارۂ مجلس بحری ۳۳-۳۴) معلوم ہوتا ہے کہ آرتیئبزس کو پامینس کے متعلق بہت جلد یہ شک ہو گیا تھا کہ وہ بادشاہ کے مویدین سے گفتگو کر رہا ہے (پالینس ہفتم ۳۳ و ۲) -

۵-. فیلقوس کی مہم تھریس) کی ترتیب واقعات بہت ہی غیر تیقن ہے - ڈیموس تھینیز نے (اساکریٹس فقرۂ ۱۸۳ میں) میرونیہ میں فیلقوس کی موجودگی اور ایپولونائڈس کی اس رسالت کا حال ثبت کیا ہے جو کرسابلیبٹس کیجانب سے فیلقوس اور پامینس کے پاس ضمانت لیکر آئی تھی اور جہاں تک ڈیموس تھینیز کا تعلق ہے یہ تاریخ ۳۵۵ و ۳۵۲ ء کے درمیان (جس سال اساکریٹس کا مقدمہ ہوا ہے) کسی وقت میں رہی ہوگی (ڈیموس تھینیز نے فیلقوس کے ساتھ امیڈوکس کی مخالفت کو بھی ثبت کیا ہے - ڈیوڈورس نے ظاہراً پامینس کی مہم کو ۳۵۲ سنہ میں رکھا ہے مگر فیلقوس سے اس کی ملاقات کا ذکر نہیں کیا ہے لیکن ڈیوڈورس کی تاریخیں بہت ہی ناقابل اعتماد ہیں اور یہ کوشش کرنا کہ جن مختلف مستند مصنفوں کے تصانیف کی نسبت یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس نے اسے بھدے طور پر جمع کر لیا ہے، ان مصنفین سے پتا چلا کر ڈیوڈورس کی تاریخ سے تیقن حاصل کیا جائے یہ بہت ہی بے نتیجہ سا کام ہے - یہ کہیں بھی بیان نہیں ہوا ہے کہ فیلقوس سے پامینس کی ملاقات موخرالذکر کے جاتے وقت یا اس کے وطن کو واپس آتے وقت ہوئی ہے - اگر جاتے وقت ملاقات ہوی ہے تو ضرور ہے کہ فیلقوس ۳۵۴ سنہ یا (زیادہ اغلب ہے کہ) ۳۵۳ سنہ میں تھریس میں کوئی مہم لے گیا ہو اور اس صورت میں جن واقعات پر یہاں بحث ہوی ہے وہ اسی زمانہ میں واقع ہوے ہونگے جیسا کہ اس باب میں اختیار کیا گیا ہے - اگر واپسی میں ملاقات ہوی ہے تو تھرماپیلی میں رک جانے کے بعد ۳۵۲ سنہ میں تھریس کی ایک مہم کافی ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۷۸) اور اس صورت میں واقعات زیر بحث نومبر ۳۵۲ سنہ کے محاصرۂ ہیرن ٹکیس کے ساتھ ایک ہی مہم کا جزو ہونگے مگر یہ امر واقعہ کہ پالینیس (چہارم ۲ و ۲۲ میں) ایڈیرا اور میرونیہ پر قبضہ کرنے کے بعد فیلقوس کی واپسی کا ذکر کرتا ہے اس سے ان دونوں شقوں میں آخرالذکر شق کم اغلب

معلوم ہوتی ہے ۔ اسکینر کے تحشیہ (۸۱) میں یہ بیان ہوا ہے کہ ایک قطعۂ ملک
کے قبضہ کے مناقشہ میں فیلقوس نے کرسا بلیپٹس کے مقابلہ میں اہالی بزنٹیم
پرنتھس اور امیڈوکس کی مدد کی اور کرسا بلیپٹس کو مجبور کر دیا کہ وہ متنازعہ فیہ
زمین ان لوگوں کو دیدے اور اپنے بیٹے کو بطور یرغمال کے خود اس کے حوالہ کرے۔
چونکہ ڈیموس تھینیز ان واقعات کا ذکر نہیں کرتا اس لئے غالباً یہ واقعات
(اساکریٹس کے مقدمہ کے بعد) ۳۵۲ء کے آخر زمانہ میں واقع ہوئے ہونگے۔
میرونیہ میں فیلقوس کے کرسا بلیپٹس کو جس کے دینے کا ذکر فقرۂ (۱۸۳) میں ہوا
ہے اس میں یہ مشکل معلوم ہوتی ہے کہ کرسا بلیپٹس کا بیٹا بھی اس میں شامل رہا ہو
اور ڈیموس تھینیز نے اس واقعہ پر نظر نہ کی ہو اور اس لئے یہ واقعات غالباً اس
مہم کے جزو تھے جس میں ہیرن ٹیکس کا محاصرہ بھی شامل تھا (ملاحظہ ہو
صفحات آیندہ) اول الذکر کے وقت ۳۵۳ء میں امیڈوکس نے فیلقوس
کی مقاومت کی تھی ۳۵۲ء میں وہ اسی کی جانب سے لڑا ۔ ممکن ہے کہ
۳۵۲ء میں جس امیڈوکس کا مذکور ہے وہ اس امیڈوکس کا بیٹا رہا ہو جس نے
۳۵۳ء میں فیلقوس کی مخالفت کی تھی کارسیڈ (واشنگٹن) نے یہ ثابت
کرنے کی کوشش کی ہے کہ ڈیموس تھینیز ۳۵۵ء سے ۳۵۱ء تک کے تمام دوران میں
ایران کے اغراض کو ترقی دینے کی خواہش سے بھرا ہوا تھا مگر کارسیڈ
نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے جن دلائل سے کام لیا ہے وہ بہت ہی
لاطائل و بے نتیجہ ہیں ۔

ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ ایبڈیرا اور میرونیہ پر قبضہ کر لینے اور کرسابلیپٹس کو شرائط عطا کرنے کے بعد فیلقوس اپنے وطن کی طرف واپس ہو گیا۔ اس کا ایسا کرنا اس طلب و دعوت کے جواب میں تھا جو اسے لاریسہ کے حکمراں خاندان کے شہزادوں کی طرف سے موصول ہوئی تھی کہ وہ فیری کے شہزادوں اور ان کے فوکس والے حلفا کے مقابلہ میں شہزادگان لاریسہ کی مدد کرے اور اس طرح جنگ مقدس کی شرکت حاصل کرے اس صورت حال کو سمجھنے کے لئے ہمیں چند برس پیچھے جانے کی ضرورت ہے۔

سنہ ۳۷۱ کی جنگ لیوکٹرا نے تھیبز کو اس کے فوکس والے ہمسایوں پر فوقیت دیدی تھی مگر یہ لوگ تھیبز کی رعایا بننے پر قانع نہیں تھے اور سنہ ۳۶۲ میں انھوں نے پلوپونیس میں اپیمینونڈس کی آخری مہم میں شرکت کرنے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ جنگ لیوکٹرا کے قبل کی طرح وہ اس وقت بھی اسپارٹا سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔ زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ انھیں سزا دینے کی کوشش کرنے کے لئے اہل تھیبز کو ایک ایسا بہانہ ہاتھ آگیا جس سے اس کوشش پر مذہبی پسندیدگی کا رنگ چڑھ جاتا۔

ڈلفی کا مندر اور اس کی کہانت گاہ مجلس نائبین کے زیر نگرانی تھے۔ یہ مجلس بارہ یونانی قبائل کی ایک بہت ہی قدیمی مشترکیت کی نمایندگی کرتی تھی اس میں شک نہیں کہ ابتداءً ان قبائل کے اختیارات کم و بیش مساویانہ تھے مگر ازمنۂ تاریخی میں ان کی باہمی اہمیت میں بہت بڑا فرق پیدا ہو گیا تھا۔ ان

بارہ قبائل میں نہ صرف تھسالیہ، بیوشیا، ڈوریا اور آیونیا کے لوگ شامل تھے بلکہ ایلیا، فوکس اور لاکرس کے ایسے دوسرے درجہ کی اہمیت رکھنے والے قبائل بھی شریک تھے تا آنکہ ملیا، پرہبی میگنٹس ڈولوپ، اومینس کے ایسے نسبتاً بے حقیقت قبائل تک داخل تھے۔ ان میں سے ہر قبیلہ کو مجلس میں دو رائیں حاصل تھیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایتھنز، آیونیا کی تھبیز بوشیا کی اور اسپارٹا ڈوریا کی ایک ایک رائے اپنے تصرف میں رکھتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے قبائل کا جغرافی محل وقوع ایسا تھا کہ اہل تھبیز و تھسالیہ مجلس میں کثرت رائے کو اپنے اقتدار میں رکھ سکتے تھے (اور بصورت اتحاد باہمی تو ضرور ہی ایسا کر سکتے تھے) اور جنگ لیوکٹرا کے بعد سے اہل تھبیز مجلس ایمفی کٹیونی سے اپنے سیاسی مقاصد کے ترقی دینے کا کام لینے لگے تھے چنانچہ وہی اس کا سبب ہوئے کہ مجلس نے اسپارٹا پر اس علت میں سخت جرمانہ عائد کر دیا کہ اس نے ۳۸۳ء ق م میں کیڈمیا پر قبضہ کر لیا تھا۔ شاید اسپارٹا کے اس فعل کو مجلس نے اس حلف کی شکست کے مثل قرار دیا جس نے لیگ کے ارکان کو باہم پابند کر دیا تھا۔ ۳۵۶ء ق م میں مجلس سے یہ کام لیا گیا کہ اہل فوکس سے کسی جرم کے متعلق بہت بڑی رقم وصول کی گئی، اس جرم کی نوعیت مختلف طرح سے بیان ہوئی ہے[1] مگر غالباً یہ جرم یہی تھا کہ جو زمین ڈلفی کے دیوتا اپالو کے نام نذر کیجا چکی تھی اہل فوکس نے اس میں سے کچھ دبا لیا تھا۔ انھوں نے اس سے بڑھ کر یہ تجویز کی کہ خود فوکس کی مملکت کو اس دیوتا کی نذر کر دیں۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے اس تاوان کو بھی بڑھا دیا جو اس سے قبل اسپارٹا پر عائد کیا جا چکا تھا کیونکہ یہ یقینی ہے کہ تاوان ادا نہیں کیا گیا ہوگا۔ یہ امر نامعلوم ہے کہ آیا اسپارٹا و ایتھنز جو دونوں اہل فوکس کے روایتی دوست تھے ان کی نمایندگی مجلس کے اس اجلاس میں ہوئی تھی یا نہیں اگر ان کی نمایندگی ہوئی تھی تو لازماً ان کی رائے مغلوب ہوگئی تھی۔

---

[1] جنگ مقدس کی تاریخ کی خاص سند ڈیوڈورس کی کتاب شانزدہم ہے۔

اہل نوکس نے فلاملس کی سرکردگی میں جرمانہ کے ادا کرنے سے انکار کر دیا اور آرکیمیڈس شاہ اسپارٹا سے کچھ مالی مدد پاکر ۳۵۵ میں انھوں نے یہ کارروائی کرنا چاہی کہ ڈلفی کے مندر پر قبضہ کرلیں اور اپنے مخالفانہ حکم کو یادداشت سے محو کر دیں (مندر اہل ڈلفی کے ہاتھ میں تھا اور یہ لوگ ابتداً نوکس نسل کی ایک شاخ سے تھے اور بظاہر فلاملس کی کارروائی قرین انصاف ہونے سے بالکل معرا بھی نہیں تھی) اہل نوکس نے اپنے ہمسایہ اہل لاکریا کی ان توتوں کو بھی شکست دیدی جنھوں نے تھیبز کے اغوا سے ان پر حملہ کیا تھا۔ فلاملس نے اپنے منصوبہ کے متعلق کہانت گاہ کی پجارن تھیا کی پسندیدگی بھی حاصل کرلی (اگرچہ یہ پسندیدگی تہدید ستم کے بغیر حاصل نہیں ہوئی تھی) اہالی تھیبز و تھسالیہ کا بیشتر حصہ قدیم سے اپنے بیچین ہمسایگان اہل نوکس سے عناد رکھتا تھا۔ انھوں نے اب مجلس نائبین دول کو اہل نوکس کے خلاف جنگ مقدس کا اعلان کرنے پر راغب کرلیا اور مقام مقدس کی بے حرمتی کرنے کے لئے انھیں سزا دینے کے واسطے یونانی اقوام سے شرکت کی درخواست کی۔ بویشیا کے شمال میں جو قبائل آباد تھے ان کی نسبت یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے بالعموم اس صدا پر لبیک کہا۔ بیزنطیم جس کا کئی برس سے تھیبز کے ساتھ دوستانہ تھا اس نے بھی روپئے کی امداد دی۔ اسپارٹا والوں نے اہل نوکس کی مدد کے لئے ایک ہزار آدمی بھیجے اور اجیر سپاہیوں کے مہیا کرنے کے لئے فلاملس ڈلفی کے مندر کے خزانوں کا کچھ حصہ کام میں لایا اور ہر وقت اس کا یہ ارادہ تھا کہ اس رقم کو واپس کر دے گا۔

ایتھنز نے کیا روش اختیار کی۔ اس کا قطعی جواب دینا غیر ممکن ہے۔ اسٹوڑفن اور ایوبیولس دونوں عام حکمت عملی کی حیثیت سے تھیبز کے ساتھ دوستانہ کرلینے کی طرف مائل تھے، اگرچہ دوسری جانب ایتھنز اور اہل نوکس کے دوستانہ کی بھی ایک طویل تاریخ موجود تھی اور قوم بحیثیت مجموعی تھیبز والوں سے متنفر تھی۔ ڈیموس تھینیز بذات خاص علی العموم تھیبز کا دوست تھا[1]۔ یہ ممکن ہے کہ

---

[1] ڈیموس تھینیز نے میگیلوپولس کے متعلق جو تقریر کی وہ اسپارٹا سے زیادہ تھیبز کی جانبداری

اول اول استیفنز کے سیاسی سرگروہوں نے تھیبز کی جانبداری اختیار کی ہو اور استیفنز اور اہل لاکرس کے درمیان ایک معاہدے کی یادداشت سے اس خیال کی کچھ اصلیت بھی معلوم ہوتی ہے لیکن بظاہر یہ معاہدہ جنگ کے اوائل برسوں میں ہوا تھا۔ بہر نوع اگرچہ انھوں نے اہل فوکس کی استدعا کا دوستانہ جواب دیا مگر اول اول انھوں نے اہل فوکس کو کسی قسم کی پرزور مدد نہیں دی اور عام طبائع اس طرح منقسم ہوگئی تھیں کہ ایک طرف اہل فوکس کے مقام مقدس کی بیحرمتی کرنے کے افعال سے سخت ناپسندیدگی پیدا ہوگئی تھی اور دوسری طرف ایک جذباتی فکر یہ لاحق تھی کہ مبادا اہل فوکس بالکل نیست و نابود ہو جائیں۔

یہ جنگ ابتدا ہی سے بڑی شدت کے ساتھ برپا ہوئی، فلاملس نے چند حیرت انگیز کامیابیاں حاصل کیں مگر ۳۵۴ق م میں تیون کے قریب اہل تھیبز نے اسے شکست دیدی اور وہ خود بھی مارا گیا۔ انومارکس اس کا جانشین ہوا جس نے نہ صرف اجیر سپاہیوں کی تنخواہ ادا کرنے کے لئے بلکہ متعدد شہروں میں زبردست اشخاص کو تحائف بھیجنے کے لئے مندر کے خزانوں کا بیباکانہ استعمال کیا۔ اس میں شک نہیں کہ اس نے یہ تحائف اس غرض سے دیے تھے کہ ان اشخاص کے ذریعہ سے ان کے اہل ملک کی تائید حاصل کرے جو لوگ اس کے ساتھ شامل ہوئے انہیں میں فیری کا شہزادہ یا مطلق العنان حکمران مکافرن بھی تھا جسے یہ آرزو تھی کہ اہل تھسالیہ پر اپنے خاندان کا تسلط دوبارہ قائم کردے کیونکہ چند برس قبل سکندر کے انتقال کے بعد سے خاندان فیری نے اپنی فوقیت زائل کردی تھی اور لاریسہ کے خاندان الیوڈ کو تقدم ہوگیا تھا۔ ۳۵۴ق م اور ۳۵۳ق م کے بیشتر حصہ میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ انومارکس زیادہ تر کامیاب رہا۔ اس نے اہل لاکرس کو شکست دیکر آرتوسیئس کو بحال اور تھیبز کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ میں تھی اگرچہ وہ رفع شک کے لئے اہل تھیبز کے متعلق ناپسندیدگی کے رسمی فقرے بھی برابر استعمال کرتا گیا ہے۔

اقتدار سے آزاد کر دیا۔ اس نے تھریسیلی کے جامع الاہمیت راستہ پر بھی قبضہ کر لیا اور اگرچہ کردینا میں اسے اہلِ تھیبز کے سامنے رک جانا پڑا لیکن یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس سے اس کے مقاصد کو زیادہ نقصان پہنچا۔ ۳۵۳ق م کے ختم ہونے کے قریب لارِیسہ کے شہزادگان ایوڈیکس اور سِمس نے فیری کے رقیب خاندان کے مقابلہ میں فیلقوس سے امداد کی درخواست کی اور جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں فیلقوس نے اس التجا کو قبول کر لیا۔ اس پر مکافرن نے بہ تعجیل تمام انومارکس اور اس کی فوج کو طلب کیا۔

انومارکس نے پہلے اپنے بھائی پھیلس کو بھیجا لیکن فیلقوس نے اسے بہت جلد بھگا دیا اس وقت وہ اسے بچانے کے لئے خود گیا اور دو معرکوں میں فیلقوس کو بہت سخت شکست دی۔ فیلقوس اس سے کچھ پست ہمت نہ ہوا اور اپنی دل گرفتہ فوج کی حوصلہ افزائی کرتا ہوا کچھ دیر کے لئے تھسالیہ کی طرف ہٹ گیا مگر یہ کہتا گیا کہ یہ ہٹنا مینڈھے کے پیچھے ہٹنے کے مثل ہے تاکہ دوسری مرتبہ زیادہ سخت ٹکر لگائے۔ اس موقع پر مکافرن تھسالیہ کا مالک ہو گیا اور انومارکس مظفر و منصور دور تک جنوب کی طرف بڑھ گیا اور کاردنیا پر قبضہ کر لیا، مگر ۳۵۲ق م کے اوائل میں فیلقوس پھر نمودار ہوا اور ظاہر کرنے کے لئے کہ اس کے سپاہی اپالو کی طرف سے مرد میدان بنکر آئے ہیں ان کے سروں پر پھول پتیوں کا سہرا باندھا اور اس طرح ان کے دلوں میں اعتماد پیدا کر کے ساحل میگنیشیا کے قریب انومارکس اور مکافرن پر کامل فتح حاصل کی۔ انومارکس خود کام آ گیا اور فیلقوس نے قیدیوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو مقام مقدس کی بے حرمتی کا مجرم قرار دیکر تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ لیکن فراریوں میں سے کچھ لوگوں کو کیرس نے (جو اتفاقاً اس وقت ساحل میگنیشیا کے پاس سے جہاز پر گزر رہا تھا) بچا لیا۔ فیلقوس نے اب فیری کا محاصرہ کیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ مکافرن کو معزول کر کے مطلق العنانی کے دور کا خاتمہ کر دیا اور عملاً خود کل تھسالیہ کا مالک بن گیا۔

اس جنگ کے اوائل میں ایتھنز کی روش جو کچھ بھی رہی ہو مگر اب یہ

صاف ظاہر تھا کہ وہ فیلقوس کی بڑھتی ہوی طاقت سے مزید لاپروائی نہیں برت سکتا تھا۔ خیالات اس طرف گئے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ کیرس کو اسی غرض سے میگنیشیا بھیجا گیا ہو کہ وہ انومارکس سے ملکر کام کرے مگر اس کے متعلق صرف ایک ڈیوڈورس کی شہادت ہے اور وہ اس موقع پر اس کی موجودگی کو محض اتفاقی قرار دیتا ہے لیکن جب فیری پر قبضہ کرنے کے بعد فیلقوس پیگاسی پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا جو تھسالیہ کا سب سے زیادہ اہم بندرگاہ تھا[ل] تو اہل ایتھنز نے یہ عزم کر لیا کہ اس شہر کی مدد کے لئے ایک مہم روانہ کریں مگر بدقسمتی سے متھون کی مہم کی طرح یہ مہم بھی بعد از وقت پہنچی، اور فیلقوس اس سے پہلے ہی اس بندرگاہ کا مالک ہو چکا تھا۔ فیلقوس نے اب تھسالیہ کے معاملات کا انتظام کیا بحیثیت مجموعی اس نے رفق و مدارا سے کام لیا لیکن بندرگاہوں کا محصول اپنے لئے محفوظ کر لیا اور میگنیشیا کو اپنے مقبوضات میں شامل رکھا بعد ازاں جولائی ۳۵۲ء کے قبل اس نے تھرماپیلی کی طرف حرکت کی۔

اس موقع پر اہل ایتھنز نے وقت پر کام کیا۔ اس میں شک نہیں کہ مدافعت کی کارروائیوں کی ضرورت کو ایوبیولس نے جنگی فریق سے کچھ کم نہیں سمجھا۔ دوسری تدبیر صرف یہی ہو سکتی تھی کہ فیلقوس سے صلح کر لی جائے اور یونان و تھریس دونوں ملکوں میں مملکت کے متعلق ایک قطعی قرارداد ہو جائے مگر اس کا ماحصل قطعاً یہ ہوتا کہ ایتھنز امفی پولس سے دست بردار ہو جائے اور مجلس ملکی کی کثرت رائے ہنوز اسے منظور کرنے پر آمادہ نہیں تھی۔ پس اس صورت میں فیلقوس کا مقابلہ کرنے کے سوا اور کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہا تھا اور جو کارروائیاں اختیار کی گئیں ان کی تجویز ایوبیولس کے ایک موید ڈیوفینٹس (ساکن سینلٹس) نے کی۔ شہریوں میں پورا جوش پیدا ہو گیا اور وہ رضاکارانہ طور پر خدمت کے لئے آمادہ ہو گئے اور دس ٹیلنٹ سے

[ل] یہ مقام موجودہ دولو کے محل وقوع کے قریب واقع تھا۔

خرچ سے (جس میں سپاہیوں کے گنج کے اخراجات بھی شامل تھے) ناسکلس کی
سرکردگی میں پانچ ہزار پیدل اور چار سو سوار براہ بحر تھرماپیلی کو روانہ کئے گئے تھرماپیلی میں انومارکس کا جانشین سپہ سالار فیلس پہلے ہی سے ایک زبردست
فوج لئے ہوئے خشکی پر اہل اتھینز کا منتظر تھا۔ فیلس نے اہالی نوکس کو ایک مرتبہ
پھر مجتمع کر لیا تھا اور اس فوج میں ان کی پشت پر اہل اسپارٹا اور اہل اکیا کی
بہت بڑی امدادی فوج بھی موجود تھی اور وہ سپاہی بھی ان کی مدد پر تھے جو
اس سے قبل مکافرن کے لئے جنگ آزمائی کر چکے تھے۔ اہل اتھینز کی دشتہ فوج
کے آجانے کی خبر سن کر فیلقوس نے اس راستہ کو عبور کرنے کی کوشش ترک
کردی، اور ڈیموس تھینیز نے ایک سے زائد مرتبہ اس موقع کا حوالہ دیا ہے کہ
زمانہ قریب میں یہ بھی منجملہ ان چند مواقع کے ہے جبکہ اہل اتھینز نے اپنی روایات
کے شایان شان عمل کیا، اور اس لئے اپنے مقصد میں کلیتہً کامیاب رہے۔
آگے بڑھنے میں جو خطرہ درپیش تھا اس کے علاوہ فیلقوس کے اس طرح واپس
ہوجانے کے سبب کا پتا چلانا کچھ دشوار نہیں ہے۔ اس مہم میں وہ پہلے ہی اپنی
منزلت میں بہت کچھ اضافہ کر چکا تھا اور یہ مقصد نہ صرف فتح سے حاصل ہوا
بلکہ اس سے بھی پورا ہوا کہ وہ ڈلفی کے اپالو دیوتا کا حامی بن کر میدان میں
آیا تھا جس کے مندر کی انومارکس اور اہل فوکس نے اس طرح بے حرمتی کی تھی
کہ فرداً فرداً سلطنتوں کے اغراض و مقاصد کچھ ہی کیوں نہوں مگر یونانیوں
کے مذہبی احساس کو عام طور پر صدمہ پہنچ گیا تھا۔ پس اس مقصد میں اپنی جانب
اچھا خیال پیدا کرلینا کوئی معمولی نفع نہیں تھا اور بر وقت فیلقوس کے قانع
ہونے کے لئے یہی کافی تھا کہ وہ اپنے فتوحات کو آگے بڑھانے کے خطرہ
میں پڑے بغیر اپنے اس نفع سے فائدہ اٹھائے۔ یہ بھی اغلب ہے کہ
درۂ تھرماپیلی سے شمال کی جانب تھسالیہ کو اپنے اقتدار میں رکھکر (اگرچہ
وہ پوری طرح زیر نہیں ہوئی تھی) اور آگے بڑھکر جنوب میں اہل تھیبز کو اپنا
حلیف بنائے رہنے سے اور بظاہر اسباب شکست خوردہ اہل فوکس کو روکے
رکھنے کی قدرت کے ساتھ اس نے یہ سمجھ لیا ہو کہ اس ... مقابلہ کی صورت میں

درہ کے عبور کرنے کی کوشش میں اس سے کم نفع ہوگا جتنا نفع مقدونیہ کے مشرق میں اپنے فتوحات کو جاری رکھنے اور اسے مستحکم کرنے میں تھا۔ پس ۳۵۲ء کے ختم ہونے کے قبل ہم اسے پھر ایک مرتبہ تھریس میں دیکھتے ہیں۔ یہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ تقریباً ایک برس قبل اس نے کرسابلیپٹس سے ضمانتیں لی تھیں اور امیڈوکس نے اس کی مخالفت کی تھی مگر اس نے عوض لینے سے پرہیز کیا۔ موجودہ موقع پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کرسابلیپٹس کے خلاف امیڈوکس کی مدد کی تھی چنانچہ ایک شارح کا بیان ہے کہ بائی زنٹا اور پرنتھس کی اقوام اور امیڈوکس تھریسی نے ایک متنازعہ فیہ قطعۂ ارض کے متعلق کرسابلیپٹس سے جنگ کی جو تھریس کے ایک حصہ کا بادشاہ تھا۔ فیلقوس نے ان کی مدد کی اور کرسابلیپٹس کو شکست دیکر مجبور کیا کہ جو لوگ اس قطعۂ ارض کے دعویدار ہیں وہ قطعہ انھیں کو حوالہ کر دے۔ مزید براں اس نے کرسابلیپٹس کے بیٹے کو بطور یرغمال کے لے لیا اور اسے مقدونیہ کو لے گیا‘‘ (اسکینز جب چھ برس بعد بطور سفیر کے پلا کو گیا تو وہاں اس نے کرسابلیپٹس کے بیٹے کو دیکھا تھا جو ہنوز قید میں تھا) فیلقوس فی الواقع ٹھیک اس حکمت عملی پر چل رہا تھا جس کی سفارش ارسٹا کریٹس کے خلاف تقریر میں ڈیموس تھینیز نے اہل ایتھنز سے کی تھی یعنے تھریس کی قوت کو چند شخص یا سلطنتوں پر منقسم کر دیا جائے اور فیلقوس نے بائی زنٹا سے جو مخالفہ کیا وہ بالکل قرین عقل معلوم ہوتا ہے بشرطیکہ ہم یہ یاد رکھیں کہ جنگ مقدس کے معاملہ میں فیلقوس ہی کے مانند اہل بائی زنٹا بھی تھیبز والوں کی تائید میں تھے۔ اس نے کارڈیا سے بھی مخالفہ کیا اور اس طرح اپنے لئے ایک قلعہ حاصل کر لیا جو کرسونیز پر حاوی تھا اور یہ ایتھنز کی قوت کے لئے ایک بہت ہی سخت خطرہ تھا۔ اسی سال نومبر میں اس نے ہیرین ٹیکاس کا محاصرہ کر لیا۔ اس قلعہ کا صحیح محل وقوع معلوم نہیں ہے مگر غالباً یہ قلعہ یا تو کرسونیز سے یا اس ساحل سے جہاں سے اہل ایتھنز کے غلہ کے جہازات گزرتے تھے اس قدر قریب تھا کہ اہل ایتھنز فیلقوس کی اس کارروائی کو سکون خاطر کے ساتھ نہیں دیکھ سکتے تھے اور ان میں

پھر ایک مرتبہ اظہار قوت کا جوش پیدا ہو گیا۔ اس کا نتیجہ خود ڈیموس تھینیز کے الفاظ میں بہترین طریقہ سے بیان ہوا ہے[۱]۔

"تمام مباحثہ اور جوش و خروش کے دوران میں جو مجلس ملکی میں پیش آیا آپنے ایک یہ قرارداد منظور کی کہ چالیس جہاز تیار کئے جائیں، پینتالیس برس سے کم عمر کے لوگ بذات خاص ان جہازوں میں سوار ہوں اور ہم لوگ سات ٹیلنٹ کا ایک جنگی محصول ادا کریں یہ قرارداد نومبر کے مہینے میں منظور ہوئی تھی وہ سال ختم ہو گیا[۲] اس کے بعد جولائی۔ اگست و ستمبر کے مہینے آئے۔ ستمبر میں "اسرار" کے تہوار کے بعد آپنے بادل ناخواستہ کریڈیمس کو دس جہازوں کے ساتھ روانہ کیا جس میں سپاہی مطلق نہ تھے اور کریڈیمس کے پاس پانچ ٹیلنٹ چاندی تھی جب یہ خبر آئی کہ فیلقوس بیمار ہو گیا یا مر گیا ہے (اور یہ دونوں خبریں آئی تھیں) آپنے فوراً اس بیڑے کو برخاست کر دیا ایتھنز کے لوگ خیال کرنے لگے کہ اب مہم کی کوئی ضرورت نہیں رہی مگر یہی تو بڑا موقع تھا کیونکہ اگر اس وقت ہم میدان کارزار میں اسی جوش کے ساتھ جاتے جس جوش سے کہ ہم نے اُس کا عزم کیا تھا تو فیلقوس آج ہمیں پریشان کرنے کے لئے باقی نہ رہا ہوتا۔"

ڈیموس تھینیز نے جو خاکا پیش کیا ہے اس کی تکمیل بہت آسانی سے ہو سکتی ہے ہم یہ تصور قائم کر سکتے ہیں کہ جنگی فریق نے جس خطرے کا شور مچایا تھا اس سے اس عمومیت کے جنگجویانہ احساس اس شدت سے بھڑک اٹھے تھے کہ ایوبیولس نے یہی مناسب سمجھا کہ ہیرین ٹیکاس کا ایک مہم پر روانہ کرنا قبول کر لے۔ اس کے بعد فیلقوس کی علالت کی خبر آئی جس سے ایوبیولس کو خاموشی پر زور دینے کا دولتمند شہریوں کو اخراجات سے بچ نکلنے کا اور باقی لوگوں کو جنگ سے پہلو تہی کرنے کی عادتی سہل انکاری میں پڑ جانے کا پھر ایک مرتبہ موقع مل گیا (یہ امر

---

[۱] اولینتھ ۳ - نوٹ ۴۔

[۲] ایتھنزیوں کا سال تقریباً جولائی سے جولائی تک ہوتا تھا۔

[۳] اہل روڈز سے متعلقہ تقریریں (جو غالباً اوائل ۳۵۱ء میں ہوئی تھی) اس خیال پر

قابل لحاظ ہے کہ ہم اب کرٹیڈیمس کو اتھنز کی ملازمت میں پاتے ہیں۔ غالباً تھریس میں فیلقوس کی مستعدی سے اسے یہ تیقن ہو گیا تھا کہ کرسابلیپٹس کے معاملہ میں ناکامی مقدر ہو چکی ہے اور اس میں شک نہیں کہ اہل اتھنز اس سے بہت خوش ہوئے کہ وہ ان کے مخالف کے بجائے ان کا موئید ہو گیا ہے)۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اسی زمانہ میں ڈیموس تھینیز نے یہ تجویز کی کہ روڈز کے جلا وطن اشخاص کی مدد کیجائے اور اس تجویز کو شکست ہو گئی اس میں شک نہیں کہ یہ شکست ایوبیولس کے اثر سے ہوی جس نے اس معاملہ میں دانشمندی سے کام لیا کیونکہ ابھی دوسرے دشمنوں سے نبٹنا باقی تھا۔ اس حالت میں ایران کو آزردہ کرنا نہایت ہی لایعقلانہ فعل ہوتا آرتازرکسیز اس موقع پر اپنی مصر کی باغی رعایا کو مطیع کرنے میں مشغول تھا اور بے شبہ اسے یہ فکر لاحق تھی کہ اور جگہوں کے مشکلات سے وہ بچا رہے اس لئے روڈز کے مناقشہ میں اہل اتھنز کا شرکت سے انکار کر دینا اس کے لئے باعث سہولت تھا اور اس کے ساتھ ہی بظاہر اس نے یہ بھی کوشش کی کہ تھیبز والوں کو بھی ساکت رکھے اور وہ اس طرح کہ جب جنگ مقدس کے جاری رکھنے کے لئے انھیں روپیہ کی شدید ضرورت پیش آئی اور انھوں نے اردشیر سے التجا کی تو اس کے جواب میں اس نے ایک بہت بڑی رقم ہدیتہً انھیں بھیجدی (اہل تھیبز کی اس دقت کی) وجہ یہ تھی کہ جنگ بے نتیجہ طور پر طول پکڑتی جاتی تھی پیلیس کو کچھ کامیابی حاصل ہوی تھی مگر ۳۵۲ ق م کے قبل اس کا انتقال ہو چکا تھا اور فلیکس اس کا جانشین ہوا تھا مگر بیوشیا اور فوکس میں لڑائی کئی برس تک جاری رہی اور کوئی فیصلہ کن کارروائی نہیں ہوی۔ اگرچہ دشمن کی تاخت سے وقتاً فوقتاً اہل فوکس کی مملکت کو سخت نقصان پہنچتا رہا۔

فیلقوس نے جب اس بیماری سے شفا پائی جس نے اسے ہیرین ٹیکاس کے

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ: — اتھنز والوں کے خوب ہی لتے لئے کہ وہ فیلقوس کو اس قابل ہی نہیں سمجھتے تھے کہ اس کی دشمنی کا کچھ خیال کریں۔

محاصرے کے اٹھا لینے پر مجبور کر دیا تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے فوراً اپنے خیالات اولنتھس کی جانب منعطف کر دئے۔ اس نے اس شہر کو کیلکیڈمی کی لیگ کا سرگروہ رہنے دیا تھا اور پوٹیڈیا ایتھنس اور دوسرے اقطاع کے اس کے قبضہ رہنے کا بھی روادار ہو گیا تھا مگر یہ امر بالضرور یوماً فیوماً سب پر واضح ہوتا جاتا تھا کہ فیلقوس کو جس وقت بھی موقع مناسب ملیگا، بظن غالب وہ اس سے باز نہ رہے گا کہ لیگ کی اطاعت کا مطالبہ کرے اور اس طرح اپنے ممالک کو مربوط و مستحکم کر لے۔ ۳۵۲ق م ہی میں فیلقوس کے تھریس میں ہونے کی وجہ سے اولنتھس نے موقع کو غنیمت سمجھکر ایتھنز کی طرف دست وداد بڑھا دیا تھا اور اس طرح فیلقوس کے ساتھ اپنی اس قرارداد کو توڑ دیا تھا جس کے بموجب وہ ایتھنز کے ساتھ صلح صرف فیلقوس کی شمولیت ہی کے ساتھ کر سکتا تھا۔ اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد فیلقوس کے سوتیلے بھائی آربیڈس نے (جس نے فیلقوس کی تخت نشینی کی مخالفت کی تھی) اولنتھس میں پناہ لی اور وہاں اس کا خیر مقدم کیا گیا۔ اوائل ۳۵۱ق م میں (کہ یہی بہر نوع اغلب تاریخ ہے) فیلقوس اولنتھس کی مملکت کے اندر آموجود ہوا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کیلکس کی لیگ کے حدود میں صرف اس وجہ سے داخل ہوا ہو کہ وہ ہیبرین ٹیکاس سے واپس ہوتے ہوئے لیگ سے ملی ہوئی مملکت بباسٹی کی فتح کو درست و مکمل کر لینے کے لئے اولنتھس کی مملکت سے ہو کر گزرا۔ لیگ کے شہروں کے خلاف اس نے یقیناً کوئی مخالفانہ روش نہیں اختیار کی بلکہ ان کی نسبت اپنی دوستی تک کا وعدہ کرتا رہا مگر غالباً اسی وقت میں یہ ہوا کہ کیلکس کے شہروں کی ایک سفارت کے جواب میں جنگ و ستم کے متعلق ایک قصہ بیان کیا اور جنگ و ستم کو وہ فوق الفطرت قوی ظاہر کئے جنھیں اہل کیلکس باغلب وجوہ خود اپنے اوپر مسلط کیا چاہتے تھے۔

۳۵۱ق م اور ۳۵۰ق م میں اس نے اہل اولنتھس کو کسی طرح سے پریشان نہیں کیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی علالت عود کر آئی ہو اور اس وقت کے کچھ حصہ میں وہ الیریا کے قلعوں کو مستحکم کرنے اور آرمیبس (شاہ ملوسی) کے خلاف

جنگ و جدل میں مصروف رہا ہو مگر اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ وہ اس تمام دوران میں اولنتھس میں ایک ایسے فریق کو نشو و نما دے رہا تھا جو اس کا جانبدار ہو، ایوبیا میں اس نظر سے خفیہ طور پر سازش کر رہا تھا کہ جب وہ اولنتھس پر حملہ آور ہونے کا موقع دیکھے اس وقت ایتھنز کی فوجوں کے لئے ایوبیا میں ایسی مصروفیتیں پیش آجائیں کہ وہ اولنتھس کی مدد کے لئے آنے کے قابل نہیں سب سے زیادہ اغلب یہی ہے کہ اوائل ۳۵۱ء میں اس کے جہازوں نے ایتھنز کی مملکت پر وہ یورشیں شروع کیں جن کا ذکر ڈیموس تھینیز اور اسکینیز دونوں نے کیا ہے۔ ان جہازوں نے نہ صرف لمناس اور امبرس پر تاخت کی اور ایتھنز کے شہریوں کو بطور قیدی جنگ کے پکڑ لے گئے بلکہ انھوں نے (ایوبیا کے جنوب ترین موقع پر) جرسیٹس سے قریب اہل ایتھنز کے غلہ کے جہازات کے بیڑے کو بھی گرفتار کر لیا اور فی الواقع اپنی فوجوں کو میرتھان میں اتار دیا اور ایتھنز کے اس سرکاری جہاز کو پکڑ لے گئے جو دیلوس کے مذہبی تہوار کے لئے ایک وفد کو لئے جا رہا تھا۔ ان افعال سے جو خوف پیدا ہو گیا، اسے اسکینیز نے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ اس خبر سے جو دہشت و پریشانی لاحق ہو گئی تھی اس کے دوران میں مجلس ملکی کے جو خاص اجلاس طلب کئے گئے ان میں شرکا کی تعداد معمولی اجلاسوں سے بہت بڑھی ہوئی تھی۔ تاہم کوئی پرزور کارروائی نہیں اختیار کی گئی بجز اس کے کہ کریڈیمس کو غالباً ہلسپانٹ کی طرف روانہ کیا گیا اور جیسا کہ اس اقتباس میں بیان ہو چکا ہے جو اولنتھس سے متعلقہ تیسری تقریر سے اوپر منقول ہو چکا ہے کہ کریڈیمس کے ساتھ دس جہاز اور پانچ ٹیلنٹ بھیجے تھے اور اپنے اجیر سپاہیوں کا مہیا کرنا خود اسی پر چھوڑ دیا گیا تھا اور اسی سال کی مجلس ملکی کے کسی نہ کسی اجلاس میں یہ ہوا ہوگا (اور غالباً کریڈیمس کی روانگی کے بعد موسم خزاں میں ایسا ہوا ہو) کہ ڈیموس تھینیز نے اپنی مخالف فیلقوس تقریروں میں سے پہلی تقریر کی۔

یہ پہلا موقع تھا کہ ڈیموس تھینیز نے مباحثہ کا آغاز کیا تھا اور ایک شخص

کے لئے جو تیس برس کی عمر کا ہو (مجلس ملکی کے دستور کے مطابق) زیادہ معمر اشخاص
کی اظہار رائے کا انتظار کئے بغیر ابتدا ہی میں اُٹھ کھڑا ہونا ذرا ہمت کا کام تھا۔
اس نے کہا کہ چونکہ ہم پھر ایک ایسے مسئلہ پر غور کرنے والے ہیں جس پر یہ لوگ
اکثر تقریریں کر چکے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ سب سے پہلے کھڑے ہو جانے
کے لئے مجھے معذور سمجھنا قرین عقل ہوگا کیونکہ سابق میں ان اصحاب نے آپ کو
جو صلاح دی تھی اگر صلاح اسی میں ہوتی تو پھر اس مباحثہ کی ضرورت ہی کیوں
پیش آتی۔ اس کے بعد وہ فوراً ہی اعتراض کی طرف متوجہ ہو گیا صورت معاملات
کی یہ ساری بدبختی اس وجہ سے تھی کہ اہل ایتھنز نے اپنے ملک کی حفاظت میں
شخصی طور پر شرکت کرنے سے انکار کر دیا تھا، اجیر سپاہیوں پر بھروسا کرنا انھیں
اور ان کے سپہ سالاروں کو روپیہ سے مدد دینے میں کوتاہی کا واقع ہونا اور
ان کی فوجی کارروائیوں کا وقفوں کے ساتھ ہونا یہی وہ امور تھے جنھوں نے
ایتھنز کے اغراض و مقاصد کو فیلقوس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا چند چبھتے ہوئے
جملوں میں اس نے اپنے وقت کے اہل ایتھنز کا نقشہ کھینچ دیا، ان کی اشتعال پذیری
ولولہ انگیز گپ بازی سے ان کی رغبت، بر وقت جس جوش کو محسوس
کرتے ہوں اسے قائم رکھنے اور اس سے موثر کام لینے کی عدم قابلیت،
ان تمام اسقام کو اس نے الم نشرح کر دیا۔ (اس نے سوال کیا کہ) "کیا آپ لوگ
ایک دوسرے سے یہ پوچھتے پھریں گے "کیا کوئی خبر ہے" کیا اس سے زیادہ
کوئی عجیب خبر ہو سکتی ہے کہ مقدونیہ کا ایک شخص اہل ایتھنز کو جنگ میں شکست
دے رہا اور یونان کے معاملات کے متعلق احکام جاری کر رہا ہے؟ ایک پوچھتا ہے
کہ کیا فیلقوس مر گیا ہے؟ دوسرا کہتا ہے کہ نہیں وہ بیمار ہے۔ ان دونوں باتوں
میں آپ کے لئے کیا فرق ہوا۔ اگر فیلقوس کو کوئی حادثہ پیش بھی آجائے تو بھی
اگر آپ کو اپنے فوائد کی طرف ایسی ہی توجہ رہی جیسے کہ اب تک رہی ہے تو
آپ اپنے لئے بہت جلد ایک دوسرا فیلقوس پیدا کر لیں گے۔ حقیقت یہ
ہے کہ فیلقوس اپنی کوششوں سے اتنا نہیں جتنا ہماری غفلتوں سے اس
بلند مرتبہ پر پہنچا ہے۔ میں اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھتا اور کہتا ہوں کہ

اگر فیلقوس کو کوئی حادثہ پیش آجائے، اگر گردش تقدیر سے ایسا ہو بھی جائے کیونکہ تقدیر کو ہماری فکر خود ہم سے زیادہ ہے اور اس سے جو عام ابتری پیدا ہوگی تو کیا آپ دفعتہً اس پر حملہ آور ہو سکتے اور جس امر کے متعلق جس طرح چاہیں حکم دے سکتے ہیں؟ مگر موجودہ صورت میں اگر حالات زمانہ ایمفی پولس کو بھی آپ کے سامنے پیش کر دیں تو بھی آپ اس پر قابض نہیں ہو سکتے کیونکہ آپ کے قویٰ اور آپ کے طبائع دونوں اس سے بہت بعید ہیں۔"

علاوہ ازیں ایتھنز کا تمام فوجی نظم، غلطی پر مبنی تھا۔ قرارداد ہو چکنے کے بعد بھی فوج کی ترتیب میں جس قدر تاخیر واقع ہوئی وہ فیلقوس کے ایسے مخالف سے مقابلہ کرنے کے لئے مہلک تھی اور اس سے بہت شدت کے ساتھ وہ فرق بھی ظاہر ہو گیا کہ عام تہواروں کے متعلق تمام انتظامات کس عجلت و سرعت کے ساتھ مہیا ہو جاتے تھے۔ جن جگہوں پر حملہ ہوا تھا وہاں متفرق و منفرد مہمیں بھیجنے سے بھی کچھ حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔

"آپ کی جنگ آوری کا طریقہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے گھونسوں کی لڑائی میں وحشیوں کا ہوتا ہے۔ ان میں سے اگر ایک کے کہیں گھونسا لگائیے تو جہاں گھونسا پڑا ہے اُس جگہ کو وہ زور سے پکڑ لیتا ہے۔ اگر دوسرا گھونسا لگائیے تو پہلی جگہ کو چھوڑ کر اُس کے ہاتھ وہاں پہنچتے ہیں جہاں یہ دوسری چوٹ پڑی ہے۔ مگر یہ کہ اپنے تئیں بچائے اور حریف کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کو دیکھ سکے یہ اس سے نہ ہو سکتا ہے اور نہ اس کا وہ قصد کرتا ہے۔ یہی حال آپ کا ہے۔ اگر آپ سنتے ہیں کہ فیلقوس کرسونیز میں ہے تو آپ ارادہ کرتے ہیں کہ ایک مہم کرسونیز میں بھیجی جائے، اگر وہ تھرما پولی میں ہوتا ہے تو آپ ایک مہم تھرما پولی کو روانہ کر دیتے ہیں اور وہ جہاں کہیں بھی ہوتا ہے آپ اس کے پیچھے پیچھے دوڑے پھرتے ہیں گویا وہی آپ کی فوجوں کی رہبری کرتا ہے۔"

اسی لئے ڈیموس تھینیز اس امر پر مصر تھا کہ یہ قطعاً ضروری ہے کہ ایک مستقل فوج ہو جو برابر موقع جنگ پر موجود رہے۔ مزید براں یہ فوج زیادہ تر شہریوں پر مشتمل ہو جن کی موجودگی سے کم از کم اتنا تو ہوگا کہ سپہ سالاروں کی خود مختاری پر

روک قائم ہو جائے گی اور وہ ایسا کم کر سکیں گے کہ ایتھنز نے جس جنگ کے لئے انہیں بھیجا ہے اسے چھوڑ کر کسی اور زیادہ مفید مہم پر چلے جائیں۔ علاوہ ازیں ڈیموس تھینیز نے اپنے سامعین کو یہ بھی یاد دلایا کہ چونکہ ان سپہ سالاروں کو وطن سے مدد نہیں ملتی اس لئے وہ خود ایتھنز کے حلیفوں ہی کو لوٹنے لگتے ہیں اور جب ان پر مقدمہ چلایا جاتا ہے تو وہ اپنے مشکلات کا عذر کر کے بچ جاتے ہیں۔ اس کا تدارک صرف اسی طرح سے ہو سکتا ہے کہ روپیہ اور شہری سپاہی بافراط مہیا کئے جائیں۔ اس کے ساتھ ہی ڈیموس تھینیز نے یہ بھی خیال کیا کہ اس کا انداز ان ہنگامہ آرا مقرروں سے ممیز ہے جو جنگ کے لئے شور مچاتے اور ایسی بڑی بڑی تجویزیں پیش کرتے تھے جن کا سر انجام پانا حالاً موجودہ میں محال تھا۔ نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ اس کی رائے میں موجودہ حالت کا جو اقتضا تھا اسے اس نے غور سے سوچا تھا اور اپنے طرز پر اس کے جذبات کو شرح و بسط بیان کیا تھا۔ اسے انجام کار میں جس فوج کا تیار کرنا مدنظر تھا اس میں پچاس جہاز ہوتے جو شہری نوجوں کو لیجاتے اور شہری کی سوارہ فوج کے نصف حصہ کے لیجانے کے لئے بھی باربرداری کا سامان ہوتا اور یہ فوج کسی ناگہانی وقوعہ کی فوری کارروائی کے لئے تیار کیجاتی۔ مگر جہازوں کے اس سازوسامان کا فوراً ہی انتظام نہیں ہو سکتا تھا اس لئے اس نے یہ تجویز کی کہ فوری خدمت کے لئے ایک چھوٹی فوج تیار کیجائے جس میں دو ہزار سپاہی شامل ہوں۔ از انجملہ پانچسو شہری ہوں اور دو سو سوار ہوں جن میں پچاس شہری بھی داخل ہوں۔ شہری باری باری سے خدمت کریں اور اس کے لئے دس جنگی جہاز درکار ہوں گے۔ اس فوج کا کام یہ نہ ہوگا کہ وہ کہیں جمکر جنگ کرے بلکہ اس کی غرض یہ ہوگی کہ وہ فیلقوس کے سواحل کو پریشان کرتی رہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ اسے ایتھنز کی مملکت اور ایتھنز کے حلیفوں کو لوٹنے سے روکے رکھے۔ اس فوج کو صرف بقدر خوراک کے دیا جائے اور اپنی باقی ضروریات کو وہ خود مہیا کرے۔ خوراک کی مقدار کا بھی ٹھیک ٹھیک تخمینہ کیا گیا تھا اور ڈیموس تھینیز نے اس تجویز کے ساتھ ان وسائل کی ایک تفصیلی شرح بھی دی تھی

جس سے اسے یہ توقع تھی کہ ضروری سرمایہ مہیا ہو سکے گا مگر بدقسمتی سے یہ نقشہ
تقریر کے ساتھ شائع نہیں ہوا اور وہ ہم تک نہیں پہنچا۔ اس نے یہ کہا کہ فوج کا
سپہ سالار حسب اقتضائے حالات جس موقع پر جو کارروائی مناسب ہوگی اس کا
تعین کرے گا، فوج موسم سرما ان جزیروں میں بسر کرے گی جو اتھینز کے تابع
ہونگے اور جب موقع پائے گی مقدونوی ساحل کے قریب ٹھہرے گی اور
بندرگاہوں کے دہانوں کو بند کردے گی۔

اپنے اہل ملک میں اس حد تک جوش پیدا کرنے کے لئے کہ جن
کارروائیوں پر وہ زور دے رہا تھا انھیں عمل میں لانے پر لوگ راغب ہو جائیں،
ڈیموس تھینیز نے ہر طرح کے جذبات کے ابھارنے کی جن سے اہل ملک پر
اثر پڑ سکتا تھا کوشش کی۔ ازمنۂ گزشتہ کا فخر، موجودہ کی شرم، اپنی آپ مدد
کرنے والوں کے لئے خدا کی تائید کا یقین، آیندہ کا خوف اگر پرزور کوشش سے
خطرے کو ٹالا نہ گیا، غرض ان سب باتوں کو اس نے یاد دلایا۔ اس تقریر کی
فصاحت کے مقابلہ میں اس کی سابق کی تقریریں (بجز اس تقریر کے بعض
حصص کے جو ارسٹاکریٹس کے خلاف کی گئی تھی) سرد معلوم ہوتی تھیں۔

ڈیموس تھینیز کے تجاویز پر اکثر نکتہ چینی کی گئی ہے۔ تفصیلات میں ان
تجاویز کے قابل عمل ہونے کی نسبت ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے لیکن یہ
بالکل ظاہر تھا کہ اگر فیلقوس کی مخالفت کرنا تھی تو اس کی صورت صرف یہی
ہو سکتی تھی کہ فیلقوس) کو جو فوائد فائقہ حاصل تھے انھیں، ڈیموس تھینیز کی تجویز
کے موافق اہل اتھینز کے طریقہائے جنگ میں تغیر کر کے بے مصرف
بنا دیا جائے اور حقیقت میں ڈیموس تھینیز کی نکتہ چینیوں کو اس سے جو کچھ
خلاف تھا وہ اس اصولی مسئلہ میں تھا کہ فیلقوس کی مخالفت کرنا چاہئے یا نہیں
یہ سوال کہ اہل اتھینز ذاتی خدمت اور مستقل فوج کی ضرورت کے برداشت کرنے پر
آمادہ ہوں گے یا نہیں یہ ان کے اخلاق و عزم پر منحصر تھا (اور ٹھیک یہی خیال
ڈیموس تھینیز کا تھا) اور اسے اہل اتھینز کی نسبت اتنا حسن ظن تھا کہ وہ انھیں ان
ضروری و لازمی قربانیوں کے اختیار کرنے کے سزاوار سمجھتا تھا۔ یہ کہ اس

معاملہ میں وہ غلطی پر تھا یہ ایک خفیف الزام ہے (اس نے اپنی تقریر میں جو تجویزیں
کی تھیں ان میں سے زمانۂ حال کے پڑھنے والوں کو سب سے زیادہ عجیب تجویز
یہ نظر آئے گی) کہ فوج میں شہری سپاہیوں کی موجودگی اس لئے درکار تھی کہ اس سے
سپہ سالاروں کی خود مختاری میں روک پیدا ہو جائے گی۔ یہ تجویز غالباً اس زمانہ
کے حالات کے لحاظ سے بالکل قرین عقل تھی۔ واقعتہً ایسا ہی ہوتا تھا کہ سپہ سالار
بڑی حد تک اجیر سپاہیوں کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور وہ جہاں جانا چاہتے تھے وہاں
انھیں لیجانا پڑتا تھا۔ ایسی صورت میں شہریوں کی ایک بڑی جماعت کی موجودگی
سے کم از کم اتنا تو ہوتا کہ یہ اثر کسی حد تک گھٹ جاتا کیونکہ ان کی طرف سے
اپنے ملک کے لئے سپہ سالار کی خدمت کا حق و دعویٰ ہر محل پر محسوس و موثر ہوتا۔
مگر جہاں تک ہمیں معلوم ہے ڈیموس تھینیز کی تقریر کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔
کم از کم فیلقوس کے خلاف ہمیں کسی ایسی فوجی کارروائی کا علم نہیں ہے جو ۳۵۰ ؁
کی طرف منسوب کیجا سکے۔ اس کے بجائے ہم یہ سنتے ہیں کہ اہل اتھنز اپنے قریب تر
ہمسایگان اہالی مگارا و کورنتھ سے چھوٹے چھوٹے مناقشہ برپا کئے ہوئے تھے۔
اہل مگارا کی نسبت یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ایلوسس کی دو مقدس دیویوں
ڈیمٹر اور پرسیفون کی متبرک زمین میں مداخلت بیجا کی تھی اور اہل اتھنز ان
دیویوں کی نہایت ہی حرمت کرتے تھے اور (اس لئے) اہل اتھنز کی ایک
فوج نے بہ سرکردگی سپہ سالار افیلٹس، مگارا پر حملہ کر دیا اور اہل مگارا کو مجبور
کیا کہ متبرک سرزمین کے متعلق عہدہ داروں کی "اسرار ایلوسس" کی حد بندی کو
تسلیم کریں۔ کورنتھ کو بھی ایک مسلح فوج اس غرض سے بھیجی گئی کہ وہ خاکنائے کورنتھ
کے کھیلوں میں شامل ہو۔ سبب یہ تھا کہ کسی وجہ سے جس کا علم ہمیں نہیں ہے اہالی کورنتھ
نے اتھنز والوں کو ان کھیلوں کے لئے رسمی سرکاری دعوت نہیں دی تھی۔ ڈیموس تھینیز
کا ان مناقشات کا حقارت سے ذکر کرنا بیجا نہیں ہو سکتا کیونکہ ان خرخشوں
میں پڑ کر قوم اپنے زیادہ اہم اغراض سے غفلت برت رہی تھی۔
غالباً اسی سال سے ہمیں اس واقعہ کو بھی منسوب کرنا چاہئے کہ اتھنز
اور ارانٹس کے درمیان دوستانہ مراسلات ہوئے۔ ارانٹس مسیا کا

مرزبان شاہ ایران سے برسرِ بغاوت تھا، اس نے ایتھنز کے سپہ سالاروں کو غلہ سے مدد دی تھی۔ ان مراسلات سے اہلِ ایتھنز کی طرف سے ایران کے متعلق اس سے مختلف روش کا اظہار ہوتا ہے جس کی وجہ سے انھوں نے کیرس کو جبکہ وہ آرٹیبزس کو مدد دے رہا تھا واپس بلا لیا تھا۔ علاوہ ازیں شاہ مصر کی باغی رعایا کو بھی ایتھنز کے ڈپلومیٹس سے مدد مل رہی تھی اور ان کی کامیابی بہت کچھ اسی کی سپہ سالاری کے زیر بار احسان تھی۔ (برخلاف ازیں فوکیون جس کی نسبت عقب میں بہت کچھ کہا جائے گا، وہ اسی سنہ ۳۴۹ میں سلیمس کے محاصرہ میں بادشاہ کی فوجوں کو مدد دے رہا تھا۔ غالباً اس وقت تک ارانشن مغلوب ہوگیا تھا اور بادشاہ نے اس باغی مرزبان کے مویدین کو دھمکی دی ہوگی اور انھیں مجبور کر دیا ہوگا کہ وہ ایک مرتبہ پھر اپنا چولا بدلیں) اس وقت ایتھنز اور شاہ ایران کے درمیان جو تعلقات تھے ان کا بیشتر حصہ نامعلوم سا ہے مگر اس وقت ایتھنز کے مخالفانہ انداز اختیار کرنے کی تشریح غالباً اس سے ہوسکتی ہے کہ حال ہی میں فیلقوس اور اردشیر کے درمیان رسل و رسائل جاری ہوگئے تھے۔ کم ازکم اتنا تو اغلب ہے کہ فیلقوس نے اسے مناسب سمجھا ہوگا کہ اپنے وطن سے قریب تر فتوحات کی طرف متوجہ ہونے کے قبل وہ اردشیر سے عارضی مفاہمت کرلے جس سے ایرانیوں کی طرف سے یہ اطمینان ہوجائے کہ حال میں تھرس اور ہلسپانٹ میں اس نے جو قوت حاصل کرلی ہے، ایرانی اس میں مداخلت نہ کریں گے۔ اس اثنا میں فیلقوس اس فریق کی ہمت افزائی کر رہا تھا جو ادتھسں میں

لہ ڈیموس تھینیز اس افواہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ فیلقوس نے شاہ ایران کے پاس سفیر روانہ کئے تھے۔ ایرین نے دارا کا ایک خط سکندر اعظم کے نام نقل کیا ہے جس میں دارا نے سکندر کو یہ یاد دلایا ہے کہ اردشیر اور سکندر کے باپ میں دوستی و مخالفہ تھا۔ ایرین کے بیان میں تاریخ کا کوئی اشارہ نہیں ہے اور اکثر لوگ اسے ۳۴۳ قم قرار دیں گے مگر میرا خیال ہے کہ غالباً ۳۵۱-۵۰ قم زیادہ صحیح تاریخ ہے۔

اس کا جانبدار تھا۔ اس فریق کے سرگروہ ایوتھکراتیس اور لاستھینس تھے۔
فیلقوس انھیں یہ یقین دلاتا رہتا تھا کہ وہ ان کے شہر کو کوئی نقصان نہیں
پہنچانا چاہتا اور انھیں یہ ترغیب دیتا رہتا تھا کہ وہ اپنے شہریوں کو اس امر پر
راغب کرلیں کہ وہ فیلقوس کے مخالفوں پر بھروسا کرنا چھوڑ دیں۔ اس ترغیب
کی وجہ سے اہل اولنتھس نے مقدونیہ کے مخالف فریق کے سرگروہ ایپولونیڈس
کو جلاوطن کر دیا اور زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ اپنی سواہ فوج کی کمان کے لئے
لاستھینس کو مقرر کر دیا اور یہ امر مہلک ثابت ہوا۔
(ڈیموس تھینیز کہتا ہے کہ) اور اس طرح جب ان میں سے بعض نے
رشوتیں لینی شروع کیں تو قوم بحیثیت مجموعی اتنی بیوقوف بلکہ کہنا چاہئیے کہ اتنی
بدقسمت تھی کہ جو لوگ اس کی فلاح کے لئے تقریریں کرتے تھے ان کی بہ نسبت
ان رشوت ستاں لوگوں پر زیادہ اعتماد رکھنے لگی تھی۔ جب لاستھینس نے
اپنے مکان کی چھت میں وہ کڑیاں لگائیں جو مقدونیہ سے آئی تھیں اور یوتھیکراتیس
کے پاس ایک بہت بڑا گلہ ہو گیا جس کی قیمت اس نے کسی کو کچھ نہ دی تھی
اور جب ایک تیسرا شخص بھیڑیں لئے اور چوتھا شخص گھوڑے لئے وطن واپس آیا
تو قوم جسے نقصان پہنچانے کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا تھا اس کا یہ حال تھا کہ
بجائے غصہ ظاہر کرنے یا ایسے لوگوں کو سزا دینے کا قصد کرنے کے وہ فی الحقیقت
انھیں رشک کی نظر سے دیکھتی تھی اور ان کی عزت کرتی تھی اور انھیں ہیرو سمجھتی
تھی۔ میں کہتا ہوں کہ جب اس طرح یہ حرکتیں بڑھتی جاتی تھیں اور رشوت ستانی
کی خوب گرم بازاری تھی اس وقت اگرچہ ان لوگوں کے پاس ایک ہزار سوار
اور دس ہزار سے زیادہ پیدل موجود تھے اور تمام گرد و نواح کی قومیں ان کی
جانب تھیں اور آپ بھی دس ہزار اجیر سپاہ اور پچاس جہازات لیکر ان کی
مدد کو گئے تھے بلکہ آپ نے اس کے علاوہ چار ہزار شہری سپاہیوں کا بھی اس
کمک میں اضافہ کیا تھا مگر یہ سب چیزیں انھیں بچا نہ سکیں۔ جنگ کا ایک برس بھی
پورا نہیں ہوا تھا کہ کالکی ڈیکی کے تمام شہر ان کے ہاتھ سے نکل گئے اور فیلقوس
کی یہ حالت تھی کہ جو لوگ اپنے ہی ملک اور قوم سے باغی بن کر فیلقوس کو

دعوت دیتے تھے فیلقوس اُن کی خواہشوں کو پورا نہ کرسکتا تھا - اور اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ پہلے کس جگہ پر قبضہ کرے -

۳۴۹ تا ۳۴۸ ق - م - کی تاریخ ان شہروں کے سیاسی سرگروہوں کی پستی اخلاق اور فیلقوس کی بیدردی کی نمایاں مثال ہے کہ جائز یا ناجائز جس ذریعہ سے بھی ہوسکا اس نے اپنے راستہ سے ہر ایک رکاوٹ کو دور کردیا - اوائل ۳۴۹ میں جب اس نے اپنے سوتیلے بھائی کی حوالگی کا مطالبہ کیا تو باوجود اپنی نیک نیتی کے تجدید اظہارات کے اس نے فی الواقع اولنتھس کے خلاف اعلان جنگ کردیا تھا - اہل اولنتھس نے اس مطالبہ کے پورا کرنے سے انکار کردیا - غالباً انھوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اب انھیں تادم آخر لڑنا پڑے گا اور انھوں نے ایتھنز سے پھر التجا کی اور دوبارہ اس محالفہ کی آرزو ظاہر کی جس کا ذکر مذکور تین برس قبل ہوا تھا اور فیلقوس کے مقابلہ میں عملی مدد کی درخواست کی - اس اثنا میں انھوں نے فیلقوس سے کسی طرح کی قرارداد کرنے سے انکار کردیا، اگرچہ اس نے اس قسم کی تجویزیں ان کے سامنے پیش کی تھیں -

ڈیموس تھینیز کی اولنتھس سے متعلق تقریروں میں سے پہلی تقریر اس مباحثہ کا جزو ہے جو اہل اولنتھس کی درخواست پر ہوا - یہ امر متنازعہ ہے کہ آیا ڈیموس تھینیز نے اولنتھس کے متعلق جو تین تقریریں کی ہیں ان میں سے یہ پہلی تقریر ہے مگر جن الفاظ کا اس میں استعمال ہوا ان سے اس امر میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ محالفہ یا بدرجۂ اقل اس امداد کی نوعیت کا جو اہل اولنتھس کو دینا منظور تھی ہنوز تعین نہیں ہوا تھا اور یہ کہ اس تقریر کے وقت تک خود اولنتھس پر حملہ نہیں ہوا تھا اور نہ کیلکس کے شہروں میں سے واقعۃً کسی شہر پر قبضہ ہوا تھا اور نہ تھسالیہ کی جانب فیلقوس کی وہ مہم جو ۳۴۹ کے آخری حصہ میں اختیار کی گئی تھی اس وقت تک وقوع پذیر ہوسکی ہوگی - تقریروں کے متعلق جو روایتی ترتیب چلی آرہی ہے وہ فی الواقع نہایت درجہ اغلب ہے اور اسی ترتیب میں مختلف تقریروں کی خصوصیت کی آسانی کے ساتھ تشریح ہوسکتی ہے -

ڈیموس تھینیز نے اپنی تقریر کا آغاز اس طرح کیا کہ ایتھنز کے لئے ایسے پسندیدہ مخالفہ کی صورت کے پیش کرنے پر اس نے اپنے سامعین کو مبارک باد دی اور اس امر پر زور دیا کہ (اس خیال کے بموجب) فیلقوس کو جب تک دور ہی سے رد کا نہ جائے گا وہ خود ایٹکا کی طرف بڑھ آئے گا اور اگر اس نے ایسا کیا تو ملک اور سب سے بڑھ کر کسان تباہ ہو جائیں گے۔ اس نے اپنے اہل ملک سے یہ التجا کی کہ وہ اپنی کوتاہ اندیشی ولاپروائی کو ترک کریں اور آرام طلبی کی الفت کو اہل اولنتھس اور خود اپنے اغراض کی پرزور مستعدی سے بدل دیں۔ اس نے انھیں آمادکاری میں فیلقوس کی بیقراری اور مواقع سے فائدہ اٹھانے میں اس کی مہارت کی یاد دلائی اور اس کا مقابلہ اہل ایتھنز کی سہل انکاری سے کیا جو اپنے حصول مقاصد میں ہمیشہ تاخیر کر دیا کرتے تھے، اس نے اس امر پر بھی زور دیا کہ موجودہ زمانہ نہایت موزوں موقع تھا کیونکہ اس وقت فیلقوس نہ صرف اس وجہ سے مایوس تھا کہ جو کچھ اس کے سامنے ہے اس کو بغیر لڑے وہ حاصل نہ کر سکا، بلکہ مایوسی کی وجہ یہ بھی تھی کہ اہل تھسالیہ میں بے چینی بڑھتی جا رہی تھی اور اغلب تھا کہ وہ فیلقوس کی بالادستی کے خلاف بغاوت کر دیتے۔

یہ تقریر صرف تعمیمات تک محدود نہ تھی۔ حسب معمول کام کا ایک معین طریقہ بھی ڈیموس تھینیز کے زیر نظر تھا اور اس کے پیش کرنے کی ذمہ داری اور اس کے خطرے کی وجہ سے اُسے کچھ تامل نہوا۔ اس کی تجویز یہ تھی کہ ایک فوج لیگ کے شہروں کو بچانے کے لئے کیلکیڈیکی کو جائے اور دوسری خود فیلقوس کے ملک کو نقصان پہنچانے کے لئے مقدونوی ساحل کو روانہ کیجائے۔ سرمایہ کے متعلق اس نے یہ اشارہ کیا (اور یہ اشارہ محض مبہم طرح کا تھا) کہ اس کے لیے صرف صحیح طریقہ یہی ہے کہ تھوڑاہوں میں جو بقیہ صرف ہوتا ہے وہ فوجی اغراض کی طرف منتقل کر دیا جائے مگر چونکہ یہ ظاہر تھا کہ قوم اس کے لئے تیار نہیں تھی اس لئے اس نے روپیہ حاصل کرنے کی بہترین تدبیر کے طور پر ایک عام ملکی محصول کی تجویز کی۔

ڈیموس تھینیز کی تجویز کی نہایت سختی کے ساتھ مخالفت کی گئی اور

دوسرے لوگوں کے علاوہ ڈیمنڈس نے بھی اس کے خلاف تقریر کی (ارتجالاً تقریر کرنے میں یہ شخص نہایت بلند رتبہ تھا اور بعد کو ایتھنز کی تاریخ میں اس نے بہت نمایاں حصہ لیا) لیکن اولنتھس کے ساتھ مخالفہ ہو گیا۔ کیرس دو ہزار اجیر سپاہیوں اور تیس جہازوں کے ساتھ (جو پہلے ہی سے اس کے زیر حکم تھے) روانہ کر دیا گیا اور اس کے علاوہ آٹھ جہاز روانہ کئے جانے والے تھے لیکن یہ مہم لاحاصل ثابت ہوی۔ کن وجوہ سے ایسا ہوا اس کا علم ہمیں نہیں ہے۔ ایتھنز میں کیرس کے دشمن (یعنے وہ فریق جو جنگ کا مخالف تھا) اس کے خلاف الزامات لگانے میں پھر سرگرمی دکھانے لگا اور بظاہر روپیہ سے بھی کیرس کی امداد ناکافی طور پر ہوی کیونکہ ظن غالب یہی ہے کہ اولنتھس سے متعلق جب ڈیموس تھینیز کی دوسری تقریر ہوی ہے اس وقت تک کوئی جنگی محصول نہیں لگایا گیا تھا اور یہ بھی بالکل غیر ممکن نہیں ہے کہ لوگ روانگی مہم کا تصفیہ کرتے وقت اس مہم کو جاری رکھنے کے لئے روپیہ کی منظوری دینے سے پہلو تہی کر گئے ہوں۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انھیں مقرروں نے فیلقوس کی تصویر ایسی کھینچی تھی جس سے فیلقوس نہایت ہی خطرناک معلوم ہوتا تھا اور اس کی قوت کو ایسا ظاہر کیا تھا کہ اس سے مقابلہ کرنا بے سود تھا۔

معاملات کی صورت کچھ اسی قسم کی تھی جب اولنتھس کے متعلق دوسری تقریر ہوی اور پہلی تقریر کو ابھی زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا۔ اپنے اہل ملک کی عدم کارروائی کی شرم و ذلت پر ڈیموس تھینیز نے مختصراً زور دیا اور اس کے بعد تقریر کا ایک بہت بڑا حصہ اس بحث کے لئے وقف کر دیا کہ چونکہ فیلقوس کی قوت خود غرضی و دغابازی پر منحصر ہے اس لئے وہ قائم رہنے والی نہیں ہے اور اس کی آیندہ کی شکستگی کے آثار ابھی سے ظاہر ہو رہے ہیں اس دلیل سے اخلاقی اصول پر اعتقاد رکھنے کے متعلق مقرر کی تعریف ہو سکتی ہے مگر اقتضائے وقت پر اس کی غائر نظر کا پتا نہیں چلتا۔ شاید کہ یہ طریقہ محض اس لئے اختیار کیا گیا تھا کہ اس طرح عام مجمع کو یہ باور کرانے میں سہولت تھی

کہ فیلقوس اتنا خطرناک نہیں تھا جتنا وہ خیال کیا جاتا تھا تاہم اس سے ایک طرح کی صداقت کی آواز سنائی دیتی ہے جس سے غالباً ہمارا یہ خیال کرنا بجا ہوگا کہ ڈیموس تھینیز کو ابھی اتنا تجربہ نہیں ہوا تھا کہ اس پر یہ ظاہر ہوجاتا کہ اس دنیا کے معاملات میں حق کی فتح اکثر بہت دیر میں ہوا کرتی ہے اور کسی خاص معینہ وقت کے لئے اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

(وہ کہتا ہے) جب جنگی طاقت کے ساتھ سب کے دلوں میں خیر خواہی بھی ہوتی ہے اور جنگ میں جتنے لوگ شریک ہوتے ہیں سب کی غرض ایک ہی ہوتی ہے اس وقت لوگ بخوشی جنگ کی محنت بٹانے، مصائب برداشت کرنے اور ثابت قدم رہنے میں ایک دوسرے کے شریک رہتے ہیں مگر جب کوئی شخص شرارت اور درازدستی کی تدبیروں سے قوت پکڑ لیتا ہے جیسا کہ فیلقوس سے ظاہر ہوا تو شرکت سے پہلے ہی کوئی عذر یا خفیف سی لغزش اُسے اپنے مرتبہ سے گرا دیتی ہے اور اتحاد شکست ہوجاتا ہے۔ اے ایتھنز کے لوگو! یہ غیر ممکن اور قطعی غیر ممکن ہے کہ بدکرداری، دغا و کذب سے ایسی قوت حاصل کیجائے جو اخیر وقت تک قائم رہ سکے۔ اس قسم کی طاقت ایک لحظہ یا ایک ساعت کے لئے رہتی ہے شروع میں اس شاخ پر اچھی امیدوں کے ساتھ خوب پھول کھلتے ہیں مگر زمانہ اس فریب کو معلوم کر لیتا ہے اور پھول شاخ ہی پر مرجھا کر رہجاتے ہیں۔ مکان ہو یا جہاز یا کوئی اور تعمیر ان سب میں بنیاد کا نہایت مضبوط ہونا ضروری ہے۔ اور مجکو ایسا ہی یقین اس بات کا ہے کہ وہ اصول جو انسانی اعمال و افعال کی بنیاد ہیں ان میں صدق و عدل کا ہونا ضروری ہے لیکن آج فیلقوس کے کاموں میں یہ صفات نظر نہیں آتے۔

فیلقوس کے خلاف بعد کو جو تقریریں ہوئیں اُن میں اس نازک اعتقاد کا بہت کم باقی رہنا پایا جاتا ہے۔

لیکن مقرر نے جہاں ان اصولوں کے مطابق واقعات کو جانچا ہے وہاں اس کو کچھ کامیابی نہیں ہوی کیونکہ آگے چل کر جہاں فیلقوس کے ہمراہیوں کی ناراضی اور فیلقوس کے گرد جو لڑنے والے جمع ہوگئے تھے ان کی (بلا طواری نہیں تو) ناقابلیت کا

نقشہ اتارا گیا ہے اس میں ضرور مبالغہ شامل ہے اگرچہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیان بالکل عینی شہادت پر مبنی ہے۔ اس میں بھی بہت کم شک ہو سکتا ہے کہ فیلقوس کی حالت کا جو خاکا اس نے کھینچا ہے اس میں بھی اصابت رائے سے کام نہیں لیا ہے کیونکہ دشمن کو اس کی حقیقت سے بہت کم سمجھ لینا کسی حال میں بھی دانشمندی پر مبنی نہیں ہو سکتا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ (اپنے معمول کے خلاف) قوم کو یہ ترغیب دیکر کہ وہ خطرے کو بہت خفیف سمجھے ڈیموس تھینیز خود اپنے مقصد کی ناکامی کا معاون بن گیا ہو۔ یہ امر بالکل غیر اغلب نہیں تھا کہ قوم نے اس کی تقریر کے اس حصہ کو گرہ میں باندھ لیا ہو اور باقی کی کچھ پروا نہ کی ہو۔

اس کے بعد ڈیموس تھینیز سپہ سالاروں کی غلط کارنی کا الزام خود اہل ایتھنز پر لگاتا ہے کیونکہ انھوں نے اپنے سپہ سالاروں کے لئے جنگ کے جاری رکھنے کے سامان بہم نہیں پہنچائے تھے اور اس لئے سپہ سالار ایسی کارروائیوں کی طرف مائل ہو گئے جس سے اُن نیک خیال شہریوں کا غصہ بھڑک اٹھا جو گھروں میں آرام سے بیٹھے ہوئے تھے اس لئے (اس دشواری کے واحد حل کے طور پر) ایک مرتبہ پھر یہی مطالبہ کیا کہ شہری بذات خاص فوجی خدمت اختیار کریں اور اپنی دولت کے تناسب سے سرمایہ میں مدد دیں، اور اس کے سوا مجلس ملکی کے اندر اپنے اطوار کی اصلاح کریں اور جو مختلف مشورے دیے جائیں انھیں بے غرضی کے ساتھ سنیں تاکہ وہ ان میں سے بہترین مشورہ کا انتخاب کر سکیں۔ اے اہل ایتھنز! آپ کی عادت تھی کہ بورڈوں (مجلسوں) کے ذریعہ سے محصول ادا کرتے تھے، آج آپ اپنے سیاسیات کو بورڈوں (مجلسوں) کے ذریعہ سے چلاتے ہیں۔ دونوں جانب ایک مقرر سرگروہ ہوتا ہے اور اس کے تحت میں ایک سپہ سالار ہوتا ہے[1] اور "سہ صد" کا یہ کام ہے کہ لوگ وہاں صرف شور مچانے کے لئے آتے ہیں آپ کو یہ طریقہ ترک کر دینا چاہیئے بلکہ اب آپ کو خود اپنا مالک بن جانا چاہیئے۔ آپ کو چاہیئے کہ ہر شخص کو

---

[1] یہ اشارہ غالباً کیرس وکیر یڈیمس کیطرف تھا جنکی سرپرستی دو حریف گروہ کر رہے تھے۔

مباحثہ تقریر اور عمل میں حصہ دیں۔ او لنتھس سے متعلق دوسری تقریر میں تقریر اول کی بہ نسبت یہ اضافہ ہوا ہے کہ اس میں طریق محصول کی اصلاح کے بارے میں یہ اشارہ موجود ہے کہ تمام لوگ بلا استثنا اپنی آمدنی کے تناسب سے محصول میں شرکت کریں، یہ تجویز بھی ہے کہ شہری باری باری سے فوج میں خدمت کریں تا آنکہ سب لوگ خدمت کر چکیں (اس تجویز کا اعادہ فیلقوس کے مخالف پہلی تقریر میں سے کیا گیا ہے) یہ بھی صلاح ہے کہ بد دل اہل تھسالیہ کو اپنا شریک بنانے کے لئے ایک سفارت روانہ کیجائے مگر ان صلاحوں میں سے کسی صلاح پر بھی عمل نہیں ہوا۔ جنگ کے متعلق عادی فریق اور قوم دونوں میں سے کسی کی روش میں بھی کچھ اصلاح نہیں ہوی یا ہوی تو بہت ہی خفیف۔ اسی زمانہ میں کیرس کو ان الزامات کا جواب دینے کے لئے واپس بلا لیا گیا جو اس کے دشمنوں نے اس پر لگائے تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کی جگہ پر کوئی دوسرا شخص فوراً مقرر نہیں کیا گیا۔

فیلقوس نے اب کیلکس کی لیگ کے شہروں پر حملوں کا سلسلہ جاری کر دیا۔ سب سے پہلے جس شہر پر مصیبت نازل ہوی وہ ارسطو کا مولد اسٹیگرا تھا، جسے زمین کے برابر کر دیا گیا (کئی برس بعد اس فلسفی کی التجا پر اس کے دوبارہ بنانے کی اجازت دیدی گئی تھی) لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس کی جنگی کارروائیوں میں اس وجہ سے خلل پڑ گیا کہ اہل تھسالیہ میں بے چینی پیدا ہو گئی تھی فیری سے جو خاندان خارج کئے گئے تھے ان میں سے ایک خاندان پیتولاس میں واپس آ گیا تھا فیلقوس کے سپہ سالار میگنیشیا کی جو قلعہ بندی کر رہے تھے اس میں بھی خلل پڑ گیا تھا اور اہل فیری نے یہ عزم کر لیا تھا کہ وہ فیلقوس سے پیگسی کے بحال کرنے کا مطالبہ کریں اور آیندہ اپنے بندرگاہ اور حقوق بازار سے فیلقوس کے مستفید ہونے سے انکار کر دیں۔ اس کے نتیجہ میں فیلقوس نے پھر ایک مرتبہ پیتولاس کو نکال دیا اور عدم اطاعت کے ہر طرح کے میلان کو دبا دینے کی کارروائیاں اختیار کیں، خواہ یہ مقصد قوت سے حاصل ہو یا اس قسم کے دوستانہ تیقنات سے جن کے یقین دلانے اور پھر ان کے توڑ دینے میں وہ خوب ہی

ناہر تھا۔ دوران تابستان میں غالباً کیلکیڈیکی میں فیلقوس کی جنگی کارروائیوں کے شروع ہونے کے ساتھ ہی اہل اولنتھس نے پھر ایتھنز سے مدد کی درخواست کی۔ اس التجا کے جواب میں کریڈیمس کو ہلسپانٹ سے کیلکیڈیکی کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ اٹھارہ جہاز اور اجیر سپاہیوں کی ایک فوج تھی جس میں چار ہزار ہلکے پیدل اور ڈیڑھ سو سوار شامل تھے۔ اول اول اس نے جنگ کو جس طرح جاری کیا اس سے کامیابی کی امید نظر آتی تھی۔ اس نے پلین کو (جو جزیرہ نمائے کیلکیڈیکی کی ایک نکلی ہوئی شاخ ہے اور جس پر فیلقوس پہلے ہی حملہ کر چکا تھا) پامال اور بوٹیا کو برباد کر دیا جو دریائے لیڈیاس کے جنوب میں مقدونیہ کا ایک ضلع تھا۔ مگر خود کریڈیمس کی غلطی کی وجہ سے اس توقع کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا کیونکہ اس مہم کو آگے بڑھانے کے بجائے وہ بدترین عیاشی میں مبتلا ہو گیا اور یہاں تک پاؤں پھیلائے کہ اپنی شہوت رانی کے سامان پورا کرنے کے لیئے اولنتھس کی مجلس سے مطالبہ کیا تاہم کریڈیمس کی عارضی کامیابی سے ایتھنز میں کچھ بلند خیالی پیدا ہو گئی ہوگی اور جس مباحثہ میں ڈیموس تھینیز نے اولنتھس سے متعلق تیسری تقریر کی ہے اس میں اکثر مقرروں نے فیلقوس سے انتقام لینے کے متعلق بہت سبکدلی سے تقریر کی تھی۔ غالباً اس مباحثہ کا خاص موضوع یہ تھا کہ اولنتھس کی امداد میں جو فوجی کارروائیاں کیجا رہی تھیں ان کے لیئے روپیہ کا سامان بہم پہنچایا جائے۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ اس واقعہ کا زمانہ ۳۴۹ء کا موسم خزاں تھا۔ مقرر ڈیموس تھینیز اگرچہ مختصر طور پر اپنی سابقہ تقریروں کے بعض مباحث کا بھی اعادہ کرتا ہے (یعنے ایتھنز کی جو بدنامی ہو رہی ہے اس پر اور ایٹکا تک جنگ کے پہنچ جانے کے خطرے پر زور دیتا ہے) مگر اب اس کا خاص مقصود اس ضرورت پر زور دینا ہے کہ فی الحال جو رقم تھواروں کے سرمایہ میں جمع ہوتی تھی اس کو علحدہ کر کے اغراض جنگ کے کام میں لایا جائے۔ اس میں جو مشکل تھی اس کی اغلب نوعیت کی تشریح پہلے[1] ہو چکی ہے ڈیموس تھینیز کے الفاظ سے

[1] ملاحظہ ہو صفحہ ۱۱۴۔

اس امر میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ یوبولوس اور اس کا فریق حال کے ایک قانون کے نفاذ سے اس بات میں کامیاب ہو گیا تھا کہ تہواری روپیہ کی تقسیم کے بارے میں اور بھی طمانیت پیدا کر دے۔ کوئی تحریک اس امر کی کہ یہ روپیہ جنگ میں صرف کیا جائے قانوناً جائز نہ تھی تا وقتیکہ اس قانون کی ترمیم نہ ہو جائے اور قانون کی ترمیم صرف نوموتھیٹی یعنے قانونی کمیشن کر سکتا تھا جس کا تقرر اہل جمہوری میں سے ایک سال کے لئے ہوا کرتا تھا اور اسی کے سپرد قوانین کا وضع کرنا یا منسوخ کرنا رکھا گیا تھا۔

ڈیموس تھینیز کو اپنی غایت المرام کو اس سے زیادہ مستقیم ذریعہ سے حاصل کرنے کی کوشش میں جو خطرہ تھا وہ ایپولوڈورس کی قسمت سے ظاہر ہو چکا تھا جس نے اسی زمانہ کے قریب پہلی مجلس میں (اور پھر مجلس ملکی کے سامنے) ایک تجویز اس مضمون کی پیش کی تھی کہ مجلس ملکی اس بات کا فیصلہ کر دے کہ آیا جو فاضل روپیہ اس وقت ارباب حکومت کے پاس ہے وہ تہواروں والے سرمایہ میں منتقل کیا جائے یا فوجی خزانہ کی مد میں ڈالا جائے نیز اسکے برخلاف ایک تقریر میں (جو ڈیموس تھینیز کے کسی غیر معروف ہمعصر نے کی تھی) ایپولوڈورس کی اس تحریک کے بارے میں یہ بیان ہوا ہے کہ مجلس ملکی میں کسی نے بھی اس تجویز کے خلاف رائے نہیں دی۔ اگرچہ یہ غالباً مبالغہ ہے مگر اس میں شک نہیں کہ مجلس ملکی نے بہت گرمجوشی کے ساتھ اس تحریک کی تائید کی۔ مگر اسٹی فانوس نے ایپولوڈورس پر یہ الزام لگایا کہ اس نے خلاف قانون یہ فیصلہ صادر کرا لیا ہے اور اس پر ایک ٹیلنٹ جرمانہ ہوا۔ ہم یہ نہیں جانتے کہ اس زمانہ میں ڈیموس تھینیز اور ایپولوڈورس کے درمیان واقعی تعلقات کیا تھے تاہم یہ واضح ہے کہ تہواروں والے روپیہ کے بارے میں ان دونوں کی حکمت عملی ایک ہی تھی مگر ایپولوڈورس کی بہ نسبت ڈیموس تھینیز زیادہ ہوشیار تھا کہ اُس نے اس کام کو قانونی طریق سے انجام دینے کی فکر کی۔

اولنتھس سے متعلق تیسری تقریر میں ڈیموس تھینیز یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ایک قانونی کمیشن مقرر کیا جائے اور نیز درخواست کرتا ہے کو اس میں پہلی کارروائی

ان لوگوں کی جانب سے ہو جو اس مضرت رساں قانون کے وضع کئے جانیکے ذمہ دار تھے۔ ڈیموس تھینیز فوجی خدمت کے متعلق بھی ایسے بعض قوانین کی تنسیخ چاہتا ہے جن سے بیماری کا حیلہ کر کے گھر بیٹھنے والوں کو ادر ترغیب ہوتی تھی اور ان شہریوں کا جو حُب وطن رکھتے تھے دل ٹوٹ جاتا تھا۔ ڈیموس تھینیز اپنی اس تقریر میں تمام سابقہ موقعوں سے بھی زیادہ "شخصی خدمت" پر زور دیتا ہے اور مالی انتظام کی اس طرح تجدید کرنی ضروری بتاتا ہے جس سے ہر شہری پر اپنی عمر اور قابلیت کے مطابق پیشتر اس سے کہ خزانۂ عام سے وہ حصہ پانے کا مستحق ہو ملک کے حق میں اپنی خدمت ادا کرنی لازمی ہو جائے ہم یہ نہیں جانتے کہ آیا یہ تجویز کسی باضابطہ تحریک کی صورت میں پیش کی گئی تھی یا نہیں۔ اگر ایسا ہوا تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تجویز منظور نہیں ہوئی اور یہ تو یقینی ہے کہ کوئی قانونی کمیشن مقرر نہیں ہوا مگر جس قسم کی تنظیم جدید ڈیموس تھینیز کے پیش نظر تھی اس کا خاکا جن الفاظ میں اس نے کھینچا ہے وہ بہت ہی یادگار الفاظ ہیں۔

(وہ کہتا ہے کہ) بعض لوگ یہ سوال کریں گے کہ "کیا تم یہ تجویز کرتے ہو کہ ہم کو اُس روپیہ کے پانے کے لئے جو ہمارا اپنا ہے کوئی خدمت ادا کرنی چاہیئے"؟ ہاں۔ اے اہل ایتھنز میری یہی تجویز ہے اور میں فوری نفاذ کے لئے ایک ایسے انتظام کی تحریک پیش کرتا ہوں جو سب پر یکساں اور اس طرح حاوی ہوگا کہ ہر شخص جہاں سرمایۂ عام سے اپنا حصہ لے، وہیں سلطنت جس خدمت کا اس سے مطالبہ کرے اسے انجام بھی دے۔ اگر ہم صلح کی حالت قائم رکھ سکیں تو پھر ہر شخص کے لئے یہی بہتر ہے کہ اپنے گھر میں رہے اور ایسے معیوب و زبون افعال اختیار کرنے کی ضرورت سے پاک رہے جن کا ارتکاب مفلسی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس وقت کی سی حالت ہو تو پھر اسی روپیہ کی مدد سے وہ ذاتی طور پر وفاداری کے ساتھ اپنے ملک کو دشمن سے بچانے کی خدمت ادا کرے گا، اگر اس کی عمر قومی خدمت کی عمر سے متجاوز ہو گئی ہے تو اس کو ایسے ہی اور لوگوں کے ساتھ اپنی جگہ وہ رقم پانے دو جو فی الحال بلا التزام وقت وادائے خدمت اس کو وصول ہوتی ہے مگر وہ کسی ایسے کاروبار کے متعلق ناظر و منتظم کی خدمت انجام دے

جس کا انجام پانا ضروری ہو۔ مختصر یہ کہ ایک ایسی رقم کے گھٹانے یا بڑھانے کے بغیر جو ایک چھوٹی رقم سے زیادہ تصور کیجا سکتی ہو اور صرف اس کمی کو کہ کوئی انتظام نہیں ہے رفع کر کے میری تجویز، سلطنت کو ایک منتظم حالت میں لے آتی ہے۔
اور اس حالت سے آپ کی بہت سی چیزیں مثلاً خزانۂ عام سے آپ کا روپیہ پانا، فوج یا عدالت میں ان کی خدمات اور عمر و موقع کے مناسب آپ میں سے ہر شخص کی جانب سے کسی فرض منصبی کا ادا ہونا یہ تمام چیزیں ایک ہی انتظام کا حصہ بن جاتی ہیں لیکن میرے مجوزہ انتظام میں یہ امر شامل نہیں ہے کہ جو لوگ کام کرتے ہیں ان کا حصہ ایسے لوگوں کو دیدیا جائے، جو کچھ نہیں کرتے، اور ہم خود کاہل بن جائیں اور بیچارگی کی حالت بنا کر فرصت کا لطف اٹھائیں اور ان فتوحات کے قصے سنا کریں جو کسی شخص کے اجیر سپاہیوں نے حاصل کئے ہوں۔ اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے وہ یہی ہے۔ میں اس شخص پر یہی الزام نہیں لگاتا جو آپ کے لئے آپ کے فرض کا کوئی جزو ادا کر رہا ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ جن کاموں سے آپ دوسروں کی عزت افزائی کرتے ہیں انھیں خود انجام دیجیے اور اس درجہ و مرتبہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیجیے جن کو آپ کے آبا و اجداد نے شاندار خطرات میں پڑکر حاصل کیا تھا اور جن کو وہ آپ کے لئے ورثہ میں چھوڑ گئے ہیں۔
ممکن ہے کہ اس قسم کی تجویز کے لئے کامیابی کا کوئی موقع نہو۔ آجکل کے ناقدین نے ڈیموس تھینیز کے ناقابل عمل و خیالی تجاویز اصلاح کا ذکر حقارت کے ساتھ کیا ہے۔ بایں ہمہ اس خیال کو دل سے نہیں نکال سکتے کہ اگر ایتھنز کے ایک متنفس کی جانب سے بھی کوئی ایسی حکمت عملی پیش نہ ہوتی جو اس شہر کی جلیل القدر روایات کے شایان شان ہوتی تو ایتھنز کی تاریخ ناقص رہجاتی۔
یہ صحیح ہے کہ خیال آرائی فریق مخالف کے لئے بہ نسبت اُس فریق کے زیادہ آسان ہے جس کا کام تجاویز کو عمل کی صورت میں تفصیل کے ساتھ لانا ہوتا ہے تاہم یہ صاف ظاہر ہے کہ ڈیموس تھینیز کو اس انداز میں گفتگو کرنے کے لئے کچھ کم جرأت درکار نہ تھی۔ جو لوگ اسے انبوہ کے بتندل سرگروہوں کے ساتھ شریک کرتے ہیں، انھیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس موقع پر ڈیموس تھینیز نے نہ صرف فریق غالب کی رہبری کی

بلکہ وہ عام خواہش کی پوری قوت کی مخالفت کر رہا تھا کیونکہ جہاں تک ہتو اروں کے روپیہ کا تعلق تھا یوبولوس اور قوم دونوں بالکل ایک تھے، لہذا ڈیموس تھینیز نے یہ کوشش کی کہ قوم اس نقصان کو سمجھے جو قوم کو ان مقرروں سے جو اسے خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں پہنچتا ہے اور عوام کی خواہشوں کی بیجا تعریف کرکے خود اپنا مطلب نکالتے ہیں اور اس موقع پر اس نے بہت ہی کم تغیر کے ساتھ اُس تقریر کی بعض عبارتوں کا اعادہ کیا ہے جو ارسٹا کریٹس کی مخالف تقریر کے تیار کرنے میں وہ پہلے استعمال کر چکا تھا جس ٹکڑے میں اس نے ایتھنز کے قدیم زمانے کے جلیل القدر مدبروں اور خود اپنے مخالفوں کی طبیعت کا فرق دکھایا ہے وہ اتنا طویل ہے کہ نقل کرنا مناسب نہیں مگر یہی ٹکڑا اس کی تمام تقریروں میں سب سے زیادہ دل پر اثر کرنے والا ہے۔

۳۴۸ء میں فیلقوس پھر ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ کیلکیڈیکی میں آموجود ہوا اور فتح کے کام کو جاری کر دیا۔ ایک شہر کے بعد دوسرے شہر پر اس کا قبضہ ہوتا گیا۔ رشوت و دغا نے قوت سے بھی زیادہ کارگر طور پر اس کا کام انجام دیا۔ خود اولنتھس کا بندرگاہ میسبرنا جو شہر سے تین میل سے بھی کم فاصلہ پر تھا اور جزیرہ نمائے ستھونیا کا خاص شہر ٹرون دونوں فریب میں آگئے اور ہاتھ اُٹھائے بغیر ان دونوں شہروں پر فیلقوس کا قبضہ ہو گیا۔ آخر فیلقوس نے جملہ تصنعات کو برطرف کر دیا۔ اب تک وہ اولنتھس کی نسبت دوستانہ خیالات کا دعویٰ کرتا رہا تھا مگر جب وہ شہر سے پانچ میل کے اندر پہنچ گیا تو اس نے دفعۃً اہل اولنتھس سے یہ کہا کہ صرف دو صورتیں ہیں یا تم لوگ اولنتھس میں نہ رہو یا میں مقدونیہ میں نہ رہوں۔ ایک مرتبہ پھر اہل اولنتھس نے ایتھنز کیطرف دست سوال دراز کیا اور اجیر سپاہیوں کی فوج کے لئے نہیں بلکہ شہریوں کی فوج کے لئے درخواست کی۔ آخر اہل ایتھنز میں جوش پیدا ہوا مگر وہ بڑی دشواریوں میں تھے کیونکہ جزیرۂ ایوبیا میں فیلقوس کی سازش کی وجہ سے اہل ایتھنز اس جزیرے میں اپنے سابق حلیفوں سے دشمنی مول لے بیٹھے تھے، تاہم عزم کیا گیا کہ کیرس، اولنتھس کی مدد کو جائے اور اس کے ساتھ شہریوں کی ایک فوج ہو جس میں دو ہزار مسلح پیدل

اور تین سو سوار ہوں مگر کیرس اس کے قبل اولنتھس کو جو مہم کیا تھا اسکی نسبت ہنوز اس کی سرکاری جانچ پوری نہیں ہوی تھی اور اس کے متعلق سیفسوڈوٹس نے جو الزامات اس پر لگائے وہ بدستور اس کے سر تھے۔ کیرس نے یہ مطالبہ کیا کہ اس کی روانگی سے قبل یہ معاملہ یکسو کر دیا جائے۔ سیفسوڈوٹس نے یہ شکایت کی کہ کیرس نے قوم کا گلا دبا کر یہ مطالبہ کیا ہے بہرکیف اسے قطعی سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کی روانگی میں کوئی الزام سدراہ نہیں ہو سکا اور وہ جہاز پر سوار ہو گیا۔ بدقسمتی سے اس طوفانی ہوا کی وجہ سے جو گرمیوں کے زمانہ میں بحر ایجین پر چند ہفتے تک شمال کی جانب سے بہا کرتی ہے اس کی روانگی میں تعویق ہو گئی اور قبل اس کے کہ وہ اولنتھس میں پہنچ سکے دغا کی وجہ سے شہر کا سقوط ہو چکا تھا۔ فیلقوس کی فوج کے متواتر حملوں کے مقابلہ میں شہر نے دلیرانہ مدافعت کی تھی اور اس کی فوج کو شدید نقصانات پہنچائے تھے لیکن آخر میں لاستھنس نے جسے اولنتھس کے سواروں کی کمان دی گئی تھی ایوتھکریٹس کے ساتھ مل کر دغا کی اور دونوں کی غداری کے ساتھ ہی سب باتوں کا خاتمہ ہو گیا۔

ماہ اگست ۳۴۸ء کے قریب فیلقوس اولنتھس میں داخل ہوا اس کے حکم سے باشندگان شہر (جن کے ساتھ ایتھنز کے شہریوں کی بھی ایک تعداد کثیر گرفتار ہو گئی تھی) فروخت کر دیئے گئے اور اس پرستم ظریفی یہ ہوی کہ غدار ایوتھکریٹس کو اس کام پر مامور کیا گیا کہ وہ ہر ایک شخص کی قیمت کا تعین کرے۔ فیلقوس کے سوتیلے بھائی ارہیڈیوس اور مینیلاس دونوں گرفتار ہو کر قتل ہوئے۔ فاتح نے اپنے دوستوں اور موئیدوں کو اسیروں اور غنیموں کے بہت بڑے بڑے تحفے دیئے اور زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ اسکینیز نے یہ بیان کیا کہ وہ کس طرح آرکیڈیا کے ایٹرسیٹڈ اس سے ملا جو فیلقوس کا عطا کردہ عورتوں اور بچوں کا بہت بڑا گروہ لئے مقدونیہ سے اپنے گھر کو جا رہا تھا۔ اولنتھس کی مملکت زیادہ تر مقدونی سرداروں کو دی گئی اور غالباً کیلکیڈیکی کے زیادہ حصہ پر فیلقوس اور اس کے حشم و خدم کے نفع کے لئے وہاں کے سابق باشندے غلاموں کے طور پر کام کرتے تھے۔ ایتھنز کے حلیفوں سے جو زمینیں لی گئی تھیں ان کی تقسیم بھی فیلقوس کے

جن دوستوں کو نفع پہنچا ان میں (بقول ڈیموس تھینیز) اسکینز اور فلا کریٹس دونوں داخل تھے۔ ان دونوں کی نسبت بعد کو بہت کچھ سننے میں آئے گا۔ فیلقوس کے کام کے ختم ہونے تک کیلکیڈیکی کے شہروں میں سے بتیس شہر نیست و نابود ہو چکے تھے (اور ڈیموس تھینیز کہتا ہے کہ) یہ تباہ کاری ایسے وحشیانہ طور پر عمل میں آئی کہ چند برس بعد کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ ان جگہوں پر کبھی آبادی بھی رہی ہو گی۔ ان میں سے اکثر شہر پھر کبھی دوبارہ تعمیر نہیں ہوئے اور اینن جس کی تحریر دوسری صدی عیسوی کی ہے کہتا ہے کہ سوائے مندروں کی بنیادوں کے اور کوئی نشان ان شہروں کا باقی نہیں رہا ہے۔ زمانۂ حال کے بعض مصنفوں کے دعوے کے مطابق اگر ڈیموس تھینیز نے اپنی فصاحت و بلاغت کا اثر دکھانے کے لئے ان مصائب کو کسی قدر مبالغہ سے بیان کیا ہو تو بھی اس میں حقیقۃً کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ فاتح نے اس بدقسمت ملک میں جو تباہی برپا کی تھی اس کا اثر بہت دور تک پہنچتا تھا[1]۔ جن لوگوں سے ہو سکتا تھا انھوں نے اس امر سے کسی قدر تسلی حاصل کی کہ غداروں نے جب اپنا کام پورا کر دیا تو فیلقوس نے انھیں دھتکار بتا دی کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ ان پر کس قدر اعتماد کرنا چاہئے۔

جو لوگ اولنتھس سے بھاگ نکلے انھیں اہل اتیھنز نے اپنے وہاں جگہ دی اور شہریت کے حقوق بھی عطا کئے اور خود اپنے ضمیر کو اس طرح تسلی دینے کی کوشش کی کہ غداروں کے خلاف سخت ملامت کی قرار دادیں منظور کیں، مگر ایمفیپولس کے واپس لینے کی امیدوں کو بالکل ہی خیرباد کہہ دینا ایسا آسان نہیں تھا (اور فیلقوس کی فتح کا یہ ایک لازمی نتیجہ تھا) دوسری طرف فیلقوس نے اپنی فتح کا جشن یوں منایا کہ المپس کے اپولس کے اعزاز میں ایک تقریب قرار دی اور اس میں تماشوں کا انتظام کیا جس کے لئے یونان کے

---

[1] پلنی نے (اپنی تاریخ طبعی میں) اس خونی رنگ کے شہاب کا ذکر کیا ہے جو ۳۴۹ق م میں زمین پر گرا تھا۔ یہ ان ہولناک مظالم کا پیغام تھا جو اولنتھس کے زوال کے ساتھ پیش آنے والے تھے۔

تمام ممتاز ایکٹروں کو بلایا، اپنے دوستوں کی دعوتیں کیں اور بڑی دریا دلی کے ساتھ انھیں تحفے تحائف دئے۔

اب ہمیں ایوبیا کی غیر متوقع نازک حالت کی طرف پلٹنا چاہئے جو اہل ایتھنز کی اس ناکامی کا ایک جزوی سبب ضرور تھی کہ وہ اولنتھس کو کوئی موثر مدد نہ دے سکے۔ ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ ۳۵۷ کے قریب تھوتھیس کی شاندار مہم کے ذریعہ سے ایوبیا کے لوگوں کی درخواست پر اہل ایتھنز نے انھیں تھیبز کے تسلط سے آزاد کر دیا تھا اور ۳۵۱ میں ڈیموس تھینیز نے اریٹریا کے حکمراں منسٹریٹس کا ذکر اس حیثیت سے کیا ہے کہ وہ ایتھنز کا دوست تھا مگر اس کے بعد ہی بہت جلد فیلقوس نے جزیرے میں اپنی کارروائیاں شروع کر دیں۔ فیلقوس کے خلاف پہلی تقریر میں ڈیموس تھینیز نے ایک خط کا اقتباس دیا ہے جو اس نے اہالی ایوبیا کے نام بھیجا تھا مگر اس خط کا مفہوم ہم تک نہیں پہنچا ہے، تاہم اغلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کوشش میں لگا ہوا تھا کہ جزیرے کے اہم شہروں میں مطلق العنان بادشاہوں کے تقرر کرنے کی ہمت افزائی کرے اور روپیہ اور آدمی سے انھیں امداد دے۔ ۳۴۹ میں اریٹریا میں جو حکمراں ایتھنز کا جانبدار تھا وہ پلوٹارکس تھا۔ کلیرٹارکس نے اس کے خلاف خروج کی سربراہی کی اور یہ شخص (زمانۂ مابعد کی طرح) غالباً اس وقت بھی فیلقوس سے گہرا تعلق رکھتا تھا۔ لامحالہ پلوٹارکس نے ایتھنز سے طلب امداد کی۔ ڈیموس تھینیز نے اس درخواست کے منظور کرنے کی سختی کے ساتھ مخالفت کی اور بے شبہہ اس کا مقصد یہ تھا کہ شہر کی تمام قوتیں بلاتقسیم اولنتھس کو فیلقوس سے بچانے میں لگا دی جائیں۔ اس کے اس فعل پر اس بنا پر بڑی نکتہ چینیاں ہوئی ہیں کہ ایوبیا، اولنتھس کے بنسبت ایتھنز سے بہت زیادہ قریب تھا اور وہاں اگر کوئی مخالف قوت قائم ہو جاتی تو بہت ہی خطرناک ثابت ہوتی مگر یہ بھی بالکل ممکن ہے کہ ڈیموس تھینیز کا خیال درست ہو کیونکہ فیلقوس کو شکست دینے کی صرف یہی صورت ہو سکتی تھی کہ جس قدر قوت تھی وہ صرف اسی کام میں لگا دی جائے اور کسی دوسرے ارادہ کو اس معاملہ میں مخل نہ ہونے دیا جائے۔ تجربہ نے

یہ ظاہر کر دیا تھا کہ ایوبیا کے زیر کرنے کے لئے ایک مختصر و تیز مہم کافی تھی اور بغیر کسی شدید خطرے کے اس مہم کو اس وقت تک کے لئے ملتوی کیا جا سکتا تھا جب تک کہ اولنتھس کی اندیشناک حالت کی طرف سے یکسوئی ہو جاتی۔

بہر حال جو کچھ بھی ہوا ایتھنز میں پلوٹارکس کا ایک پر زور معاون صاحب ثروت میڈیاس تھا۔ یہ شخص یوبولوس کا دوست اور ڈیموس تھینیز کا دشمن تھا اور اور اس نے ڈیموس تھینیز پر واقعی یہ الزام لگایا کہ وہ ایتھنز کے رفیق پلوٹارکس کو نقصان پہنچانے کے لئے ایوبیا میں مشکلات کو مشتعل کر رہا ہے۔ یوبولوس اور میڈیاس کے اثر سے یہ قرار پایا کہ پلوٹارکس کو مدد بھیجی جائے۔ فوکیون ایک جری مرد کار اور یوبولوس کے فریق کا ایک رکن تھا مگر اس کی بیباکانہ صاف گوئی و دیانت کی وجہ سے سب ہی لوگ اس پر اعتماد رکھتے تھے غرض فوکیون ہی اس مہم پر فروری ۳۴۸ق م کے قریب[1] سوار و پیدل فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا اور میڈیاس اس کے ساتھ سواروں کے افسر کی حیثیت سے گیا۔

اس مہم کے تفصیلی حالات بخوبی معلوم نہیں ہوئے ہیں مگر اتنا معلوم ہوتا ہے کہ سواروں کی فوج کا کچھ حصہ اولنتھس کو منتقل کر دیا گیا تھا اور باقی فوج کو فوکیون نے اپنی نادانی سے یہ سمجھ کر کہ اب اس کی ضرورت نہیں رہی ہے وطن واپس کر دیا۔ باقی لشکر کے ساتھ فوکیون نے ٹامینی کے قریب ایک مقام پر جو بے موقع و غیر مفید تھا قیام کیا اور پلوٹارکس بھی اس کے قریب خیمہ زن ہوا یہاں کیلیاس اور تارستھنس دو بھائیوں نے جو کیلکس پر حاوی تھے فوکیون کو محصور کر لیا ان دونوں بھائیوں میں سے اول الذکر کو فیلقوس سے مدد مل گئی تھی اور غالباً یہ مدد ان افواج کی صورت میں تھی جو فیلقوس کے سپہ سالاروں کے تحت میں تھسالیہ میں برسر کار تھیں اور موخر الذکر کے پاس اجیر سپاہی تھے جو پہلے فوکس میں کام کر چکے تھے[2] فوکیون پر

---

[1] ڈیموس تھینیز فوکیون کو اپنے وقت کا خار چین کہتا تھا۔

[2] مہم کی کارروائی جس طرح کی گئی میڈیاس نے وطن واپس آکر اس پر ملامت کی۔

[3] اس باب کے آخر میں تعلیقی شمارہ ا بھی دیکھنا چاہئے۔

سخت دباؤ پڑ گیا اور اگرچہ اس نے بہ تصنع ایسا ظاہر کیا کہ اس کے سپاہیوں میں سے زیادہ مشتعل مزاج اشخاص کے چھوڑ کر الگ ہوجانے کی اسے چنداں پروا نہیں ہے مگر وہ ایتھنز سے کمک طلب کر چکا تھا۔ فیلس نے فوراً حکم دیا کہ جو سوار وطن کو بھیجدے گئے ہیں وہ واپس جائیں اور دولتمند اشخاص سے یہ درخواست کی کہ وہ رضاکارانہ طور پر کشتیوں کی کمان کریں کیونکہ اس وقت اخراجات کا بار بہت ہی سخت پڑ رہا تھا، ان رضاکاروں میں خود میڈیاس بھی تھا۔ قبل اسکے کہ یہ کمک ایتھنز سے روانہ ہوسکے پلوٹارکس کی حرکت سے فوکیون کو ٹیمنی میں معرکہ آرائی کے لئے مجبور ہونا پڑا۔ پلوٹارکس نے یہ کیا کہ فوکیون کا انتظار کئے بغیر دشمن کے حملہ کا جواب دینے کے لئے لشکرگاہ سے نکل کھڑا ہوا اور ایتھنز کے سواروں نے بھی اتنا صبر نہ کیا کہ فوکیون کا انتظار کرتے بلکہ وہ بھی کسیقدر بے ترتیبی کے ساتھ پلوٹارکس کے پیچھے چل نکلے بہت ہی مختصر جنگ کے بعد پلوٹارکس بھاگ نکلا مگر فوکیون جواب میدان جنگ میں آپہنچا تھا نہایت سخت لڑائی لڑنے کے بعد اس قابل ہوا کہ اس دن فتح حاصل کرلے۔ جنگ میں جو لوگ خاص طور پر نمایاں رہے انھیں میں اسکینز بھی تھا اور اسی کو فتح کی خبر لیجانے کے لئے وطن بھیجا گیا۔ فوکیون نے پلوٹارکس کی روش کو غداری قرار دیکر اسے ایریٹریا سے نکال دینے اور زرہٹا کے زبردست قلعہ پر قبضہ کرلینے کی کارروائی کی، اور کیلیس نے بھاگ کر فیلقوس کے پاس پناہ لی۔

فوکیون کی فتح کا حال سن کر اہل ایتھنز نے اس کمک کو منسوخ کردیا جس کے لئے انھوں نے پہلے رائے دی تھی اور فوکیون کو مجبور ہوکر ایک دوسرا پیغام اس مضمون کا بھیجنا پڑا کہ کمک روانہ کیجائے۔ قبل اس کے کہ کمک ایتھنز سے روانہ ہو (مارچ ۳۴۸ق م میں[۱]) ڈیونیسیا کا تہوار پیش آگیا اور ڈیموس تھینیز نے قبیلۂ پنڈین کی جانب سے منتظم سرود (کورس) کی خدمت اپنے ذمہ لی اور بطور خود اس کے اخراجات ادا کرنے پر آمادہ ہوا۔ اس عہدے کے فرائض کی انجام دہی کے لئے

[۱] ڈیموس تھینیز نے میڈیاس کے خلاف جو تقریر کی ہے وہی اس معاملہ اور اس کے متعلقہ واقعات کے لئے خاص سند ہے۔

وہ ایوبیا سے جہاں وہ فوجی خدمت کر رہا تھا واپس آ گیا۔ اس تقریب کے دوران میں کسی قدر مذہبی تقدس کا رنگ بھی شامل تھا۔ میڈیاس غضب آلود انداز سے اتھنز میں داخل ہوا اور ڈیموس تھینیز کے سر پر چند گھونسے لگائے۔ یہ ہتک آمیز زیادتی ان مسلسل کوششوں کا آخری فعل تھا جو ڈیموس تھینیز کے ادائے فرائض میں خلل انداز ہونے کے لئے کیجا رہی تھیں کیونکہ میڈیاس اس سے پہلے بھی یہ سعی کر چکا تھا کہ ڈیموس تھینیز نے تہوار میں سرود (کورس) کے انتظام کے لئے جن ارکان کو مہیا کیا تھا انھیں فوجی خدمت سے حسب معمول استثنیٰ حاصل کرنے سے مانع ہو میڈیاس اس زرگر کے مکان میں بھی گھس گیا تھا جسے ڈیموس تھینیز نے کام پر لگایا تھا اور تہوار میں سرود (کورس) کے لئے جو زریں تاج اور زرین قبائیں تیار ہو رہی تھیں انھیں خراب کر ڈالا تھا اس نے معلم سرود کو بھی رشوت دیکر بگاڑ دیا اور جو ارخن ڈیونیسیا میں صدر انجمن ہوا تھا اسے بھی رشوت دی۔ اور اس تقریب کے ججوں (فیصلہ کنندگان) کو بھی اس امر پر راغب کرنے کی کوشش کی کہ وہ ڈیموس تھینیز کے خلاف رائے دینے کا وعدہ کریں اور ان راستوں کو بھی روک دیا تھا جن سے ہو کر یہ طائفہ سرود اتیھنز میں داخل ہونے والا تھا۔ پس اندریں حالات اس میں کوئی محل استعجاب باقی نہیں رہتا کہ ڈیموس تھینیز نے اگرچہ اتیھنز کے بہترین نے نواز ٹیلیفینس نامی کے خدمات حاصل کر لئے تھے اور ٹیلیفینس نے معلم سرود کے بجائے انتہائی کوشش سے کام لیا تھا پھر بھی انعام دوسرے شخص کو ملا۔

تقریب ڈیونیسیا کے بعد والے دن میں مجلس ملکی تھیٹر میں اس غرض سے جمع ہوئی کہ تقریب کی وجہ سے اگر کوئی معاملہ پیش آیا ہو تو اس پر (حسب رواج) غور کرے۔ ڈیموس تھینیز نے میڈیاس کے خلاف باضابطہ شکایت پیش کی اور مجلس ملکی نے اس کی حرکت پر ملامت کی رائے منظور کی اور اس طرح ڈیموس تھینیز کے ہاتھوں کو مضبوط کر دیا کہ وہ میڈیاس کے خلاف عدالت میں جس مقدمہ کے دائر کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اس میں قوت آجائے ہم بعد کو دیکھیں گے کہ اس معاملہ کا نتیجہ کیا ہوا۔ میڈیاس کے دوست ایوکٹیمن نے ڈیموس تھینیز پر جو

مقدمہ اس علت میں چلانا چاہا تھا کہ وہ ایوبیا سے واپس آگیا تھا اس مقدمہ پر اصرار
نہیں کیا گیا۔ درحقیقت اس میں کامیابی کا ہونا بہت ہی محال تھا۔

فوکیون نے جو فوج طلب کی تھی وہ تقریب ایونیمیا کے بعد روانہ
کی گئی اور سوار (حسب سابق) ارگورا میں خیمہ زن ہوئے (لیکن میڈیاس اپنے
جہاز کے ساتھ ہی ٹھہر گیا) دوران تابستان میں فوکیون کے بجائے مولوسس
سپہ سالار رہا۔ فوکیون کی واپس طلبی کی توجیہ شاید کہ اس واقعہ سے ہو سکے،
جیسے پلوٹارک نے بیان کیا ہے کہ اس نے زرٹیا پر قبضہ کرنے کے بعد ان تمام
قیدیوں کو آزاد کردیا تھا، جو یونانی نسل کے تھے اور اس نے ایتھنز کے مقرروں
کے خوف سے ایسا کیا تھا کہ مبادا یہ لوگ قوم کو غصہ دلاکر مجبور کریں کہ وہ
ان قیدیوں کے خلاف کوئی ظالمانہ کارروائی اختیار کرے، اس فعل سے
فوکیون کی قابل تعریف نیکوخواہی اور اس کے ساتھ ہی قوم اور اس کے
سرگروہوں کے متعلق اس کی مشہور عام حقارت، دونوں باتوں کا اظہار ہوتا
ہے۔ بہر حال، وجہ جو کچھ رہی ہو اس کے جانشین نے جنگ کا انتظام خراب
کردیا اور خود قید ہو گیا۔ ابھی گرمیاں ختم بھی نہیں ہوئی تھیں کہ ایسے شرائط
پر صلح کرنی پڑی جو ایتھنز کے لئے غیر معتد تھے، ایوبیا کے شہروں کو ان کی خودمختاری
مل گئی اور اہل ایتھنز بدستور [illegible] رہتے۔ صرف کیرسٹس ایتھنز
کے محالفہ کا رکن بنا رہا۔ اس سرگرانی کا ایک خاص سبب یہ بھی ہوا کہ جب
پلوٹارکس پر اس کے اجیر سپاہیوں کی تنخواہ کا دباؤ پڑا تو اس نے انھیں، ایتھنز
کے چند سپاہی بطور یرغمال کے دیدئے تھے اور اہل ایتھنز کو فی الواقع بہت گراں
فدیہ دیکر ان سپاہیوں کو رہا کرانا پڑا۔

جنگ ایوبیا نے عارضی طور پر (کچھ دنوں کے لئے) یوبولوس کی ہر دلعزیزی
کو گھٹا دیا ہوگا، اس کا برادر عمزاد ہیجیسیلوس، فوکیون سے دوسرے درجہ کا افسر
تھا اور اس پر یہ الزام لگا کہ اس نے پلوٹارکس کی کارروائیوں میں مدد دی ہے۔
اس علت میں اس پر مقدمہ چلا اور اس کی ملامت کی گئی اور یوبولوس اس کی مدافعت
میں سامنے آنے کی ہمت نہ کر سکا۔

غرضکہ ۳۴۱ء کے واقعات ایتھنز کے لئے برباد کن ثابت ہوئے اب نہ صرف فیلقوس کی قوت ایتھنز کے جنوبی حدود تک مستحکم ہو گئی تھی بلکہ خود ایتھنز بھی عملاً سب سے الگ ہو گیا تھا۔ ایتھنز کے سب سے زیادہ زبردست حلیف اہل ایو بیا اس کے ہاتھ سے جاتے رہے تھے۔ لمناس، امبروس اور دوسرے جزیروں میں جو اہل ایتھنز آباد تھے وہ فیلقوس کے کپتانوں کی زد پر آ گئے تھے اور اگر فیلقوس ہلسپانٹ کی طرف بڑھتا تو اس میں بھی شک تھا کہ ایتھنز کو اس کی مخالفت کی کچھ بھی توقع ہو سکتی ہو۔

واقعات نے جو صورت حالات پیدا کر دی تھی اس کی ذمہ داری کسی پر عائد کرنا آسان نہیں ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ ایتھنز کے لوگوں میں بحیثیت مجموعی شدید اخلاقی زوال کے جو علامات ڈیموس تھینز کو نظر آ رہے تھے وہ اس میں حق بجانب تھا۔ عیش و آرام سے ان لوگوں کی الفت اور جب تک کہ تقریبات کی رقم میں دخل نہ دیا جائے (جذباتی و حسی کیفیت سے علیحدہ ہو کر) قومی عزت کی طرف سے ان کی لاپروائی محض ڈیموس تھینز کا تخیل نہیں تھا۔ ان تقریبات کی مذہبی نوعیت کی وجہ سے جو عذر بھی پیدا ہوتا ہو (اور اس کے سوا اور عذر ہی کیا تھا) اس پر ہر طرح لحاظ کرنے کے بعد بھی ہم یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ان تباہیوں کے لئے قوم کو سب سے پہلے خود اپنا ہی شکر گزار ہونا چاہئے تھا۔ یہی اخلاقی اسباب جن میں اس وجہ سے تقویت مزید پیدا ہو گئی تھی کہ بہت سے لوگوں کو اپنے کاموں کا چھوڑنا ناگوار تھا انہیں کو ایک بڑی حد تک اس کا باعث قرار دیا جا سکتا ہے کہ کیوں لوگ فوج میں ذاتی خدمت سے اس درجہ انکار کرتے تھے۔ یہ ہو سکتا تھا کہ پیشہ ور سپاہی زیادہ اچھا لڑنے والا ہو مگر پیشہ ور سپاہیوں کے اخراجات تباہ کر ڈالتے تھے اور شہری سپاہی جو خاص اپنے ملک کے لئے لڑتے ہوں ان کی برتر اخلاقی قوت غالباً ایک حد تک ان کی فنی کمزوریوں کی تلافی کر دیتی تھی۔ فوکیون کے ہتھیار سجے شہری سپاہیوں نے جس پامردی سے لڑ کر ٹامینی میں فتح حاصل کی اس سے

یہ ظاہر ہو گیا کہ اس قسم کی فوج کو نظر تحقیر سے نہ دیکھنا چاہیئے۔ گاہ بگاہ جوش کی حالت میں شہری اٹھ کھڑے ہوئے اور میدان کارزار میں پہنچ جاتے تھے، مگر ان کا یہ جوش ذرا دیر کے لئے ہوتا تھا۔ وہ اس پر آمادہ نہ تھے کہ ڈیموس تھینیز جس قسم کی کارروائی پر زور دیر یا تھا اس طرح پورے غور و فکر کے ساتھ باقاعدہ خدمت کا ایک نظام اختیار کریں۔

یہ جستجو کہ قوم اور اس کے سرگروہوں میں الزام کی حصۂ رسد تقسیم زیادہ صحت کے ساتھ کیجائے ہمارے لئے ایک فضول کام ہوگا خارجی و فوجی معاملات میں یوبولوس کی حکمت عملی بیکار ہوگئی اور اس کی وجہ زیادہ تر یہ ہوی کہ مدافعتی کارروائیوں کے لئے اس نے جتنا کچھ بھی عمدہ سامان کیا مگر جارحانہ جنگ کے لئے روپیہ مہیا نہیں ہوتا تھا اور روپیہ اس وجہ سے مہیا نہیں ہوتا تھا کہ یا تو وہ خود تھوڑی سی سرمایہ کو کم نہیں کرنا چاہتا تھا یا اتنی جرأت اس کو نہ ہوتی تھی اور نہ وہ کسی جنگی محصول کے ذریعہ سے زیادہ دولتمند طبقات سے روپیہ وصول کرنا چاہتا تھا کیونکہ یہی لوگ اس کے خاص حامی و مددگار تھے۔ ایتھنز کے شہریوں کی ذاتی دولت جیسی معقول تھی اس کے دیکھتے ہوئے چند شخصوں کا رضاکارانہ طور پر کشتیوں کی کمان کے لئے آمادہ ہو جانا بہت ہی خفیف سی بات معلوم ہوتی تھی مگر ایک سیاسی سرگروہ کے تدابیر سیاسی کا دار و مدار اس پر ہوتا ہے کہ وہ کس حد تک اس بات کا متوقع ہے کہ اس کا فریق اس کی تدبیروں سے اتفاق کرے گا۔ اور یوبولوس کی حکمت عملی کے نقائص بہت کچھ امرا و غربا دونوں کی وجہ سے پیدا ہوئے کیونکہ امرا زیادہ ایثار پر آمادہ نہیں ہوتے تھے اور غربا اپنی تقسیم رقم سے دست بردار نہیں ہونا چاہتے تھے اور درحقیقت یہ اس کی بدقسمتی تھی کہ اسے تخفیف اخراجات کی حکمت عملی اور بیڑے کی تدریجی تیاری کے لئے وقت نہیں ملا بلکہ ایسے حالات جمع ہوگئے جن کے مقابلہ میں اس کی اور ایتھنز دونوں کی طاقت نے جواب دیدیا۔ اولنتھس کی مخدوش حالت کے ساتھ ایوبیا کی مشکل کو فیلقوس نے بڑی عیاری سے مرتب کیا تھا اور عین

ایسے وقت میں اہل اتھینز کی کوششوں کو بیکار کردیا جب وہ اس محصور شہر کی امداد میں زیادہ قوت پہنچانی چاہتے تھے۔ اتھینز کے لوگوں پر اس وقت بہت سخت بار پڑ گیا تھا[۱] اور اگرچہ اس مشکل کا مقابلہ وہ اس طرح کرسکتے تھے کہ جن ذرائع کو وہ اختیار نہیں کرنا چاہتے تھے انھیں اختیار کرلیتے مگر بدیں اور قوم دونوں میں سے کسی نے بھی خود کو اس کام کا اہل ثابت نہیں کیا۔ ڈیموس تھینیز کی تعریف کرنا چاہئے کہ وہ ان تمام ایام میں اپنی سمجھ کے مطابق قومی جذبات کے اعلیٰ پہلو کی ترجمانی و نمایندگی کرتا رہا اور یہ کوشش کی کہ باوجود قوم کی مخالفت کے قوم میں اس حالت کو پھر پیدا کرے جسے وہ ان کی صحیح خصوصیت سمجھتا تھا۔

جنگ نیلقوس کے اس پہلے دور کے ختم کرنے کے قبل یہ مناسب ہوگا کہ اس واقعہ کا نتیجہ بھی بیان کردیا جائے جس کا ذکر پہلے ہی ہوچکا ہے۔ یعنی ۳۴۸ کی تقریب ڈایونیسیا کے موقع پر میڈیاس کا ڈیموس تھینیز پر ہاتھ چھوڑنا جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں میڈیاس کی بداطواری پر مجلس ملکی نے جو رائے دیدی تھی اس سے ہمت پکڑ کر ڈیموس تھینیز نے میڈیاس کو یہ نوٹس دیدیا کہ وہ جوری کے سامنے اس پر مقدمہ چلائے گا۔ اس کے بعد بھی ڈیموس تھینیز کو پریشان کرنے کے لئے میڈیاس سے متواتر حرکات سرزد ہوتے رہے اور اس نے ۳۴۷ کے لئے اس کے مشیر مقرر ہونے کی بایں طور مخالفت کی کہ اس عہدے کے تمام امیدواران کی طرح جب ڈیموس تھینیز بھی تنقیح کے لئے پیش ہوا تو اس پر غلط الزامات عائد کئے (مگر یہ کوشش ناکام رہی) مجلس ملکی کے جس جلسہ میں میڈیاس کی ڈایونیسیا والی حرکت پر غور ہوا تھا اسمیں باوجود میڈیاس کی استدعا کے یوبولوس نے اٹھنے اور اس کی مدافعت میں گفتگو کرنے سے انکار کردیا مگر بعد کو یہ معلوم ہوگیا کہ اس کا منشا یہ تھا کہ مقدمہ کے وقت میڈیاس کی تائید کرے اور یہ بھی عیاں ہوگیا کہ کوئی مقرر عام ڈیموس تھینیز کی مدد نہ کرے گا اتھینز کی جوری پر میڈیاس کے عظیم الوسعت اثر کا ثبوت اس سے مل گیا کہ اس اثر کو

[۱] ۳۴۸ کے اوائل میں جوریوں کو دینے کے لئے کافی روپیہ نہیں رہا تھا اور اسلئے عدالتوں کو معلق کردینا پڑا تھا۔

باطل کرنے کے لئے میڈیاس کے مخالف تقریریں اور اسکینیز پر مقدمہ چلانے کی کارروائی میں ڈیموس تھینیز کو کس قدر تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ میڈیاس کا ذاتی اثر خود بھی کچھ کم نہ تھا اور وہ متعدد عہدوں پر فائز تھا، جن کے ساتھ کچھ اہمیت و وقعت بھی شامل تھی خواہ ان عہدوں کے متعلقہ فرائض کی ادائی میں وہ کتنا ہی کچھ ناسزا کیوں نہ رہا ہو اس لئے ڈیموس تھینیز نے یہ محسوس کیا ہوگا کہ احساس عام کی موجودہ حالت میں اسے اپنے مقدمہ کے جیتنے کے توقعات بہت کم ہو سکتے تھے کیونکہ ایک منتظم سرود کی اہانت سے جو غیظ عام بھڑک اٹھا تھا وہ اب بہت سرد پڑ گیا تھا اور میڈیاس کے دوستوں نے یہ پیغام پہنچا دیا تھا کہ اگر مقدمہ ساقط کر دیا جائے تو وہ مناسب معاوضہ دینے کے لئے تیار ہے، پس قبل اس کے کہ مقدمہ واقعی عدالت میں پیش ہوا ہو ڈیموس تھینیز نے ہر طرح کے معروضات سے متواتر انکار کرنے کے بعد آخر الذکر (غالباً اواخر ۳۴۷ء) میڈیاس سے مصالحت کر لی اور اس شکایت کے طے کرنے کے لئے نصف ٹیلنٹ قبول کر لیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سیاسی خیالات کا بھی اس نے کسی قدر اثر قبول کیا ہو کیونکہ ہم جلد تر دیکھیں گے کہ ۳۴۷ء میں فیلقوس کے ساتھ گفتگوئے صلح کے آگے بڑھانے میں (جواب لازمی ہو گئی تھی) اس نے یوبولس اور اس کے فریق کے ہمنوا ہو کر کام کیا اور اسے اس امر سے مسرت ہوئی ہوگی کہ میڈیاس کے خلاف اپنے مقدمہ کو اٹھا کر اس نے مشکلات پیدا ہونے کو بچا لیا اور نیز اتیھنز میں خود اپنی حیثیت کو بھی خطرے میں پڑنے سے محفوظ رکھا۔

میڈیاس پر مقدمہ چلانے کے لئے ڈیموس تھینیز نے جو تقریر مرتب کی تھی وہ ہنوز موجود ہے البتہ اس میں ایسے آثار پائے جاتے ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس پر آخری نظر ثانی نہیں ہوئی تھی اور غالباً خود ڈیموس تھینیز نے اسے شائع بھی نہیں کیا تھا۔ یہ تقریر میڈیاس کی تمام زندگی اور اس کے کوائف حیات پر ایک پر زور حملہ ہے (اور بد قسمتی سے اس میں ملزم کے حسب و نسب کے متعلق بعض وہ قصے بھی شامل ہیں جن سے یہ گمان ہوتا ہے کہ

ایتھنز کے جوریوں پر اس قسم کے بیانات کا اثر پڑتا رہا ہوگا) مقرر نے بار بار اس امر پر اصرار کیا ہے کہ میڈیاس کے فعل سے خود اس کی توہین جتنی بھی ہوی ہو اس سے کہیں زیادہ قوم کی توہین ہوتی ہے (جو پہلے ہی اس حرکت پر اپنے غصہ کا اظہار کر چکی ہے) اور اس نے یکے بعد دیگرے جور وزیادتی کے ان افعال کو شمار کرایا ہے جن کے ارتکاب کا اس نے میڈیاس پر الزام لگایا ہے۔ وہ اسی کے شل گزشتہ واقعات پر بھی بحث کرتا ہے۔ اس میں دونوں قسم کے واقعات شامل ہیں، وہ واقعات بھی جن سے میڈیاس اپنی مدافعت میں دلائل اخذ کرسکتا تھا اور وہ واقعات بھی جن سے اس کے قابل الزام ہونے کے نظائر قائم ہوسکتے تھے۔ میڈیاس کو اپنے جن خدمات عامہ پر ناز تھا ان کی بھی اس نے اچھی طرح قلعی کھولدی ہے، اور ان کا مقابلہ خود اپنے خدمات سے کیا ہے۔ جن دلائل سے میڈیاس کے جرم کو تاریک کرکے دکھایا جاسکتا تھا ان تمام دلائل کو بیان کرنے کے بعد اب اس نے یوبولوس اور ملزم کے دوسرے مویدین کی طرف رخ کیا ہے اور جوری سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ قانون کو عمل میں لائے اور میڈیاس کو دوسرے مرتکبین کے لئے ایک مثال بنادے۔

یہ تقریر بھی اس کی عام نمایاں روش کے مطابق ہے مگر اس کی تمام پر زور تحریریں غیظ شدید کی آگ بھڑک رہی ہے جس میں جا بجا ان موقعوں پر دلسوزانہ ترحم کا رنگ بھی نظر آجاتا ہے جہاں مقرر نے میڈیاس کے سابق مظلوموں کے مصائب کا ذکر کیا ہے اور کہیں کہیں مذاق کی چاشنی بھی دیدی گئی ہے مثلاً جہاں اس نے خود میڈیاس کی قوم کو مخاطب کرنے کی نقل کی ہے اور جہاں اس نے میڈیاس کے خدمات سلطنت کے حاصل حصول کو دکھایا ہے وہاں (وہ کہتا ہے کہ) وہ اس کا چمکدار کارنامہ کہاں ہے۔ سلطنت کے حق میں اس کے خدمات کتنے ہیں اور اس کے بیش قدر مصارف کی رقم کیا ہے۔ مجھکو اس کا کچھ حال نہیں معلوم۔ اگر کچھ حال معلوم ہوسکتا ہے تو اس طرح کہ آپ لوگ اس مکان کا خیال کریں جو میڈیاس نے ایلوسس میں بنایا ہے جو ایسا بلند ہے کہ اس پاس کے مکان تاریکی میں آگئے ہیں۔ یا یہ کہ میڈیاس کے نقرہ گھوڑوں کی

اُس جوڑی کو یاد فرمایا جائے جو اس کی بیوی کو "اسرار" والے تہواروں میں یا جہاں وہ چاہے لیجاتی ہے، یا اس کے ان تین چار بیادہ ملازموں کا خیال کیا جائے جو بازار سے گزرنے کے وقت میڈیاس کے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں اور اس کے جام شراب صراحی وساغر کا ذکر ایسی بلند آواز میں کرتے جاتے ہیں کہ پاس سے گزرنے والے سن سکیں۔

ڈیموس تھنیز نے جو انداز اختیار کیا ہے یعنے بیہودہ و مغرور دولتمندوں کے مقابلہ میں وہ عمومیت کے حقوق کا مرد میدان بنا ہے، یہ انداز کسی قدر اندازہ سے بڑھ گیا ہے مگر میڈیاس کی تصویر بھی بہت ہی خوب کھنچ گئی ہے اور یونان و روما کے خطیبوں نے جن بد اطواروں کی تصویریں کھینچی ہیں ان کے پہلو بہ پہلو جگہ پانے کے قابل ہو گئی ہے۔

ضمیمہ باب ششم

(دربارہ معاملۂ فارمیو و اپولوڈورس)

فارمیو اور اپولوڈورس کے مناقشہ کے سلسلہ میں ڈیموس تھنیز نے جو کارروائی کی وہ اس قدر متنازعہ فیہ ہے اور جو سوالات اس سے پیدا ہوئے ہیں وہ اس بنا پر کہ ان سے ڈیموس تھنیز کے اخلاق کے قدر دانداز پر اثر پڑتا ہے، اس قدر وسیع الاثر ہیں کہ ان پر خاص توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ فارمیو ابتداءً ایتھنز کے بہت بڑے ساہوکار پاسیون کا غلام تھا اور پھر اسی کا آزاد کردہ معتمد علیہ بن گیا تھا۔ پاسیون کا سنہ ۳۷۰ میں انتقال ہو گیا اور اس کے بعد اس کے دو بیٹے اپولوڈورس اور پیسکلز باقی رہے، اپنے وصیت نامہ میں اس نے یہ درج کر دیا کہ فارمیو اس کی بیوہ سے عقد کرلے (اور بیوہ کے ساتھ اس کو بہت وافر دولت بھی دیجائے) نیز اس کے چھوٹے بیٹے پیسکلز کے متولیوں میں سے ایک متولی وہ بھی ہو اور جبتک کہ پیسکلز سن بلوغ کو نہ پہنچے اس وقت تک فارمیو کاروبار کا اجارہ دار ہو جائے۔

وارثوں کو ایک مقررہ رقم ادا کرتا رہے اور جو نفع ہو وہ خود لے۔ اس کاروبار میں ساہوکاری کے ساتھ ڈھالیں بنانے کا ایک کارخانہ بھی تھا۔ مقصود یہ تھا کہ پیسکلز کے سن بلوغ کو پہنچنے تک جائداد غیر منقسم رہے اور جب وہ سن بلوغ کو پہنچ جائے اس وقت اس کے اور اس کے بڑے بھائی اپولوڈورس کے درمیان جائداد برابر برابر تقسیم ہو جائے مگر اپولوڈورس کے اطوار نے اسے ناممکن کر دیا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص میں کسی قدر ملکی جوش بھی موجود تھا، اور اس نے ایک سے زائد مرتبہ امتیاز کے ساتھ "ٹرائی ارک" کی خدمت انجام دی تھی (ہم یہ پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ ۳۶۲ء میں جو "ٹرائی ارک" کے عہدہ کا تاج پیش کیا گیا اس کے لئے وہ کیونکر دعویدار ہوا تھا) مگر اسے سلطنت کی خدمت کا جس قدر حوصلہ و شوق تھا اس سے زیادہ اس کی عادتیں بے پروائی و اسراف کی تھیں اور اس کے ساتھ ہی مقدمہ بازی کا بھی بے حد شائق تھا۔ کم از کم آٹھ تقریریں جو ڈیموس تھینیز کی تقریروں میں غلط یا صحیح طور پر شامل کر دی گئی ہیں ایسی ہیں جن کو یا تو اپولوڈورس نے خود لکھا تھا یا اس کے لئے دوسروں نے لکھی تھیں اور ہمیں یہ معلوم ہے کہ اس نے (ان مقدمات کے علاوہ جن کے متعلق یہ تقریریں ہیں) اور بھی بہت سے مقدمات کی پیروی کی تھی اور ذرا سے اشتعال پر اپنے ہوں یا غیر سب پر مقدمہ چلا دینے کے لئے تیار ہو جاتا تھا۔

اپولوڈورس کے اطوار کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلسل قرضوں کی وجہ سے مشترکہ جائداد کی حفاظت خطرے میں پڑ گئی اور اس بنا پر پیسکلز نابالغ کے متولیوں نے اس کے حصہ کو بچانے کے لئے یہ ارادہ کیا کہ اس کے سن بلوغ تک پہنچنے کا انتظار کئے بغیر جائداد کو تقسیم کرالیں۔ تاہم یہ انتظام کیا گیا کہ فارمیو کو اس کاروبار کا اجارہ بدستور حاصل رہے اور وہ نصف لگان اپولوڈورس کو دے اور نصف پیسکلز کے نفع کے لئے محفوظ رکھے۔ ۳۶۲ء میں پیسکلز سن بلوغ کو پہنچا اور فارمیو کا اجارہ نامہ ختم ہو گیا اور اس نے خود اپنا ساہوکاری کا کاروبار جاری کیا اور جس طرح اس سے قبل اس کے

ف ملاحظہ ہو صفحہ ۳۱ - ۳۲۔

مالک پاسیون کو اتھینز کی شہریت عطا کی گئی تھی اُسی طرح فارمیو کے اعلیٰ صفات کے اعتراف میں اسے بھی شہریت کا حق عطا کیا گیا، اجارہ نامہ کے ختم ہونے پر جو مراسلات ہوئے اس کے دوران میں اور پھر ۳۶۰ ق م میں اپولوڈورس کی ماں کے انتقال کر جانے پر کچھ قانونی کارروائیوں کے بعد اپولوڈورس نے فورمیو کے مقابلہ میں اپنے تمام دعاوی سے دست برداری لکھدی تھی مگر باوجود اس کے ۳۵۰ ق م میں اس نے فارمیو کے خلاف بیس ٹیلنٹ کا ایک دعویٰ دائر کر دیا۔ اس پر فارمیو نے دعوے کے ممنوع السماعت ہونے کی وجہ پیش کی اور عذر کیا کہ (روداد مقدمہ چاہے کچھ ہو لیکن) جو نالش کی گئی ہے وہ خلاف قانون ہے کیونکہ اپولوڈورس پہلے ہی اپنے تمام دعووں سے دست بردار ہو چکا ہے اور نیز یہ کہ قانون میعاد سماعت کی رو سے تولیت کے ختم ہو جانے کے پانچ برس کے بعد ہر قسم کے دعاوے منقضی ہو جاتے ہیں۔

جو فریق کسی نالش کے مسدود ہونے کا عذر پیش کرتا تھا اس کا یہ حق ہوتا تھا کہ عدالت پہلے اس کے عذر کی سماعت کرے مگر فارمیو نے غیر ملکی نسل سے ہونے اور عدالت کی کارروائی سے پوری واقفیت نہ رکھنے کی وجہ سے خود تقریر نہیں کی بلکہ اس کے دوستوں نے اس کی وکالت کی، جن میں سے ایک نے عدالت کے سامنے وہ تقریر کی جسے ڈیموس تھینیز نے اس کے لئے مرتب کیا تھا۔ اس تقریر میں نہ صرف فورمیو کے قانونی عذر کو صحیح ثابت کر دکھایا تھا بلکہ اصلی مقدمہ کے واقعات پر بھی اس طرح بحث کی تھی جو مقدمہ کا نہایت بے رحمانہ طور پر قطعی فیصلہ کرتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اس تقریر میں یہ کوشش بھی کی گئی تھی کہ اپولوڈورس نے فورمیو یعنے اپنے باپ کے سابق غلام کی نسبت جو اب اپولوڈورس کا سوتیلا باپ تھا جو حاسدانہ روش اختیار کر رکھی تھی اس کا بھی جواب دیا جائے اور فارمیو نے اپولوڈورس اور اس کے خاندان کی جائداد کو محفوظ رکھکر ان کی جو خدمت کی تھی اس پر بلکہ اس کے خدمات سلطنت پر بھی زور دیا گیا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ مقرر نے اپولوڈورس کے مثل مسرفانہ زندگی بسر کرنے والے اور بددیانت مقدمہ باز اشخاص کے مقابلہ میں اس بات پر اصرار کیا کہ معاملات کاروبار میں

دیانت داری بڑی قدر و قیمت رکھتی ہے۔ اس تقریر کا اخلاقی زور ایسا نہ تھا کہ کوئی اس کے مقابلہ میں ٹھہر سکتا۔ اہل جوری کا پانچواں حصہ بھی ایپولوڈورس کی موافقت میں رائے نہ دے سکا اور اس لئے علاوہ مقدمہ کے ہار جانے کے اُسے سخت جرمانہ بھی ادا کرنا پڑا۔

مگر ایپولوڈورس ایسا شخص نہ تھا کہ بلا ہاتھ پاؤں ہلائے اپنی شکست کو مان لیتا جس طرح انوتیس نے ڈیموس تھینیز کے گواہوں میں سے ایک گواہ پر مقدمہ چلایا تھا اسی طرح ایپولوڈورس نے بھی فارمیو کی تائید کرنے والے گواہوں میں سے ایک گواہ پر مقدمہ چلایا۔ اول الذکر مقدمہ کی طرح اس آخرالذکر مقدمہ میں بھی اس گواہ کی شہادت غیر اہم سی تھی۔ فارمیو کا یہ عذر کہ دعویٰ مسدود تھا اس گواہ کی شہادت کے بغیر بھی قطعی ثابت تھا۔ تاہم کسی جھوٹے گواہ کے سزا پا جانے کا نتیجہ یہ ہوتا کہ اصل مقدمہ کی سماعت ازسرنو کیجاتی اور اس صورت میں بالکل ممکن تھا کہ فارمیو کے حق میں مقدمہ کا فیصلہ ہوتا۔

اب بحث طلب یہ ہے کہ ڈیموس تھینیز کی جو تقریریں ہم تک پہنچی ہیں ان میں سے دو تقریریں اسی گواہ اسٹی فینس پر مقدمہ چلانے کی غرض سے ایپولوڈورس کے لئے لکھی گئی ہیں اور اس واقعہ سے سب کو بالطبع یہ محسوس ہوا ہے کہ اگر فارمیو کے حق میں پرجوش فصاحت صرف کرنے کے بعد ڈیموس تھینیز نے اپنا پہلو بدل دیا اور ایپولوڈورس کو اس فیصلہ کو مسترد کرا دینے کی کوشش میں مدد پہنچائی جسے حاصل کرنے اور ثابت کرنے میں اس نے سب سے زیادہ سعی کی تھی تو یہ فعل ایسا نہ تھا جس کا مرتکب کوئی شریف ہو سکتا تھا۔ صرف یہی ایک فعل نہ تھا جو سب سے بڑا گریز ایک اعلیٰ معیار عزت کے امتیاز سے اس معاملہ میں ڈیموس تھینیز سے ظاہر ہوا ہو بلکہ اسٹی فینس کے مقابلہ میں اپنی پہلی تقریر میں ڈیموس تھینیز نے جس طریقہ سے مقدمہ کو اٹھایا ہے تو وہ طریقہ (اگر تحریر فی الواقع ڈیموس تھینیز کی لکھی ہوئی ہے) ڈیموس تھینیز کے لئے اور بھی زبون اور معیوب تھا۔ اُس نے بیان کیا کہ خود وہ دستاویزیں جن کی بنا پر فورمیو نے اس سے پہلے مقدمہ میں اپنا دعویٰ ثابت کیا تھا کوئی وجود نہیں رکھتیں۔ اور اگر کوئی وجود رکھتی ہیں تو وہ خود

فار میو کی بنائی ہوئی جعلی دستاویزیں ہیں۔ علاوہ اس کے ڈیموس تھینیز نے جس طرح اپنی سابقہ تقریر میں فار میو کے اعلیٰ اخلاق اور اس کے ممتاز خدمات کی تعریف کی ہے اسی طرح اب اس تقریر میں سفیہانہ و سوقیانہ طور سے اس پر حملے کئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی خود اپولوڈورس کی ماں اور اس کے بھائی کی نسبت بھی بدترین طریقہ کے کنائے اور اشارے کئے ہیں۔ یہ خیال میں آسکتا ہے کہ خود اپولوڈورس کا اس طرح کی کوئی تقریر کرنا ممکن تھا لیکن اگر ڈیموس تھینیز نے اپنے موکل کے رنگ میں تحریر کے فن کو اس حد تک پہنچا دیا ہو تو اس سے بجائے عزت و شرافت کے اس کی قابلیت کا ثبوت زیادہ ملتا ہے۔ درحقیقت اسٹی فینس کے خلاف یہ مقدمہ نہایت کمزور تھا۔ مدعی نے جن امور پر بحث اٹھائی تھی ان کا جواب یا تو اس تقریر میں جو فور میو کی طرف سے کی گئی تھی خود ہی موجود تھا یا فوراً ذہن میں آسکتا تھا۔ مدعی کے وکیل کی قابلیت و طباعی اسکے لئے نہ تھی کہ جو امور بحث کے لئے اس نے اٹھائے تھے ان کی کمزوری کو چھپا سکتا۔

بدقسمتی یہ ہے کہ اسٹی فینس کے مخالف جو تقریریں موجود ہیں ان کا مصنف کون تھا اس کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ ممکن نہیں۔ یہ ضرور ہے کہ دوسری تقریر کے متعلق جو دلائل و طرز بیان دونوں میں کمزور ہے اب کوئی یہ یقین نہیں رکھتا کہ وہ ڈیموس تھینیز کی تصنیف ہے، ممکن ہے کہ اپولوڈورس نے اپنے مقدمہ میں عین وقت پر جو کچھ تقریر کی ہو اسے بعد کو کسی نے اپنی یاد سے لکھا ہو اور یہی "دوسری تقریر" سمجھی گئی۔ مگر "پہلی تقریر" کی نسبت کہ وہ ڈیموس تھینیز کی تصنیف سے ہے یا نہیں جو دلائل بیان کئے جاتے ہیں وہ قوت میں مساوی ہیں۔ داخلی شہادت یعنے فی نفسہٖ تحریر کی خصوصیات سے کیا ثابت ہوتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت تو یہ ہے کہ اگر اس تقریر کا مضمون فور میو والی تقریر کے مضمون سے بالکل مختلف و متضاد ہوتا تو پھر خود طرز کلام اور طریقۂ استدلال میں کوئی بات ایسی نظر نہیں آتی جس سے خیال ہو کہ یہ تقریر ڈیموس تھینیز کی لکھی ہوئی نہیں ہے۔ اس تقریر میں ایک عجیب ٹکڑا عبارت کا تقریباً وہی ہے جو پانٹی نیٹوس والی تقریر میں ہے

جسے بالعموم ڈیموس تھینیز کی تصنیف سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ اب رہی دوسری صورت تو وہ یہ ہے کہ اس تقریر میں بعض جملے اور عبارتیں ایسی ہیں جن کو پڑھ کر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ڈیموس تھینیز کی لکھی ہوی ہیں ان جملوں اور عبارتوں سے کم سے کم اس امکان کی گنجائش باقی رہجاتی ہے کہ یہ تقریر کسی دوسرے کی تصنیف کی ہوی ہے۔ بیان میں ایک ہی سی ترکیبوں کے بار بار آنے سے خاص کر ضمائر و حروف عطف کے استعمال کی یکسانی سے خیال کیا گیا ہے کہ یہ انداز ڈیموس تھینیز کی تحریر سے نہیں ملتا۔ پانٹی نیٹوس والی تقریر کے بعض عبارتوں کے اس تقریر کے بعض حصوں سے مل جانا اس بات کا ثبوت نہیں کہ دونوں کا مصنف ایک ہی تھا کیونکہ ایک ہی سی عبارتیں بعض وقت مختلف مقرروں کے بیان میں آجاتی ہیں[1]۔

مگر اس سوال میں خارجی شہادت سے مزید پیچیدگی پیدا ہوگئی ہے۔ اتنا تو صاف ہے کہ ڈیموس تھینیز کی نسبت یہ خیال موجود تھا کہ اس نے اپولوڈورس اور فارمیو کے مقدمہ میں کوئی حرکت ایسی کی ہے جس سے اس کی عزت پر حرف آتا ہے۔ لیکن اول اول جو الزام اس پر عائد کیا گیا تھا وہ یہ نہیں تھا کہ اس نے مدعی اور مدعی علیہ دونوں کے لئے تقریریں لکھدی تھیں۔ اسکینز یہ سوال کرتا ہے کہ "ایک پیدائشی خائن ملت کی نسبت ہمارا کیا خیال ہو سکتا ہے؟ کیا وہ ایسا شخص نہیں ہے جو ان لوگوں کے ساتھ جو اس سے معاملت کرتے ہیں اور اس پر اعتماد کرتے ہیں ایسا ہی برتاؤ کرتا ہے جب برتاؤ آپنے ان لوگوں کے ساتھ برتاؤ کیا ہے؟ کیا یہ شخص وہ نہیں ہے جو روپیہ کمانے کے لئے تقریریں لکھتا ہے تاکہ عدالت میں وہ کام میں لائی جائیں اور ایک فریق کے لئے جو تقریر لکھتا ہے وہ اس کے مخالف فریق کو دکھا دیتا ہے؟ تم نے ایک تقریر فورمیو کا کے لئے لکھی اور اس کا نذرانہ بھی تم کو ملا اور وہ ہی تقریر تم نے اپولوڈورس کو بھی دکھادی جس نے فورمیو پر ایک سنگین جرم کا مقدمہ چلایا تھا" اس بیان کا مقصود

---

[1] ملاحظہ ہو صفحہ

یہی ہو سکتا ہے کہ ابتدائی مقدمہ کے دوران میں ڈیموس تھینیز نے فورمیو والی تقریر اپولوڈورس کو دکھا دی تھی (کسی قدر مبالغہ کو دخل دیکر اس الزام کو سنگین جرم کہا گیا ہے یونانیوں کا میدان بلاغت اسکی مثالوں سے خالی تھا نہیں ہے، لیکن فی الواقعہ یہ الزام اس وجہ سے سنگین تھا کہ جس رقم کا دعویٰ کیا گیا تھا وہ اس قدر زیادہ تھی کہ اگر فارمیو پر الزام ثابت ہو جاتا تو اس کو مجبوراً جلاوطن ہونا پڑتا ممکن ہے کہ بعض اہل علم نے جو توجیہ تجویز کی ہے وہ صحیح ہو یعنے یہ کہ ڈیموس تھینیز نے اپولوڈورس اور فارمیو میں مصالحت کرادینی چاہی ہو اور یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اس کے مقدمہ میں بالکل جان نہیں ہے اپولوڈورس کو تقریر دکھادی ہو، گو اس پر بھی مصالحت نہ ہو سکی۔ اسکینز کے لئے یہ آسان تھا کہ وہ اس واقعہ کو اس طرح بگاڑ کر بیان کرے جس سے معلوم ہو کہ ڈیموس تھینیز فورمیو کے خلاف ایک خیانت کا مرتکب ہوا ہے لیکن یہ فرض کرنا بہت مشکل ہے کہ اگر ڈیموس تھینیز نے حقیقت میں فورمیو کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کیا تھا جیسا کہ اسٹی فنس کی مخالفت میں "پہلی تقریر" کے مصنف سے ظاہر ہوا تو اسکینز اور ڈنیارکس جو ہر طرح کا الزام ڈیموس تھینیز کے سر تھوپ دیتے تھے اس واقعہ سے اپنا پورا مطلب نکالنے میں چوک جاتے۔

لیکن اگر یہی صورت تھی تو ہم اس امر کی کیا توجیہ کر سکتے ہیں کہ پلوٹارک اور بعد کے دوسرے مصنفوں نے قطعی طور پر بیان کیا ہے کہ ڈیموس تھینیز نے اپولوڈورس اور فارمیو دونوں کے لئے تقریریں لکھی تھیں۔ پلوٹارک کہتا ہے کہ یہ ایسا ہی تھا جیسے ایک ہی کارخانہ سے دونوں فریقوں کے ہاتھ تلواریں فروخت کیجائیں (اس مثال سے یہ کوئی سنگین جرم نہیں معلوم ہوتا مگر شاید یہ ایک لطیفہ ہے جس میں غالباً ڈیموس تھینیز کے باپ کے پیشہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے) غالباً پلوٹارک کا یہ بیان کہ ڈیموس تھینیز نے دونوں کے لئے تقریریں لکھیں اس بنا پر ہے کہ یہ دونوں تقریریں ڈیموس تھینیز کے اس مجموعہ خطبات میں ملی تھیں جو پہلی مرتبہ اسکندریہ میں مرتب ہوا تھا۔ بعد کا ایک مصنف زوسیموس (سنہ ۵۰۰ء) ڈیموس تھینیز کی اس فرضی بے انصافی و بے اعتدالی کو اور بھی

زیادہ مبالغہ سے بیان کرتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ تمام قصہ کسی غلط فہمی پر مبنی ہو، اور یہ غلط فہمی جب ایک مرتبہ شروع ہو گئی تو پھر اُس میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔

جو لوگ یقین رکھتے ہیں کہ ڈیموس تھنیز نے اسٹی فینس کے خلاف پہلی تقریر لکھی تھی وہ اس کی اس حرکت کو بالعموم سیاسی اغراض پر محمول کرتے ہیں۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ عین اسی زمانہ میں ایپولوڈورس نے مجلس ملکی میں ایک تحریک اس مضمون کی پیش کی تھی کہ قوم کو تصفیہ کرنا چاہیئے کہ آیا ملک کی آمدنی سے جو رقم حاصل ہو وہ فوجی اغراض کے لئے صرف کی جائے یا بدستور تھواری سرمایہ میں جمع ہوتی رہی۔ یہ ٹھیک اس حکمت عملی کے موافق تھا جس کی حمایت و وکالت ڈیموس تھنیز اُسی سال جس میں اسٹی فینس کا مقدمہ ہوا ہے زوروں کے ساتھ اس غرض سے کر رہا تھا کہ اس رقم سے فیلقوس مقدونی کے خلاف جنگ میں کام لیا جائے۔ مگر اس میں بہت شک ہے کہ اس قسم کے خیالات ڈیموس تھنیز پر واقعی کوئی اثر ڈال سکتے تھے۔ ایپولوڈورس کی یہ تحریک غالباً ویسی ہی مدمغانہ انداز میں ہوی ہو گی جس انداز میں اس کے بہت سے مقدمے دائر ہو چکے تھے۔ یہ تحریک خلاف قانون تھی اس وجہ سے اس پر بہت سخت جرمانہ ہوا اور اغلب یہ ہے کہ اس تحریک سے ڈیموس تھنیز جس مقصد کو آگے بڑھانا چاہتا تھا اس کو بجائے نفع کے نقصان زیادہ پہنچ گیا۔ علاوہ ازیں سیاسی حالت کچھ ہی کیوں نہ ہو یہ خیال کرنا بھی دشوار ہے کہ کوئی وکیل جو ایک اچھے مقدمہ میں شان کے ساتھ کامیاب ہو چکا ہو وہ اُسی معاملہ کے متعلق اپنے سابق موکل کے خلاف ایک ناقص مقدمہ کو لے لیگا۔

اس لئے کم از کم اس قیاس کے لئے کافی دلیل موجود ہے کہ ڈیموس تھنیز اس سفیہانہ حرکت کا مرتکب نہیں ہوا ہو گا لیکن اگر واقعی ایسا ہوا تھا تو اس کی بریت میں کچھ کہنے کو نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ اُس زمانہ میں ایک تقریر لکھنے والے اور اس کے موکل کے درمیان تعلقات اتنے گہرے نہیں ہوتے تھے جتنے اس زمانہ کے وکیلوں اور ان کے موکلوں کے درمیان ہوتے ہیں اس سے ڈیموس تھنیز کی

بریت میں زیادہ مدد نہیں ملتی اور اس سے اصلی شکایت کی کسی حقیقت پر مطلق اثر نہیں پڑتا۔ اصلی شکایت یہ تھی کہ فارمیو کے اخلاق و عادات پر جس بیدردی و بیحسی سے حملہ کیا گیا تھا وہ ایسا ہی متبذل تھا کہ اس کی سابقہ مدح سرائی شریفانہ تھی اس روشنی میں دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدح وذم دونوں پردہ دانستہ مکاری سے زائد نہیں تھیں۔ جو کچھ کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ڈیموس تھینیز سے اگر یہ فعل سرزد ہوا ہے تو اس کے تمام سوانح حیات میں دوسرا ایک بھی فعل ایسا نہیں ہے جس کو اس سے دور کی نسبت بھی ہو۔ محض اپنے دشمنوں پر سخت حملہ کرنا ایک دوسری چیز ہے۔ اگرچہ اس کہنے سے ڈیموس تھینیز کی بریت نہیں ہوتی مگر کم سے کم اس بات سے انکار کا موقع ملجاتا ہے کہ اس قسم کے افعال اس کی طبیعت کے عام خصوصیات سے تھے۔

تعلیقات

ا۔ بعض مورخین کا گمان یہ ہے کہ ان اجیر سپاہیوں کو نوکس کے سرگردہ فیلیکس نے بھیجا تھا مگر ایک تو ہمارے اسناد میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہے اور دوسرے اہل نوکس کا ایتھنز کے ساتھ مخالفہ بھی تھا۔ یہ ظن بھی اس سے کم درجہ پر نہیں ہے کہ ٹارا ستھینز نے ان اجیر سپاہیوں کو جو اب تک فیلیکس کی خدمت میں تھے زیادہ تنخواہ کے وعدے پر ایوبیا کی جانب کر لیا ہو لیکن اگر فیلیکس نے انھیں بالقصد اہل ایتھنز کی مخالفت کے لئے بھیجا تھا تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ نوکس کی فوجوں میں مشاجرات انتہائی حد کو پہنچ گئے ہوں گے اور فیلیکس نے اس وجہ سے یہ مخالفانہ روش اختیار کی ہو گی کہ جو فریق اس کا مخالف تھا وہ ایتھنز کا دوست تھا یہ تو ۳۴۲ء کے افتتاح کے قریب پیش آیا مگر ہمارے پاس اس کی کوئی شہادت نہیں ہے کہ ۳۴۲ء کے اوائل میں بھی ایسا ہی تھا۔

۲۔ ایوبیا کی مہم کی تاریخ بہت متنازعہ فیہ رہی ہے بعض مورخین اسے

۳۴۸ء میں قرار دینے کے بجائے ۳۵۰ء یا ۳۴۹ء میں قرار دیتے ہیں۔ ذیل میں وہ خاص خاص غور طلب امور دئے جاتے ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ۳۴۸ء ہی صحیح تاریخ ہے۔

(۱) اس مہم والے سال میں ڈیموس تھینیز منتظم سرود ہوا تھا اور میڈیاس کے خلاف جو تقریر وہ کرنے والا تھا وہ پہلے آرخن کے بعد اس دوسرے آرخن کے دور میں لکھی گئی تھی جس کے سال میں یہ سرود واقع ہوا تھا۔ مزید براں اس تقریر والے سال میں ڈیموس تھینیز مجلس مشورت کا رکن بھی تھا۔ اب اگر یہ فرض کیا جائے کہ اس کی یہ بزم سرود (آرخن کیلیمیکس کے دور میں جس کی میعاد عہدہ جولائی ۳۴۹ء سے جولائی ۳۴۸ء تک تھی) مارچ ۳۴۸ء میں واقع ہوئی تو یہ تقریر آرخن تھمسٹاکلیز کے دور کے لئے یعنے جولائی ۳۴۷ء کے بعد کے کسی دور کے لئے تیار ہوئی ہوگی اور ہم یہ جانتے ہیں کہ تھمسٹاکلیز کے دور میں ڈیموس تھینیز واقعتاً مشیر (رکن کونسل) تھا۔ جو لوگ اس مہم اور اس تقریر کو اس سے قبل کی تاریخ میں قرار دیتے ہیں وہ یہ فرض کر لیتے ہیں کہ ڈیموس تھینیز ۳۵۰-۴۹ء یا ۳۴۹-۴۸ء میں بھی مشیر (رکن کونسل تھا) ایسا ہونا قانوناً ممکن ہوتا۔ تاہم چونکہ مشیروں (ارکان کونسل) کا انتخاب قرعہ اندازی سے ہوتا تھا اس لئے اسے بعید الوقوع ضرور سمجھنا چاہئے اور اس امر کی قطعاً کوئی آزادانہ شہادت بھی نہیں ہے کہ ان دونوں برسوں میں سے کسی برس میں وہ مشیر رہا ہو۔

(۲) اولنتھس سے متعلق خطبات جو غالباً ۳۴۹ء کے موسم گرما وخزاں میں ہوئے تھے ان میں ایوبیا کی پریشانی کا ذکر بھی نہیں پایا جاتا۔

(۳) نیرا کے خلاف تقریر (۳) اور میڈیاس کے خلاف تقریر (۱۹۷) دونوں سے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اولنتھس کو مدد دینے کے لئے شہری سپاہیوں پر مشتمل مہم اس سال بھیجی گئی تھی جس سال ایوبیا کی مہم بھیجی گئی تھی۔

(۴) اسکینز کے موافق ایوبیا کے ایلچی شرائط صلح پر بحث کرنے کے لئے مجلس ملکی کے سامنے اس سے کچھ ہی قبل آئے تھے جب فرینین پر بخ کے جہازوں

نے قبضہ کرلیا تھا اور یہ واقعہ اولمپیا کی عارضی صلح کے دوران میں پیش آیا تھا اور عارضی صلح جولائی ۳۴۸ ق م میں واقع ہوئی تھی۔

(۳) گروٹ کی اس رائے کا قرین حجت ہونا بہت ہی اغلب ہے کہ اولنتھس کے زوال کے عین بعد ہی والے ہفتہ میں کیرس نظروں سے غائب ہوگیا۔ اینیٹوکس اسے دیکھنے اور یہ کہنے کے لئے بھیجا گیا کہ ایتھنز کے لوگ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ فیلقوس جب کرسونیز کی طرف بڑھ رہا تھا تو اہل ایتھنز کو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ ان کا سپہ سالار اور ان کی بھیجی ہوئی فوج کہاں ہے اور اسکینیز یہ ذکر کرتا ہے کہ ان بھاگے ہوئے سپہ سالاروں کے خلاف جنگ کرنے میں پندرہ سو ٹیلنٹ خرچ ہوگئے۔ ان سپہ سالاروں کے نام ڈیارس ڈیپریس اور پالیفونٹس تھے اور اگر اسکینیز ان کا ذکر نہ کرتا تو ہمیں ان کا نام بھی نہ معلوم ہوتا اینیٹوکس کی اس مہم کو گروٹ اس امر سے متعلق کرتا ہے کہ کرسونیز کے آبادکاروں میں اضطراب پھیل گیا تھا اور یہ بہت ہی اغلب ہے کہ اس وقت میں فیلقوس کے مفروضہ آزادی کے متعلق افواہیں پھیلا دی گئی ہوں۔ شافر کا خیال تو یہاں تک ہے کہ فیلقوس کے سپہ سالار واقعتاً وہاں بھیجے گئے تھے۔

(۴) یہ رائے بالخصوص شافر کی ہے۔ اس تمام مسئلہ کا پہلے وسینڈس نے اپنی تالیف "ڈیموس تھینیز کی منتخب خانگی تقریریں" (Select Private Orations of Demos thenes) میں بہت ہی خوب خلاصہ کیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہونا چاہئے کہ یہ امر بہت ہی غیر اغلب ہے کہ اس تقریر کو اپولوڈورس نے خود مرتب کیا ہو یا اس شخص نے مرتب کیا ہو جس نے اس کی اکثر وہ تقریریں مرتب کی تھیں جو اس وقت تک موجود ہیں۔

فیلقوس کی جانب پہلی سفارت

اولنتھس کے واقعی زوال کے قبل ہی اکثر ژرف نگاہ مدبروں کو صاف نظر آ گیا ہو گا کہ ایتھنز کی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ کامیابی کے ساتھ فیلقوس کے ساتھ جنگ جاری رکھ سکے۔ ۳۴۹ئہ میں ایتھنز کو یہ موقع مل گیا تھا کہ وہ اپنا پورا زور اولنتھس کی مدافعت میں صرف کر دیتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا اور جب اہل ایتھنز نے موقع کی اہمیت کو کسی قدر زیادہ وضاحت کے ساتھ سمجھا تو وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا کیونکہ ایوبیا کی نقل و حرکت نے ان کی قوتوں کو منقسم کر دیا تھا اور اس مقصد کے لئے انھوں نے جس قدر قوت و سرمایہ صرف کرنا مناسب سمجھا تھا وہ اس دُہرے کام کے لئے کافی نہیں تھا، پس اس صورت میں فیلقوس کے مقابلہ میں کامیابی کے ساتھ جدوجہد کا جاری رکھنا ناممکن ہو گیا اور ذی ہوش اشخاص اس موقع پر جو روش اختیار کر سکتے تھے وہ یہی تھی کہ فیلقوس سے آشتی کر لی جائے۔

فیلقوس بھی مخاصمات کے ملتوی کر دینے کے لئے بیچین تھا۔ اس کے نقطۂ نظر سے ایتھنز ایسا دشمن نہیں تھا جیسا اہالئ ایتھنز خود اپنے کو یقین دلانا چاہتے تھے اور اس لئے قبل اس کے کہ وہ ایتھنز کے ساتھ اپنی رقابت کو انجام تک پہنچائے اسے صبر و انتظار کا کافی موقع حاصل تھا، مگر اس کے ساتھ ہی سمندر پر ایتھنز کو اتنی قوت حاصل تھی کہ وہ فیلقوس کے فوری مقاصد کے حصول میں بہت دشواریاں پیدا کر سکتا تھا۔ ۳۵۲ئہ میں تھرماپولی میں اس کی کارروائی

اور ساحل ہلسیانٹ پر اپنی حیثیت کو مستحکم رکھنے کے لئے یوابولوس تک کی سرگرمی میں اس کا عزم مصمم اس امر کے کافی ثبوت تھے اور اس لئے فیلقوس کے لئے خود یونان کے اندر اپنی قوت کے بڑھانے اور تھریس پر اپنے تسلط کے مستحکم و وسیع کرنے دونوں اعتبارات سے اسی میں زیادہ سہولت تھی کہ وہ اتیھنز سے کوئی ایسا انتظام کرلے جس سے اسے اپنی نقل و حرکت میں اتیھنز کی مداخلت سے نجات مل جائے یا کم از کم اس میں تاخیر و تعویق واقع ہو جائے۔ مزید براں اتیھنز کے جہازوں نے جو اس کے بندرگاہوں کو روک رکھا تھا اور جہازوں کے ناخدا جو تاخت اس کے سواحل پر کر رہے تھے ان سے اسے نقصان پہنچ رہا تھا۔ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ امر پہلے ہی سے اس کے مرکوز خاطر تھا کہ تمام یونان Hellas کو اپنے زیر اثر متحد کر کے مشرق کی فتح کا راستہ کھول دے اور اس مقصد کے لئے وہ اتیھنز کے بیڑے کا اتحاد عمل چاہتا تھا جسے اس کے بیڑے پر وہی فوقیت حاصل تھی جیسی اس کی فوجوں کو اتیھنز کی فوجوں پر تھی۔ بہر حال جو کچھ بھی رہا ہو کوئی صحیح شہادت اس بات کی موجود نہیں ہے مگر ۳۴۸ء کے موسم گرما میں جب ایوبیا کے ایلچی اس غرض سے اتیھنز میں گئے کہ ان شرائط صلح پر بحث کریں جو اتیھنز اور ان کے ایوبیا میں منعقد ہونے والی تھی تو فیلقوس نے انھیں یہ اختیار دیا کہ وہ اس کی طرف سے یہ کہدیں کہ وہ بھی مفاہمت کا خواہاں ہے[1][2]۔

اس کے تھوڑے زمانہ بعد اتیھنز کے ایک شخص فرینن نامی کو فیلقوس کے جہازوں نے ایک تاخت کے دوران میں گرفتار کر لیا اور اس کا بیان یہ تھا کہ یہ گرفتاری اولمپیا کے التوائے جنگ[2] کے زمانہ میں ہوئی تھی جبکہ یونانی

---

[1] اولنتھس کی جانب اتیھنز کی آخری مہم بلا شک شبہ اس وقت تک روانہ ہو چکی تھی مگر موسم کی خرابی کی وجہ سے اپنے جائے مقصود تک پہنچی نہیں تھی۔

[2] یعنے ماہ جولائی کے قریب اس التوائے جنگ کی غرض یہ تھی کہ اولمپیا کے کھیلوں کی شرکت کے لئے جو لوگ جانا چاہتے ہوں انھیں بے خوف و خطر سفر کا موقع مل سکے۔

رواج کے موافق مخاصمات معلق ہو جاتے تھے۔ اسے فدیہ دیکر چھوڑا گیا اور اتھینز میں واپس آکر اس نے اہل اتھینز سے یہ درخواست کی کہ ایک ایلچی ان کی جانب سے فیلقوس کے پاس جائے اور اس کی رہائی کی جو رقم دی گئی تھی اس کی واپسی چاہے۔ سٹیفن اس غرض کے لئے بھیجا گیا اور فیلقوس کی طرف سے یہ پیغام لے کر واپس آیا کہ فیلقوس اپنی مرضی کے خلاف اتھینز کے ساتھ جنگ میں مبتلا ہو گیا ہے اور اگر یہ جنگ ختم ہو سکے تو وہ اب بھی اس سے خوش ہو گا، اس نے اور بھی کچھ دوستانہ خیالات کا اضافہ کیا تھا۔ قوم نے جوش و خروش کے ساتھ اس پیغام کا خیر مقدم کیا اور سٹیفن کے شکریہ کی رائے منظور کی گئی۔

اس کے بعد ہی فوراً فلوکراتیس نے یہ حکم منظور کرا لیا کہ فیلقوس کو شرائط صلح پر بحث کرنے کے لئے اپنے ایلچی اتھینز میں بھیجنے کی اجازت ملنی چاہیئے۔ اس پر لیسنس نے اس حکم کے خلاف قانون ہونیکے ادعا پر فلوکراتیس پر مقدمہ چلا دیا اور اس پر سو ٹیلنٹ کے جرمانہ کا مطالبہ کیا (اسکینز کے خیال کے موافق لیسنس چند ایسے خود غرض اشخاص کی نمائندگی کر رہا تھا جو سٹیفن کی واپسی کے قبل بھی فلوکراتیس کی ایک اس قسم کی تجویز میں سد راہ ہو چکے تھے) فلوکراتیس اس مقدمہ کی پیشی کے وقت علیل تھا اور ڈیموس تھینیز نے اس کی طرف سے جواب دہی کی۔ اس کی تقریر تمام دن جاری رہی اور فلوکراتیس بری کر دیا گیا۔ لیسنس کو اہل جوری کے پانچویں حصہ کی بھی رائے نہیں ملی اور اس لئے اس پر سخت تاوان عائد کیا گیا۔

فلوکراتیس کی صفائی میں ڈیموس تھینیز کا تقریر کرنا ایسا فعل تھا جسکی

لہ ممکن ہے کہ فلوکراتیس کا حاصل کردہ حکم اس قرارداد کے خلاف رہا ہو کہ فیلقوس کا کوئی سفیر نہ بلایا جائے اور یہ قرارداد اس مخالفہ کے شرائط میں داخل رہی ہو جو اہل اولنتھس سے ہوا تھا۔ (شافر جلد رابع صفحہ ۲۳ و ۱۶۶) مگر خلاف قانون ہونے کا جو دعویٰ کیا گیا اس کی نوعیت کے متعلق کوئی قطعی شہادت معلوم نہیں ہوتی۔

توجیہ دو طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ پر ہو سکتی ہے یہ دونوں طریقے اس امر کے فرض کرنے پر مبنی ہیں کہ آیا فلوکراتیس کا مقدمہ اولنتھس کے زوال کے قبل ہوا تھا یا بعد۔ اگر ڈیموس تھینیز نے زوال اولنتھس کے قبل مجوزہ امن کی حمایت کی تھی تو ہم فرض کر سکتے ہیں کہ ڈیموس تھینیز اسی وقت سے یہ بات سمجھ گیا تھا کہ سردست اس جدوجہد کے جاری رکھنے میں کوئی امید نفع کی نہیں ہے اور اتنی جرات اس میں موجود تھی کہ وہ اپنے اس بدلے ہوئے خیال پر عمل بھی کر سکا۔ دوسری طرف یہ امر غیر اغلب معلوم ہوتا ہے کہ وہ اولنتھس کو اس کی اشد ضرورت کے وقت چھوڑ دینے پر رضامند ہو گیا ہو۔ بلکہ زیادہ قرین قیاس یہی معلوم ہوتا ہے کہ فلوکراتیس کا مقدمہ اولنتھس کے زوال کے کچھ دنوں بعد تک نہیں ہوا تھا[1] کیونکہ یہ مشکل ہے کہ فری نون جولائی ۳۴۸ء کے اختتام کے قبل ایتھنز میں واپس آ گیا ہو۔ اس کی واپسی اور سٹیفن کی واپسی کے درمیان بھی کچھ زمانہ گذرا ہوگا اور فلوکراتیس کی تجویز امن وصلح اور اس کے مقدمہ کے درمیان بھی کچھ وقفہ ہوا ہوگا اس لئے احتمال یہ بھی ہے کہ اولنتھس کے زوال کے کم از کم چند ہفتہ ورنہ چند ماہ بعد تک یہ مقدمہ نہیں ہوا تھا اور جیسا کہ ہم دیکھیں گے اس وقت تک ڈیموس تھینیز کو صلح کی ضرورت کا قطعی احساس ہو چکا تھا اور وہ بغیر تناقض کے فلوکراتیس کی حمایت کر سکتا تھا۔

شہر اولنتھس کے قبضہ اور وہاں کے باشندوں اور ان ایتھنزیوں کے ساتھ جو شہر میں پائے گئے تھے، فیلقوس کے برے برتاؤ نے ایتھنز میں ایک عارضی مگر سخت اختلاف اس مجوزہ انتظام سے پیدا کر دیا جو ایتھنز فیلقوس سے کرنا چاہتا تھا اور خود ایوبیولس وراس کے حامی بھی اس رائے [illegible] گئے تھے۔ ایوبیولس نے فیلقوس کی بابت مجلس ملکی سے بہت ہی سخت الفاظ میں خطاب کیا اور بقول ڈیموس تھینیز فیلقوس پر آفت ٹوٹ پڑنے کی دعا کی اور یہ تجویز

---

[1] ملاحظہ ہو تعلیق اول (آخر باب)

کی کہ تمام عالم یونانی میں بلکہ بحر احمر تک سفارتیں بھیجی جائیں تاکہ تمام یونانی
نیلقوس کی مخالفت میں متحد ہو جائیں اور اس مقصد کے لئے ایک مجلس
طلب کیجائے ان تجاویز کی تائید بہت ہی بڑھی ہوی وطن پرستی کے لہجہ میں
ہوی اور جن لوگوں نے ان تجاویز کی تائید میں تقریریں کیں ان میں اسکینز
بھی تھا۔ یہ شخص مفلس ماں باپ کے گھر میں پیدا ہوا تھا۔ پہلے یہ مدرس رہا پھر
ایکٹر ہو گیا بعد ازاں سرکاری دفاتر میں محرر ہوا تا آنکہ ایوبیولس کے حامی ہونے
کی حیثیت سے اسے نمود حاصل ہوی۔ وہ بڑی قابلیت کا شخص تھا اور برمحل
تقریر کے لئے ہر وقت تیار رہتا تھا۔ قدرت نے جو شاندار آواز اس کو عطا
کی تھی وہ اس کے حق میں اور بھی مفید ثابت ہوی بالخصوص جبکہ وہ اتھنز یوں
ایسے جلد اثر قبول کرنے والی طبیعتوں سے خطاب کرتا تھا۔ ڈیموس تھینیز ہمیں
یہ بتاتا ہے کہ اس موجودہ موقع پر اسکینز نے ملتیاڈس اور تھمسٹاکلز کے
فیصلوں کا حوالہ دیا (جو جنگہائے ایران کے سورما تھے) اور ہتھیار لگانے
کے وقت اتھنز کے سپاہی جو حلف وفاداری لیتے تھے اس کا بھی اشارہ
کیا۔ اس نے بلا شبہہ اتھنز کی اس طرح تصویر کھینچی کہ گویا جنگہائے ایران کے
وقت کی طرح اتھنز پھر ایک مرتبہ عام یونانی متفقیت کا سرگروہ بن گیا ہے۔
سفارتیں روانہ کی گئیں[1] اسکینز خود آرکیڈیا کو گیا جہاں نیلقوس
چند سربرآوردہ مدبروں کے ساتھ سازشیں کر رہا تھا اور بظاہر اُن کی موافقت
حاصل کر لی تھی کیونکہ آرکیڈیا والوں کا جو فریق اتھنز کا طرفدار تھا وہ پہلے ہی
اپنے نمایندوں کو اسکیڈر کے راستے سے اتھنز کو روانہ کر چکا تھا۔ ڈیموس تھینیز
کہتا ہے کہ اپنی واپسی پر اسکینز نے مجلس ملکی کو ان طولانی و شریفانہ
تقریروں سے مطلع کیا جو بقول خود اس کے نیلقوس کے مقرر ہیرونی موس
کے جواب میں بمقام میگالوپس "دہ ہزار" کے سامنے مجلس ملکی کی جانب سے

[1] سفارتوں کی تاریخ کے متعلق اس امر میں بہت ہی کم شک ہو سکتا ہے کہ یہ سفارتیں ۳۴۸ق م کے
آخر موسم خزاں و سرما میں روانہ ہوئیں مگر اس کی کوئی براہ راست شہادت نہیں ہے۔

کی تھیں اور اُس نے شرح و بسط کے ساتھ اس مجرمانہ نقصان کا ذکر کیا جو ان لوگوں سے جنھوں نے رشوتیں لی تھیں اور فیلقوس سے روپیہ قبول کیا تھا نہ صرف ان کے بہت سے ملکوں کو بلکہ تمام ہیلاس کو پہنچا تھا۔ اس نے اپنی تقریر کے دوران میں فیلقوس کو بار بار "وحشی" اور "شیطان" کہا۔ اور اس مسرت کا ذکر کیا جو آرکیڈیا والوں میں اس خیال سے پیدا ہوئی تھی کہ ایتھنز اب بیدار اور معاملات کی طرف متوجہ ہوتا جاتا ہے:۔

گرفتار شدہ اہل اولنتھس کا جو حال ہوا تھا اسکو اسنے اسطرح بیان کیا کہ سننے والوں کو غصہ آئے اور مثال میں اُن عورتوں اور بچوں کی مصیبتیں بیان کیں جن کو بیڈاس آرکیڈیا لے گیا تھا[1]۔ اور یہ بیان کیا کہ اس واقعہ کو دیکھکر اور یونان کی بدنصیبی کا خیال کرکے جس میں اس قسم کے ظلم بلا پاداش رہجاتے تھے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

لیکن یہ سفارتیں اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں کلیتہً ناکام رہیں۔ جنوبی یونان کی سلطنتوں میں سے کسی سلطنت نے اس وقت یہ گمان بھی نہیں کیا کہ فیلقوس کی اس روزافزوں قوت سے اسے بھی کسی قسم کا خطرہ ہے اور ایتھنز کی بہبود میں کس کو اتنی دلچسپی کی کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ ایتھنز کے نفع کے خیال سے کسی لیگ ہی میں شریک ہو جاتیں، درحقیقت یہ خیال ظاہر کیا جاچکا تھا کہ یونانی سلطنتوں کے پاس ان مہموں کے بھیجنے سے ایوبیولس کو کسی نفع کی توقع نہ تھی اور یہ مہمیں صرف اس خیال سے بھیجی گئی تھیں کہ ایتھنز کی منفرد حیثیت کا ثبوت دے کر قوم کو (جس میں اس وقت عارضی طور پر خیال جنگ جوش زن تھا) جنگ کے جاری رکھنے کی مایوس کن حالت کا یقین دلا دیا جائے اور نیز یہ کہ خود اس کی اور اسکینز کی تقریریں (ایتھنز اور میگیلوپس دونوں جگھوں میں) اس سے زیادہ کچھ نہیں تھیں کہ سوچ سمجھکر ایک کھیل کھیلا جا رہا تھا لیکن خوش قسمتی سے ان کے دل کی تشریح

---

[1] ملاحظہ صفحہ ۲۰۶

کرنے کے لئے اس قسم کے خیالات کے ان کی طرف منسوب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ نہایت درجہ اغلب یہ ہے کہ اولنتھس کے سقوط کے عین بعد ہی عام خیالات ایسے ہو گئے تھے کہ ایوبیولس نے یہ عزم کر لیا کہ ایک عام یونانی اتحاد پیدا کرنے کی جانبازانہ کوشش کر دیکھے کیونکہ صرف اسی اتحاد سے ایتھنز کو ادنی توقع اس امر کی ہو سکتی تھی کہ وہ اس وقت فیلقوس کو شکست دے سکیگا۔ جب یہ کوشش ناکام ہو گئی تو تمام فریقوں کو یکساں طور پر صلح کا لابد ہونا محسوس ہو گیا ہوگا اور خود ڈیموس تھینیز نے فلوکریٹس کے ساتھ ہو کر گفت و شنود کے آگے بڑھانے میں کارروائی کی؛ اگرچہ اس کے اطوار ما بعد سے ہمیں بہت ہی شک معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس صلح کو محض التوائے جنگ نہیں خیال کرتا تھا تاکہ اس وقفہ میں ایتھنز اپنی طاقت کو بحال کر کے نئی قوت کے ساتھ اس کشمکش میں در آنے کے لئے تیار ہو جائے۔

اولنتھس میں جو اہل ایتھنز قید ہو گئے تھے انھیں میں اٹراکلس اور ایوکریٹس بھی تھے (موخر الذکر کا اور طرح پر کچھ حال معلوم نہیں مگر مقدم الذکر پھر اس حیثیت سے نمایاں ہوا کہ وہ فیلقوس کے پاس سفیر ہو کر گیا) ان لوگوں کے عزیزوں نے بہت احترام انگیز طور پر مجلس ملکی سے التجا کی، قربانگاہ پر زیتون کی شاخ چڑھائی اور قوم سے یہ منت و آرزو کی کہ وہ ان قیدیوں کے رہا کرانے کی کارروائی کرے۔ فلاکریٹس اور ڈیموس تھینیز نے ان لوگوں کی تائید کی، اس منت و سماجت کے جواب میں (جس کے ساتھ ان لوگوں کی ہمدردی بھی شریک تھی جن کے احباب گرفتار ہو گئے تھے) ایکسٹرا رسٹوڈیمس (جو اپنے پیشہ کی ضرورت سے دربار مقدونیہ میں جاتا آتا اور فیلقوس سے روابط رکھتا تھا) ان کی رہائی کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسرا ایکٹر نیاپٹولیمس بھی اس کے ساتھ گیا تھا یا کم از کم یہ کہ اس زمانہ میں اس نے بھی مقدونیہ کی طرف سفر اختیار کیا تھا۔ اٹراکلس بغیر کسی فدیہ کے

[1] ممکن ہے کہ نیاپٹولیمس فیلقوس کی بہی خواہی کے پیغامات اس سے قبل بھی لاتا رہا ہو

آزاد کر دیا گیا اور ایتھنز میں آ کر اس نے اس شہر کے متعلق فیلقوس کے ٹھیک ارادہ کا ذکر کیا۔ ارسٹوڈیمس کچھ زمانہ تک واپس نہیں آیا جس کی وجہ (بقول اسکینز) یہ بھی کہ اسے کچھ کام درپیش آ گیا تھا اگرچہ اور لوگوں کا خیال یہ ہے (لیکن اس میں غلبہ ظن کم ہے) کہ فیلقوس نے جب یہ سنا کہ ایتھنز سے دوسرے یونانی شہروں کو سفارتیں بھیجی گئی ہیں، تو اس نے ارسٹوڈیمس کی بطور یرغمال کے روک لیا۔ اہل ایتھنز اس کی عدم موجودگی سے بے صبر ہو گئے، اور آخرکار (غالباً ۳۴۷ء کے آخر موسم گرما میں) اسے واپسی کا حکم دینے کی قرارداد منظور کی۔ اس نے اس کی اطاعت کی اور مجلس کے سامنے جو اطلاع پیش کی، اس میں پھر ایتھنز کے متعلق فیلقوس کے نیک ارادے کا اعلان کیا اور اس میں یہ بھی اضافہ کیا کہ فیلقوس بہت خوشی کے ساتھ ایتھنز سے محالفہ کرلے گا۔ ڈیموس تھینیز جو ۳۴۷ء کی کونسل کا رکن اور بظاہر ایک باا ثر رکن تھا اس نے یہ تجویز کی کہ کونسل نہ صرف اس کے شکریہ کی رائے منظور کرے جیسا کہ رسماً تمام واپس آنے والے سفراء کے لئے ہوا کرتا تھا بلکہ اسے ایک تاج بھی عطا کرے۔

اسی زمانہ کے قریب یہ ہوا کہ جنگ مقدس میں ایک نئی نزاکت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ جبکہ ڈیموس تھینیز کو صلح کی ضرورت کا تیقن ہوا ہے کیونکہ ڈیموس تھینیز یہ بیان کرتا ہے کہ کیونکہ اس نے قوم کو نیاپٹولیمس کے خلاف متنبہ کر دیا تھا (اگرچہ یہ تنبہ بے سود رہا) لیکن اولنتھس کے سقوط کے بعد ایسا ہونا مستبعد معلوم ہوتا ہے۔

[1] اس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ کونسل نے جب اپنے فرائض کی انجام دہی کا آغاز کیا تو کونسل کی جانب سے ابتدائی متبرک قربانیوں کی انجام دہی کے لئے ڈیموس تھینیز ہی کا انتخاب ہوا اور اس کے سوا وہ دوسرے اعزاز کے عہدوں پر بھی مقرر کیا گیا از انجملہ یہ کہ نیمین کے کھیلوں میں شہر کی نمائندگی کے لئے جو جماعت روانہ کی گئی اس کا سرگروہ ڈیموس تھینیز ہی ہوا اور "مہیب دیوی" جس کا مندر اریوپیگس کے غار کے پیچھے واقع تھا اس کا پجاری بھی وہی بنایا گیا۔

پیش آگئی جس کی وجہ سے اتھینز اور فیلقوس کے تعلقات میں شدید پیچیدگی لاحق
ہوگئی جنگ بغیر کسی فیصلہ کے طوالت پکڑتی جا رہی تھی - اہل فوکس بیوشیا کے
اہم شہر آرکومینس، کارونیا اور کورسیائی پر قابض تھے اور اس کے ساتھ
الیپوکنس تھرونیم اور نکیا کے مقامات پر بھی مسلط تھے جس سے وہ تھرماپیلی کے
راستہ پر حاوی ہو گئے تھے مگر ڈلفی کا خزانہ اس جنگ کے اخراجات کی وجہ
سے ختم ہو گیا تھا اور یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ فوکس کے بعض سرگروہ مندر
کی دولت سے مالامال ہو گئے ہیں۔ فلیکس اپنی سپہ سالاری سے نکال دیا گیا
اور اس کے بجائے ڈماکریٹس، کیلیاس، مقرر ہوئے مگر اس کی برطرفی کا نتیجہ
صرف یہ ہوا کہ فوج میں تفرقہ پڑ گیا اور اجیر سپاہی بدستور اس کے وفادار رہے
اس لئے اگرچہ فرقہ بندی کا مرض رفع ہوا مگر وہی سپہ سالاری پر بحال کر دیا گیا۔
اس حد پر پہنچ کر اہل تھیبز اور اہل تھسالیہ نے جو ہنوز اپنے دشمن کو مغلوب کر سکے
تھے "مجلس نائبین دول" کے نام سے فیلقوس سے امداد کی درخواست کی معلوم ہوتا
ہے کہ فیلقوس نے یا تو جواب کو ملتوی کر دیا یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ صرف چند سپاہی
بھیج دیئے کہ اہل تھیبز سے شرائط صلح طے ہو جانے کے قبل انھیں اور بھی ذلیل
کرے۔ ڈیاڈورس کا بیان بہر نوع یہی ہے۔ اہل فوکس نے اتھینز سے درخواست
کی اور انھوں نے مدد دینے کا وعدہ کیا (یہ وعدہ اس سے قبل ہی ہوا ہوگا جبکہ
فیلقوس نے اہل تھیبز کے ساتھ اپنی شرکت قطعی طور پر ظاہر کر دی ہو گی اس
اظہار کے بعد اس وعدے کا ہونا بغیر اس کے دشوار معلوم ہوتا ہے کہ فیلقوس
کے ساتھ صلح کی گفت و شنود کو شکست کر دیا جاتا) فوکس کے ایلچیوں نے
یہ شرط پیش کی کہ اگر اہل اتھینز ان حصاروں پر قبضہ کرنے کے لیے کوئی فوج
بھیج دیں جو تھرماپیلی پر حاوی ہیں تو وہ ان حصاروں کو اہل اتھینز کے حوالہ
کر دیں گے (اور اس خواہش کے بموجب) اتھینز کے امیر البحر پراکسینس کو فوراً ہی

۱؎ اہل اتھینز کی اس آمادگی کی وجہ بلاشبہ وہ خوشگوار طمع تھا جو اہل فوکس نے ان کے
سامنے ڈال دیا تھا یعنے شہر تھرماپیلی پر ان کو اقتدار حاصل ہو جائے گا۔

تھرماپیلی کو روانہ ہو جانے کا حکم دیدیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی قرار دیا گیا کہ پچاس جہازوں کا ایک بیڑا مرتب کیا جائے اور تیس برس سے کم عمر کے تمام شہریوں سے جو خدمت کے لائق تھے اس مہم میں شریک ہونے کی درخواست کی جائے۔

مگر جب پراکیسنس تھرماپیلی پر نمودار ہوا تو فیلیکس نے اسے اہانت آمیز طور پر علٰحدہ کر دیا اور آرکیڈیمس جو حکام فوکس کی درخواست پر اسپارٹا سے آیا تھا اس کے ساتھ بھی یہی برتاؤ ہوا۔ فوکس کی فوجوں میں تفرقہ اس قدر تھا کہ فیلیکس نے فریق مخالف کے کاموں کے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا (اور معلوم ہوتا ہے کہ اسی فریق نے ایتھنز اور اسپارٹا کو پیغامات بھیجے تھے) اس لئے ان پیغام آوروں کی بھی توہین کی جو حسب معمول ایتھنز سے یہ اعلان کرنے آئے تھے کہ الیوسیم کے "اسرار" کے موسم (ستمبر ۳۴۷ق م) میں ہی التوائے جنگ ہو جائے گا۔ نیز ان ایلچیوں کو قید کر دیا جو مدد کے لئے درخواست لیکر ایتھنز کو گئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پیراکسنس اپنے سابق مقام اوریس پر واپس آگیا اور جن پچاس جہازوں کی منظوری ہوئی تھی وہ بہر نوع روانہ نہیں کئے گئے۔ اگرچہ وہ وقت ضرورت کے لئے بندرگاہ میں تیار کھڑے تھے[1]۔ بعد کو ظاہر ہو جائے گا کہ اہل فوکس کے لئے بحیثیت مجموعی فیلیکس کے اطوار مہلک ثابت ہوئے۔

فیلقوس کی نسبت یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کچھ زمانہ تک اپنے کو کسی قطعی کارروائی کا پابند نہیں بنایا تھا کیونکہ آئندہ برس کے موسم بہار تک تمام فریق جن کو اس معاملہ سے دلچسپی تھی سب اس کے ارادے سے بالکل بےخبر معلوم ہوتے تھے۔ تاہم اس نے اپنے سپہ سالار پارمینو کو تھسالیہ میں اس غرض سے بھیجا کہ وہ فارسیلس اور ہیلس کے شہروں کے مناقشہ میں

[1] تاریخ کی مشکلات کے لئے تعلیق سوم دیکھنا چاہیئے۔

اول الذکر کے مفید مطلب مداخلت کرے اور ہیلس اور نیز اہل فوکس کے ساتھ جو برتاؤ ہوا وہ گفتگوئے صلح کے سلسلہ میں (جس پر اب ہم غور کرنا چاہتے ہیں) ایک متنازعہ فیہ مسئلہ ہوگیا۔

۳۴۶ء کو شروع ہوئے زیادہ زمانہ نہیں گذرا تھا کہ فلوکراتیس نے مجلس ملکی میں یہ تجویز پیش کی کہ فیلقوس کے پاس دس سفیر اس غرض سے بھیجے جائیں کہ وہ صلح کے مسئلہ اور نیز ان مسائل پر بحث کریں جو فریقین کے لئے باعث دلچسپی ہوں اور فیلقوس سے یہ بھی درخواست کیجائے کہ وہ اپنے ایسے سفیران خاص ایتھنز کو روانہ کرے جن کے ساتھ صلح کا آخری فیصلہ ہوسکے۔ فلوکراتیس نے ان دس سفیروں میں سے ایک ڈیموس تھینیز کو بھی نامزد کیا اور ناسکلز نے اسکینز کو نامزد کیا[1] اور چونکہ فیلقوس کے ساتھ سابقہ تعلقات کی وجہ سے سفارت میں ارسٹوڈیمس کی امداد کی ضرورت تھی اس لئے ڈیموس تھینیز نے کونسل میں ایک تجویز یہ پیش کی کہ جن جن شہروں میں ارسٹوڈیمس کو اپنے پیشہ کی قرارداد کے لحاظ سے جانا ہے وہاں قاصد بھیجے جائے اور ان شہروں سے یہ درخواست کیجائے کہ ان قراردادوں کے پورا کرنے سے اسے معذور رکھیں۔ اس سفارت میں اور دوسرے ارکان حسب ذیل تھے۔

ایاٹاکلس لسٹیفن فرینین (یہ تینوں بھی ارسٹوڈیمس کیطرح فیلقوس کے عنایات سے فیضیاب ہوچکے تھے) خود فلوکراتیس، ناسکلز، ڈرکلیس اور سیمن، ایرانفیس کے ساتھ ایگلیا کرین (ساکن ٹینڈوس) ایتھنز کے حلیفوں کے نمائندے کے طور پر گیا۔

اس حد تک تو واقعات میں کسی قسم کا شک شبہ نہیں ہے کیونکہ اگرچہ برس دو برس پہلے جبکہ ایتھنز میں صلح کی نسبت نفرت کا خیال پھیلا ہوا تھا ڈیموس تھینیز اور اسکینز دونوں گفتگوئے صلح کے کسی قسم کے ذکر سے اپنے

---

[1] ناسکلز غالباً ایوبیولس کے فریق کا کوئی رکن تھا۔

بری ہونے کا اعلان کرتے تھے مگر اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ فی الواقع ان دونوں کو اس سے نمایاں تعلق تھا) مگر اب یہاں سے آگے یہ دونوں مقرر (اور ہمارے اسناد جو کچھ ہیں وہ درحقیقت یہی ہیں) ہر مرحلہ پر واقعات کی شکل مختلف طور پر پیش کرتے ہیں اور دونوں میں سے کسی کو بھی اس سے عار نہ تھا کہ جہاں اپنا کوئی مطلب نکالنا ہو تو سچی بات کو توڑ مروڑ کر بیان کرے۔ دونوں کو یہ فکر دامنگیر تھی کہ وہ فلوکراتیس سے اور ان کارروائیوں سے صاف بچ نکلیں جنھوں نے اہل ایتھنز کے لئے وہ ناگوار نتائج پیدا کئے جو صلح کے بعد ظاہر ہوئے، اس لئے بہت سے واقعات غیر متیقن رہجاتے ہیں۔

ایتھنز سے سفر اکی روانگی کے قبل ہی دونوں بیانوں میں تخالف شروع ہوجاتا ہے۔ ۳۴۳ء میں جب ڈیموس تھینیز نے یہ ثابت کرکے اسکینز پر رشوت خوری کا الزام لگانا چاہا کہ کیونکہ ایک مرتبہ وہ فلوکراتیس کے مخالف رہچکا تھا اس لئے اس نے اندر ہی اندر اپنا ارادہ بدل دیا تو اس وقت اس نے جو قصہ اس سفارت کا بیان کیا وہ یہ ہے کہ اسکینز اس کے پاس آیا اور یہ خیال ظاہر کیا کہ اس مہم کے دوران میں دونوں ملکر کام کریں اور "اس ملامتی دبے شرم شخص (یعنے فلوکراتیس) پر خصوصیت سے نگاہ رکھیں" اسکینز نے اس قصہ کا جواب دیا اور بجا جواب دیا کہ جبکہ وہ یہ جانتا تھا کہ ڈیموس تھینیز ابتدا سے فلوکراتیس کی تائید کر رہا ہے اور فلوکراتیس ہی نے اسے سفارت کا رکن نامزد کیا ہے تو ایسی صورت میں یہ تجویز دشوار بلکہ محال تھی۔ اسکینز نے یہ اضافہ کیا کہ ڈیموس تھینیز نے (جو بالتخصیص ایگلیساگرین اور ایڑاکلس سے راہ و رسم رکھتا تھا) اثنائے سفر میں خود کو اپنے رفقا کے لئے ناقابل برداشت بنادیا اور جب سفرا یہ بحث کر رہے تھے کہ انھیں فیلقوس سے کیا کہنا چاہئے اور سمس نے اس وقت یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ مبادا فیلقوس دلیل میں ان پر فوق لیجائے، تو ڈیموس تھینیز نے فخریہ یہ کہا کہ وہ دلائل کے دریا بہادے گا اور ایمفیپولس کے متعلق اہل ایتھنز کے دعاوے اور جنگ کے بواعث آغاز کے متعلق اسے جو کچھ کہنا ہے وہ اس درجہ قاطع ہے کہ وہ "فیلقوس کے منہ کو سونکھے نرکل سے باندھ دے گا"

ایمفیپولس سے کے واپس کرنے پر فیلقوس کو راغب کرے گا اور لیموستھنس کو واپسی کی اجازت دینے پر اہل ایتھنز کو آمادہ کردے گا، جو جنگ کے خراب کرنے کی وجہ سے ایتھنز سے جلاوطن کردیا گیا تھا۔

یہ قصہ صحیح ہو یا غلط مگر سفرا نے راستہ میں وقت ضایع نہیں کیا وہ اوریسیں میں اس قاصد کے انتظار میں بھی نہ ٹھہرے جو حصول امن راہ کے لئے آگے روانہ کردیا گیا تھا اور جسے واپس آکر اس مقام پر ان سے ملنا چاہئے تھا۔ ایسا کرنے کے بجائے انھوں نے فوراً ہی لنگر اٹھا دیا اور ہیلیس میں پہنچ گئے جسے فیلقوس کے سپہ سالار پارمینیو نے محصور کر رکھا تھا۔ آگے بڑھکر مقدونیہ کے لشکرگاہ سے گزرتے ہوئے یہ لوگ پیکیسی میں آئے اور قاصد سے نہیں ملے یہانتک کہ لاریسہ پہنچ گئے۔ پیلا میں آنے کے بعد انھیں فیلقوس کی باریابی عطا ہوی اور بہ ترتیب عمر ہر ایک نے اس سے گفتگو کی۔ اس میں آخری موقع ڈیموس تھینیز کو ملا کیونکہ اس مہم کا سب سے کم عمر رکن وہی تھا۔

(اس ملاقات کی کیفیت ہمیں صرف اسکینز کے ذریعہ سے حاصل ہوی ہے اور) اس نے اپنی تقریر کو بہت طوالت کے ساتھ بیان کیا اور یہ دکھایا ہے کہ کیونکر اس نے ان خدمات کا ایک ایک کرکے ذکر کیا جو ایتھنز نے زمانہ سابق میں فیلقوس کے خاندان اور خود فیلقوس کی انجام دہی تھیں۔ ایمفیپولس کے لئے کشمکش کی سابقہ تاریخ اس شہر پر اہل ایتھنز کے دعوے کی قدیمانہ بنا، اور فیلقوس کے باپ امنٹاس کا اس دعوے کو تسلیم کرنا، یہ سب ایک ایک کرکے بیان کیا۔ آخر میں یہ کہا کہ اگر وہ اپنے دعوے کی بنا اس پر رکھتا ہے کہ اس نے دوران جنگ میں اس شہر پر قبضہ کیا ہے تو یہ دعویٰ بھی اسی وقت بجا ہو سکتا ہے جب یہ جنگ خود ایتھنز کے خلاف ہوی ہو مگر فیلقوس نے اسے کبھی قبول نہیں کیا ہے اگر ایسا نہیں تھا تو اس نے اہالی ایمفیپولس سے ایک ایسا شہر لیا ہے جو ان کا نہیں بلکہ ایتھنز کا تھا۔ ہم اپنے ذہن میں یہ تصور قائم کرسکتے ہیں کہ فیلقوس دل ہی دل میں اس عالمانہ گوہر فشانی پر ہنستا رہا ہوگا جسے اسکینز اس شرح وبسط سے بیان کر رہا تھا اور اتنا نہیں سمجھتا تھا کہ یہ افسانہ وار مورخانہ دلائل اس

شخص پر کیا اثر کریں گے جو اس قسم کے خیالات سے کوسوں دور تھا[1] ہمیں یہ نہیں معلوم ہے کہ دوسرے ایلچیوں نے کیا کہا مگر آخر میں ڈیموس تھینیز کی نوبت آئی اور اسکینز ہمیں یہ بتاتا ہے کہ اس کے رفقا اس امر کے متوقع تھے کہ وہ اپنے ناخراز ارادوں کو شان کے ساتھ پورا کر دکھائے گا لیکن ان کے توقعات کو پورا کرنے کے بجائے وہ بالکل ہی خوف سے بدحواس ہو گیا۔ اپنی یادداشتوں کو بھول گیا سلسلۂ استدلال ذہن سے مفقود ہوا۔ فیلقوس نے مشفقانہ طریقہ سے ہمت افزائی بھی کی اور کہا کہ وہ اس سوء اتفاق کا اس سے زیادہ خیال نہ کرے کہ گویا وہ محض ایک تماشے کے اسٹیج پر پریشان و سراسیمہ ہو گیا ہے مگر ڈیموس تھینیز قطعاً کچھ آگے نہ کہہ سکا اور یہ ملاقات ختم ہو گئی۔

جب اہل سفارت سامنے سے چلے گئے تو ڈیموس تھینیز غصہ کے ساتھ اسکینز پر معترض ہوا اور کہنے لگا کہ اس نے شہر اور شہر کے حلیفوں کو تباہ کر دیا (ابھی تک یہ قصہ اسکینز ہی کے الفاظ میں بیان ہو رہا ہے) اور جب ڈیموس تھینیز سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو وہ پوچھنے لگا کیا اسکینز قوم کی خستگی اور صلح کے لئے ان کی سخت خواہش کو بھول گیا تھا۔ اس نے پوچھا "کیا یہ بھروسا اور اعتماد آپ کو اُن پچاس جہازوں کی وجہ سے ہو گیا ہے جن کی تیاری کی منظوری دی گئی ہے[2] مگر جو کبھی تیار نہ ہوں گے کیونکہ جو کچھ گفتگو تم نے کی ہے اس نے فیلقوس کو اس قدر برافروختہ کر دیا کہ اس سفارت کا نتیجہ غالباً صلح نہیں بلکہ ایک ناتمنا ہی جنگ ہوگا" اگر یہ منظر فی الواقع کبھی پیش آیا تھا تو پھر اس کے معنی یہی ہوں گے کہ ایتھنز کی اس وقت کی بے بسی کو دیکھکر ڈیموس تھینیز صلح کے لئے خود نہایت درجہ مضطرب تھا اور اس کا خیال یہ تھا کہ ایمفیپولس کے سوال کے چھیڑنے سے اسکینز نے صلح کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ ایہ بھی

---

[1] لیکن اس قسم کے استدلال یونانی معاملات سفارتی میں عام ہیں اور اساکریٹس نے خود فیلقوس کے سامنے استکراہ کے باوجود اس قسم کے دلائل استعمال کئے ہیں۔

[2] اسکینز۔

ہوسکتا ہے کہ فیلقوس کے سامنے اس کے سلسلۂ کلام کے منقطع ہوجانے کا سبب یہی رہا ہو) اسکینیز کو ابھی اس حملہ کے جواب دینے کا موقعہ بھی نہ ملا تھا کہ فیلقوس کا فیصلہ سننے کے لئے قاصد ان لوگوں کو اس کے حضور میں بلانے کے لئے آگیا۔ فیلقوس ہر ایک سفیر کو بالترتیب جواب دینے کی طرف متوجہ ہوا اور اسکینیز خود کہتا ہے کہ اس کے دلائل کے جواب دینے پر خاص طور پر توجہ کی مگر ڈیموس تھینیز نے جو کچھ کہا تھا اس کی طرف کچھ اشارہ نہیں کیا۔ اس کے دوستانہ انداز نے ڈیموس تھینیز کے اندیشوں کو غلط ثابت کردیا اور ڈیموس تھینیز کو اپنے برسر غلط ہونے کے ثبوت سے اس قدر رنج وغصہ ہوا کہ وہ آپے سے باہر ہوگیا یہاں تک کہ فیلقوس نے جب سفیروں کو اعزاز کے طور پر دعوت دی تو ڈیموس تھینیز نے وہاں بھی برا برتاؤ کیا۔ فیلقوس کے جواب کے ماحصل کے متعلق ہمیں یہ دریافت ہوتا ہے کہ اس نے یہ وعدہ کیا کہ وہ کرسونیز پر اس سے قبل حملہ نہ کرے گا جبتک کہ اہل اتھینز صلح کے متعلق کوئی تصفیہ نہ کرلیں۔ سفرا اپنے ساتھ فیلقوس کا ایک خط بھی لائے کہ اگر اتھینز نے فیلقوس سے صلح کے ساتھ محالفہ بھی کرلیا تو وہ شہر کو بہت نفع پہنچائے گا۔

اسکینیز کے بیان کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ ڈیموس تھینیز نے اپنی بدبختی پر افسوس کیا اور اس خیال سے کہ مبادا اس کا علم اتھینز میں ہوجائے وطن کو واپس آتے وقت ہر طرح پر اپنے رفیقوں کو رضامند کرنے کی سعی کی ہر ایک سے یہ وعدہ کیا کہ وہ ان کے ذاتی ضروریات اور عامہ زندگی میں مدد دے گا اور اسکینیز نے جس طرح فیلقوس کو خطاب کیا تھا اس پر تعریفوں کے پل باندھ دئے یہاں تک کہ جب یہ سب لوگ ایک ساتھ لاریسا میں کھانا کھارہے تھے تو وہ خود ہی فیلقوس کے سامنے اپنے مرعوب ہوجانے پر ہنسا اور فیلقوس کی قابلیت کی بہت تعریف کی۔ اسکینیز نے ڈیموس تھینیز سے

سلہ اسکینیز۔

اتفاق کیا اور سٹیفن نے یہاں تک کہدیا کہ اس نے فیلقوس کے مثل دلکش آدمی نہیں دیکھا ہے۔ اس پر ڈیموس تھینیز چلاّ اٹھا کہ "تم دونوں میں سے کسی کی بھی یہ ہمت نہ ہوگی کہ قوم کے سامنے فیلقوس کا تذکرہ ان الفاظ میں کرو" انھوں نے کہا کہ وہ ضرور ایسا کریں گے۔ اس پر ڈیموس تھینیز نے ان سے یہ کہا کہ وہ انھیں ان کے وعدے کا پابند سمجھے گا۔ اس کے ساتھ اس نے اسکینز سے منت و آرزو کی کہ وہ قوم سے یہ کہے کہ ڈیموس تھینیز نے بھی ایمفیپولس پر اتھنز کے دعوے کی حمایت کی تھی (یہ عیاں ہے کہ قوم نے اب تک پوری طرح یہ سمجھا بھی نہیں تھا کہ ایمفیپولس کی واپسی سے ان کے فخر و مباہات پر کتنا ہی اثر کیوں نہ پڑتا ہو مگر عملاً اس کی واپسی کا امکان نہیں تھا اور اگرچہ سفرا کو اس کا علم کافی طور پر تھا مگر ان میں سے کسی کو بھی یہ فکر نہیں تھی کہ علانیہ طور پر اس بات کو تسلیم کرے)

سفرا مارچ ۳۴۶ ق م کے آخر تک اتھنز میں واپس آگئے ہونگے، انھوں نے اپنے مہم کے نتیجہ کا اعلان پہلے کونسل میں کیا اور کونسل نے ڈیموس تھینیز کی تحریک پر (جس نے بڑی مدح و ستائش کے ساتھ اپنے رفقا اور خاص کر اسکینز کا ذکر کیا تھا) قوم کے سامنے یہ تجویز پیش کرنے کا فیصلہ کیا کہ ان میں سے ہر ایک کو برگ زیتون کا ایک تاج دیا جائے اور (حسب رواج) پریٹانیوم میں انھیں اعزازی دعوت میں بلایا جائے (اتھنز کے لئے پریٹانیوم گویا لندن کا گلڈ ہال (یعنے قوم کا ایوان عام) تھا۔

اس کے بعد یہ لوگ مجلس ملکی کے سامنے آئے اور جس طرح قرارداد ہوگئی تھی اس کے مطابق تقریر کی۔ اسکینز اور سٹیفن نے فیلقوس کی دلکشی اس کے عمدہ حافظہ اور بحیثیت مقرر کے اس کے کمالات کا ذکر ایسے لفظوں میں کیا جن کی نسبت ڈیموس تھینیز نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ ایسے الفاظ استعمال کرنے کی جرات نہ کریں گے اور اسکینز نے فیلقوس کی نسبت یہ کہا کہ وہ پورا یونانی ہے اور بعض لوگ جو اسے وحشی قرار دیتے ہیں ویسا نہیں ہے۔ اسکینز ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ اس نے ڈیموس تھینیز کی درخواست کو یاد رکھا اور مجلس سے یہ کہا کہ اس نے اس کام کو ڈیموس تھینیز پر چھوڑ دیا کہ ایمفیپولس کے متعلق جو کچھ پیش آیا ہو

بیان کرے مگر جب آخر میں ڈیموس تھینیز کھڑا ہوا تو وہ بقول اسکینز اپنے رفقا کے اوپر پلیٹ پڑا اور اپنا سر ملکر اور حسب معمول وحشیانہ شکل بنا کر انکی فضول گوئی اور فیلقوس کی مدح سرائی پر ان کی لے دے شروع کر دی۔ اس نے کہا کہ "میں آپ پر یہ ظاہر کر دونگا کہ کسی سفارت کے نتیجہ کو کس طرح بیان کرنا چاہئے۔ اس قرارداد کو پڑھئے جس کے بموجب ہم لوگ روانہ کئے گئے تھے"۔ محرر نے اس قرارداد کو پڑھکر سنایا۔ تب اس نے کہا کہ "ہاں یہ ہمارے ہدایات تھے اور ہم نے ان کو پورا کیا ہے، اب یہ فیلقوس کا جواب ہے اور اس پر بحث کرنا آپ کا کام ہے"۔ اس باضابطہ مختصر کارروائی پر کچھ واہ واہ ہوی مگر (بقول اسکینز) بعض لوگوں نے اس کو بدباطنی پر محمول کر کے کچھ زبان کھولی۔ ڈیموس تھینیز نے آگے اس طرح بیان کیا۔

اسکینز نے فیلقوس کو ایک قابل مقرر خیال کیا میں نے ایسا خیال نہیں کیا۔ کوئی دوسرا شخص جو اس حیثیت میں ہوتا، وہ بھی تقریباً ایسی ہی خوبی سے اس کام کو کر سکتا تھا۔ تسیفن کا خیال اس طرف گیا کہ فیلقوس کا چہرہ شاندار ہے میرے نزدیک اور تو ڈیمس ایکٹر بھی ایسا ہی صاحب جمال ہے، یہ لوگ کہتے ہیں شراب پینے کے لئے وہ ایک اچھا ساتھی ہے لیکن ہمارا رفیق فلوکراتیس اس سے بہتر ہے۔ کہا گیا ہے کہ ایمفیپولس کے متعلق تقریر کرنے کے لئے میرے لئے موقع چھوڑ دیا گیا تھا مگر (حق یہ ہے کہ) اسکینز اپنے خون میں سے شاید مجھے حصہ دیدے مگر اپنے دلائل سے مجھے کچھ نہ دے گا حقیقت میں یہ سب باتیں خارج از بحث ہیں اور میں صرف یہ تحریک کرتا ہوں کہ جو قاصد فیلقوس کے پاس سے آیا ہے اُسے اور جو ایلچی آنے والے ہیں انھیں پروانہ راہ داری عطا کیا جائے اور جب ایلچی آجائیں تو صلح اور اس کے ساتھ محالفہ پر بحث کرنے کے لئے دو روز کے واسطے مجلس کے اجلاس منعقد کئے جائیں اور اگر آپ ہمکو اس لائق سمجھتے ہوں تو ہمارے خدمات کے معاوضہ کے لئے مجلس اپنا اظہار تشکر کرنا بھی منظور فرمائے اور کل پریتانیم میں بھی ہم ضیافت میں مدعو کئے جائیں۔

ڈیموس تھینیز نے جس طرح اپنے رفقا کا مضحکہ اڑایا ہے اگر واقعی ایسی ہی کوئی صورت پیش آئی تھی تو یہ بات اس کے لئے نہایت ہی ناسزاوار تھی مگر اسے اس امر کا الزام دینا مشکل ہے کہ یونانی سفارتی معاملات کی معمولی ظاہرداریوں کو عمل میں لانے کی اس نے تحریک کی تھی یا یہ کہ مجلس اس کی پسندیدگی کے مناسب اظہار کی اس نے خواہش کی تھی۔ ڈیموس تھینیز کی یہ مزید تحریک کہ فیلقوس کے ایلچیوں کو ڈیونیسیا کی آئندہ تقریب میں عزت کے مقامات پر بٹھایا جائے محض تواضع و مدارات کی بنا پر تھی جیسے کہ خود فیلقوس نے سفیروں کو ضیافت میں مدعو کیا تھا۔ ایسی تواضع و مدارات کی تحریک کے معنی بعد میں ڈیموس تھینیز کے دشمنوں نے یہ سمجھے کہ یہ ایک ثبوت تھا اس کا کہ ڈیموس تھینیز نے اپنے ملک کے ساتھ بے وفائی کی۔

مجلس کے دونوں جلسے ڈیموس تھینیز کی تحریک پر ۱۸-۱۹- ایلافیبولیون یعنے ۱۵-۱۶- اپریل کو مقرر کئے گئے اور قبل ازیں کہ کوئی معاہدہ ہو سکے یہ ضروری تھا کہ ایتھنز کے حلفا کی نمائندہ سینوڈ (Synod) میں جس کا اجلاس شہر میں ہو رہا تھا صورت حال پر بحث کیجائے۔ اسکینیز کے بیان کے مطابق سینوڈ نے یہ قرار دیا کہ مجلس جن شرائط پر صلح کا تصفیہ کریگی سینوڈ اس سے اتفاق کرے گی۔ انھوں نے فیلقوس کے ساتھ کسی قسم کے مخالفہ کے متعلق کچھ نہیں کہا مگر اس تجویز کا اضافہ کر دیا کہ یونان کی ہر ایک سلطنت کے لئے یہ جائز ہوگا کہ وہ تین ماہ کے اندر اس صلح کی فریق بنجائے۔ اس تجویز کے منظور ہو جانے کا صریحی نتیجہ یہ ہوتا کہ اہل فوکس کو موقع مل جاتا کہ وہ صلح میں شریک ہو کر اپنے کو فیلقوس اور اہل تھیبز کے مقابلہ میں محفوظ کر لیں۔ انھوں نے یہ بھی خیال ظاہر کیا کہ مجلس کا فیصلہ اس وقت تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے کہ ایتھنز نے موسم گرما میں یونانی سلطنتوں کے پاس جو سفیر روانہ کئے ہیں وہ واپس آجائیں۔ اس سے غالباً ان کی خواہش یہ تھی کہ انھیں یہ معلوم ہو سکے کہ آیا بظن غالب دوسری یونانی سلطنتیں اس قسم کی عام صلح کو پسند کریں گی یا نہیں اور بعد کو اسکینیز نے ڈیموس تھینیز پر یہ

الزام لگایا کہ اس نے ان ایلچیوں کی واپسی کا انتظار کئے بغیر عجلت کے ساتھ مجلس کے اجلاس منعقد کرا دئے اور اس طرح ہمہ گیر صلح کے موقع کو برباد کر دیا۔ یہ بہت ہی اغلب ہے کہ ڈیموس تھینیز کی خواہش یہ رہی ہو کہ مبادا ایتھنز کے خیال کے بدل جانے سے دشواری پیش آجائے اور چونکہ وہ صلح کو ضروری سمجھتا تھا اس لئے اس نے یہی بہتر سمجھا ہوگا کہ جس قدر جلد ممکن ہو صلح ہو جائے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈیموس تھینیز کی تحریک پر یہ قرار پایا تھا کہ مجلس ملکی میں بحث ۱۸ ایلا فیبولیون کو ہوا اور جو تجاویز پیش ہوں ان پر رائے ۱۹ کو لیجائے (مگر اس روز تقریر بن نہوں) پہلے جلسہ میں فلو کراتیس نے یہ تجویز پیش کی کہ فیلقوس سے صلح اور اس کے ساتھ محالفہ دونوں ہو جائے مگر اہل فوکس اور ہیلس اس سے خارج رکھے جائیں (فیلقوس کے فرستادہ ایلچی اینٹی پیٹر یا رمینو اور غالباً ایوریلوکس نے پہلے ہی فلو کراتیس پر واضح کر دیا ہوگا کہ فیلقوس اہل فوکس کو شامل نہ کرے گا اور اس میں شک نہیں کہ جو شرائط تجویز کئے گئے تھے یہ فی الواقع فیلقوس کے حکم کردہ تھے) اسکینیز نے بہت ہی سخت الفاظ میں اس تجویز پر ملامت کی اور کہا جب تک ایتھنز کا ایک باشندہ بھی زندہ ہے اس وقت تک وہ اس کی تائید نہیں کر سکتا۔ اس کے بجائے اس نے حلفا کی سینود کی تجویز کی تائید کی جس سے اہالی فوکس و ہیلس کو صلح میں شریک ہونے کا موقع ملجاتا۔ اس میں تین مہینے کا وقت رکھا گیا تھا جس کے دوران میں جو سلطنت چاہتی اس معاہدہ سے وابستہ ہو جاتی ڈیموس تھینیز نے بھی حلفا کی تجویز کی تائید کی اور مجلس یہ اثر لے کر برخاست ہوئی کہ صلح تو یقیناً ہو جائے گی، رہگیا محالفہ کا معاملہ سو اسکے لئے یہی بہتر ہوگا کہ کم و بیش تین مہینے کا وقت رکھا جائے کہ اس اثنا میں اگر کوئی

---

۱ اس کی شہادت کے متعلق جو حیران کن ہے' تعلیق ۔۔ میں بحث کی گئی ہے، متن میں جو خیال ظاہر کیا گیا ہے۔ یہی سب سے زیادہ اغلب معلوم ہوتا ہے۔

عام انتظام مناسب معلوم ہو تو کیا جائے۔ دوسرے روز اس تحریک کے باوجود
جیسے ڈیموس تھینیز نے طریق کار کے متعلق منظور کرا دیا تھا بظاہر رائے وہی کیسا تھ
معقول حد تک بحث مباحثہ بھی ہوا۔ ڈیموس تھینیز کا دعویٰ یہ ہے کہ اس نے
حلفا کی قرارداد کی موافقت میں تقریر کی تھی اور اس میں یہ مضمر رکھتا تھا کہ
وہ فیلقوس سے مخالفہ کرنے کے خلاف تھا۔ وہ کہتا ہے کہ فلوکراتیس جس نے
صلح کے ساتھ مخالفہ کی بھی تجویز کی تھی، قوم اس کی بات سننے تک کی روادار
نہیں تھی مگر (اس پر بھی) اسکینیز نے اٹھکر فلوکراتیس کی تائید کی اور ان
لوگوں پر لعنت ملامت کی جو اہل اتھینز کو ان کے آبا و اجداد کے قدیم زمانہ
کے کارناموں کی یاد دلاتے تھے اور اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ وہ ایک قانون
یہ تجویز کیا چاہتا ہے کہ اہل اتھینز کسی ایسی یونانی قوم کو مدد نہ دیں کہ جس نے
پہلے انھیں مدد نہ دی ہو۔ منشا یہ تھا کہ موجودہ حالت میں اہل اتھینز فوکس والوں
کی تائید نہ کریں۔ اس کے برعکس اسکینیز یہ کہتا ہے کہ دوسرے دن اس نے
مطلقاً تقریر ہی نہیں کی تھی اور ڈیموس تھینیز اس پر جن خیالات کا الزام
لگاتا ہے وہ اس کے پہلے دن والے بیان سے توڑ مروڑ کر پیدا کئے گئے
تھے۔ یہ تقریر اس نے بعض مقرروں کی اشتعال انگیز تقریروں کے جواب
میں کی تھی جو سرے سے صلح کے ہونے ہی کو روکنا چاہتے تھے اور پیرا لیمپیا
اور ایکرپولس کے حوالے دیتے اور سلیمس کی یاد اور قدیم اہل اتھینز کی
قبور و نشانہائے فتوحات کا واسطہ دلاتے تھے۔ اسکینیز کا بیان یہ ہے کہ
اس قسم کی شر انگیز باتوں کے جواب میں اس نے یہ کہا تھا کہ جہاں ان جلیل القدر
روایتوں کا یاد رکھنا اچھا تھا وہیں یہ بھی مناسب ہو گا کہ قوم اپنے
بزرگوں کی رائے و دانش کی بھی تقلید کرے اور ان کی غلطیوں اور
ان کی جنگ و جدل کے خلاف عقل جوش سے محترز رہے۔ اس نے
انتباہ کے طور پر ان تباہیوں کا ذکر کیا جو جنگ پلوپونس کے آخری زمانہ
میں کلیوفن کے تہور بیجا کی حکمت عملی سے نازل ہوئیں، اور اس کی مثال میں
پلیٹی، سلیمس اور میرتیان کی جنگوں کو پیش کیا مگر دوسرے دن کے متعلق

وہ یہ بیان کرتا ہے کہ ڈیموس تھینیز نے خود فلو کراتیس کی تائید کی اور ایک شخص امنٹر نامی کو اس مفہوم کی تجویز دکھائی جیسی فلو کراتیس نے پیش کی تھی یعنے فیلقوس سے صلح کے ساتھ محالفہ بھی ہو جائے ۔ اس تجویز کا مسودہ اسی نے خود مرتب کیا تھا اور بشرط ضرورت اسے صدر جلسہ کے حوالہ کرنے پر تیار تھا (امنٹر اس کی شہادت دینے کے لئے آمادہ تھا) ایسخن کی مخالف تقریر میں وہ اس سے بھی آگے بڑھ گیا اور کہتا ہے کہ ڈیموس تھینیز بغیر اس کے کہ کسی کو اپنے پہلے کچھ کہنے کا موقع دیتا اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ جب تک سفیلقوس کے سفرا اتفاق نکریں اس وقت تک پہلے دن والی تجویزیں محض فضول ہیں اور یہ کہ لوگ محالفہ کے نام اور اس کے محرک کو جس قدر چاہیں ناپسند کریں مگر صلح سے محالفہ کو الگ کر لینا غلطی ہے اور بجائے اس کے کہ وہ محالفہ کرنے کے قبل دوسری سلطنتوں کے سست رفتار اتفاق کا انتظار کریں انھیں خود اپنے لئے صلح یا جنگ کے مسئلہ کو طے کر دینا چاہئے (بروایت ایسکنیز) ڈیموس تھینیز نے اس کے بعد انٹی پیٹر کو بلایا اور پوچھا کہ آیا وہ محالفہ کے بغیر صلح کو منظور کرے گا اس کا جواب نفی میں ملا۔ اس سے لامحالہ یہی مقصود تھا کہ جس شخص کو صلح کی خواہش ہو وہ محالفہ کے مسئلہ میں دب جائے ۔

پس ایسکنیز اور ڈیموس تھینیز حلفا کی تجویز کے خلاف فلو کراتیس کی قرارداد کی تائید کرنے کا ایک دوسرے پر الزام لگاتے ہیں اور اس طرح اہل فوکس کے اخراج اور بعد میں ان کی بربادی کا ایک دوسرے کو ذمہ دار گردانتے ہیں (یہ ملحوظ رہنا چاہیئے کہ یہ الزامات اس وقت لگائے گئے تھے جب یہ دونوں علانیہ ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے تھے جب اہل فوکس کی بربادی نے صلح کے خیال سے نفرت پیدا کر دی تھی اور ہر مقرر جوری کے سامنے یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ اس نے اس جانب کی تائید کی تھی جو اب مقبول عام ہو گئی تھی) آیا ہمارے لئے یہ ممکن ہے کہ وقت پر ان کی اصلی روش کے متعلق کوئی معقول رائے قائم کر سکیں جو امر واضح معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ۱۸ - ایمفیپولیس کو یہ امر غلب نظر آتا تھا کہ ایسی صلح

ہو جائے گی جس میں اہالی فوکس و ہیلس اور دوسری یونانی سلطنتوں کے لئے
اگر وہ تین ماہ کے اندر محالفہ میں شریک ہونے کا فیصلہ کریں تو دروازہ کھلا
رہے گا اور اسکینز و ڈیموس تھینیز دونوں نے اس تجویز کی تائید کی تھی۔ یہ
بھی ایک معقول حد تک عیاں ہے کہ اٹھارہ اور انیس کے مباحثوں کے
درمیان کچھ ایسے امور واقع ہوئے تھے جن سے بعض مدبروں کو یہ یقین
ہو گیا کہ اس قسم کی صلح ناممکن ہے۔ فلوکراتیس غالباً اسے پہلے جانتا تھا اور
یہ صرف اتنا ہی دریافت ہونا تھا کہ فیلقوس نے یہ قطعی عزم کر لیا تھا کہ وہ
اس قسم کے شرائط سے اتفاق نہیں کرے گا۔ اس کی اطلاع انھیں فیلقوس
کے ایلچیوں نے دی ہو گی۔ اگر ایسا تھا تو ڈیموس تھینیز کی طرح جس شخص کا
یہ یقین ہو کہ اس وقت کے لئے صلح ضروری تھی اس کے لئے سوائے اسکے
کونسا راستہ کھلا رہ گیا تھا کہ وہ قوم کو یہ یقین دلانے کی کوشش کرے کہ
وہ حلفا کی تجویز کو ترک کر دیں اور خود فیلقوس کے شرائط کے بموجب صلح
قبول کر لیں یعنے تین مہینے انتظار کئے بغیر صلح و محالفہ فوراً ہی کر لیں۔ ایسا
کرنے کا سب سے زیادہ صاف طریقہ وہ تھا جسے اسکینز کے بیان کے مطابق
ڈیموس تھینیز نے اختیار کیا تھا یعنے اس کے متعلق مجلس ملکی میں علانیہ
اینٹی پیٹر سے سوال کیا جائے اور جیسا کہ انٹر نے اسکینز سے کہا یہ
نہایت ہی اغلب ہے کہ اس کے نتیجہ کے طور پر ڈیموس تھینیز نے تحریک کا
مسودہ تیار رکھا ہو مگر اینٹی پیٹر کا جواب سننے کے بعد بھی ارکان مجلس اس
تجویز کے ترک کرنے پر آمادہ نہیں تھے جو انھوں نے پہلے دن قرار دی تھی
اور اغلب یہ ہے کہ منظوری دینے کے قبل کسی نہ کسی طرح انھیں یہ یقین
دلا دیا گیا تھا کہ فی الفور محالفہ کر لینے سے وہ درحقیقت اہل فوکس کو فیلقوس
یا اہل تھیبز کے اوپر قربان نہیں کر رہے تھے۔ اس کا انتظام کیونکر ہوا اہالی فوکس
و ہیلس کا ذکر خاموشی کے ساتھ نظر انداز کر دیا گیا۔ فلوکراتیس کی تحریک
پیش ہوئی مگر ان لوگوں کا مذکور نام کے ساتھ نہیں ہوا اور بقول ڈیموس تھینیز
اسکینز اور اس کے دوستوں نے وجہ یہ بیان کی کہ فیلقوس علانیہ طور پر اہل فوکس کو

اس سبب سے اپنا حلیف نہیں بنا سکتا کہ اہل تھسالیہ اور اہل تھیبز سے اسکے تعلقات موجود ہیں مگر جب صلح ہو جائے گی تو وہ اس طرح عمل پیرا ہو گا کہ اہل اتھنز کو اطمینان ہو جائے۔ اگر ایسا ہی ہوا تو اسکینز نے رات میں اپنی رائے بدل دی ہو گی اور غالباً اس معاملہ کا سب سے زیادہ قرین قیاس بیان یہی ہے۔ ممکن ہے کہ اسکینز کو واقعی یہ یقین رہا ہو کہ فیلقوس ویسا ہی کرے گا جیسا اس نے بیان کیا ہے، اس کی نسبت بھی کوئی بیان ہمیں نہیں ملتا کہ ڈیموس تھینیز نے اس موقع پر کوئی اور یقین ظاہر کیا ہو۔

مگر ان تمام تیقنات کے ہوتے ہوئے بھی لوگوں کو فلوکراٹیس کی تجویز سے اتفاق کرنے پر اس وقت تک آمادہ نہ کیا جا سکا جب تک کہ ایوبیولس نے ان سے صاف یہ نہ کہدیا کہ اگر وہ اسے نہیں منظور کرتے تو انھیں چاہیئے کہ جنگ کے لئے فوراً تیار ہو جائیں، جنگی محصول ادا کریں، اور تفریحات کے سرمایہ کو جنگی اغراض کے لئے وقف کر دیں (یہ ضرور تھا کہ اس تجویز کے اس نئی شکل میں منظور کرنے کی خواہش کی گئی تھی جس میں اہالی فوکس و ہیلس کا کسی قسم کا ذکر نہیں تھا) اس میں شک نہیں کہ ایوبیولس کا یہ کہنا بالکل سچ تھا۔ سب تیے فیلقوس کے ہاتھ میں تھے اور اگر اس کے شرائط کے مطابق صلح نہ ہوتی تو جنگ لازمی تھی اور لوگوں کو وہی قربانیاں کرنا پڑتیں جن سے وہ اب تک اس استقامت کے ساتھ انکار کرتے رہے تھے۔

یہ دھمکی اپنا کام کر گئی اور یہ قرار پا گیا کہ اہل اتھنز اور ان کے حلفا کو فیلقوس اور اس کے حلفا سے صلح و محالفہ کر لینا چاہیئے اور اس میں تحقیق کے ساتھ نہ کسی کا ذکر ہوا اور نہ کسی کو اس سے خارج کیا گیا۔ مزید براں اس پر بھی اتفاق ہو گیا کہ بروقت صلح جو کچھ فریقین کے قبضہ میں تھا وہ بدستور ہر ایک کے قبضہ میں رہے۔ اس معاہدہ میں تجارت کی آزادی اور بحری قزاقی کے دبانے کے متعلق بھی مختلف شرائط داخل تھے۔ پھر وہی پہلے کے دسوں سفیر اس کام کے لئے مقرر ہوئے کہ اس معاہدے کی توثیق کے لئے فیلقوس اور اس کے حلفا سے قسم لیں۔

مگر سوال یہ ہے کہ جانبین کے حلیف کون تھے صلح کے حامیوں نے کسی نہ کسی طرح اپنی تجویز کو منظور کرا لینے کی غرض سے اس بحث کو غیر تیقن چھوڑ دیا تھا اور آیندہ کے چند برسوں کی پریشانیوں اور غلط فہمیوں کا خاص باعث یہی تھا۔ فیلقوس کے حلفا اور اس کے مقبوضات میں وہ سب کچھ داخل تھا جسے اس نے فتح کر لیا تھا اور اس لئے اس کے ایمفیپولیس اور پوٹیڈیا کے قبضہ کو معرض بحث میں نہیں لایا جا سکتا تھا۔ ایتھنز کے حلیف وہ تھے جو واقعتاً اس کی مشترکیت کے رکن تھے اور جنکی نمایندگی مشترکیت کی سینیٹ[1] میں ہوتی تھی فیلقوس کا بظاہر یہ منشا نہیں تھا اور اس سے یہ توقع بھی نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ ایتھنز کے اس حق کو تسلیم کرے گا کہ وہ کسی دوسرے کے نام سے صلح کرے۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہ تھی کہ اب ایتھنز کے لئے باستثنائے کارڈیا کرسونیز کے قبضہ کی ضمانت ہو گئی تھی۔

مگر یہ صاف عیاں ہے کہ عام محاورے میں "حلیف" کے لفظ کا ایک ایسا مفہوم بھی رائج تھا جس میں اس قدر قطعیت نہیں تھی) اور بین الاقوامی قانون کا کوئی ایسا علم موجود نہیں تھا جو تعریفات کا تعین کرتا ہو اس لئے نہ ایتھنز کے مقرر بلکہ وہ مدبر بھی جو فیلقوس کے دربار میں بھیجے گئے تھے دکھانے کے لئے ایسی دلیلیں پیش کر سکتے تھے کہ ایتھنز کے حلیفوں میں ہر ایک وہ قوم یا وہ شخص داخل ہے جس سے ایتھنز نے دوستی کا معاہدہ یا اس کی حمایت کا وعدہ کیا ہو۔ اس میں اہل فوکس ہیلس بلکہ کرسا بلیپٹس تک داخل تھے (یہ حکمراں اگرچہ فیلقوس کو یرغمال دینے پر مجبور ہو گیا تھا مگر اس میں شک نہیں کہ وہ ہنوز ضابطہ کے بموجب ایتھنز سے دوستانہ رکھتا تھا۔ بعد میں یہ دلیل تک پیش کی گئی کہ از روئے استحقاق ایمفیپولیس ہنوز ایتھنز کی ملک تھا۔

جب اس تردیدہ شہادت کا بغور مطالعہ کیا جاتا ہے تو پھر اس میں

---

[1] اسکینز اسے شہر کا دوست و حلیف بیان کرتا ہے۔

کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ جس وقت تک کہ اہل ایتھنز نے معاہدہ کا حلف لیا ہے اس وقت تک ڈیموس تھینیز نے صلح کی ضرورت کے متعلق اپنا خیال نہیں بدلا تھا اور اگرچہ پہلے ان کے مباحثہ میں اس نے یہ کوشش کی تھی کہ فوری حمالفہ کے بغیر صلح کو صرف معاہدے تک محدود رکھے اور اس طرح اہل فوکس و ہیلس کو بچالے مگر اسے فوراً ہی اس ضرورت کا احساس ہوگیا کہ ان مباحث پر اسے طرح دیجانا چاہیے اور اسی کے مطابق اس نے عمل کیا۔ اگر واقعی یہی تھا تو پھر یہ کو اس نے اس پر کیسی ہی شدومد سے کیوں نہ کی ہو مگر یہ ممکن نہیں ہے کہ نتائج صلح کی ذمہ داری سے (جس میں اپنے رفقا کے ساتھ وہ بھی شریک تھا) اسے بری کردیا جائے لیکن اس ذمہ داری سے فی الحقیقت کوئی تقصیر لازم نہیں آتی کیونکہ صلح کی ضرورت کے متعلق بر وقت اسے جو تیقن تھا اسے عمل میں لانے میں وہ بالکل حق بجانب تھا، اس کے ملک کے مفاد کا جو اقتضا تھا اسی کے موافق وہ عمل کررہا تھا اور اس حد تک ایتھنز کے سر برآوردہ مدبروں میں شدید اختلاف آرا کے آثار مطلق نظر نہیں آتے بلکہ ان میں سے ہر ایک نے واقعات کو جس طرح بیان کیا یا ان میں مداہنت کی ہے اور بعد کے مناقشات کی روش میں ان واقعات کی جس طرح تشریح کی ہے، اختلافات درحقیقت ان میں نظر آتے ہیں۔ ڈیموس تھینیز پر اگر کوئی الزام عائد ہوتا ہے تو وہ صلح میں مدد دینے کا اتنا زیادہ الزام نہیں ہے جتنا یہ الزام ہے کہ بعد کو وہ اپنے اس فعل سے منکر ہوگیا۔

ڈیموس تھینیز اور دوسرے سفرا کے درمیان نہایت خفیف جزوی شخصی اسباب سے جو شکوہ سنجی پیدا ہوگئی تھی وہ اس حد پر پہنچکر بہت سرعت کے ساتھ قطعی مخالفت میں بدل گئی جس کے ساتھ ایک دوسرے کی بدخواہی بھی موجود تھی اور جسے ان میں سے کوئی بھی پوشیدہ رکھنے کی سعی نہیں کرتا تھا۔ ڈیموس تھینیز کی نظر میں یہ صلح التوائے جنگ سے زیادہ نہیں تھی جسے حالات گردوپیش نے قطعًا لازمی بنادیا تھا اور

یہ قابل پذیرائی صرف اس وجہ سے تھی کہ اگر کشمکش کے دوبارہ جاری کرنے کے لئے حصول موقع کی ضرورت ہو تو اس سے اچھا کام نکل سکتا تھا۔ برخلاف ازیں دوسرے لوگ مستقل صلح چاہتے تھے، اور یہ ڈیموس تھینیز کے قومی اعزاز کے تخیل کے منافی تھا۔ اس نے صلح کے ہوتے ہی ان ذرائع پر غور کرنا شروع کر دیا جن سے فیلقوس کو مزید قوت حاصل کرنے اور اپنے اثر کو زیادہ جنوب کی سمت میں بڑھانے سے روکا جا سکے۔ اس نقطۂ نگاہ سے ڈیموس تھینیز کو اپنے رفقا کا ہر ایک فعل جس سے فیلقوس کے تجاویز کو ترقی ہوتی ہو یا صلح کے دوام کی کوئی صورت نکلتی ہو، بغاوت و غداری نظر آتا تھا اور اس کی طینت کا اندازاس سرعت کے ساتھ ترقی کر گیا کہ (تین برس بعد اس نے جو کچھ کہا اگر وہ صحیح تھا تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ) دوسری سفارت میں کام کرنے کے لئے وہ بہت ہی نارضامند تھا اور اگر یہ ضرورت لاحق ہوتی کہ اپنے سابقہ سفر مقدونیہ کے دوران میں، اس نے ایتھنز کے بعض قیدیوں کے لئے خود فدیہ لیجانے کا وعدہ کر لیا تھا تو وہ اس سفارت میں شریک ہوتا۔

تعلیقات باب ہفتم

۱۔ اسکینز صرف یہ کہتا ہے، ٹسیفن کی مخالف تقریر (۶۲) میں فلوکراتیس کی بریت کو وہ تھمسٹا کلس کے عہدۂ ارشنی (جولائی ۳۴۷؁) کے قبل قرار دیتا ہے مگر اس سے اقرب بہ صحت تاریخ کا کچھ ذکر نہیں کرتا ہے۔

۲۔ جس وقت میں اسکینز و ڈیموس تھینیز دونوں صلح سے اپنے ہر طرح کے تعلق کے انکار کے لئے مضطرب تھے، اسی زمانہ میں اسکینز نے ٹسیفن والی تقریر (۶۲) میں ڈیموس تھینیز پر یہ الزام لگایا ہے کہ اس نے کونسل میں ناجائز وسائل سے اس صریحی غرض سے جگہ حاصل کی تھی کہ فلوکراتیس کی تائید کرے مگر اس میں شک نہیں کہ یہ قصہ اسکینز کے دماغ کا اختراع تھا، اس نے اس قسم کا دعوی (ٹمارکس والی تقریر ۱۰۶ میں) ٹمارکس کے متعلق بھی کیا تھا

اور جیسا کہ شافر نے اشارہ کیا ہے اس نے سفارت کی تقریروں کے وقت ڈیموس تھینیز پر یہ الزام لگانے کا خیال نہ کیا۔

۳۔ اسکینز کہتا ہے کہ پراکیمنس کا خط جس میں اس نے اس برتاؤ کا ذکر کیا ہے جو اس کے ساتھ ہوا تھا اور "اسرار" کے قاصدوں کی رپورٹ روئداد مجلس کے اس جلسہ میں پڑھی گئی تھی جس میں صلح پر بحث ہوئی تھی۔ اس سے بہت مشکل پیش آگئی ہے، کیونکہ فلوکراتیس کی اس قرارداد کا جس کے بموجب پہلی سفارت مرتب کی گئی تھی اہل فوکس کے اندفاع کے چند ماہ بعد تک تجویز ہونا دشوار معلوم ہوتا ہے، اس لئے شافر اور دوسرے اشخاص کا خیال یہ ہے کہ جن "اسرار" کا حوالہ دیا گیا ہے وہ "اسرار خورد" ہونگے جو مارچ میں منعقد ہوا کرتے تھے اور اس لئے شافر کی رائے کے بموجب فروری میں ان کا اعلان ہوا ہوگا مگر سوال یہ ہے کہ جس طرح ستمبر میں الیوسیم کے التوائے جنگ کا اعلان تمام یونانی سلطنتوں کو دیا جاتا تھا ویسے ہی موثر طور پر اس کا اعلان بھی ہوا تھا یا نہیں؟ گروٹ کا یہ قول غالباً قرین صحت ہے کہ فلاکریٹس کی قرارداد کے تجویز ہونے کے قبل گفتگوئے صلح پر متعدد مباحث ہوئے ہوں گے اور تھرماپولی کی خبر انھیں مباحث میں سے کسی مباحثہ کے دوران میں آئی ہوگی۔

۴۔ اسکینز ابتدا کی گفت وشنود کے ساتھ اپنے تعلق کا منکر ہے اور ٹمارکس کے خلاف والی تقریر (۱۷۴) کے ٹکڑے سے (جو ۳۴۶ء میں ہوئی تھی) یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اس وقت وہ صلح کے متعلق اپنے لئے کسی تعریف وتوصیف کا دعویدار تھا (جیسا کہ بعض اوقات خیال کیا جاتا ہے) بلکہ اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسے توقع یہ تھی کہ فلوکراتیس کے ساتھ ہی ساتھ ڈیموس تھینیز پر بھی اس صلح کی ذمہ داری کا الزام لگائے گا بالفاظ دیگر یہ کہ ٹماکریٹس کے مقدمہ کے وقت تک ڈیموس تھینیز کو یہ خواہش ہوگئی تھی کہ اس معاملہ سے وہ اپنا دامن بچالیجائے (Do Cos 20-24) میں ڈیموس تھینیز نہایت ہی اصرار کے ساتھ (صلح میں) ہر طرح کی شرکت سے

انکار ہی ہے مگر یہ انکار غلط ہے۔

۵۔ شافر (دوم صفحہ ۲۰۴) کا خیال یہ ہے کہ اسکینز نے ڈیموس تھینیز کے بند ہو جانے کو مبالغہ سے بیان کیا ہے اور ڈیموس تھینیز جونکہ سب سے آخری مقرر تھا اس لئے بالطبع اس کے پاس کہنے کو زیادہ نہ رہا ہوگا بلکہ اس نے مختصر خلاصہ کر دیا ہوگا یہ محض ایک گمان ہے مگر ہمارے پاس اس قصہ کی صحت کی جانچ کرنے کا بھی کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ پلوٹارک کا بیان (ڈیموس تھینیز ۹۶) کہ فیلقوس نے ڈیموس تھینیز کے دلائل پر خاص توجہ کی دوسری سفارت کے متعلق ہوگا یا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بالکل غیر تاریخی ہو۔

۶۔ اسکینز (سٹیفن والی تقریر ۱۶) کہتا ہے کہ ڈیموس تھینیز نے پہلے یہ تجویز کی کہ مجلس ۸ / ایمفیپولین (۵ / اپریل) کو منعقد ہو اور فیلقوس کے ایلچیوں کی آمد کا انتظار نہ کیا جائے۔ یہ ضرور خیال میں آتا ہے کہ اس نے اس روز کے لئے ابتدائی بحث کی تجویز کی ہوگی لیکن یہ خیال میں نہیں آسکتا کہ کسی شخص نے بھی یہ تجویز کی ہو کہ فیلقوس کو جو کچھ کہنا ہے اسے سنے بغیر آخری فیصلہ کر دیا جائے۔ اسکینز اس تجویز کو مذہبی بے حرمتی قرار دیتا ہے کیونکہ ۸ / ایمفیپولین کو اسلیپیس کی دعوت تھی اور یہی دن پردگان کے لئے مقرر ہوا تھا جو ڈیونیس کی تقریب کے قبل کی ایک رسم تھی۔ بہرحال جو کچھ بھی وجہ ہو واقعاً ۱۸-۱۹ کا انتخاب ہوا اور اس وقت تک تقریب ختم ہو چکی ہوگی۔

۷۔ حلفا کی تجویز اور اس تجویز میں جن سفرا کا ذکر ہے ان کے متعلق شہادت اسکینز ۵۷-۶۲-۶۴-۷۰- اور ڈیموس تھینیز ۱۶-۲۳-۲۴ میں ملتی ہے ان میں سے خاص نقاط حسب ذیل ہیں۔

(۱) اسکینز کی صلاح پر اتیخز سے جو سفارتیں بھیجی گئی تھیں اور ان کے جواب میں یونانی سلطنتوں کی طرف سے فیلقوس کے مقابلہ میں متحدہ جنگ کی امید باطل میں جو ایلچی آئے تھے ان کی موجودگی میں ۱۹ / ایمفیپولین کو اسکینز نے جو خیالات ظاہر کئے ڈیموس تھینیز ان سے غضبناک تھا۔ یہ ان سفارتوں سے

متعلق ہوگا جو ۳۴۷ کے اواخر میں بھیجی گئی تھیں۔ ملاحظہ ہوں صفحات ۲۲۲ و ۲۳۳ بالا)

(۲) اسکینیز (۵۷ اور تشیفن والی تقریر ۶۷ - ۷۰ میں) اس کا جواب یہ دیتا ہے کہ کسی یونانی سلطنت کا کوئی سفیر موجود ہی نہیں تھا اور ایتھنز کے جو سفرا ان سلطنتوں کو روانہ کئے گئے تھے وہ ہنوز واپس نہیں آئے تھے مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یہ تجویز کی تھی کہ اب بھی ان کی واپسی کا انتظار کرنا ہی مناسب ہے اور یہ بیان کیا تھا کہ حلفا کی سینڈ یہ چاہتی ہے کہ ان کے آجانے تک مجلس کا فیصلہ ملتوی رکھا جائے اور وہ ڈیموس تھینیز پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ اس نے ایلچیوں کا انتظار کئے بغیر بزور مجلس کے جلسے منعقد کرائے اور اس طرح ہمہ گیر صلح کے ہونے اور اہل فوکس کے بچانے کے موقع کو غارت کر دیا۔

(۳) ڈیموس تھینیز اس کا جواب (۲۲ - ۲۳ میں) یہ دیتا ہے کہ اس وقت یونانی سلطنتوں کے پاس ایتھنز کے ایلچی بھیجے ہی نہیں گئے تھے کیونکہ اس سے بہت پہلے ہی یونانیوں کا تجربہ ہو چکا تھا اور ان کی کوتاہی ثابت ہو چکی تھی۔ پس اب دو بحث طلب امور ہیں جن میں یہ خود ایک دوسرے کی تکذیب کرتے ہیں (اور زمانۂ جدید کے مصنفین اکثر ان میں غلط بحث کر دیتے ہیں۔

(۱) ڈیموس تھینیز یہ بیان کرتا ہے کہ ۱۹ ار الیفیبولین کو ایتھنز میں یونانی سلطنتوں کے سفرا موجود تھے جو ایتھنز کی ان سفارتوں کے جواب میں آئے تھے جو سابقہ موسم سرما میں بھیجی گئی تھیں؛ اسکینیز اس سے انکار کرتا ہے، اور ڈیموس تھینیز ضمناً خود یہ تسلیم کرتا ہے کہ یونانی سلطنتیں بالعموم اس کا جواب دینے سے قاصر رہی تھیں (۲۳) پس اگر کچھ سلطنتوں نے ایلچی بھیجے بھی ہوں تو یہ اغلب ہے کہ ان کی تعداد بہت کم رہی ہوگی۔ (ملاحظہ ہو بیان ذیل)

(۲) اسکینیز کا بیان ہے کہ چند ایلچی جو ایتھنز سے یونانی سلطنتوں کے پاس بھیجے گئے تھے وہ تا حال واپس نہیں آئے تھے بلکہ ۱۹ ار الیفیبولین کو

ہنوز اپنے کام پر ہی تھے (واقعہ نفس الامر میں یہ ہے کہ موسم سرما میں جو ایلچی بھیجے گئے تھے ان میں سے بعض ضرور ہی واپس آ گئے تھے از انجملہ ایک خود اسکینز ہی تھا) ڈیموس تھینیز اس کا جواب یہ دیتا ہے کہ اس وقت ایتھنز کا کوئی ایک ایلچی بھی کسی یونانی سلطنت میں نہیں تھا اس امر سے اسکینز کے بیان کی پرزور تائید ہوتی ہے کہ اس نے ایف ایل ۶۰ میں حلفاً کی سیناڈ کے حکم کا بلفظہا اقتباس دیدیا ہے جس میں صاف طور پر یہ استدعا کی گئی ہے کہ مجلس کا اجتماع اس وقت ہو جب ایلچی ایتھنز کو واپس آ جائیں اور اپنے کاموں کے متعلق اطلاع پیش کر دیں پس اس نتیجہ سے بچنا مشکل ہے کہ اس وقت ایتھنز کے بعض ایلچی کسی نہ کسی کام پر باہر تھے اور یہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو یہ وہی ایلچی تھے جو ۴۷-۳۴۸ کے موسم سرما میں اس غرض سے بھیجے گئے تھے کہ فیلقوس کے مقابلہ میں متحدہ جنگ کی صورت نکالیں (اس صورت میں اسکینز نے ٹسیفن والی تقریر میں تو نہیں مگر ایف ایل ۷۹ میں ان کا یہ مقصد بیان کر کے واقعات کو غلط صورت میں دکھایا ہے کہ ان کا کام متحدہ جنگ یا "متحدہ صلح" کی صورت پیدا کرنا تھا) اور اگر یہ نہیں تھا تو یہ وہ ایلچی تھے جو مذکورۂ بالا سفیروں کے فیلقوس کی طرف روانہ ہو جانے کے بعد یونانی سلطنتوں سے یہ استدعا کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے کہ وہ عام صلح میں شریک ہو جائیں۔ کارسٹڈ نے یہی دوسری شق اختیار کی ہے مگر اس قسم کے ایلچیوں کے بھیجے جانے کی کوئی واقعی شہادت نہیں ہے اور یہ نہایت ہی اغلب معلوم ہوتا ہے کہ متحدہ جنگ کی درخواست کرنے کے لئے ایلچیوں کے بھیجنے کے بعد ہی اس قدر جلد اہل ایتھنز علحدہ صلح کی تجویز کے لئے دوسرے ایلچی روانہ کر دیں اس لئے پہلی ہی شق زیادہ قرین قیاس ہے کہ موسم سرما میں جو ایلچی بھیجے گئے تھے ان میں سے بعض ہنوز واپس نہیں آئے تھے اور حلیفوں نے اسے زیادہ پسندیدہ سمجھا کہ مختتم طور پر صلح کے موکد کرنے کے قبل ان کی آمد کا انتظار کیا جائے اور ان سے یہ تحقیق کر لیا جائے کہ دوسری یونانی قوموں کے خیالات کیا ہیں (اگرچہ

یہ سفارتیں بحیثیت مجموعی ناکام رہی تھیں تاہم بعض یونانی قوموں نے اتھینز کی استدعا کے جواب میں فی الواقع اپنے ایلچی بھیجے تھے جیسا کہ ڈیموس تھینیز کے بیان سے مستنبط ہوتا ہے اور اگر ایسا ہی تھا تو اس سے انکار کرنے میں اسکینیز غلط بیانی کر رہا تھا، لیکن جس تیقن کے ساتھ اس نے ڈیموس تھینیز کو للکارا تھا اسے دیکھتے ہوئے یہی زیادہ اغلب معلوم ہوتا ہے کہ وہ سچ کہہ رہا تھا اور ڈیموس تھینیز اس غرض سے تلبیس سے کام لے رہا تھا کہ اسکینیز کے الفاظ کے ناگوار اثر کو یہ کہہ کر اور بڑھا دے کہ یہ الفاظ خود ایلچیوں کی موجودگی میں ادا ہوئے تھے۔ ڈیموس تھینیز غالباً اس کہنے میں بھی غلطی پر تھا کہ اس وقت اتھینز کا کوئی سفیر کسی کام سے باہر نہیں تھا) جو وجہ متن کتاب میں بیان ہو چکی ہے اس کی بنا پر غالباً ڈیموس تھینیز کی یہ خواہش نہیں تھی کہ ایلچیوں کی واپسی کے انتظار میں صلح کو انجام تک پہنچانے میں تاخیر کرے۔

۸-۱۸ ا الیفیبولین کی کارروائی کا جو بیان ڈیموس تھینیز نے دیا ہے وہ باعتبار صحت غالباً اسکینیز کے بیان سے کم وقیع ہے وہ کہتا ہے کہ مجلس نے اس روز حلفا کی تجویز کی توثیق کر دی تھی اور قریب تھا کہ اس فیصلہ کی اطلاع دینے کے لئے فیلقوس کے ایلچیوں کو بلائے مگر اس وقت اس نے بزور دوسرے دن تک کے لئے اس مسئلہ کو ملتوی کرا دیا مگر خود ڈیموس تھینیز کی تحریک کے بموجب پہلے دن کسی قسم کی رائے نہیں دی جا سکتی تھی اور اس روز جو کچھ توثیق ممکن تھی وہ یہی کہ واہ واہ سے اس کی تصدیق کی جائے اور فیصلہ کا دوسرے دن کے لئے ملتوی ہونا اسکینیز کے کسی فعل کے باعث نہیں بلکہ اسی کی تحریک کے نتیجہ کے طور پر ہوا (اس کی تحریک میں کارروائی کا جو طریقہ قرار دیا گیا تھا اس کی پیروی دوسرے دن نہیں ہوئی مگر اسے ترک کر دینے کے لئے بعض صاف و معقول دلائل موجود تھے اور مجلس نے اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہوگا۔ پہلے دن میں اس قسم کی کسی وجہ کے پیش کرنے کا خیال نہیں ہوتا کیونکہ بظاہر اس دن کسی قسم کا ہیجان یا

کسی طرح کی دشواری نہیں تھی۔

۹۔ ڈیموس تھینیز یہ مفہوم پیدا کیا چاہتا ہے کہ اس نے فیلقوس کے وعدوں اور ارادوں کے بارے میں اسکنیز اور اس کے دوستوں کے بیانات کو اس موقع پر اور اس کے بعد جولائی میں بھی بیان کر دیا تھا اور نہ صرف اسکنیز کے مقدمہ کے موقع پر اپنی ۳۴۳ء والی تقریر میں (۳۲۱) بلکہ ۳۴۶ء میں خود مجلس کو خطاب کرتے وقت بھی اس نے ایسا ہی کیا اور غالباً مجلس کو اس معاملہ میں مغالطہ دید بنا جو خود اسی کے روبرو واقع ہوا ہو، ایسا آسان نہ تھا (اس کا تعلق فیلقوس والی دوسری تقریر سے ہے جہاں ان وعدوں کے حوالے دئے گئے ہیں جن کی بنا پر فیلقوس نے صلح کی تھی) ان کا اطلاق صرف اپریل پر ہو سکتا ہے نہ کہ جولائی پر جبکہ صلح انجام پا چکی تھی یہ امر مشتبہ ہے کہ یہ بیانات واقعتہً اسکنیز ہی کے ہوں۔ ممکن ہے کہ وہ بیانات فلوکراتیس کے ہوں لیکن اگر وہ بیانات واقعی اسکنیز ہی کے ہیں تو اس میں شک کرنا دشوار ہے کہ اسے اس کا یقین تھا کیونکہ (جیسا کہ ہم دیکھیں گے) وہ اہل فوکس کے بچانے کے لئے واقعی مضطرب تھا اور ڈیموس تھینیز نے اہل فوکس کے متعلق اسکنیز کی روش کا جو بیان دیا ہے وہ صداقت کو نہایت ہی ذلیل کرنے والا ہے۔ حقیقت میں خود ڈیموس تھینیز ہی اس امر پر تیار تھا کہ بروقت صلح حاصل کرنے کے لئے اگر ضرورت ہو تو اہل فوکس کو قربان کر دیا جائے۔

۱۰۔ اسکنیز کے بیان کے بموجب مجلس ملکی کا انعقاد ۲۵ ایلفیبولین کو ہوا اور ڈیموس تھینیز اس کا صدر تھا۔ اس جلسہ میں کردتوبیولس کا لینیکس حاضر ہوا اور کرسابلیٹس کے نام سے یہ مطالبہ کیا کہ اسے اتیھنز کے حلیفوں کے زمرے میں صلح کا حلف اٹھانے کی اجازت دیجائے (اس شخص کا ذکر ۱۸-۱۹ کے مباحثوں میں نہیں ہوا تھا) الکزیمیکس نے یہ تجویز کی کہ اسے ایسا کرنے کی اجازت دیجائے مگر ڈیموس تھینیز نے اس تحریک کو پیش کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ایسا کرنے کے یہ معنی ہونگے کہ صلح کو توڑ دیا جائے لیکن جب وہ فی الواقع مجبور ہوا اس وقت اس نے اس تجویز کو پیش کر دیا

(اسکینز یہ نہیں کہتا کہ یہ تجویز منظور ہو گئی تھی) بلکہ اس کے برخلاف وہ یہ کہتا ہے کہ فلوکراتیس نے یہ تجویز کی اور ڈیموس تھینیز نے اسے رائے کے لئے پیش کیا کہ آج کے دن ان حلیفوں سے حلف لیا جائے جن کی نمایندگی اس وقت کی سیناڈ میں ہو رہی تھی اور چونکہ کرسابلیپٹس کا کوئی نمایندہ سیناڈ میں موجود نہ تھا اس لئے وہ اس سے خارج رہگیا۔ یہ ظاہر ہے کہ ان دونوں بیانات میں توافق نہیں ہے لیکن دونوں تقریریں اس امر پر متفق ہیں کہ کرسابلیپٹس فی الواقع خارج کر دیا گیا تھا کیونکہ (ڈی۔ ایف۔ ایل ۸۶۔ میں) اسکینز کا بیان یہ ہے کہ ڈیموس تھینیز نے اس پر یہ الزام لگایا تھا کہ مجلس کے برخاست ہونے کے بعد ہی جب حلف لئے گئے تو اس نے (اسکینز نے) کرسابلیپٹس کے نمایندے کو بھگا دیا۔ صاف بات یہ ہے کہ کرسابلیپٹس کا اخراج ایک ایسا امر تھا جو اہل ایتھنز کی نظروں میں معیوب قرار پایا اور دونوں مقرر اس کوشش میں لگ گئے کہ خود کو اس کی ذمہ داری سے الگ کرلیں گروٹ (حصۂ دوم باب ۸۹) اور بوگرتھ (فیلقوس مقدونوی صفحہ ۹۱) دونوں کا دعویٰ یہ ہے کہ کرسابلیپٹس کے نمائندہ کو حلف لینے کی اجازت دی گئی تھی۔ یہ شہادت کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ "فیلقوس کے خط" سے اس اخراج کی روایت قائم ہے، اگرچہ اس خط میں اسے ایتھنز کے سپہ سالاروں کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور بیشک ایسا اس وجہ سے ہوا کہ حلف سپہ سالاروں کے دفتر میں لئے گئے تھے۔

سفارت ثانیہ و صلح فلوکراتیس

فیلقوس کیجانب دوسری سفارت کے لئے جب دس سفرا کا تقرر ہو چکا تو انھیں یہ ہدایت کی گئی کہ جس معاہدے کے متعلق حال میں گفتگو ہوئی ہے اس پر وفاداری کے ساتھ قائم رہنے کے لئے فیلقوس سے حلف لیں اور مختلف شہروں میں جو قومیں اس کی حلیف ہیں ان کے حکام سے بھی حلف لیں۔ انھیں یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ جو اہل اتیھنز۔ خود فیلقوس اور اس کی رعایا کے ہاتھوں میں قید ہیں ان کے زر فدیہ کے متعلق بھی گفتگو کریں اور عام حالت کے اعتبار سے جہاں تک ہوسکے اتیھنز کے مفید مطلب کارروائی کریں۔ ڈیموس تھینیز یہ بھی بیان کرتا ہے کہ اس امر کی ہدایت کردی گئی تھی کہ ان میں سے کوئی سفیر فیلقوس سے علٰحدہ بطور خود ملاقات نکرے مگر یہ بہت ہی مشکوک معلوم ہوتا ہے کہ واقعی کوئی ایسی ہدایت دی گئی ہو جس سے ان سفیروں کے متعلق اس قدر سخت بے اعتمادی پائی جاتی ہو اور جس سے خود ان کی اور فیلقوس کی صریحی اہانت ہوتی ہو البتہ ایسا معلوم ہوتا ہے اور یہی کہا بھی گیا ہوگا کہ اتیھنز پر صرف ان کی مجموعی کارروائی کی پابندی عائد ہوگی۔

فیلقوس کے ایلچیوں کے شہر چھوڑنے کے بعد ہی ڈیموس تھینیز نے اپنے رفقا پر یہ زور دیا کہ جس قدر جلد ممکن ہو ہلسپانٹ کیجانب (جہاں فیلقوس اس وقت مشغول کارزار تھا) لنگر اٹھا دیں تاکہ اسے اس امر سے روک دیں کہ حلف لینے کے قبل وہ اس نواح میں فتوحات کرتا ہے اور پھر یہ عذر کردے کہ ہنوز اس نے صلح کا حلف نہیں لیا تھا۔ ڈیموس تھینیز نے

کہا کہ فیلقوس یہ جانتا ہے کہ اس طرح جو مقامات فتح ہو جائیں گے اہل ایتھنز ایک مرتبہ عام بناؤں پر صلح کا اقرار کرنے کے بعد ان جگہوں کے لئے از سر نو لڑائی نہیں مول لیں گے لیکن اس کے رفقا نے کسی قسم کی عجلت کا اظہار نہیں کیا اور چونکہ مجلس ملکی کا باقاعدہ جلسہ کچھ دنوں تک نہیں ہو سکتا تھا اس لئے اس نے کونسل کا (جسے اس معاملہ میں اختیار دیا گیا تھا) ایک حکم اس مطلب کا حاصل کیا کہ سفرا فوراً روانہ ہو کر پراکسینس سے جا ملیں جو ہنوز ایوبیا کے شمالی ساحل پر اپنا جہاز لئے ہوئے ٹھہرا ہوا تھا اور پھر فیلقوس جہاں کہیں بھی ہو پراکسینس ان لوگوں کو لیکر وہاں جائے۔ سفرا ایتھنز سے روانہ ہوئے اور اوریوس میں پراکسینس سے ملے مگر آگے سفر کرنیکے بجائے وہاں اس غرض سے ٹھہر گئے کہ ایسکینز کا تقرر ایتھنز میں اور ہیں کے نمایندے یا قنصل کی حیثیت سے ہو جائے آخر الامر وہ روانہ ہوئے مگر سمندر کی جانب سے ہلیسپانٹ کے نواح میں نہیں گئے بلکہ براہ خشکی پیلا کو گئے اور ایتھنز سے روانگی کے تیئیس دن بعد وہاں پہنچے۔ اس تمام اثنا میں ڈیموس تھینیز ان کی سست رفتاری پر زیادہ زور کے ساتھ تعرض کرتا رہا[1] پیلا پہنچنے کے بعد انھیں خود فیلقوس کی آمد کے لئے ستائیس دن اور انتظار کرنا پڑا۔ ڈیموس تھینیز نے اس وقفہ سے یہ کام لیا کہ ایتھنز کے جس قدر قیدی اسے مل سکے ان سب کے زر فدیہ کے انتظامات کئے اور اس غرض کے لئے وہ خود اپنے پاس سے ایک ٹیلنٹ[2] ہمراہ لے گیا تھا۔ اس اثنا میں فیلقوس کے متعدد شہروں پر (جن میں ڈور سکس سریم[3] کو وہ مقدس ماونٹ مر ٹینسم اور گسکل داخل تھے) قبضہ اور کرسا بلپیٹس کو مقید کر لیا۔ پس اس طرح کرسا بلپیٹس کی بادشاہت فیلقوس کے اختیار میں آگئی اور

---

[1] ۲-۳-۲۴ میں اس کے اس عہدے پر فائز ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔

[2] اس دوسری سفارت کے بیشتر حالات ہمیں اس تقریر کے قطعات ۱۵۰-۱۷۸ سے معلوم ہوتے ہیں۔

[3] ایسکینز نے ڈیموس تھینیز کے اس کار خیر کو بدنام کرنے کی جو کوشش (De F. L. 99. 100) کی ہے وہ ناقابل یقین ہے۔

چونکہ اس کا بیٹا پہلے سے بطور یرغمال کے فیلقوس کے پاس موجود تھا اس لیئے وہ قید میں نہیں رکھا گیا بلکہ بعض شرائط کے ساتھ اسے اس کی مملکت کا برائے نام قبضہ دیدیا مگر بعد میں جب ایتھنز کے ایوکلیدیس کو یہ ہدایت کی گئی کہ تھریس میں فیلقوس نے جو کچھ کیا اس سے اس کی وجہ دریافت کرے تو اس کا بھی جواب ملا کہ اس نے اپنے حقوق کے اندر رہکر ایسا کیا ہے کیونکہ اس نے ان مقامات کو سفرا سے ملاقی ہونے یا حلف اٹھانے کے قبل ہی فتح کر لیا تھا۔ فیلقوس کی بیوفائی اور اپنے رفقا کی تاخیر کے باعث نقصان کے ثبوت میں ڈیموس تھینیز نے ان فتوحات پر بہت زیادہ زور دیا ہے مگر حقیقت میں فیلقوس کی مدافعت درست تھی اور یہ امر واقعہ کہ ۱۴۳ سنہ میں ڈیموس تھینیز نے اس یقینی دروغ بافی کی ضرورت سمجھی کہ فیلقوس ان جگہوں پر قبضہ کرنے کے قبل ہی حلف اٹھا چکا تھا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب واقعات صحیح طور پر بیان کئے گئے تو اسے فیلقوس کے معاملہ کی صحت کا ادراک ہوگیا تھا۔ درحقیقت اسکینز کے بیان کے بموجب فیلقوس، کرسا بلیپٹس کو مقید اور کوہ مقدس پر قبضہ اس دن کے قبل ہی کر چکا جس دن خود اہل ایتھنز نے حلف اٹھایا تھا اور اس لیئے یہ واقعہ سفرا کے ایتھنز سے روانہ ہونے کے قبل ہی پیش آچکا تھا۔ اس بیان کی شہادت میں اسکینز نے کیرس کا ایک خط پیش کیا، پس ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ آیا سفرا کی تاخیر سے فی الواقع ایتھنز کے اغراض و مفاد کو کچھ نقصان پہنچا بھی یا نہیں، لیکن کچھ ہی ہو فیلقوس نے جو کیا تھا اس میں وہ اپنے حق کے اندر تھا کیونکہ ان قلعوں کا تعلق ایتھنز سے کسی طرح پر نہیں تھا بلکہ ان کا تعلق کرسا بلیپٹس سے تھا اور اگرچہ کیریس ان قلعوں کی مدافعت کر رہا تھا مگر وہ کرسا بلیپٹس کی جانب سے ایسا کر رہا تھا اور کرسا بلیپٹس فیلقوس سے برسر جنگ تھا۔ کرسوبلیس پر حملہ نہ کرنے کے متعلق فیلقوس وفاداری کے ساتھ اپنے وعدے پر قائم رہا۔ مزید براں اس میں شک ہے کہ اگر سفرا بخط مستقیم فیلقوس کے پاس پہنچ جاتے اور اس سے حلف

لے لیتے اس صورت میں وہ فی الواقع اپنے تھریس کے فتوحات ترک کر دیتا (جیسا ڈیموس تھینیز کا خیال تھا) یا نگرتا، لیکن اہل ایتھنز اس خطے کو اپنے حلقۂ اثر میں سمجھنے کے اس درجہ عادی ہو گئے تھے کہ ۳۴۳ ق م میں ڈیموس تھینیز کو یہ کہنے میں کچھ دشواری نہیں معلوم ہوئی کہ یہ نقصان اہل ایتھنز کا نقصان تھا اور یہ نقصان سفرا کے اپنے ہدایات پر عمل پیرا نہ ہونے کی وجہ سے پیش آیا۔ اس میں شک نہیں کہ کرسا بلیپٹس کی بادشاہت کے فتح کر لینے سے فیلقوس کرسونیس سے قریب تر آ گیا اور اسی کو ڈیموس تھینیز روکنا چاہتا تھا مگر اسے اس شکایت کا کوئی حق نہیں تھا کہ فیلقوس ایتھنز کے ساتھ دغا کر رہا ہے۔ اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے کہ سفرا کی یہ تاخیر فیلقوس یا اس کے گماشتوں کی رشوت دہی کی وجہ سے تھی، البتہ اگر ڈیموس تھینیز سچ کہتا تھا تو سفرا نے اپنے ہدایات کی خلاف ورزی کی۔

فیلقوس جب پیلا کو واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ وہاں بہت سی یونانی سلطنتوں کے نمائندے موجود ہیں اور ہر ایک کو ان میں سے یہ توقع ہے کہ وہ فیلقوس کو اپنی خواہشوں کے پورا کرنے پر مائل کر لے گا۔ وہ سب سے خوشگوارانہ طور پر پیش آیا اور سب کے ساتھ ایسا انداز اختیار کیا کہ سب کو اپنی اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا۔ ایتھنز کے سفرا کے علاوہ وہاں تھیبز کے ایلچی بھی اس عزم کے ساتھ موجود تھے کہ وہ فیلقوس پر یہ زور دیں کہ وہ درہ تھرماپولی سے گزر کر جنگ مقدس کو ان کے حق میں ختم کرا دے۔ وہاں اہل اسپارٹا بھی موجود تھے جو اس امید میں لگے ہوئے تھے کہ ڈلفی کا مندر اُن کے اقربا (یعنے کوہ پارنیسس کے اہالی ڈوریا) کی تفویض میں دیا جائے اور بلا شبہہ ان کی یہ بھی خواہش تھی کہ پلوپونیس میں اپنے دشمنوں کے ساتھ فیلقوس کی سازش کے متعلق بھی کچھ کہیں۔ ان کے علاوہ اہل ایوبیا بھی موجود تھے جن کی نسبت ہر طرح پر اغلب یہی ہے کہ ایتھنز کی جانب ان کا خیال اچھا نہیں تھا، اور وہ فیلقوس کی تائید برقرار رکھنے کے خواہاں تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ فیلقوس نے فیاضانہ داد و دہش سے ایتھنز کے

نمائندوں کو اپنی طرف سے خوش کر دینا چاہا۔ ڈیموس تھینیز بیان کرتا ہے کہ پہلے فرداً فرداً ہر ایک کو بڑی بڑی رقمیں پیش کی گئیں اور جب ان میں سے ایک شخص نے اس رقم کے لینے سے انکار کیا تو فیلقوس نے ان سب کے لئے یکجا ایک بہت بڑی رقم بھیجی اور جب شخص مذکور اس صورت میں بھی اس کے قبول کئے جانے میں حارج ہوا تو اس کے رفقا نے علاوہ ان رقوم کے جو انھیں پہلے مل چکی تھیں اس رقم کو بھی آپس میں تقسیم کر لیا (اس موقع پر ڈیموس تھینیز از راہ حیا یہ کہنے سے رک گیا ہے کہ جو شخص حارج ہوا تھا وہ خود وہی تھا) وہ کہتا ہے کہ اپنی جگہ پر اس نے فیلقوس سے یہ درخواست کی کہ جو رقم وہ سفیروں کو دے رہا ہے اسے ان اہل اتھینز کے رہا کرانے میں صرف کرے جو اس کی رعایا کی قید میں ہیں۔ فیلقوس نے اس کا یہ جواب دینا تو پسند نہیں کیا کہ ڈیموس تھینیز کے رفقا نے روپیہ لے لیا مگر اس نے ڈیموس تھینیز کی رائے پر عمل کرنے پر رضامندی ظاہر کی لیکن اس کام کا پورا کرنا ملتوی کر دیا اور یہ وعدہ کیا کہ وہ پنہیتیا کے وقت تک قیدیوں کو واپس بھیج دیگا قیدیوں کو ان کے وطن میں واپس بھیج دینے کے متعلق فیلقوس نے جو وعدہ کیا تھا اس حصہ کو ترک کر کے اس تمام قصہ میں کس حد تک صداقت ہے اس کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اسکینز کا بیان یہ ہے کہ ڈیموس تھینیز نے پہلے سفر میں اپنے ساتھی سفیروں کے ساتھ جس قسم کی عیاری کی تھی اس سے سبق لیکر اس سفر میں سب اس سے الگ ہی الگ رہے اور ممکن ہے کہ اس برتاؤ نے ان لوگوں کی طرف سے اسے غیر معمولی حد تک مشکوک کر دیا ہو مگر یہ کہ سفیروں کو فیاضانہ تحائف دے کر فیلقوس نے اتھینز میں اپنے لئے دوست پیدا کرنے چاہے ہوں گے۔ تو جب یہ معلوم ہے کہ مقدونیہ کے روپیہ سے دوسری جگہوں میں وہ کیا کیا کام لے رہا تھا تو یہ امر بہت قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ مہمانوں کی ضیافت کا بہانہ اس کے لئے ایک موزوں عذر تھا اور اس سے ان لوگوں کے نفس لوامہ بھی ساکن ہو گئے ہوں گے۔ اس زمانہ میں سرکاری ملازموں کے لئے تمام ظاہری خرابیوں سے جس قسم کے

سخت اجتناب کا مطالبہ کیا جاتا ہے اس کی توقع قدیم یونان میں
نہیں ہو سکتی تھی یا کم از کم یہ کہ ایسی مثالوں کا ملنا نادرات سے تھا۔
ڈیموس تھینیز کہتا ہے کہ تھیبز کے سفرا ہر قسم کی خیانت سے
کلیتہً پاک ثابت ہوئے۔ گو اس میں شبہہ ہو سکتا ہے کہ ڈیموس تھینیز کا
یہ نتیجہ نکالنا صحیح ہے یا نہیں کہ اہل تھیبز کو جو کامیابی ہوئی وہ اس وجہ سے
ہوئی کہ فیلقوس پر تھیبز کے سفرا کے طور و طریق کا نقش اچھا پیدا ہوا تھا۔
گو ایسے اخلاقی نقش فیلقوس پر کوئی اثر جہاں وہ اپنا فائدہ سوچتا ہو نہیں
پہنچا سکتے تھے۔

یہ ظاہر ہے کہ ڈیموس تھینیز اور اس کے رفقا کے درمیان اس معاملہ
میں بہت خلاف تھا کہ وہ اپنے ہدایات کو کس طریق سے عمل میں لاویں[1]
انھوں نے پہلے اپنے ہدایات کو بلند الفاظ سے پڑھا اور پھر کچھ دیر تک
جزوی اہمیت کے مسائل پر بحث ہوتی رہی آخر کار (بقول خود) اسکینز نے
اس اندیشے سے کہ مبادا زیادہ وزنی معاملات بالکلیہ نظر انداز ہو جائیں
اپنے رفقا کو یاد دلایا کہ اگرچہ فی الواقع ان کا فرض یہی تھا کہ فیلقوس اور
اس کے حلفا سے حلف لیں اور قیدیوں کے زر فدیہ کے متعلق گفتگو کریں
مگر حقیقی مشکل اس ہدایت میں تھی کہ اتیھنز کے عام مفاد پر وہ اپنی بہترین
کوشش صرف کریں۔ اسکینز نے خود اس ہدایت کی تاویل یہ کی کہ اس میں
تھرما پولی کی جانب فیلقوس کے بڑھنے کا اشارہ پایا جاتا ہے جس کی نسبت
ہر شخص کا گمان تھا کہ یہ عنقریب پیش آنے والا ہے، کیونکہ فیلقوس کا
یہ منشا کہ وہ جنگ مقدس کو ختم کرنا چاہتا ہے بالکل ظاہر تھا اور اسکینز
یہ سمجھتا تھا کہ اتیھنز والوں کی خواہش یہ ہے کہ وہ فیلقوس کو اہل تھیبز کے
ذلیل کرنے کی ترغیب دیں اور بیوشیا کے جن شہروں کی فصیلوں کو تھیبز
کے لوگوں نے ڈھا دیا ہے انھیں پھر تعمیر کردے مجلس کے فیصلہ میں یہ

---

[1] یہاں ہمیں اپنی اطلاع کے لئے اسکینز پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔

باتیں بیان نہیں ہوی تھیں جس کی وجہ صرف یہ تھی کہ اگر اہل ایتھنز اس مقصد میں ناکام رہے تو پھر بہتری اسی میں تھی کہ قوم کا منشاء عام طور پر ظاہر نہو مگر اسکنیز نے کہا کہ سخت غلطی ہوگی اگر سفارت یونان اس خوف سے کہ تھینیز کے لوگوں سے عداوت پیدا ہو جائے گی اپنا اصل منشا بیان کرنے سے پرہیز کرے لیکن ڈیموس تھینیز نے (اسکنیز کا بیان ہے) اس پر زور و شور کے ساتھ اعتراض کیا اور یہ دعویٰ کیا کہ سفرا کا یہ کام نہیں ہے کہ ایتھنز اور تھیبز کے درمیان آتش فساد مشتعل کریں۔ اس نے کہا کہ فیلقوس کو تھرماپیلی کی طرف جانے دو۔ فیلقوس اور اس کی فوج کے کسی نقل و حرکت کے متعلق کوئی شخص مجھپر مقدمہ نہیں چلائے گا۔ البتہ کسی ایسی بات کے کہنے یا ایسے فعل کے کرنے سے جو ہمارے ہدایات میں داخل نہوں مجھ پر مقدمہ قائم ہو سکتا ہے۔ اس مباحثہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپس میں یہ قرار پا گیا کہ ہر سفیر اپنے طور پر جو مناسب سمجھے وہ فیلقوس سے کہے۔

جب فیلقوس سے اُن کی ملاقات کا وقت آیا تو ڈیموس تھینیز نے باوجود سب سفیروں میں کم عمر ہونے کے سب سے پہلے گفتگو کرنے پر اصرار کیا اس لئے کہ کہیں اس کی نوبت آتے آتے جتنی باتیں کہنے کی تھیں انھیں دوسرے نہ کہہ گذریں۔ اس نے فیلقوس سے گفتگو اس اشارے کے ساتھ شروع کی کہ کل سفرا ایک ہی مقصد کے لئے نہیں آئے ہیں۔ اسکے بعد پیغام صلح کے بھیجنے میں جو خدمتیں اُس نے کی تھیں اور فیلقوس کے ایلچیوں کا جو احترام اس نے کیا تھا اُن سب باتوں کو بیان کیا (اور اس آخری مضمون پر اس نے اس قدر زور دیا کہ اس کے رفقا سن کر بالکل شرما گئے) آخر میں اس نے خود فیلقوس کے متعلق بعض بے لطف سے اشارے کئے اور اس کے رفقا نے فیلقوس کی نسبت جو ستائشی الفاظ استعمال کئے تھے اشارہ و کنایہ میں ان پر بھی اعتراض کر گیا۔ ڈیموس تھینیز نے فیلقوس سے خطاب کیا کہ ”میں نے آپ کو خوب صورت نہیں کہا کیونکہ دنیا میں سب سے زیادہ خوب صورت چیز عورت ہوتی ہے۔ میں نے آپ کے نسبت

یہ نہیں کہا کہ آپ بڑے بینے والے ہیں کیونکہ اس طرح کی تعریف تو ایک اسپنیج (مردہ بادل) کی ہو سکتی ہے۔ میں نے آپ کو ایک یادگار زمانہ سمجھکر آپ کی تعریف نہیں کی کیونکہ ایسی مدح سرائی تو ایک کرایہ کے سوفسطائی کا کام ہوتا ہے"۔ غرض اس حالت میں کہ تمام یونانی سلطنتوں کے سفیر یہ باتیں سن کر قہقہے لگا رہے تھے ڈیموس تھینیز نے اپنی تقریر ختم کی۔ اس کے بعد (بقول ڈیموس تھینیز) اسکنیز اٹھا اور اس طرف اشارہ کرکے کہ سفرا اپنے ذاتی افعال کی حمایت کے لئے نہیں بھیجے گئے ہیں بلکہ ان کا انتخاب اُن کے ذاتی اخلاق و کردار کی وجہ سے ہوا ہے توثیق معاہدہ کے متعلق گفتگو کرنے لگا۔ جس کے حصول کے لئے وہ سب حاضر ہوئے تھے۔ سفیروں کے ہدایات میں جو دوسرے مراتب قطعی حیثیت سے شامل تھے ان پر بھی اسکنیز نے گفتگو کی اور اس کے بعد تھرما پیلی کی جانب فیلقوس کے عزم کا ذکر کیا۔ اس نے فیلقوس سے یہ درخواست کی کہ جن مسائل میں "ایمفک ٹیونک لیگ" (محالفہ) کے دول متحدہ کو دلچسپی ہے اگر ممکن ہو تو اس کا تصفیہ بزور شمشیر نہ کرے بلکہ معاملہ کی باضابطہ تحقیق کے بعد کونسل کی رائے سے اس کا تصفیہ کرے لیکن اگر یہ ناممکن ہو جیسا کہ وہ فرض کرتا ہے کہ وہ ناممکن ہے کیونکہ فیلقوس کی فوج جمع ہو چکی تھی اور روانگی کے لئے تیار تھی۔) تو اس صورت میں اُس نے فیلقوس کے سامنے ایسے چند امور کو پیش کرنے کی درخواست کی جو "ایمفک ٹیونک" لیگ کے قواعد اور اس حلف کے بموجب غور طلب تھے جس نے اس لیگ کے اراکین کو باہم متحد کیا تھا۔ اہل تھیبز نے بوشیا کے مندر کو مسمار کرکے اس حلف کی خلاف ورزی کی تھی اور اگرچہ یہ بجا تھا کہ ڈلفی کے مندر کی جو بے حرمتی کی گئی ہے اس کی سزا دیجائے مگر سزا ان اشخاص کو ملنا چاہئے جو اس بے حرمتی کے مرتکب ہوئے ہوں نہ کہ ان کے ملکوں کو۔ آخر میں اس نے فیلقوس سے یہ درخواست کی کہ وہ تھیبز والوں کو فوجی امداد دے کر ان کی جفا کاریوں کو قوت نہ پہنچائے اور اس کو متنبہ کر دیا کہ اگر اس نے

تھیبز کو مدد پہنچائی تو اس کی توقع نہ کیجائے کہ تھیبز اس کا شکر گذار بھی رہیگا۔
اس بیان سے یہ پتہ چلا لینا کچھ دشوار نہیں ہے کہ اسکینز اور ڈیموس تھینیز میں ہر ایک کو کونسی حکمت عملی مدنظر تھی۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکینز نے اہل فوکس کو بچانے کی ایماندار ی سے کوشش کی اور چاہا کہ اہل تھیبز کے ظلموں کو بیان کرکے اور آئینی سوالات کو زیر بحث لاکر فیلقوس کی فوجوں کو کسی طرح تھیبز کے مقابلہ پر رجوع کردے مگر ان باتوں سے فیلقوس پر کیا اثر ہو سکتا تھا۔ یقیناً یہ وہ حکمت عملی تھی جسے اہل اتھنز کا کثیر حصہ پسند کرلیتا جیسے کہ اس سے پہلے صلح کے مباحث کے وقت ظاہر ہوا تھا۔ غالباً اسکینز ان ہدایات کی تاویل میں حق پر تھا جو سفیروں کو کسی قدر مبہم شکل میں دی گئی تھیں۔
ڈیموس تھینیز کسی قدر اور دور تک نظر دوڑاتا تھا۔ وہ یہ دیکھتا تھا کہ فیلقوس اگر درۂ تھرماپیلی پر قابض ہو گیا اور اس طرح اسے یہ موقع مل گیا کہ وہ جب چاہے اس سے بھی زیادہ جنوب کی سمت میں بڑھ جائے تو اس صورت میں اس کے نزدیک اتھنز کو فیلقوس کی غلامی سے بچانے کی بہترین توقع اس میں تھی کہ اتھنز و تھیبز کے درمیان اتحاد ہو جائے اور وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ فیلقوس کے دربار میں تھیبز کے متعلق مخاصمانہ روش اختیار کرکے اس اتحاد کی امید کو بالکل منقطع کردے اس لئے اسکی خواہش یہ تھی کہ سفیروں کا کام حلف لینے اور قیدیوں کے زر فدیہ ادا کرنے تک محدود رہے۔ ڈیموس تھینیز کے رفقا غالباً اس کے مقصود سے آگاہ تھے مگر اتھنز میں تھیبز والوں سے ناراضی بالعموم اس درجہ بڑھی ہوی تھی کہ وہ اس کے ساتھ ہمدردی نہیں کر سکتے تھے۔ اسکینز کہتا ہے کہ ڈیموس تھینیز نے اپنی تمام غلطیوں پر ایک طرہ محب تھیبز ہونے کا اور لگایا ہے لیکن اگر یہ سمجھ لیا جائے (جیسا کہ ڈیموس تھینیز سمجھے ہوے تھا اور اس کے ساتھی نہیں سمجھے تھے) کہ صلح سے مطلب محض جنگ کو ملتوی رکھنا ہے اور اتھنز لڑنے کے قابل ہوتے ہی پھر فیلقوس کے مقابلہ میں مصروف جنگ ہو جائیگا

تو پھر ڈیموس تھینیز کی یہ احتیاط غالباً دانشمندانہ تھی۔

اس وقت تک خود فیلقوس کا ارادہ بے شک و شبہہ ایسا قائم و ظاہر ہوگیا تھا کہ وہ اچھی طرح سمجھ میں آسکتا تھا۔ اس کا ارادہ یہ تھا کہ جلد یا بدیر ایتھنز و تھیبز دونوں کو فتح کرلے یا ان سے اپنے قابل اطمینان شرائط طے کرلے مگر اسے اس میں عجلت نہیں تھی اور سردست اس کے لئے اس میں کافی سہولت تھی کہ تھیبز کی تائید کرے اور ایتھنز کو بے بسی و معذوری کی حالت میں رہنے دے۔ جس صفائی کے ساتھ ڈیموس تھینیز نے دیکھا تھا اسی صفائی کے ساتھ فیلقوس نے بھی دیکھ لیا ہوگا کہ جو شئے اس کے رستہ میں خلل انداز ہوسکتی ہے وہ ایتھنز اور تھیبز کا محالفہ ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ اہل تھیبز سے اس کے دوستانہ مراسم ہیں اس لئے اگر وہ فوراً ہی ان سے دست کش ہوگیا تو اس سے اس کے اعزاز و امتیاز کو نقصان پہنچے گا، پس جو روش اس نے قرار دے لی تھی اس کا پابند رہا مگر مختلف سلطنتوں کے ایلچیوں کے ساتھ مختلف چالیں چلتا رہا یہاں تک کہ آخری چال چلنے کا وقت آگیا اور اس میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس نے (بغیر کسی قسم کے باضابطہ بیان کے) بعض بعض اہل ایتھنز کو ضرور یہ یقین دلا دیا تھا کہ وہ فی الواقع تھیبز کے خلاف کچھ کیا چاہتا ہے، یہ بالکل ایسا ہی تھا جیسا اس نے اسپارٹا والوں کو یہ یقین دلا دیا تھا کہ وہ ان کی مخصوص خواہشوں کو پورا کردے گا (اہل اسپارٹا کو اس پر اتنا تیقن ہوگیا تھا کہ انھیں یہ جرأت ہوگئی کہ جو اہل تھیبز وہاں موجود تھے، ان سے تہدید آمیز باتیں کرنے لگے) ممکن ہے کہ اس نے خود اہل فوکس تک کو ان کی طرفداری کی امید دلادی ہو۔

فیلقوس نے اپنی طرف سے صلح کی منظوری کا اعلان پیلا میں کیا اور سفرا وہاں اس وقت تک ٹھہرے رہے جبتک کہ وہ جنوب کی جانب روانہ ہونے کے لئے تیار نہ ہوگیا۔ اس وقت یہ لوگ اس کے اور اس کی فوج کے ساتھ فیری تک آئے اور یہاں حلف لئے گئے۔

ڈیموس تھینیز کہتا ہے کہ وہاں ایک سرائے کے اندر اہانت آمیز طور پر یہ حلف لئے گئے۔ اور سفرا بجائے اس کے کہ فیلقوس کے حلیفوں کے شہروں میں جا جا کر ہر ایک شہر کے عامل سے حلف لیتے، صرف اس پر قانع ہو گئے کہ فیلقوس نے جن لوگوں کو اپنے حلفا کے نمائندوں کے طور پر پیش کیا تھا انھیں سے فیری میں حلف لے لیں۔ ڈیموس تھینیز غالباً اس امر میں مبالغہ سے کام لیتا ہے کہ فیلقوس کا اتھینز کے سفرا کو ایسی سلطنتوں میں گشت کرنے سے روکنا جو فیلقوس کی حلیف تھیں فیلقوس کے لئے بہت اہمیت رکھتا تھا، مگر فیلقوس نے بجا طریقہ پر سمجھا ہو گا کہ یہ لوگ موجب فساد ہو سکتے تھے۔ یہ امر یقینی ہے کہ اس گشت کے نکرنے میں سفیروں نے اپنی ہدایات کی خلاف ورزی کی لیکن اغلب یہ ہے کہ صلح نامہ کی توثیق کے حاصل ہو جانے پر انھوں نے اس کے طریقۂ حصول کو بہت کم اہمیت دی ہو گی۔ فوکس ہیلس اور کرسوبلیپٹس کے لوگ صلح میں شریک ہونے سے بالمعنی پہلے ہی خارج کئے جا چکے تھے اور اغلب یہ ہے کہ حلف لینے کے قبل فیلقوس نے صاف یہ اعلان کر دیا تھا کہ جس معاہدے کا وہ حلف لے رہا ہے وہ ان لوگوں پر مشتمل نہیں ہے۔ کارڈیا کے نمایندوں نے فیلقوس کے حلفا کے زمرے میں حلف لیا اور اگرچہ بعد میں ڈیموس تھینیز نے اپنے رفقا پر اس کی اجازت دینے کا الزام لگایا مگر وہ اس میں حق بجانب نہ تھا کیونکہ کرسوبلیپٹس نے شہر اتھینز کو جو علاقے کرسونیس کے دئے تھے ان میں سے کارڈیا کو خصوصیت کے ساتھ مستثنیٰ کر دیا تھا اور کارڈیا نے ۳۵۲ء میں فیلقوس سے محالفہ کر لیا تھا۔

سفرا اب اپنا کام ختم کر چکے تھے اور اب انھیں صرف اپنی سفارت کی کیفیت پیش کرنی تھی (ڈیموس تھینیز نے یہ کوشش کی تھی کہ خود سب سے پہلے وطن پہنچ جائے تاکہ اپنے رفقا کی بے عنوانیوں پر جن کا الزام ان کو دیا جاتا تھا ملامت کرے۔ اسی غرض سے اس نے ایک کشتی بھی کرایہ کر لی تھی مگر اسے رک جانا پڑا) اور اب اس نے رپورٹ (کیفیت) کا ایک مسودہ تیار کیا جسے اس کے رفقا نے بالطبع نامنظور کر دیا۔ انھوں نے اس کے بجائے

ایک خط اپنا تحریر کیا ہوا بھیجا جس میں اپنی سفارت کے انجام پانے کی اطلاع دی۔ اس کے بعد انھوں نے وطن کی طرف مراجعت کی اور اپنے ساتھ فیلقوس کا ایک خط بھی لیے جس کی نسبت ڈیموس تھینیز نے بعد کو یہ بیان کیا (اور یہ بیان اُس کا غلط تھا) کہ مقام فیری کی طرف روانہ ہونے سے پہلے مقدونیہ میں دریائے میڈیاس پر اسکینز نے فیلقوس سے ایک ذاتی ملاقات کے دوران میں یہ خط تحریر کیا تھا۔ اسی زمانہ میں کہ سفیران ایتھنز وطن کو روانہ ہوئے فیلقوس نے تھرما پیلی کیجانب کوچ کیا اور سفیروں کے ایتھنز پہنچنے سے قبل ہی وہاں پہنچ گیا۔ سفرا شہر ایتھنز میں ۱۳ سکر و فورلوٹن یعنے ۶ جولائی کے قریب دوبارہ داخل ہوئے۔

سفرا کو اب کونسل (مجلس ملکی) اور مجلس منقحین سے ملاقی ہونا تھا منقحین سے اس وجہ سے کہ ہر ایک سرکاری عہدہ دار کے لئے یہ ضروری تھا کہ اپنے عہدے کے ختم ہونے پر اپنے کام کے متعلق وہ منقحین کا اظہار پسندیدگی حاصل کرے۔ کونسل میں ڈیموس تھینیز نے فوراً ہی اپنے رفقاء پر سفارت میں بداطواری کا الزام لگا دیا۔ اور جس قدر گفتگو اس معاملہ میں اس وقت تک رہی تھی اس کے جملہ حالات کو ابتدا سے بیان کرنا شروع کیا۔ اس میں شک نہیں کہ سب سے پہلے جن باتوں کا الزام ڈیموس تھینیز نے اپنے ساتھیوں پر عائد کیا وہ یہ تھیں کہ ہر کام میں ابتدا ہی سے انھوں نے تعویق کی۔ فیلقوس کے پاس براہ راست تھرس میں نہ پہنچ سکے اور وہ طریقہ درست نہ تھا جس طریقہ سے فیلقوس کے حلیفوں سے انھوں نے حلف لئے۔ (ابھی تک ڈیموس تھینیز کے لئے یہ دشوار تھا کہ وہ ان کیا فوکس کی توقعات کو نقصان پہنچانے کا الزام لگاتا جیسا کہ اس نے بعد میں کیا) کونسل نے ڈیموس تھینیز کے بیان پر یقین کرلیا اور اُس قدر افزائی سے

سنہ ۱ ڈیموس تھینیز نے اسکینز کے خلاف (جو اپنے رفقا سے چوبیس گھنٹہ بعد فیری سے روانہ ہوا تھا) جو شدید الزامات عائد کئے ہیں وہ بے شک و شبہ اسی سے مغسدانہ اختراعات ہیں۔

جو ایسے لوگوں کی تقریباً لازمی طور پر ہوا کرتی تھی ان سفیروں کو محروم رکھا گیا یعنے مجلس کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کیا جانا اور پرٹینیم کی ضیافت میں ان کو مدعو کرنا منظور نہ کیا۔

ڈیموس تھینیز اس کے سوا یہ بھی بیان کرتا ہے کہ اس نے کونسل سے التجا کی کہ پراکسینس جو ہنوز اپنے جہازوں کو لئے ہوئے ایو بیا کے ساحل پر لنگر انداز ہے اُسے ہدایت کیجائے کہ تھرما پیلی پہنچکر فیلقوس کو اس درے سے نہ گذرنے دے۔ ڈیموس تھینیز کے اس بیان کو یقین کرنا بہت ہی مشکل ہے بہت ممکن ہے کہ اہل فوکس کے زوال کے بعد یہ دروغ بافی اس وقت ہوی ہو جبکہ ڈیموس تھینیز اس امر کے لئے بہت ہی مضطرب تھا کہ قوم یہ خیال کرے کہ اس نے اس مصیبت کے روکنے کی سخت ترین کوشش کی اور اس کے رفقا نے جان بوجھ کر فیلقوس کو اس تباہی کے عمل کرنے میں مدد دی۔ یہ قرین قیاس نہیں ہو سکتا کہ ایسی صورت میں اس نے صلح کو فوراً ہی منسوخ کرنا چاہا ہو درآنحالیکہ وہ مقصود جس کے لئے اس نے صلح کی خواہش کی تھی ہنوز حاصل نہیں ہوا تھا اور جبکہ پروکسینوس کی مداخلت سے تھیبز کے ساتھ مخالفہ کا عمل میں آنا جس کی انجام کاریں اُسے بہت امید تھی اور بھی بعید ہو جاتا۔ اس بارے میں قوم کے سامنے کسی تجویز کے پیش کئے جانے کے متعلق بھی کچھ سننے میں نہیں آتا۔

مجلس کا انعقاد ۱۶ اسکیروفوریون (۱۰ جولائی) کو ہوا۔ ڈیموس تھینیز نے مجلس کی کارروائی کا جو بیان دیا ہے اس کے بموجب اسکینز نے کونسل کی تیار کردہ قرارداد کے پڑھے جانے کا انتظار بھی نہ کیا اور کھڑے ہو کر یہ[1] اعلان کیا کہ اس نے فیلقوس کو اہل ایتھنز کی تمام خواہشوں

---

[1] پراکسینس کے متعلق اگر کوئی تجویز ہوتی تو اس قرارداد میں اسے شامل ہونا چاہیئے تھا۔ یہ بہت مشتبہ معلوم ہوتا ہے کہ کونسل کی قرارداد کے اعلان کے قبل فلوکراٹیس کو یہ اجازت دی گئی ہو کہ وہ کچھ کہہ سکے اور غالباً اس کہنے سے کہ اسکینز نے سب سے

کے منظور کر لینے پر آمادہ کر لیا ہے اور تھرما پیلی میں اس کے آجانے سے خوف کا کوئی محل نہیں ہے کیونکہ اگر اہل ایتھنز صرف دو یا تین دن کا توقف کریں تو وہ یہ سن لیں گے کہ تھیبز کا محاصرہ ہو گیا ہے اور ڈلفی کے مندر کا جو روپیہ واجب تھا وہ اہل فوکس سے نہیں بلکہ اہل تھیبز سے وصول کیا گیا ہے (جنھوں نے مندر پر قبضہ کرنے کی تجویز قرار دی تھی) کیونکہ اس نے فیلقوس کو یہ سمجھا دیا ہے کہ اس قسم کی حرکت کی تجویز کرنا بھی ایسا ہی ناپاک ہے جیسا خود اس حرکت کا مرتکب ہونا ہے اور اسی وجہ سے اہل تھیبز نے اس کے (اسکنیز کے) سر کے لئے قیمت مقرر کی ہے۔ اس نے مجلس کے ذہن میں یہ جمانا چاہا کہ فیلقوس ایو بیا کے اندر ایتھنز کی قدیمی حیثیت کو بحال کر دے گا (یہ وہ بات تھی کہ خود اہل ایو بیا بھی ایسی ہی توقع رکھتے تھے) اس پر اس نے یہ مستزاد کیا کہ ایک اور معاملہ بھی ہے جس کا اس نے فیلقوس کے ساتھ انتظام کیا ہے مگر ابھی وہ اسے بیان نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس کے بعض رفقا اب تک اس سے حسد کر رہے ہیں۔ اس کی نسبت ڈیموس تھنیز کہتا ہے کہ یہ اشارہ اس طرف تھا کہ اوروپس ایتھنز کو واپس دے دیا جائے گا۔ فیلقوس کا خط بھی مجلس کے سامنے پڑھا گیا۔ اس میں اس نے اس امر کی تشریح کی تھی کہ سفرا اس کے حلیفوں کے پاس جدا جدا نہیں گئے کیونکہ اس نے خود ان لوگوں کو اس غرض سے روک لیا تھا کہ تھسالیہ کے دو متخاصم شہر فارسیلس اور ہیلس میں مصالحت کرا دیں (آیا ان لوگوں نے فی الواقع اس قسم کی مصالحت کرانی چاہی اس کی نسبت ہمیں علم نہیں ہے جو کچھ بھی ہوا ہو زیادہ زمانہ نہیں گذرا کہ ہیلس نے خود کو فیلقوس کے حوالہ کر دیا اور اس کے باشندے جلا وطن کر دئے گئے یا غلام بنا لئے گئے) اس نے یہ منشا بھی ظاہر کیا کہ وہ اپنے اعزاز کو دئے ہوئے ایتھنز کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ پہلے اٹھکر لوگوں کو تجویز کے سننے سے روک دیا ڈیموس تھنیز کی سعی یہ رہی ہوگی کہ اس طرح وہ اس مر واقعہ کی توجیہہ کر دے کہ کسٹی کرٹیس کے متعلق اس کی کوئی تجویز کبھی نہیں سنی۔

خوش کرنے کے لئے ہر ایک کام کرنے کے لئے تیار ہے، مگر کسی طرح کے معین وعدے نہیں کئے گئے تھے اس آخری امر سے ڈیموس تھینیز کو یہ شبہہ لاحق ہو گیا کہ اسکینز سے جو وعدے کئے گئے ہیں وہ سچی نیت سے نہیں کئے گئے ہیں اور یہ وعدے اسکینز کی زبان سے اس وجہ سے ادا کرائے گئے کہ بعد میں فیلقوس پر کوئی یہ الزام نہ لگائے کہ وہ اپنی بات سے پھر گیا، اس لئے اس نے (ڈیموس تھینیز نے) اٹھکر یہ کہا کہ اسے فیلقوس کیجانب سے اس قسم کے کسی وعدے کا مطلق کوئی علم نہیں ہے اور ان وعدوں پر یقین نہ کرنے کے لئے اپنے دلائل دیئے، مگر اسکینز و فلوکراٹیس کی تہتک آمیز رخنہ اندازی اور ایسی خبروں پر یقین نہ کرنے کی عدم آمادگی کی وجہ سے اسے صرف اس پر قناعت کرنا پڑی کہ وہ ان وعدوں پر اپنے عدم اعتقاد کا سنجیدگی سے اظہار کر دے اور اگر یہ وعدے پورے ہوں تو ان کے لئے وہ کسی تعریف کا خواہاں نہو۔ اس موقع پر فلاکریٹس نے بد دماغی کے ساتھ یہ حاشیہ چڑھایا کہ "کوئی تعجب نہیں کہ مجھ میں اور ڈیموس تھینیز میں اتفاق نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ پانی پیتا ہے اور میں شراب پیتا ہوں" اور اس پر سامعین ہنس دیئے۔

مباحثہ کا جو بیان ڈیموس تھینیز نے دیا ہے وہ یہ ہے، اور اسکینز نے اس کی واقعی صداقت کو غلط ثابت کرنے کی جو کوشش کی ہے وہ بحیثیت مجموعی غیر قابل تیقن[1] ہے۔ وہ اس امر سے انکار کرتا ہے کہ اس نے کسی قسم کا وعدہ کیا تھا۔ البتہ وہ اسے تسلیم کرتا ہے کہ اس نے فیلقوس سے یہ کہا تھا کہ خود اس کی رائے میں تھیبز کو بوشیا کا ایک جزو ہونا چاہئے نہ کہ بوشیا تھیبز کا ایک تابع ملک ہو اور وہ یہ کہتا ہے کہ ڈیموس تھینیز نے اس کی تقریر کا جو خاکہ پیش کیا ہے اس کی بنا کلیم اسی پر ہے۔ نیز اس کے اور ایوبیا کے نمائندوں کے درمیان جس گفتگو کا دعویٰ کیا جاتا ہے

---

[1] صلح کے متعلق جو تقریر (۹ - ۱۰) ان واقعات کے بعد ہی ہوئی تھی اور اسلئے زیادہ قابل اعتماد ہے اس میں بھی زیادہ تر یہی بیان پایا جاتا ہے۔

اس کی تاویل اس نے کسی قدر مختلف کی ہے مگر جب وہ اس قدر تسلیم کرتا ہے تو پھر یہ دشوار ہے کہ وہ اتنا نہ سمجھتا ہو کہ اس نے اور اس کے مویدین نے مجلس کو یہ یقین کرنے کی جانب مائل کر دیا کہ فیلقوس کا ارادہ اہل فوکس سے کسی قسم کی برائی کرنے کا نہیں تھا۔ اس مباحثہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ فلوکراتیس کا تجویز کردہ فیصلہ منظور ہو گیا کہ فیلقوس کے موجودہ افعال عادلانہ کا شکریہ ادا کیا جائے۔ اسکے ساتھ صلح و محالفہ کو آئندہ نسلوں تک وسعت دیجائے اور یہ اعلان کر دیا جائے کہ اگر اہل فوکس ڈلفی کے مندر کو دول متحالفہ کے سپرد کرنے سے انکار کرینگے تو جو لوگ اس انکار کے ذمہ دار ہوں گے اتھنز ان کے خلاف کارروائی کرے گا۔ یہ امر خیال میں نہیں آسکتا اگر ارکان مجلس کے خیال میں یہ رہا ہو کہ اہل فوکس کے ساتھ وہ برتاؤ ہو گا جیسا کہ بعد کو ہوا اور پھر بھی مجلس نے اس قرارداد کو منظور کیا ہوا اور اہل فوکس کو ہتھیار رکھ دینے کی صلاح دی ہو۔ کسی نہ کسی نے ان کے دل میں یہ خیال پیدا کر دیا ہو گا یا پیدا ہونے دیا ہو گا کہ فیلقوس ان کے ساتھ فیاضانہ برتاؤ کرے گا اور اہل تھیبز کی خواہشوں کا مطیع نہ بن جائے گا۔ اسکینز نے ۳۴۳ء میں اپنے دوران مقدمہ میں یہ بیان کیا ہے کہ ہر شخص کو یہی توقع تھی کیونکہ کسی شخص کو یہ یقین نہیں تھا کہ فیلقوس یہ چاہے گا کہ تھیبز زیادہ طاقتور اور اس طرح خود اس کے لئے زیادہ خطرناک ہو جائے۔ نیز یہ کہ سفیروں نے فیلقوس کے لشکرگاہ میں جو کچھ دیکھا اور سنا اس سے انھوں نے بھی یہی اثر قبول کیا، اس لئے اسے یقینی سمجھنا چاہیئے کہ ۱۶ سکیرو فوریون کو خود اسکینز کی تقریر میں اعتماد کے ساتھ اس رائے کا اظہار ہوا تھا، البتہ یہ اغلب ہے کہ اس نے کامل صداقت کے ساتھ ایسا کہا ہوا اور اس کی تائید و توثیق اس سے ہوتی ہے کہ ۳۴۵ء میں ٹمارکس کے مقدمہ کے وقت اسکینز نے اتھنز کے متعلق فیلقوس کے وعدوں اور ان کے ایفا کا ذکر وثوق کے ساتھ کیا۔

دوسری سفارت سے سفرا کے واپس آنے کے بعد ہی بہت جلد فیلقوس نے دو خط بھیجے جن میں اہل ایتھنز کو جواب اس کے حلیف ہو گئے تھے یہ دعوت دی گئی تھی کہ وہ اس کی تھرماپیلی والی فوج کی شمولیت کے لئے خود بھی ایک فوج روانہ کریں اور دول متحالفہ کو جن مسائل سے دلچسپی تھی ان کے تصفیہ کرنے میں مدد دیں۔ پس فیلقوس کے ارادوں کے متعلق اسکینز کا بیان اگر صحیح تھا تو فیلقوس سے جس کام کی توقع ہوسکتی تھی وہ ٹھیک یہی کام تھا اور یہ بہت ہی اغلب ہے کہ اس کی یہ خواہش رہی ہو گی کہ اہل ایتھنز کی ایک فوج اس کی جانب میں ہو تاکہ اگر اہل تھیبز انتہائی روش اختیار کریں یا تکلیف وہ حد تک اپنی توسیع کی کوشش کریں تو اس صورت سے ان کے اثر کا توڑ ہو سکے، مزید براں اگر اہل فوکس کو کسی طرح پر مدد دینا ہی تھا تو یہ صاف معلوم ہو جائے کہ اہل ایتھنز کو انھیں مدد دینے کے لئے اپنے اثر کو کام میں لانے کا ایسا موقع تھا لیکن ڈیموس تھینیز کی صلاح اور ہیجیسیپس کی تحریک پر اس دعوت کو رد کر دیا گیا، اس انکار کے مختلف وجوہ بیان کئے جاتے ہیں ایک طرف تو مقدونیہ کے مخالف فریق کی جانب سے اس خوف کا اشارہ کیا جاتا تھا کہ فیلقوس ایتھنز کے سپاہیوں کو بطور یرغمال کے روک لیگا اور دوسری طرف (جیسا کہ ڈیموس تھینیز کا دعویٰ ہے) قوم پر اس خیال کا اثر پڑا ہو گا کہ فیلقوس کی اس دعوت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اہل فوکس کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا اور اس لئے کسی کارروائی کی ضرورت نہ تھی۔ یہ ایسا نتیجہ تھا جسے قبول کر لینے کے لئے قوم ہمیشہ تیار رہتی تھی اور دعوت کے قبول کر لینے میں فیلقوس کا جتنا فائدہ تھا اتنا نہیں تو اس کے قریب ہی قریب اس کا نفع اس میں بھی تھا۔ آیا ڈیموس تھینیز کو واقعی فیلقوس کی جانب سے دغا کا خوف تھا یا یہ کہ اسے اہل فوکس کے معاملہ کی مایوس کن حالت کا یقین ہو گیا تھا اور وہ تھیبز سے لاحاصل تصادم سے بچنا چاہتا تھا ان دونوں میں سے کسی امر کے ثبوت کے متعلق

کوئی براہ راست شہادت موجود نہیں ہے۔ اسکینز ڈیموس تھینیز کے فعل کو صاف طور پر اس کے تھیبز کیجانب مائل ہونے کی طرف منسوب کرتا ہے اور اس معاملہ میں اس کا حق پر ہونا بہت ہی اغلب ہے۔

مجلس نے ۱۶ ا سکیر و فوریون کی قرارداد کو فیلقوس کے پاس لیجانے کے لئے دس سفیروں کا تقرر کیا تھا، ان اشخاص میں ایک ڈیموس تھینیز بھی نامزد ہوا تھا اور باوجود سخت دباؤ کے اس نے اس خدمت سے انکار کر دیا اور حلفیہ عذر پیش کیا۔ اسکینز کا بھی انتخاب ہوا تھا مگر اس نے یا تو اس کام سے انکار کر دیا یا بوجہ علالت کے اپنے رفقا کے ساتھ ہی ساتھ روانہ ہونے سے قاصر رہا مگر سفرا ابھی کیلیکس (واقع ایوبیا) تک پہنچے تھے کہ انھیں یہ خبر ملی کہ فیلیکس اور فوکس کے اجیر سپاہیوں نے ۲۳ ا سکیر و فوریون (۱۷ جولائی) کو خود کو فیلقوس کے حوالہ کر دیا۔ اس میں بہت ہی کم شک ہوسکتا ہے کہ دغا یہاں اپنا کام کر رہی تھی ممکن ہے کہ فیلیکس نے کچھ دنوں سے فیلقوس سے کوئی سمجھوتا کر رکھا ہو (اہل فوکس میں فریق رقیب سے اس کے جس قسم کے تنازعات تھے ان کا ذکر تو پہلے ہی ہو چکا ہے) اور یہ تو یقینی ہے کہ حوالگی کے شرائط کی رو سے اسے اور اس کے آٹھ ہزار اجیر سپاہیوں کو بے خرخشہ پلوپونیش کو چلے جانے کی اجازت مل گئی تھی اور اس طرح اہل فوکس بالکلیہ فیلقوس اور اس کے تھیبز و تھسالیہ کے حلیفوں کے رحم پر رہ گئے تھے کیونکہ آرکیڈیمس کے تحت میں اسپارٹا کی جو فوج ان کی مدد کے لئے روانہ ہوئی تھی وہ صورت حالات کو دیکھکر اپنے وطن کو واپس چلی گئی تھی۔

ڈیموس تھینیز یہ ظاہر کرتا ہے کہ اہل فوکس کا اطاعت قبول کرنا فلوکراتیس کی اس قرارداد کے نتیجہ کے طور پر ظہور میں آیا جسے مجلس نے ۱۶ ا سکیر و فوریون کو منظور کیا تھا اور اس لئے وہ اہل فوکس کی قسمت کی تمام ذمہ داری فلوکراتیس اور اسکینز پر عائد کرتا ہے لیکن اس کی دلیل کو خواہ وہ کیسی ہی معقول معلوم ہوتی ہو، بالکل ناقابل یقین قرار دینا چاہیئے۔

کوئی شئے اہل فوکس کو بچا نہیں سکتی تھی، مالی کمزوری اندرونی مناقشہ اور غداری یہ سب اسباب ان کی بربادی کے لئے جمع تھے اور اس امر میں نہایت درجہ شک ہے کہ آیا اتھنز کے مباحثہ کی خبر پہنچنے سے یا اسکینز اور اس کے رفقا کی ان تقریروں کے اثر کی وجہ سے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ فیلقوس اہل فوکس سے فیاضانہ برتاؤ کرنا چاہتا ہے اہل فوکس کی اطاعت قبول کرنے میں کچھ عجلت ہوئی ہو۔ اسکینز اس جواب میں بالکل حق بجانب تھا کہ اس کی تقریریں اہل فوکس کی اطاعت قبول کرنے کا باعث نہیں ہوئیں بلکہ فیلقوس کی فوج کی موجودگی اس کا باعث ہوئی لیکن اگر اہل اتھنز کے کسی فعل نے اس تباہی میں اضافہ کیا تو وہ یہ تھا کہ ڈیموس تھنیز کی صلاح پر انھوں نے فیلقوس کے ساتھ شریک ہونے اور اہل فوکس کو بچانے میں اپنے اثر کو کام میں لانے سے انکار کر دیا۔

فیلکس کی روانگی کا حال سن کر اتھنز کے سفرا فوراً ہی وطن کو واپس آگئے۔ سب سے پہلے جو شخص پہنچا وہ ڈرکیلس تھا۔ اسی نے مجلس کے اس اجلاس کے دوران میں جو ۲۷ سکیرو فوریون (۱۲ جولائی) کو کارخانہ کشتی سازی (گودیوں) کے متعلق پیریوس میں منعقد ہوا تھا، اس کی خبر پہنچائی اس خبر کو قوم نے نہایت خوف و دہشت کے ساتھ سنا۔ یہ لوگ اپنے فوکس کے حلیفوں کی طرف سے تمام اندیشوں سے پوری طرح بے فکر ہو چکے تھے مگر اب وہ اس اضطراب میں مبتلا ہو گئے کہ مبادا فیلقوس خود اٹیکا پر حملہ آور ہونے کا ارادہ نہ کر دے۔ کیلستھنس کی تحریک پر مجلس نے یہ قرار دیا کہ اطراف ملک سے عورتوں، بچوں اور قابل نقل اشیاء کو منتقل کر لیا جائے۔ سرحد کی قلعہ نشین فوجوں کو تقویت پہنچائی جائے، پیریوس کو قلعہ بند کیا جائے اور ہرکلس کی دہقانی تقریب کو شہر کی دیواروں کے اندر انجام دیا جائے۔ انھوں نے سفیروں کو بھی یہ ہدایت کی کہ ایک مرتبہ پھر فیلقوس کے لشکر گاہ کو روانہ ہوں اور حالت کو بہتر بنانے کے لئے جو کچھ ان سے ہو سکے عمل میں لا دیں۔ اسکینز اس مرتبہ اپنے رفقا کے ساتھ گیا اور فیلقوس کو اس نے اس حال میں

پایا کہ وہ معیت اہل تھینیز اپنے تجاویز کی کامیابی کے جشن منا رہا تھا جس میں (بقول ڈیموس تھینیز) یہ سفرا بھی جوش دل کے ساتھ شریک ہو گئے اور درحقیقت یہ موقع ایسا نہیں تھا کہ فیلقوس کی مہمان نوازی سے انکار کر کے اس کی مخالفت کا ثبوت دیا جاتا اور اسکینیز نے غالباً مصلحت وقت سے کام لیا اگرچہ ایسا کرنے سے اس نے اپنے دشمنوں کو یہ موقع دیا کہ وہ اس کے محرکات دلی کی غلط تعبیر کریں۔[1]

فیلقوس نے طبعاً یہ کیا کہ فوکس کی مملکت پر اپنے تسلط و اقتدار کو مکمل کر لیا جن شہروں نے خود کو اس کے حوالہ کر دیا ان میں اس نے قلعہ گیر فوج مقرر کر دی اور جن شہروں نے ایسا نہیں کیا ان پر حملہ آور ہو کر انھیں تباہ کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایتھنز میں ایک خط بھیجا اور جو کچھ کیا تھا اس میں علی الاعلان اس کا اظہار کیا۔ اس امر کو دیکھتے ہوئے کہ اہل فوکس صلح میں داخل نہیں کئے گئے تھے ایتھنز کے لوگوں نے جو معاندانہ انداز اختیار کر رکھا تھا اس پر تعجب ظاہر کیا۔[2] اس کے بعد اس نے کونسل کو طلب کیا کیونکہ اسکینیز نے پہلے ہی اس سے ایسا کرنے کے لئے اصرار کیا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ اہالی بوئیشیا و تھسالیہ کے نمایندوں کو کثرت حاصل تھی۔ فوکس والوں نے اہل تھسالیہ کو مجلس نمایندگان دول متحالفہ کے جس حق سے محروم کر دیا تھا وہ انھوں نے لامحالہ حاصل کر لیا ہوگا۔

ایٹیا والوں نے یہ تجویز کی کہ فوکس کے بالغ مردوں کو مذہبی بے حرمتی کے جرم میں قتل کر دیا جائے مگر اس قسم کی درندگی کو کونسل نے منظور نہیں کیا اور یہ

---

[1] ڈیموس تھینیز کی یہ دلیل مغالطہ دہ ہے کہ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اگر اہل تھینیز نے اسکینیز کے سر کی قیمت لگا رکھی تھی تو وہ ان کے لشکر گاہ میں کیوں جاتا۔ (کیونکہ بحیثیت سفیر کے وہ ہر حال میں محفوظ تھا۔)

[2] ڈیموس تھینیز نے فیلقوس کے جس خط کا اقتباس دیا ہے وہ غالباً اصلی نہیں ہے اور گروٹ کا یہ خیال صحیح معلوم ہوتا ہے کہ اصلی خط کا لہجہ زیادہ آشتی آمیز رہا ہوگا۔

قرار پایا کہ فوکس کے شہر تباہ کر دئے جائیں اور باشندوں کو چھوٹے چھوٹے گاؤں میں آباد کیا جائے۔ کسی ایک گاؤں میں پچاس سے زیادہ گھر نہوں اور یہ گاؤں کم از کم دو دو سو گز کے فاصلہ پر ہوں۔ اہل فوکس کو زمین پر قابض رہنے کی اجازت دیدیجائے اور وہ مندر کے مسروقہ خزانہ کے معاوضہ میں مندر کو سالانہ ساٹھ ٹیلنٹ کی قسط ادا کرتے رہیں اور جب تک یہ معاوضہ پورا نہو جائے اس وقت تک ان کو گھوڑے یا ہتھیار رکھنے کی اجازت نہو اور جو لوگ بھاگ گئے ہیں وہ جہاں ملیں گرفتار ہوسکتے ہیں کیونکہ وہ مذہبی بے حرمتی کے غضب میں مبتلا ہیں۔ شہروں کی بربادی کا کام اہل تھیبز نے انجام دیا اور ملک پر مقدونیہ کی فوجوں نے تسلط جمایا۔

اسکینز کا دعویٰ یہ ہے کہ اس نے جلسہ میں اپنی کوششوں سے اہل فوکس کو اور بدتر مصائب میں مبتلا ہونے سے بچا لیا اور حقیقت یہ ہے کہ جب یونان کی جنگی کارروائیوں کے رواج پر خیال کیا جاتا ہے تو اس میں شک معلوم ہوتا ہے کہ آیا ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا گیا۔ جوالگی کے بعد جس طرح تمام آدمیوں کو غلام بنا لینا اور قتل کر دینا وقوع میں آیا کرتا تھا اس کا بالکل پتہ نہیں تھا اور دیہات میں رہنا اور وہ بھی ایک دوسرے سے قریب قریب[1] زراعت پیشہ لوگوں کے لئے کوئی ایسی زیادہ سختی نہیں تھی۔ اس میں شک نہیں کہ جس حالت میں وہ ڈال دیئے گئے تھے وہ تکلیف دہ ضرور تھی۔ غالباً اہل تھیبز حکم کے منشاء سے تجاوز کر گئے یا کم از کم یہ کہ انھوں نے اس حکم کے نافذ کرنے میں کسی قسم کے ظلم و تعدی کا اٹھا نہیں رکھا اور باشندوں میں سے جن لوگوں کو اتنی ہمت تھی یا جنھیں اس کا ذریعہ حاصل تھا انھوں نے ان نئے حالات کو قبول کرنے کے بجائے جلاوطن ہو جانے کو ترجیح دی۔ ڈیموس تھینیز نے بعد میں فوکس کے حالات کی جو دلگیر تصویر کھینچی ہے وہ بہت زیادہ مبالغہ آمیز نہیں معلوم ہوتی۔

---

[1] بیشک اتنا قریب نہیں تھے کہ گاؤں آپس میں مل کر بڑے قلعے بنجائیں۔

(وہ کہتا ہے کہ) اے اتھینز کے لوگو، ہمارے زمانہ کے تمام عالم یونانی بلکہ میرا یقین ہے کہ آئندہ زمانہ میں بھی اس ہولناک و شدید مصیبت سے کوئی مصیبت بڑھ کر نہ ہوگی، بدقسمت اہل فوکس پر جس قسم کی تباہی نازل ہوئی ہے اس کا مشاہدہ نہ صرف ان فیصلوں سے ہوسکتا ہے بلکہ جو کام ہوا ہے اس کے واقعی نتائج سے بھی وہ دیکھے جاسکتے ہیں۔ اے اتھینز کے لوگو! یہ منظر نہایت ہی درد انگیز اور قابل رحم ہے۔ ابھی حال میں جب ہم ڈلفی کو گئے تھے تو ہمیں راستہ میں یہ سب کچھ دیکھنا پڑا تھا۔ مکانات گرا کر زمین کے برابر کردئے گئے تھے، شہروں کی دیواریں ڈھادی گئی تھیں، ملک میں نوعمر آدمیوں کا کہیں پتہ نہیں تھا، صرف کچھ عورتیں اور بچے رہ گئے تھے یا کچھ بوڑھے آدمی اپنے مصیبت کے دن کاٹ رہے تھے درحقیقت وہاں اس وقت جو آفت برپا ہے اس کا بیان الفاظ میں نہیں ہوسکتا مگر یہ امر مشکوک ہے کہ آیا یونانیوں کے خیال کے مطابق اہل فوکس کو مذہبی بیحرمتی کے جرم کی سزا ہلکی نہیں دی گئی تھی۔ بوئیشیا کے شہر آرکومنیس اور کرونیا جنھوں نے اہل فوکس کی مدد کی تھی ان کے ساتھ کسی قسم کا رحم نہیں برتا گیا، اہل تھیبز نے ان شہروں کو بالکل ہی تباہ کردیا اور ان کے باشندوں کو غلام بنا کر بیچ ڈالا اور اس طرح بوئیشیا پر تھیبز کی فوقیت ایک مرتبہ بھی مکمل ہوگی۔

ایمفکٹیونی کونسل نے ان دو رایوں کو (دو ووٹوں) جو اہل فوکس کو کونسل میں حاصل تھیں، فیلقوس کی جانب منتقل کردیا اور جن سلطنتوں نے اہل فوکس کو مدد دی تھی یا مدد دینے کا وعدہ کیا تھا انھیں کونسل نے اس طرح سزا دی کہ اتھینز کو کہانت (اوریکل) سے مشورہ کرنے میں جو حق تقدم اب تک حاصل تھا وہ اس سے لے لیا اور اسے بھی فیلقوس کو دیدیا، اہل اسپارٹا کو مندر میں داخل ہونے کی قطعاً ممانعت کردی گئی اور آخر میں یہ قرار دیا گیا کہ ستمبر ۳۴۶ میں ڈلفی کے مقام پر پلیتھیا کے کھیلوں کے موقع پر فیلقوس صدارت کرے۔

کونسل کے ان فیصلوں کی خبر اتھینز میں بہت غیظ و غضب کے ساتھ سنی گئی اور ”دو صلح“ اور اس کے موئدین کی جانب سے خیالات سخت برگشتہ

ہو گئے اسپارٹا اور اتھنز دونوں نے پلیتھیا کے کھیلوں میں حسب معمول اپنے سرکاری وفود بھیجنے سے انکار کر دیا لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکینز وہاں فیلقوس کے مہمان کے طور پر موجود تھا۔ مجلس نائبین دول متحالفہ کے ارکان اس ترک تقدیم کو نظر انداز کرنے کی جانب مائل نہیں تھے اور انھوں نے فیلقوس کے خط کے ساتھ ایک سفارت اتھنز کو بھیجی اور یہ مطالبہ کیا کہ اہل اتھنز فیلقوس کو فوکس والوں کے بجائے دول متحالفہ کی طاقت تسلیم کریں۔ اسکینز نے اس درخواست کی تائید کی اور دلیل یہ دی کہ فیلقوس نے جو کچھ کیا، وہ اہل تھبنز و تھسالیہ کے فرمان پر کیا کیونکہ وہ انھیں کے ہاتھوں میں تھا مگر فیلقوس اور خود اسکینز کے خلاف خیالات اس قدر سخت ہو گئے تھے کہ مجلس نے اس کی بات کو سننا تک گوارا نہ کیا اور اس لئے (بقول ڈیموس تھینیز) وہ پلیٹ فارم سے اتر آیا اور فیلقوس کے بھیجے ہوئے سفیروں کے سامنے اپنی بڑائی جتانے کے لئے کہنے لگا کہ شور مچانے کے لئے تو بہت لوگ ہیں مگر جب میدان میں کام پڑتا ہے تو چند آدمی بھی نہیں رہ جاتے لیکن یہ انتہائی بیوقوفی ہوتی کہ اس وقت میں اتھنز پر فیلقوس اور اہالی تھبنز و تھسالیہ کی متفقہ قوت کو چڑھا لیا جاتا اور ڈیموس تھینیز نے اس کے روکنے میں خود دخل دیا اور اس غرض کے لئے "صلح" پر وہ تقریر کی جو ہم تک پہنچی ہے۔ پس اتھنز نے مستدعیہ اعتراف کو مان لیا اور اس طرح سر دست صلح میں خلل نہیں پڑا۔

۳۴۶ء کے موسم خزاں سے ۳۴۴ء کے موسم خزاں تک دو برس کے واقعات کا نتیجہ یہ ہوا کہ فیلقوس نے جو کچھ حاصل کرنا چاہا تھا وہ اس نے اشخاص و واقعات سے بجیل و تدابیر کام لیکر حاصل کر لیا اور اسے خود کسی قسم کا نقصان نہیں اٹھانا پڑا۔ اس نے تھرماپیلی کے قریب میں قدم جمانے کی جگہ حاصل کر لی تھی (اس کے سپاہی یا اس کے حلیف اس درہ پر اور نکیا کے قریب کے شہر پر قابض ہو گئے تھے (نکیا خود اہل تھسالیہ کے حوالہ کر دیا گیا تھا اور میگنیشیا کی نگرانی بھی انھیں کو دیدی گئی تھی) فوکس پر مقدونیہ کی قلعہ گیر فوج قابض تھی اور اگر فیلقوس اور زیادہ جنوب کی طرف بڑھنا چاہتا تو کوئی شے اس کے راستے میں حائل نہیں تھی۔ دول متحالفہ کی

حیثیت سے اس کے تسلیم کرلئے جانے کی وجہ سے اس نے ایک یونانی سلطنت کے سرگروہ کی قطعی منزلت پیدا کرلی تھی اور دیوتا کا جانا نازحامی بنکر اس نے جو کام انجام دیا تھا اس سے اس کو ایک طرح کا امتیاز بھی حاصل ہوگیا تھا۔

بماہ اپریل ایتھنز میں صلح کے موکد ہونے کے بعد اور جولائی میں اہل فوکس کے قبول اطاعت سے قبل ہی معمر اساکریٹس نے ایک خط فیلقوس کے نام بھیجا تھا اور اس پر یہ زور دیا تھا کہ وہ خود کو یونانی سلطنتوں کے افواج کا گروہ بنائے اور مشرق کی فتح کے لئے ایک عظیم الشان مہم کی سربراہی کرے۔ اس بڈھے نے یہ دلیل دی تھی کہ ایک عظیم الشان مبادرت کیوجہ سے سلطنتوں کے باخود ہا مشاجرات کا سدباب ہوجائے گا اور ان سلطنتوں کو ان اجیر فوجوں سے گلوخلاصی کا موقع ملجائے گا جو اس وقت سب کے لئے طوق لعنت بنی ہوی تھیں کیونکہ جب ایشیا کی فتح مکمل ہوجائے گی تو ان نئی سلطنتوں میں جو شہر بسائے جائیں گے ان میں یہ اجیر سپاہی آباد کردئے جائیں گے اس خط سے جیسی یادہ گوئی دلگیرذی حسی اور عدم تعدیل کا اظہار ہوتا ہے ان سب کے باوجود بھی اس سن رسیدہ کاتب خط کی صلاح میں ایک گونہ پیشین گوئی کا رنگ جھلکتا ہے۔

درحقیقت وہ جلیل القدر منصوبہ جسے اسکندر نے پورا کیا اس وقت تک فیلقوس کے ذہن میں آچکا ہوگا، مگر کم از کم اتنا تو ممکن ہے کہ اس کا پہلا خیال اساکریٹس ہی نے پیدا کیا ہو، البتہ اس کا یہ گمان کہ قطعاً مفتوح ہوجانے کے قبل یونانی سلطنتیں برضائے خود اس مہم میں شرکت کرینگی اور یہ کہ ایک مشترک مقصد عالی کے جوش میں ان کے آپس کے مشاجرات فنا ہوجائیں گے یہ گمان اب گزرے ہوے وقت کی بات ہوگیا تھا، اور اس کا کبھی بھی عمل میں آنا مقدر نہیں تھا اگر فیلقوس کے دل میں اساکریٹس نے یہ ولولہ نہ بھی پیدا کیا ہوتا تو بھی اساکریٹس کے تحریرات بہت کثرت کے ساتھ پڑھے جاتے تھے اور ان تحریرات نے وقت آنے پر لوگوں کے دلوں کو اس منصوبہ عظمی کے اعلان کے لئے تیار کردیا ہوگا، لیکن فیلقوس ہنوز اس کے لئے تیار نہیں تھا۔ کم از کم اتنا تو ضرور تھا کہ وہ یونانی سلطنتوں کے مزاج و انداز کے متعلق کسی قسم کی غلط فہمی میں مبتلا نہیں تھا

اور مقدونیہ کے شمالی و مغربی سرحدوں کے کوہستانی قبائل اس کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ اس اثنا میں اسے معقول حد تک یہ اطمینان ہو گیا ہو گا کہ تھرما پیلی کے جنوب میں ہر طرح کے مخالفانہ خطرے سے وہ محفوظ ہو گیا ہے۔

لیکن ایتھنز کی حالت اتنی قابل رشک نہیں تھی جتنی فیلقوس کی حالت قابل رشک تھی۔ بہت وقت گزر گیا قبل اس کے کہ قوم اپنے ان حلفا (اہالی نوکس) کے رنج و غم سے فارغ ہو (جن کی بقا کے لئے اس نے مطلقاً کچھ نہیں کیا تھا) ڈیموس تھینیز نے اس موقع سے پورا فائدہ اٹھا کر آہستہ آہستہ فیلقوس کے خلاف زیادہ پرزور عناد کی تجدید کر دی کیونکہ وہ فیلقوس کو اپنے ملک کی آزادی کا ایسا دشمن سمجھتا تھا جس کی کسی طرح سیری و تسکین نہیں ہو سکتی تھی۔ ایتھنز کے مختلف مدبروں پر ۳۴۸ء سے ۳۴۶ء تک کے واقعات کی ذمہ داری عائد کرنے کا سوال بہت ہی پریشان کن سوال ہے مگر اب تک جو راستہ ہم نے اختیار کی ہے اگر وہ صحیح ہے تو ڈیموس تھینیز کے عادات و اطوار بعض اوقات کتنے ہی نامطبوع کیوں نہ معلوم ہوتے ہوں، مگر وہ کسی سخت الزام کا مستوجب نہیں ہو سکتا۔ اولنتھس کے زوال کے بعد سے جب تک اہل ایتھنز نے معاہدے کا حلف نہیں لیا اس نے صاف طور پر صلح کے لئے کام کیا لیکن صلح کو یہ سمجھ کر کہ یہ محض دم لینے کا وقفہ ہے اور اس میں جنگ کی تیاریاں کرنا چاہیے اسے یہ اضطراب تھا کہ فیلقوس کے ساتھ محالفہ کو زیادہ گہرا اور ضرورت سے زیادہ مستقل نوعیت کا نہ بنایا جائے اور اسی لئے اس نے فلاکریٹس کی اس تحریک کی زور کے ساتھ مخالفت کی تھی کہ اس محالفہ کو اخلاف تک وسیع کیا جائے اور اس نے کوشش یہ کی تھی کہ فیلقوس اگر دوستانہ ہاتھ بڑھائے تو اس سے منہ موڑ لیا جائے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی نظر مستقبل پر تھی اور اس نے یہ دیکھ لیا تھا کہ وہ دن آنے والا ہے جبکہ اہل ایتھنز تھیبز سے محالفہ کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے بلکہ بخوشی تمام ایسا کریں گے اور جب کبھی فیلقوس سے مخاصمات کی تجدید ہو گی تو ایتھنز چونکہ خود ایک بحری طاقت ہے اس لئے اس کی مقدم ضرورت یہ ہو گی کہ کوئی بری فوج اس کے ساتھ شریک کار رہے۔

اسپارٹا اگرچہ ایتھنز سے دوستانہ تعلقات رکھتا تھا مگر ڈیموس تھینیز اس مقصد کے لئے اسپارٹا پر نظر نہیں ڈالتا تھا کیونکہ نہ صرف یہ کہ اسپارٹا کی عظمت کا زمانہ گزر چکا تھا بلکہ یہ بھی تھا کہ پلوپنی سس کی دوسری قومیں ہمیشہ اسپارٹا کی آزادی عمل میں روک پیدا کرتی رہیں گی۔ پس وہ تو صرف تھیبز پر نظر ڈال سکتا تھا اور اس لئے اگرچہ ایتھنز کے جذبات و خیالات کی موجودہ حالت میں یہ ناممکن تھا کہ وہ اس حکمت عملی کی علانیہ وکالت کرے تاہم اس نے ہر ایسی کارروائی کی مخالفت کی جس سے اہل ایتھنز اور اہل تھیبز میں عناد زیادہ گہرا ہو جائے اور (جہاں تک ہمیں پتہ چلتا ہے) اہل فوکس کو امداد دینے کی حمایت میں اس نے بہت ہی کم حصہ لیا بلکہ مطلق کوئی حصہ نہیں لیا لیکن جب ان کی تباہی کی تکمیل ہو گئی تو اپنے مخالفوں پر حملہ کرنے کے لئے اس نے اسی کو خاص حجت بنا لیا۔ یہ ایسا وقت ہے کہ بغیر کسی قدر نصرت کے اس پر نظر ڈالنا ممکن نہیں ہے اور اگر ایک خفیف حد تک اسے بجا قرار دیا جا سکتا ہے تو وہ صرف حب وطن کے اس تخیل کی بنا پر جس کے عملی صورت میں آنے کے لئے اسے ان بدقسمت ذرائع سے مدد ملنے کی امید تھی۔

مگر سوال یہ ہے کہ فلاکریٹس اور اسکینز نے جو کچھ کیا اس کے متعلق کیا کہا جائے گا۔ آیا جیسا کہ ڈیموس تھینیز زور دیتا ہے یہ لوگ فیلقوس سے رشوتیں لیکر اس کے ہوا خواہ بن گئے تھے اور دیدہ و دانستہ اپنے ملک کے مقاصد کے خلاف عمل کرتے تھے، اس کا ثابت کرنا بہت مشکل ہے اس میں کوئی بحث نہیں ہو سکتی کہ اولاً انھوں نے صلح کے ہونے میں پوری نیک نیتی سے کارروائی کی تھی اور ۱۸ اور ۱۹ ایلافیبولیون کے دونوں مباحثوں کے درمیانی وقفہ میں جب اسکینز نے یہ سمجھ لیا کہ فیلقوس اہل ایتھنز کو اتنی وسعت عمل دینے پر آمادہ نہیں ہے جتنی اسے توقع تھی تو اس کی رائے کا بدلجانا غالباً کامل ایمانداری کی وجہ سے ہو (اس زمانہ کو اکثر مصنفین وہ وقت قرار دینے کی طرف مائل ہیں جب سے فیلقوس کے ایلچیوں نے رشوت دے کر

اسے خراب کیا) سفرا کا اپنے بعض ہدایات کو عمل میں لانے میں تاخیر کرنا اور
بعض ہدایات کو حسب منشا پورا کرنے سے قاصر رہنا ان لوگوں کے لئے سخت
موجب تقصیر سمجھا جائے گا جو ایسی ذمہ داری کی حیثیت میں مقرر کئے گئے
ہوں لیکن اس میں نہایت ہی شک ہے کہ آیا ان تقصیرات کی وجہ سے
کچھ زیادہ سخت نتائج ظہور پذیر ہوئے۔ یہ بہت ہی غیر متیقن ہے کہ آیا
سفرا کو اس امر میں کامیابی ہو سکتی تھی کہ وہ فیلقوس کو تھریس کے اندر اپنے
فتوحات کے مکمل کرنے سے روک دیں اور اس سے بھی زیادہ غیر متیقن یہ ہے
کہ فیلقوس کے حلفا نے جس طریق سے حلف لیا آیا اس سے ایتھنز کو کوئی
نقصان پہنچا زیادہ سے زیادہ اگر کچھ ہوا تو یہ کہ اس کے اعزاز امتیازی کے
ذرا خلاف ہوا۔

زیادہ سخت سوال یہ تھا کہ آیا انھیں لوگوں کے عمل کی وجہ سے یہ
ہوا کہ فیلقوس بغیر مخالفت کے تھرما پیلی سے گزر گیا اور آیا اہل فوکس پر جو
مصیبت آئی وہ انھیں پیشین گوئیوں کی وجہ سے پیش آئی جو اسکینز نے
ایتھنز کی مجلس میں کی تھیں۔ صورت حالات ایسی تھی کہ اہل فوکس کی حوالگی کو
کوئی شئے روک نہیں سکتی تھی۔ اس میں بہت کم شک ہے کہ ایتھنز کی مجلس کے
فیصلہ کی وجہ سے اس حوالگی میں ایک دن کی بھی عجلت ہوئی ہو اور ان
کے مصائب و آلام کی تخفیف میں اگر کسی ایتھنز والے نے کچھ کیا تو وہ اسکینز ہی تھا۔

ڈیموس تھینیز نے اسکینز پر جو الزامات لگائے ہیں ان میں زور اس
وجہ سے آ گیا تھا کہ اسکینز کی پیشین گوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔ سوال یہ
ہے کہ آیا اس میں اسکینز کا کوئی قصور تھا۔ آیا وہ پہلے سے یہ رائے قائم کر سکتا
تھا کہ فیلقوس نے لشکر گاہ میں جو افواہیں پھیلوا دی تھیں بلکہ اس نے جو وعدے
تک کئے تھے ان پر اعتماد نہ کرنا چاہئے۔ اس رمز کا نہ سمجھنا غالباً اس کی آلی
کمزوری کا باعث ہوا اور اس کا سبب یہ بھی ہوا کہ فیلقوس نے ایمفیپولس
اور پڈنا کے معاملہ میں ایتھنز کے ساتھ جو برتاؤ کیا اسکینز کو اس سے سبق لینا
چاہئے تھا مگر اس پر بھی اس نے احتیاط نہیں برتی اور فیلقوس نے ایتھنز

کے متعلق ظاہرا جیسی دوستانہ و فیاضانہ روش اختیار کی اور (اس میں غالباً اس کا بھی اضافہ ہوسکتا ہے کہ) اس نے اسکینز اور اس کے رفقا کے ساتھ جیسی دریا دلی کا برتاؤ کیا اس سے اسکینز کے قدم ڈگمگا گئے اور اس بنا پر اس کے مدبرانہ اوصاف علیٰ کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے لیکن جس طرح پر ڈیموس تھینیز الزام لگاتا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ خاص خدمات کے انجام دینے اور قوم کو دھوکہ دینے کے لئے اس نے معین طور پر رشوت لی ہو۔ یہ یقینی معلوم ہوتا ہے کہ اسکینز اور اس سے بھی بڑھکر فلاکریٹس فیلقوس کی فیاضیوں سے منتفع ہوے اور اس لئے فیلقوس کی نسبت رائے قائم کرنے میں ان پر اثر پڑا اور اسی وجہ سے انھوں نے اہل اتھینز کو بہت سی ایسی باتوں کا یقین دلا دیا جن کا پورا ہونا کبھی مقدر میں نہیں تھا اور اگرچہ باغلب وجوہ یہ وعدے اور پیشین گوئیاں اہل فوکس کی تباہی کا باعث نہیں ہوئیں تاہم ڈیموس تھینیز یہ اعلان کرنے میں حق پر تھا کہ کسی سفیر کا کسی قسم کا تحفہ لینا داخل جرم تھا اور یہ کہ جب ترازو کے ایک پلہ میں روپیہ ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ اس پلہ سے بھاری ہو جاتا ہے جس میں عقل ہوتی ہے۔

اسکینز کے اطوار کے متعلق ایک توجیہ اور بھی ممکن ہے، اگرچہ یہ توجیہ کم اغلب معلوم ہوتی ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ اس نے جو پیشین گوئیاں کی ہیں ان پر اسے فی الحقیقت زیادہ اعتماد نہیں تھا لیکن بایں ہمہ وہ یہ یقین رکھتا تھا کہ اتھینز کے لئے یہ نہایت درجہ اہم ہے کہ فیلقوس کے ساتھ دیرپا مخالفہ ہو جائے اور اس لئے اس نے اپنے کو حق بجانب سمجھا کہ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے ان پیشین گوئیوں اور فیلقوس کے خط کے وعدوں سے کام لے اور ان کے غلط ہونے کی صورت میں معرض خطر میں ہونے کی مصیبت کے لئے تیار رہے لیکن اگرچہ اسباب علل ڈھونڈھنے والے اس توجیہ کی حمایت کرسکتے ہیں پھر بھی کسی مدبر کے لئے یہ دانشمندانہ و موزوں روش نہیں ہوسکتی تھی۔

ڈیموس تھینیز کا یقیناً یہ گمان تھا کہ اس تمام دوران میں اسکینز کی

روش مجرمانہ وغدارانہ تھی۔ اپنی پیشین گوئیوں کی ناکامی کے باوجود بعد میں بھی فیلقوس کے ساتھ اس کے جو دوستانہ تعلقات قائم رہے ان کی نسبت ڈیموس تھینیز یہ خیال کرتا ہے کہ یہ اس تخریب کا ثبوت ہے۔ ان دوستانہ تعلقات کے متعلق ہمیں اس کے سوا بہت کم کچھ معلوم ہے کہ فیلیکس کی روانگی کے بعد اسکینیز فیلقوس کے لشکرگاہ میں گیا اور دوول متحالفہ کا اجلاس بلکہ شاید پتھیا کے کھیلوں کے ختم ہونے تک اس کے ساتھ رہا مگر اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ اس دوران میں وہ فیلقوس کے دوست کی حیثیت سے بدقسمت اہل فوکس کی بہتری کے لئے اپنے اثر کو کام میں لا رہا تھا اور ڈیموس تھینیز جو اکثر یہ بیان کیا کرتا تھا کہ فیلقوس کی دغا کے کامیاب ہوجانے پر اسکینیز بجائے اس کے کہ اہل اتھنز کی مایوسیوں میں شرکت کرتا، فیلقوس کی مسرت میں شریک ہوگیا تھا اس کا کوئی ثبوت ڈیموس تھینیز کے الفاظ کے سوا اور کسی امر سے نہیں ملتا اور ایسی صورت میں اس کے یہ الفاظ بدقسمتی سے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ فیلقوس کے ساتھ اگر اسکینیز کی دوستی ایسی ہی بڑھی ہوی ہوتی جس کا دعوی ڈیموس تھینیز کرتا تو بھی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس وقت فیلقوس اتھنز کا مسلمہ حلیف تھا، اسکینیز اور اس کے فریق کو یہ یقین تھا کہ فیلقوس کی طرح اتھنز کے لئے بھی محالفہ بہترین شئے ہے یہ کہ یہ محالفہ مستقل ہوجائے گا اور فیلقوس نے اہل فوکس کے متعلق جو کارروائی کی وہ شرائط صلح کے تحت میں اتھنز کے خلاف کوئی زیادتی نہیں تھی اور اس لئے فیلقوس کا دوست ہونا کوئی ایسا جرم نہیں تھا۔

اس لئے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اسکینیز نے قوم کو صرف اس وجہ سے دھوکے میں ڈالا کہ وہ خود مغالطہ میں پڑا ہوا تھا، البتہ خود اس طرح مغالطہ میں پڑنے کے لئے وہ بلاشک شبہ قابل الزام ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اس کے خود مغالطہ میں پڑجانے اور قوم کو دھوکے میں ڈالنے کے نتائج فی الحقیقت اس قدر سخت نہیں تھے جتنا ڈیموس تھینیز انھیں ظاہر کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تھرما پیلی میں فیلقوس کی آمد سے جب اہل اتھنز پر خوف طاری

ہو گیا اور وہ جنگ کے لئے پوری طرح تیار نہ تھے اس وقت شاید انہیں مغالطوں کی وجہ سے وہ فیلقوس سے جنگ کرنے سے رک گئے اور ان مغالطوں کا بدترین نتیجہ یہ تھا کہ ان کے پورے ہونے پر قوم کو تکلیف و مایوسی ہوئی اور اس مایوسی کے نتائج خود فلاکریٹس اور اسکینز سے زیادہ اور کسی کے لئے سخت نہیں ثابت ہوے۔

باقی امور کی بابت اس تاریخ کے دیگر حصص کے مانند یہاں بھی قومی حکمت عملی کے دو ضد یکدگر تخیلات ہمارے سامنے ہیں۔ ڈیموس تھینیز قومی آزادی کے جذبہ سے بھرا ہوا تھا اور اسکینز اور اس کا فریق مستحکم و دیرپا صلح کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ دونوں تخیلات قابل حمایت ہیں اور اس وقت تک یہ متیقن نہیں ہوا تھا کہ اول الذکر کا پورا ہونا ایسا ہی ناقابل عمل تھا جیسا ثانی الذکر کا۔ پس ان تخیلات میں جس تخیل کا اثر ہمارے دل پر زیادہ پڑے گا، اسی کے بموجب ہم ڈیموس تھینیز یا اسکینز کی جا نبداری اختیار کریں گے کیونکہ جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے فیصلہ کا انحصار دلیل سے زیادہ ناقد کے افتاد مزاج پر ہے۔ آئندہ کے ابواب میں ہم ڈیموس تھینیز کے بتدریج اس حیثیت پر پہنچ جانے کا حال درجہ بدرجہ بیان کریں گے جس حیثیت پر پہنچکر وہ اتنا قوی ہو گیا گویا وہ ایک باضابطہ وزیر اعظم منتخب ہو گیا ہے۔ اسے یہ تمام عروج ایک دم سے نہیں حاصل ہوا تھا اور ایک سے زاید مرتبہ اسے پیچھے ہٹنا پڑا ہے مگر آخر الامر اسے اس مقصد میں کامیابی ہو گئی کہ اس نے قوم کے ذہن میں یہ جما دیا کہ اتیھنز کے متعلق اس کا جو نصب العین ہے وہی قوم کا نصب العین ہے اور آزادی کے حمایت میں قوم ایک قطعی جد و جہد کے لئے آمادہ ہو گئی۔

تعلیقات باب ہشتم

۱۔ یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا فیلقوس نے حلف واقعی پیلا میں لیا

یا فیری میں۔ ڈیموس تھینیز (کارتھنہ ۳۲) صرف اس قدر کہتا ہے کہ . . . .
. . . . ۔ (اس سے مراد غیر ضابطہ کا اعلان قبولیت ہو سکتا ہے
اور (ایف ایل ۴۴ میں) اس نے جو بیان کیا ہے . . . .
اگر اسے لفظی معنی میں لیا جائے تو اس سے مراد یہی ہو سکتی ہے کہ حلفا کی طرح
فیلقوس نے بھی فیری میں حلف لیا مگر (کارتھنہ ۳۲ میں) ڈیموس تھینیز کا
مقصود یقیناً یہ ذہن نشین کرنا ہے کہ فیلقوس نے صلح کی حلف مقدونیہ
میں لی تھی ورنہ اس کے اس کہنے کی کوئی بنا نہیں ہو سکتی تھی کہ فیلقوس
کے ساتھ جنوب میں جانے کے بجائے سفرا کو چاہئے تھا کہ وہ اسے چھوڑ کر
روانہ ہو جاتے۔ (وہ یہ اضافہ کرتا ہے کہ فیلقوس کے ساتھ دینے کے لئے
انھیں رشوت دی گئی تھی) لیکن ہو سکتا ہے کہ ڈیموس تھینیز واقعات
کو غلط بیان کر رہا ہو اور سفرا واقعی اسی وجہ سے فیلقوس کے ساتھ رہے
ہوں کہ فیری پہنچنے کے قبل وہ اس سے حلف نہ لے سکے ہوں۔
۲۔ (اسکینز ایف ایل ۱۲۱ میں) وہ ٹکڑا جس کی بعض لوگوں نے
تاویل کی ہے کہ یہ اسکینز کا دعویٰ ہے کہ اسکینز نے فوکس کے معاملہ میں فیلقوس
سے جو خطاب کیا تھا، ڈیموس تھینیز نے خود اس پر نفریں کی تھی اس کی جب
مناسب تاویل کیجاتی ہے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسکینز کا طنزیہ جواب
تھا نہ کہ ہاسر نے Ueber den Philokrateischen Frieden صفحہ ۸۰۹ میں)
اسکینز کے اعزاز کے بچانے کی اس طرح کوشش کی ہے کہ یہ فرض کیا ہے کہ
فیلقوس کے وعدے صرف اس شرط پر ہوئے تھے کہ اہل اتھنز فیلقوس کی
فوجوں کے ساتھ شریک ہو جائیں اور فوکس کی مشکل کے طے کرنے میں اس کی
مدد کریں، مگر فی الحقیقت اس کی کوئی شہادت نہیں ہے۔
۳۔ ڈیموس تھینیز کا یہ اشارہ کہ اسکینز اس غرض سے پیچھے
رہ گیا تھا کہ قوم کے خیال میں اگر کچھ تغیر ہو تو اپنے رفقا کی عدم موجودگی میں
وہ اس کا توڑ کر سکے یہ خیال غالباً بالکل بے بنیاد ہے۔ ڈیموس تھینیز یہ بھی
بیان کرتا ہے کہ اسکینز نے حلفیہ عذر پیش کیا اور اپنے بھائی کو ایک طبیب

کے ساتھ اپنی علالت کی تصدیق کرنے کے لئے بھیجا۔ اسکینز اس کا یہ جواب دیتا ہے (جو غالباً صحیح نہیں ہے) کہ قوانین کسی کو اس کی اجازت نہیں دیتے کہ جس عہدے پر اس کا انتخاب ہوا ہو اس کے قبول کرنے سے انکار کر دے اور اس نے اپنے بھائی کو صرف اس معذرت کے لئے بھیجا تھا کہ وہ اپنے رفقا کے ساتھ روانہ ہونے سے قاصر رہا۔

۴۔ (ڈی فالس ایمبیسی ۱۲۳ میں) ڈیموس تھینیز کی یہ دلیل کہ اگر اہل اتھینز فوسیس والوں کی مدد سے باز رہ کر انھیں مقاومت کے لئے بے حس نہ بنا دیتے تو فیلقوس تھرما پلی یا فوکس میں ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ یہ دلیل پہلی نظر میں قابل پذیرائی معلوم ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "اگر آپ کو مغالطہ نہیں دیا گیا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ فیلقوس جہاں تھا وہاں اس کا ٹھہرنا قطعاً ناممکن تھا، ملک میں غلہ مطلق نہ تھا کیونکہ جنگ کی وجہ سے زمین کی کاشت نہیں ہوئی تھی اور جس وقت آپ کے جہازات سمندر پر حاوی تھے غلہ کا باہر سے منگانا غیر ممکن تھا۔ اس کے ساتھ ہی فوکس میں متعدد شہر ہیں اور بغیر طویل محاصرے کے ان پر قبضہ کرنا دشوار تھا۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ فیلقوس ہر روز ایک شہر پر قبضہ کرتا تو بھی شہر بائیس تھے" مگر اس دلیل کا مدار اس فرض کرنے پر ہے کہ فیلیکس نے کسی طرح پر اطاعت نہ قبول کی ہوتی اور جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ اس کے پاس روپیہ نہیں تھا، اہل فوکس میں تفرقہ پڑا ہوا تھا اور غالباً اس نے فیلقوس سے کچھ سمجھوتا بھی کر رکھا تھا، تو اس فرض کرنے کی کوئی غالب وجہ نہیں معلوم ہوتی (اگر ایسا کوئی سمجھوتا نہ ہوتا تو مشکل تھا کہ فیلقوس اسے ایسے آسان شرائط پر چھوڑ دیتا) یہ بھی غیر اغلب ہے کہ فیلقوس کے محکمہ رسد رسانی کا انتظام ایسا ناقص ہو جیسا ڈیموس تھینیز ذہن نشین کیا چاہتا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ فیلیکس اور اس کی سپاہ کے بغیر اہل فوکس مدافعت کی کتنی قوت کا اظہار کر سکتے تھے۔ مزید براں تاریخوں کے حساب سے ڈیموس تھینیز نے جو یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اتھینز کا مباحثہ فیلیکس کی حوالگی کا سبب ہوا اگرچہ یہ نہایت ہی قابلانہ معلوم ہوتا ہے مگر یہ کوئی ثبوت نہیں ہے۔

باب نہم

نام نہاد صلح و تجدید جنگ

کونسل میں خلاف فیصلہ ہو جانے کے باوجود اسکینیز کو اس امر میں کامیابی ہو گئی کہ اس نے فلاکریٹس کی تحریک کے قبول کرنے پر مجلس کو آمادہ کر لیا اور سفارت کی کارروائیوں کا جو بیان ڈیموس تھینیز نے دینا چاہا مجلس نے اس کے سننے سے انکار کر دیا لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنے کو خطرے سے نکال لیجائے ابھی اسے ایک تیسری آنچ سے گزرنا باقی تھا۔ واپس آنے والے سفرا کو مجلس منقحین کی جانچ میں پورا اترنا تھا اور ہر "شہری" یہ نوٹس (اطلاع) دے سکتا تھا کہ وہ کسی زیر تنقیح عہدہ دار پر بداعمالی کا مقدمہ چلانا چاہتا ہے۔ اس صورت میں اس مقدمہ کی کارروائی جوری کے ذریعہ سے انجام پاتی اور منقحین اس میں صدر ہوتے۔ اگر ڈیموس تھینیز کا بیان صحیح ہے تو اسکینیز نے اس جانچ سے بچ نکلنے کی کوشش کی تھی اور ڈیموس تھینیز نے الزام یہ لگایا ہے کہ اس نے اس وجہ سے ایسا کیا کہ وہ اپنے کو مجرم سمجھتا تھا لیکن جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ اہل فوکس کی حوالگی کے عین بعد ہی عوام کے جذبات کی کیا حالت ہو گئی تھی تو اسکینیز کے اس فعل پر زیادہ سے زیادہ یہ عیب لگ سکتا ہے کہ اسے خطرے کا احساس تھا۔ بہرحال یہ کوشش ناکام رہی اور جب اسکینیز مجلس منقحین کے سامنے آیا تو ڈیموس تھینیز نے یہ نوٹس (اطلاع) دی کہ وہ اس پر مقدمہ چلانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ڈیموس تھینیز کی تائید ٹمارکس نے کی جو ڈیموس تھینیز ہی کی طرح خود بھی ۳۴۷-۶ء میں رکن کونسل تھا اور قلعہ بندیوں کی مرمت کے مسئلہ کو آگے

بڑھانے میں کسی قدر مستعدانہ حصہ لے چکا تھا۔ ٹمارکس نے کونسل میں ایک تجویز یہ بھی کی تھی کہ اہل اتھنز، فیلقوس کو اسلحہ یا ضروریات جہاز مہیا کرنے سے ممنوع قرار دئے جائیں اور اس کی خلاف ورزی کی سزا موت[1] ہو مگر بدقسمتی یہ ہوی کہ ٹمارکس نوجوانی میں انتہا درجہ کے معائب اخلاقی کے لئے بدنام رہ چکا تھا، اس لئے اسکینیز کو موقع مل گیا کہ اس پر جو حملہ ہوا تھا اس کو وہ تعویق میں ڈال دے اور اس کے زور کو توڑ دے۔ اس نے خود ٹمارکس پر اس کی سابقہ زندگی کے گناہوں کے لئے مقدمہ چلا دیا اور یہ مطالبہ کیا کہ قانون کے کے بموجب اسے حق رائے دہی سے محروم کر دیا جائے باوجود اس کے کہ ٹمارکس متعدد اہم عہدوں پر فائز رہ چکا تھا اور جو الزامات اس پر لگائے گئے تھے وہ کئی برس گزشتہ کے واقعات تھے اس پر بھی اس کے خلاف فرد جرم اس قدر صاف تھی کہ اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ڈیموس تھینیز یہ بھی ہمت نہ کر سکا کہ اس کی حمایت میں کچھ بولتا۔ آخر ٹمارکس ملزم قرار دیا گیا اور اس کا حق شہریت جاتا رہا۔ اس میں شک نہیں کہ ٹمارکس سے صحبت رکھنے کی وجہ سے ڈیموس تھینیز پر بھی کچھ بدنامی آگئی تھی اور اسکینیز کے مقدمہ کو آگے بڑھانے کے قبل اس نے یہ انتظار کیا کہ یہ بدنامی رفع ہو جائے۔

ٹمارکس پر مقدمہ غالباً اوائل ۳۴۵ق م میں ہوا تھا۔ اس برس میں ادھر تو اہل اتھنز مستعدی کے ساتھ اپنی قلعہ بندیوں اور گودیوں کو درست اور اپنے بیڑے کو از سر نو مرتب کر رہے تھے ادھر فیلقوس مقدونیہ کے اندر انتظامات کی درستی میں ہمہ تن مشغول تھا[2]۔ سرحدی اضلاع میں جو قبائل پوری طرح قرار گرفتہ نہیں تھے اُن سے پناہ میں رہنے کے لئے فیلقوس نے ان کے درمیان جابجا نو آبادیاں قائم کر دیں اور وہ اس طرح کہ کسی قدر تو

---

[1] اسکینیز نے ٹمارکس کے خلاف جو تقریر کی تھی اس کے ایک حصہ کا جواب ڈیموس تھینیز نے اس مقدمہ کے دوران میں بڑے ہی جوش کے ساتھ دیا تھا۔

[2] ۳۴۳ق م تک تین سو جہازات پورے ساز و سامان کے ساتھ ان کے قبضہ میں تھے (ڈیموس تھینیز)

اپنی مقدونوی رعایا کو منتقل کر کے اُن میں آباد کر دیا (اس نقل مکان میں رعایا کو کسی قدر تکلیف ضرور پہنچی ہو گی) اور کسی قدر یہ کیا کہ غالباً تھرس اور کالکیڈیکی کے جن علاقوں کو فتح کیا تھا وہاں کے یونانی باشندوں کو ان نوآبادیوں میں بسادیا[1]۔ اس حکمت عملی سے غالباً دوگونہ نتائج پیدا ہوئے ایک تو ان جگھوں پر تمدن زرا اثر پڑا جہاں اس کی بہت ضرورت تھی اور دوسرے یہ کہ باشندوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کرنے سے فیلقوس کی بادشاہی میں جو مختلف حدود میں منقسم تھی یہ تقسیم باقی نہ رہی اور اس طرح اس نے اپنی رعایا کو زیادہ سچے قومی اتحاد کے لئے تیار کیا[2]۔ اسی کے ساتھ غالباً اس نے اپنی بادشاہی کے مالی انتظامات کو بھی از سر نو مرتب کیا۔ اپنے ذخیرۂ سلاح کو بڑھایا اور اپنے بیڑے کو بڑھایا اور چند برسوں کے کسی قدر امن نے اس کی مادی مرفہ الحالی کو بہت بڑھا دیا۔

لیکن صلح کے پورے مفہوم میں صلح اُس کے لئے زمانۂ دراز تک ناممکن تھی۔ ۳۴۴ء کے اوایل ہی میں ہم اسے پھر ایک مرتبہ اپنی سرحد پر الیریا کے قبایل کے خلاف مہم میں مشغول دیکھتے ہیں اور غالباً اسی مہم میں جب وہ الیریا کے بادشاہ پلورٹس کا تعاقب کر رہا تھا اس کے پیر میں زخم لگا تھا[3]۔

جب یہ مہم ختم ہو گئی تو غالباً ۳۴۴ء کے اواخر تابستان میں اس نے تھسالیہ کا انتظام جدید کیا۔ ملک کے چاروں حصوں میں سے ہر حصہ میں ایک ایک حکمراں ماتحت (جو بلاشک اسی کا طرفدار رہا ہو گا)

---

[1] رکبنارک، سیاسیات ایتھنز و مقدونیہ صفحات ۸ — ۱۰۔

[2] چند برس بعد اس نے اس حکمت عملی کو اور آگے بڑھایا اور تھرس کے اغیار دا جانب کے درمیان نوآبادیاں قایم کیں ملاحظہ ہو صفحہ ۳۲۳۔

[3] میر (تحریر اساکریٹس پلورٹس کے نام سے غالباً یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بجانب ہے کہ یہ مہم اہل الیریا کی کسی شمالی شاخ کے خلاف تھی اور فیلقوس تقریباً بحر ایڈریاٹک تک پہنچ گیا تھا۔

مقرر کیا[51] اور تھسالیہ میں ایک مقدونوی قلعہ گیر فوج بھی متعین کی یہ انتظام کیا گیا کہ آئندہ سے سرکاری محاصل اسی کو (فیلقوس کو) ادا کئے جائیں اور شاید یہ بھی انتظام کیا کہ تھسالیہ کی فوجیں اس کی فوج کا باقاعدہ جزو ہو جائیں[52]۔ اسی سال اہل تھسالیہ نے اسے زندگی بھر کے لئے تھسالیہ کا آرخن یا آقائے اعلیٰ منتخب کر دیا[53]۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ فیلقوس نے ان تغیرات کو بہت تدبر کے ساتھ مکمل کیا۔ اساکریٹس نے ایک خط میں جو غالباً تھسالیہ میں اس کام کے مکمل ہونے کے عین بعد ہی لکھا تھا[54] فیلقوس کو اس کام پر مبارکباد دی ہے اور اس میں یہ بھی درج کیا ہے کہ کسی قوم کی شہر پناہ پر قابض ہو جانے کی بہ نسبت اس قوم کی نیک خواہی حاصل کر لینا بہت زیادہ دشوار ہے۔ اس خط میں اس نے فیلقوس کے اعلیٰ منصب کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ صلاح دی ہے کہ وہ جوش تہور میں آکر اپنی ذات کو معرض خطر میں نہ ڈالا کرے اور اس سے یہ بھی اصرار کیا ہے کہ ایتھنز کی نکوخواہی حاصل کرنے کی فکر کرے اور ایتھنز کے متعلق جتنی برائیاں وہ لوگوں کی زبان سے سنے سب کا یقین نہ کر لے۔ وہ صاف یہ کہتا ہے کہ آپ کو کوئی سلطنت ایسی نہ ملے گی جو اہل یونان یا خود آپ کے مقاصد کے لئے ایتھنز سے بہتر خدمت انجام دیسکے۔

فی الحقیقت فیلقوس کے لئے ایتھنز سے کبیدہ ہونیکے کچھ وجوہات موجود تھے۔ اہل فوسس کی بربادی کے بعد سے شہر کی عام رائے سختی کے ساتھ اس کے خلاف ہو گئی تھی اور ان غیر دوستانہ جذبات کو بھڑکانے کے لئے ڈیموس تھینیز نے اپنی پوری قوت صرف کر دی تھی۔ اہل ایتھنز نے

---

[51] تعلیق اول آخر باب۔

[52] ڈیموس تھینیز از مثو فلس پیکا ۲۔ ۲۲۔

[53] دیکھو ایمایر حسب بالا صفحہ ۷۶۲ اور اسکی مطبوعہ کتاب ہیتو پیس ہیلی نیکا صفحہ ۲۲۹ وغیرہ۔

[54] اساکریٹس خط شمار ۲۔ ۲۱۔ اس کے خط کی تاریخ کے متعلق ایمایر کی تصنیف بالا صفحات ۷۶۲ و ۷۶۳ دیکھنا چاہیئے۔

غالباً آخر ۳۴۶ ق م میں ایوکلیدس کو فیلقوس کے پاس تھریس کے ان شہروں کی بابت تعرض کرنے کے لئے بھیجا تھا جو اس نے صلح کی توثیق کے لئے ایلچیوں کے واپس آنے کے قبل لے لئے تھے اور یہ درخواست کی تھی کہ وہ ان شہروں کو کرسابلیپٹس کو واپس کر دے اور صلح کے فوائد کو اس حکمران تک وسعت دے[1]۔ اس درخواست سے اس نے بالطبع انکار کر دیا مگر ایتھنز سے دوبارہ مخاصمات برپا کرنے کے لئے اسے کچھ اضطراب نہیں تھا اور اس وقت کے بعد سے اس کی تمام حکمت عملی سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت سے اسے فی الحقیقت ایتھنز کے فتح کرنے کی نہیں (جیسا کہ ڈیموس تھینیز برابر دعویٰ کرتا رہتا تھا) بلکہ اس کے ساتھ عمدہ مفاہمت اور دوستانہ شرائط پر مخالفہ قائم رکھنے کی خواہش تھی۔ اگرچہ اس امر واقعہ نے کہ اس قسم کے مخالفہ میں فیلقوس ہی کا شریک غالب ہونا لازمی تھا ڈیموس تھینیز کو ہر نوع اس کے خلاف کر دیا ہوگا اور اس لئے ایک ایسے مطالبہ سے جو قرین عقل نہیں تھا انکار کرنے کے ساتھ ہی فیلقوس نے اپنی طرف سے یہ خواہش کی کہ وہ خود اپنے خرچ سے کرسونیس کے آرپار ایک نہر کاٹ دے گا[2]۔ یہ ایک ایسی کارروائی تھی جو کرسونیس میں ایتھنز کے آبادکاروں کے لئے اہل تھریس کی یورشوں سے پناہ میں رہنے کے لئے ایک اچھا خط مدافعت قائم کر دیتی اور غالباً اہل ایتھنز کے تجارتی جہازوں کو اس سے بہت نفع پہنچتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ فیلقوس کی اس خواہش کو قبول نہیں کیا گیا اور ۳۴۴ ق م کے موسم خزاں یعنے غالباً اس زمانہ کے قریب جب اسا کریٹس اپنا خط مرتب کر رہا تھا فیلقوس کا اثر زائل کرنے کے لئے پلوپونیس کو ایلچی روانہ کئے گئے جن کا سرگروہ ڈیموس تھینیز تھا۔ اقوام پلوپونیس کی حالت بے اطمینانی میں

---

[1] ڈیموس تھینیز - ۱۸۱ -

[2] ڈیموس تھینیز فیلقوس کے اس خدمت کے پیش کرنے کی قطعی تاریخ غیر متیقن ہے مگر شافر (کتاب دوم، صفحہ ۳۴۷ میں) اس تاریخ کو اس وقت میں متیقن کرنے میں تقریباً صحیح ہے۔

جو کئی برس پہلے سے چلی آتی تھی اب تک کوئی فرق نہ آیا تھا۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کس طرح اہل آرکیڈیا یعنے کم از کم وہ لوگ جن کا مرکز میگالوپولس میں تھا ۳۵۲ ق م میں ایتھنز کی جانب سے اپنی التجا کے مسترد ہو جانے کے باعث تھیبز پر انحصار کرنے پر مجبور ہو گئے تھے اور ایتھنز و اسپارٹا میں جو دوستانہ تعلقات بڑھتے جاتے تھے انھوں نے بھی پلوپونیس کی دوسری قوموں کو جو اسپارٹا کی دشمن یا اس سے خائف تھیں فیلقوس سے تعلقات پیدا کرنے کی طرف مائل کر دیا۔ اولنتھس کے زوال کے بعد سے جنوبی یونان میں فیلقوس کے خلاف کسی قسم کا احساس پیدا کرنے میں ایتھنز کی سفارتوں کو کامیابی نہیں ہوئی۔ آرکیڈیا، میسینیا، اور آرگوس کے لوگ سب کے سب ایسے فریقوں کے زیر تسلط تھے جنھوں نے فیلقوس سے کچھ نہ کچھ سمجھوتا کر رکھا تھا اور اس نے روپیہ اور اجیر سپاہی بھیجکر اور اہل اسپارٹا سے یہ کہکر کہ میسینیا کو بے ردوکد چھوڑ دیں، ان کی مدد کی تھی۔ اب ڈیموس تھینیز اور دوسرے ایلچیوں نے انھیں یہ ترغیب دینے کی کوشش کی کہ فیلقوس کی دوستی ناقابل اعتماد ہے اور وہ ان سے یہ دوستی صرف اس غرض سے کرنا چاہتا تھا کہ انھیں زیادہ آسانی کے ساتھ ان کی آزادی سے محروم کر دے۔ ڈیموس تھینیز نے انھیں یہ یاد دلایا کہ اولنتھس کے ساتھ فیلقوس کے مخالفہ کا آخری انجام کیا ہوا اور تھسالیہ پر اس نے کامل تسلط کن تدبیروں سے حاصل کر لیا[1] لیکن باوجودیکہ اس کی فصاحت پر شور تحسین بلند ہوا مگر اسے یہ اعتراف کرنا پڑا کہ فی الواقع کسی قسم کا اثر پیدا کرنے میں وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے بعد ہی بہت جلد اہل آرکیڈیا نے فیلقوس کے اعزاز و اقتدار کو تسلیم کرنے کے لئے کئی احکام صادر کئے چنانچہ اس کا برنجی بت نصب کرنے اور اگر وہ پلوپونیس میں آوے تو اپنی شہرپناہ کے اندر اس کا خیر مقدم کرنے کی رائے منظور کی گئی۔ اہل آرگوس نے بھی

---

[1] ڈیموس تھینیز فقرہ ۲۰-۲۵ لیکن فیلقوس کے متعلق اہل تھسالیہ کی روش کو اس نے غلط طور پر ظاہر کیا۔ وہ لوگ اس کے تحت تسلط غالباً بالکل مطمئن تھے۔

ایساہی کیا اور زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ آرگوس اور مسینیا کے ایلچی اتھنز میں (بلا شبہ فیلقوس کے ایما سے) اس امر کی ایک باضابطہ شکایت لے کر آئے کہ اسپارٹا سے آزادی حاصل کرنے میں جو کوشش وہ کرتے ہیں اُس میں اتھنز خلل انداز ہوتا ہے۔ اُس زمانہ کے قریب خود فیلقوس نے بھی اتھنز کے مقرروں کے اس دعوے کے خلاف کہ فیلقوس نے صلح کو توڑ دیا ہے اور اپنے وعدوں میں جھوٹا ثابت ہوا ہے اتھنز میں باضابطہ تعرض بھیجا۔ فیلقوس نے بیان کیا کہ اس نے کسی قسم کے وعدے نہیں کئے تھے اور یہ مطالبہ کیا کہ یا تو اس الزام کو ثابت کیا جائے یا اسے واپس لیا جائے۔ ڈیموس تھینیز نے اپنی تقریر میں جو فیلقوس کی مخالفت میں کی تھی اس واقعہ کے متعلق بحث کی ہے۔ اس تقریر کا پہلا مقصد اہل اتھنز کو یہ یقین دلانا تھا کہ فیلقوس کے تمام منصوبوں کا مقصد یہ تھا کہ اتھنز کو محکوم بنایا جائے اور اسی مقصد کے لئے وہ اہل تھیبز و پیلوپونیس کی امداد کا متمنی رہتا تھا۔ ان لوگوں میں اتھنز کے لوگوں کی طرح انصاف کا خیال آنا نہ تھا کہ فیلقوس کے مقصد کو آگے بڑھانے میں مانع ہو جاتا۔ تقریر کے آخری حصہ میں اس نے ان مقرروں کی رشوت ستانی پر لعنت بھیجی ہے جنھوں نے قوم کے سامنے ایسے وعدے اور پیشین گوئیاں کی تھیں جن سے قوم کو صلح پر رضامند ہو جانے کی ترغیب ہوئی۔ اس نے ایک مرتبہ نہیں بلکہ بار بار فیلقوس کی "صلح شکنیوں" کی طرف اشارہ کیا اور سامعین کو غیرت دلائی کہ فیلقوس کے منصوبوں کے روکنے کے لئے انھوں نے کچھ بھی نہ کیا۔ فیلقوس کے ایلچیوں کو جواب دینے کے لئے جو عبارت ڈیموس تھینیز نے تجویز کی تھی وہ ہم تک نہیں پہنچی اور نہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ مجلس نے اس عبارت کو منظور کیا تھا یا نہیں۔

یہ تقریر نہایت فصیح و بلیغ ہے۔ اور اس لئے اور بھی افسوس ہوتا ہے کہ (جہاں تک اتھنز کے ساتھ فیلقوس کی بدعہدی کو اس میں تسلیم کر لیا گیا ہے) اس کی بنیاد ایک غلط قیاس پر رکھی گئی تھی حقیقت یہ ہے کہ فیلقوس کے وعدوں کا جب اسکینز کی پیشین گوئیوں سے مقابلہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ وعدے غایت درجہ مبہم تھے لیکن یہ خیال کہ فیلقوس انجام میں اتھنز کو بالکل برباد کرنے کی

فکر کر رہا تھا اور جب تک اس کے برباد کرنے کا موقع آئے دوستانہ مراسم سے اتھینز کو دھوکا دے رہا تھا ایسا خیال ہے جو ان واقعات سے بطور ایک ممکن نتیجہ کے پیدا ہوتا تھا جو ڈیموس تھینیز کے سامنے تھے اور جن پر اس بات کو یاد کر کے نظر ڈالی جاتی تھی کہ فیلقوس کا طرز عمل دیگر اقوام کے ساتھ پہلے کیسا رہا تھا۔ فیلقوس کے "دو عدوں" پر اس تقریر میں زور شور سے بحث کرنے کی ایک وجہ (اس خیال سے نہیں کہ مقرر کا یہ فعل درست تھا بلکہ مقرر کی نیت کے اعتبار سے) اس امر میں مخفی تھی کہ اسکینیز کے برخلاف مقدمہ قائم کرنے کی جو دھمکی ڈیموس تھینیز نے دے رکھی تھی اُس میں آئندہ بحث کرنے کے لئے ابھی سے تیاری کر لی جائے۔ بلا شبہ ڈیموس تھینیز کی خواہش یہ تھی کہ اس مقدمہ کے جملہ مراتب کو قوم کے دل پر ہر موقع پر جو دستیاب ہو پہلے ہی سے نقش کر دے، خاص کر اس الزام کو کہ (فیلقوس کے) وعدے جو اسکینیز نے قوم کو جا کر سنائے اور آئندہ کی نسبت جو خبریں دی تھیں وہ سب غلط اور باطل تھیں۔ یہ خیال کرنے کی ہر ایک وجہ موجود ہے کہ اسکینیز اور اس کے دوستوں کی عدم مقبولیت بڑھتی جاتی تھی اور فیلقوس کے خلاف تقریروں میں سے اس دوسری تقریر کے بعد ہی بہت جلد دو واقعے ایسے پیش آئے جو اس خصوص میں بہت ہی نمایاں ہیں۔

سنہ ۳۴۴ کے اواخر یا سنہ ۳۴۳ کے اوائل میں ڈیلوس کے باشندوں نے مجلس دول متحالفہ (ایمفک ٹیونک لیگ) کے سامنے ایک استدعا یہ پیش کی کہ ان کے جزیرے میں اپالو کا جو مشہور مندر واقع ہے اسکی نگرانی سے اہل اتھینز کو محروم کر دیا جائے (اس کا ہمیں علم نہیں ہے کہ آیا مجلس دول متحالفہ کو ڈیلوس کے اوپر کوئی اختیار عدالتی روایات قدیم کے مطابق حاصل بھی تھا یا نہیں مگر اس معاملہ کے فیصلہ کرنے کے متعلق مجلس مذکور کے حق سے انکار کرنے میں ممکن تھا کہ اتھینز کے خلاف دول متحالفہ کی جنگ کا خطرہ لاحق ہو جاتا) اتھینز کے معاملہ کو پیش کرنے کے لئے قوم کیجانب سے اسکینیز کا تقرر ہوا۔ یہ تقرر فی نفسہ بہت اچھا تھا کیونکہ مخالف فریق کے ہر ایک رکن کی بہ نسبت اسکینیز کا ایسی جماعت پر اثر پڑنا زیادہ ممکن تھا جس میں سے اکثر فیلقوس کے

حلیف تھے مگر ایروپیگس کی کونسل جسے مجلس ملکی کی پسندیدگی پر نظر ثانی کرنے کا اختیار دیا گیا تھا اس نے کسی ایسی وجہ سے جس کا ہمیں علم نہیں ہے اسکینز کے تقرر کو قلمزد کر دیا اور اس کے بجائے ڈیموس تھینیز کا ایک پر زور حامی ہاییپر یڈس بھیجا گیا۔ مجلس دول متخالفہ نے ایک جانب سے اولنتھس کے غدار ایو تھیکریٹس اور دوسرے جانب سے ہاییپر یڈس کے بیانات سننے کے بعد ایتھنز کے حق میں فیصلہ کیا اور غالباً فیلقوس کے اشارے سے ایسا کیا کیونکہ اس کی صاف خواہش یہ تھی کہ سردست ناراضی کے اسباب کو بچاتا رہے۔

فیلقوس کے دوستوں پر ایک اس سے بھی سخت ترضرب ۳۴۳ کے نصف اول میں فیلو کراٹیس کے ملزم قرار دئے جانے سے پڑی اور یہ اس الزام کی بنا پر ہوا جو ہاییپر یڈس نے رشوت ستانی اور قوم کو بہترین صلاح نہ دینے کی بابت اس پر لگایا تھا آیا فیلو کراٹیس واقعی رشوت ستانی کا مجرم تھا یا نہیں اس کا ہمیں علم نہیں ہے۔ ڈیموس تھینیز نے بعد میں اس کا ذکر اس طرح پر کیا ہے گویا یہ واقعہ عام طور پر زبان زد تھا اور خود فیلو کراٹیس نے اسے تسلیم کیا تھا جو بقول ڈیموس تھینیز خود اپنے جرم کی تشہیر کرتا پھرتا تھا یعنے گیہوں بیچتا[۵]، مکانات بناتا، اور یہ کہتا تھا کہ لوگ اس کا انتخاب کریں یا نہ کریں وہ فیلقوس کے پاس ضرور جائے گا اور بنک میں مقدونیہ کے سونے کا تبادلہ کیا کرتا تھا۔ ہم سے یہ کہا گیا ہے کہ اسکینز کی طرح اسے بھی فیلقوس کی جانب سے اراضی ہبہ کی گئی تھی۔ اور ایتھر سیئڈ اس کی طرح وہ بھی ان عورتوں میں سے کچھ عورتیں لایا تھا جو اولنتھس میں گرفتار ہوئی تھیں۔ یہ سب کچھ صحیح ہو یا نہ ہو مگر فیلو کراٹیس کو معلوم ہو گیا کہ اب اس کے بری ہونے کا کوئی موقع باقی نہیں ہے چنانچہ وہ ایتھنز کو چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کی عدم موجودگی میں اس پر موت کا حکم صادر کیا گیا۔ اس مقدمہ کے دوران میں ڈیموس تھینیز

---

[۵] یعنے جو گیہوں فیلقوس سے وصول ہوتا یا فیلقوس کے روپیہ سے خریدا جاتا تھا۔

جس نے اس امر پر تعجب ظاہر کیا تھا کہ ایسے بلند نتائج پیدا کرنے کے لئے صرف فیلوکراٹیس ہی پر کیوں الزام لگایا گیا ہے‘ اس نے فیلوکراٹیس کے ہر ایک ایسے ساتھی کو جو اس کی بداطواری میں کسی طرح پر شریک نہ تھا اور اس کے افعال کو ناپسند کرتا تھا صلائے عام دی کہ وہ سامنے آوے اور ایسا ہی اقبال کرے اور یہ قول دیا کہ جو شخص فیلوکراٹیس کے اعمال و افعال سے دست برداری ظاہر کرے گا اس کی بات کا یقین کیا جائے گا۔ اس سوال کا کسی نے جواب نہ دیا بعد میں اسکینز کے مقدمہ کے وقت ڈیموس تھینیز نے اس بات سے بہت کچھ کام نکالنا چاہا اور کہا کہ اسکینز کو بریت کا موقع دیا گیا تھا مگر اس وقت بھی اس نے اپنی بریت نہ چاہی“ اگرچہ اس کے پاس کوئی ایسا عذر نہ تھا جسے اس کے دوسرے رفقا پیش کر سکتے تھے۔ اسی زمانہ کے قریب پراکسینس پر بھی مقدمہ چلایا گیا اور وہ سزایاب ہوا۔ یہ نہیں معلوم کہ کس جرم میں۔ بہرکیف ڈیموس تھینیز ہی کے اثر سے ایسا ہوا۔

فیلقوس کے تعرض پر مجلس ملکی نے جو کچھ بھی جواب دیا ہو مگر یہ جواب فیلقوس کے لئے اس امر میں مانع نہیں ہوا کہ اس نے (اساکریٹس کے ایک شاگرد اور لائق مقرر) پیتھن (ساکن بائی زنطہ) کو اوائل ۳۴۳ء میں ایتھنز بھیجا اور اپنے حلیفوں کے ایلچیوں کو بھی اس کے ساتھ کر دیا اور پائی تھون کے ذریعہ سے اہل ایتھنز کو یہ پیغام دیا کہ صلح کے شرائط میں اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی ترمیم کر دیجائے اور اس امر پر اپنا افسوس ظاہر کیا کہ جب وہ تمام یونانیوں سے زیادہ اہل ایتھنز کو اپنا دوست بنانے کا خواہشمند تھا اس وقت انھوں نے بعض خودغرض مقرروں کی ترغیب میں آ کر اس کی دوستانہ سبقت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اسکینز نے پائی تھون کے بیانات کی تائید کی مگر ڈیموس تھینیز (جیسا کہ وہ خود بیان کرتا ہے) اس طوفان سے کچھ بھی متاثر نہ ہوا۔ جو پیتھن نے مجلس ملکی کے اوپر گستاخانہ فصاحت و بلاغت کا برپا کیا تھا۔ بلکہ ڈیموس تھینیز نے اُٹھ کر پائی تھون کی تردید کی اور کہا کہ ڈیموس تھینیز شہری حقوق میں خیانت کا مرتکب نہ ہوگا۔ ڈیموس تھینیز نے فیلقوس کے افعال کی

ناانصافی کو اس خوبی سے عیاں کرکے دکھا دیا کہ خود اس کے حلفا اُٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے بھی فیلقوس کی بے انصافیوں کو تسلیم کیا۔

تاہم یہ فیصلہ کیا گیا کہ شرائط صلح میں بعض ترمیمات کے تجویز کرنے کے لئے ہیجی سی پس کو فیلقوس کے پاس بطور سفیر کے بھیجا جائے۔ ان ترمیمات میں سب سے زیادہ اہم ترمیم یہ تھی کہ جس دفعہ میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ صلح کرنے کے وقت جو کچھ جس فریق کے قبضہ میں تھا وہ اس پر قائم رہے۔ اب اس کے بجائے یہ قرار دیا جائے کہ جس فریق کی جو چیز واقعی اس کی ملکیت ہے وہ اس پر قائم رہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ اس ترمیم سے مقصود یہی تھا کہ ایمفیپولس اور پوئیڈا کے حق کے سوال کو پھر معرض بحث میں لایا جائے۔ اس کے سوا یہ بھی قرارداد ہوئی تھی کہ یہ تجویز کیجائے کہ دونوں فریق معاہدہ کے حلفا کے ساتھ ہی ساتھ تمام یونانی اقوام کو بھی اس معاہدے میں شریک کیا جائے۔ ان اقوام کے خود حکمراں رہنے کی ضمانت کیجائے اور دست درازی کرنے والوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کا وعدہ کیا جائے، اور فیلقوس سے ایک مرتبہ پھر یہ خواہش ظاہر کیجائے کہ اپریل ۳۴۶ء میں اس نے کرسوبلیپٹیس سے جو مقامات لے لئے ہیں انھیں ایتھنز کے حوالے کردے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہل ایتھنز نے کارڈیا پر بھی اپنا حق جتایا تھا۔

یہ بھی اغلب ہے کہ ہیلونیسیس کا سوال جو آئندہ برس میں ایک بحث طلب مسئلہ بنا رہا وہ پہلے ہی ان مباحث کے مراسلت میں داخل ہوچکا تھا جو فیلقوس و ایتھنز کے درمیان جاری تھی۔ ہیلونیسس سیپاتھس کے قریب ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا یہ ایک بحری قزاق ساسٹریٹس نامی کا مامن تھا جو غالباً فیلقوس کے جہازوں کو

لے اس کی خاص سند ہیجی سی پس کی تقریر دربارۂ "ہیلونسو" ہے جو ڈیموس تھینیز کی تقریروں میں شامل ہوکر ہم تک پہنچی ہے۔ اس تقریر کے ہیجی سی پس کی تصنیف ہونے سے بلاک (Gr. Gesoh. II,539) نے انکار کیا ہے مگر ای۔ میر نے (Isokrates Zweited Briei P.776 میں) اسکی حمایت کی ہے اور یہ حمایت کم و بیش قابل یقین ہے۔

نقصان پہنچاتا رہتا تھا۔ فیلقوس نے اسے نکال کر جزیرے پر قبضہ کر لیا تھا اور اہل ایتھنز جو اس جزیرے کی ملکیت کا دعویٰ رکھتے تھے انھوں نے اب فیلقوس سے اس کے واپس دئے جانے کی خواہش کی تھی۔

ہیجی سی پس تدبیر سے معرا اور تقریر میں تند و تیز تھا اور اس نے فیلقوس کو بہت آزردہ کیا یہاں تک کہ مقدونیہ میں ہیجی سی پس کی آمد کے وقت جس شخص (ایوکلیڈس شاعر) نے اس کی مہمانداری کی تھی فیلقوس نے اسے خارج البلد کر دیا اور اہل ایتھنز کے تجاویز کے متعلق فیلقوس نے دونوں فریق کے مقبوضات سے متعلقہ دفعہ کی مجوزہ ترمیم سے فوراً ہی انکار کر دیا اور یہ کہا کہ اس نے اس قسم کی نہ کوئی تجویز پیش کی تھی نہ اپنے ایلچیوں کو اس کے پیش کرنے کا اختیار دیا تھا۔ وہ اس کے لئے تیار تھا کہ دوسری یونانی قومیں بھی صلح میں شامل کر لی جائیں اور تھریس کے شہروں اور کارڈیا کے متعلق ایتھنز کے دعوے دونوں مسائل کو وہ ثالثی میں پیش کرنے کے لئے آمادہ تھا اور چونکہ بظاہر اس کا دعویٰ نہایت مضبوط تھا اس لئے وہ بخوبی ایسا کر سکتا تھا۔ وہ اس پر بھی آمادہ تھا کہ ہیلونیسس کے مسئلہ کو بھی ثالثی میں پیش کرے یا اس جزیرے کو محض ہدیۃً اہل ایتھنز کی نذر کر دے۔ ڈیموس تھینیز اور ہیجی سی پس کی صلاح پر ثالثی سے انکار کر دیا گیا اور بنا یہ قرار دی گئی کہ کوئی بے لوث ثالث نہیں مل سکتا اور فیلقوس کو یہ اطلاع دی گئی کہ اہل ایتھنز کی یہ خواہش نہیں ہے کہ وہ جزیرہ انھیں "دیدے" بلکہ "اسکو واپس کر دے"۔ یہ محض الفاظ کا ہیر پھیر تھا جس پر اسکینز اور اس زمانہ کے ظریف شعرا نے مضحکے اڑائے مگر درحقیقت اس تمام مسئلہ میں بحث طلب امر جزیرے کی ملکیت تھی فیلقوس سے جس طرح کہا گیا تھا اس طرح کرنے سے اس نے بالطبع انکار کر دیا۔

ہیجی سی پس کی تقریر جس طرح ہم تک پہنچی ہے وہ اوائل ۳۴۲ ق م میں ہیلونیسس سے متعلق مباحثہ میں سے کسی مباحثہ میں ہوئی تھی انداز بیان و دلائل کے لحاظ سے بالکل ہی نامعقول اور الفاظ کے اعتبار سے طنز آمیز

اور سخت تقریر ہے اگرچہ اس بحث پر کسی قدر تعریف ہوئی ہو کہ اہل ایتھنز کے لئے جن کے قبضہ میں کل سمندر رہے یہ امر باعث خفت ہو گا کہ فیلقوس ان کو چند جزیرے دے اور وہ ان کو قبول کریں یا فیلقوس کے ساتھ پنچایت میں بیٹھیں مگر اس تقریر میں جتنے مباحث اٹھائے گئے تھے فیلقوس ان میں سے ہر ایک کا معقول جواب دے سکتا تھا اور اگرچہ یہ امر یقینی نہیں ہے کہ آیا زمانہ جدید کا بین الاقوامی قانون (یہ فرض کرتے ہوئے کہ بحری قزاق کے قبضہ کرنے سے پہلے یہ جزیرہ ایتھنز کی ملک تھا) اس جزیرہ پر فیلقوس کا حق قبول کرے گا یا نہیں۔ اس امر میں بھی شبہ ہو سکتا ہے کہ جس صورت میں ایتھنز نے اس بحری قزاق کو بلا مزاحمت رہنے دیا اور خاطر خواہ جہازوں کو لوٹنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا تو اس صورت میں کیا وہ صاحب حکومت جس نے اس قزاق کو وہاں سے نکالا از روئے انصاف اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتا تھا کہ اس نے جزیرے کو اس قزاق سے لیا تھا نہ کہ ایتھنز سے[1]۔ کم از کم اتنا تو ضرور تھا کہ فیلقوس کی یہ تجویز کہ وہ اسے ایتھنز کو "دیدے گا" ایک معقول مصالحت تھی اور ڈیموس تھینیز کا یہ کہنا کہ کوئی بے لوث ثالث نہیں مل سکتا اسکے معنی یہ ہی تھے کہ وہ مخاصمات کی تجدید کے لئے تیار ہو رہا ہے۔ اس پر بھی فیلقوس نے عنان صبر کو ہاتھ سے نہ دیا اور اگرچہ اس نے ہیلونیسس کو اپنے قبضہ میں رکھا تاہم اس نے کوئی ایسی کارروائی نہیں کی جس سے ایتھنز کو جنگ کے لئے کوئی عذر ہاتھ آسکے۔

اوائل ۳۴۳ء میں جب بائی تھون کی سفارت ایتھنز میں آئی ہے اس زمانہ میں شاہ ایران کی سفارت بھی اس خواہش کے ساتھ آئی تھی کہ شاہ اعظم اور قوم ایتھنز کے مابین قدیم دوستی کی تجدید کیجائے۔ جن اسباب و وجوہ سے

---

[1] ملاحظہ ہو فلپس "یونان و روما کا قانون بین الاقوامی (International Law of Greece & Rome) جلد دوم صفحات ۱۳۲ - ۱۵۱ -

اس وقت شاہ نے متعدد یونانی سلطنتوں کے نام پیغامات بھیجے تھے ان کی قطعی نوعیت نہیں معلوم ہے مگر اتنا بمنزلہ یقین کے ہے کہ اسے ایشیائے کوچک کے متعلق فیلقوس کے ارادوں سے اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ جس زمانہ میں وہ مصر کی دوبارہ فتح میں مشغول تھا، اسی دوران میں ایشیائے کوچک میں اُس کے نائبین سلطنت نے بہت زیادہ خود مختاری کا اظہار کیا تھا اور اس لئے اسے یہ خواہش ہوئی ہو گی کہ وہ چند یونانی سلطنتوں سے مخالفہ کر لے تاکہ باغلب وجوہ اگر فیلقوس اس کے نائبین کی جانبداری میں کچھ ہاتھ پاؤں ہلائے، (جیسا کہ ان میں سے ایک نائب ہرمیس (اٹارنیس) کے ساتھ فیلقوس کے گہرے تعلقات سے ظاہر ہو چلا تھا) تو ان مخالفوں سے اس کا توڑ ہو سکے مگر اس وقت اہل ایتھنز بادشاہ کے ساتھ اپنی پرانی عداوت کے ترک کرنے کی طرف مائل نہ تھے ڈیموس تھینیز کے طریقہ سے جیسا کہ بعد کو ظاہر ہوا بالکل ممکن معلوم ہوتا ہے کہ فیلقوس کے خلاف ایک زبردست حلیف کے پیدا ہو جانے کی امید میں اس نے شاہ کی دوستی کے لئے زور دیا ہو لیکن اگر اس نے ایسا کیا بھی تو اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ اہل ایتھنز نے شاہ کو جواب دیا کہ ان کی دوستی اس وقت تک برقرار رہے گی جبتک کہ بادشاہ ایشیائے کوچک کے کسی یونانی شہر پر حملہ کرنے سے باز رہے یہ بمنزلہ اس کے تھا کہ بادشاہ کی تجویز سے انکار کر دیا گیا اس کے برخلاف اہالی تھیبز و آرگوس نے مصر کے مقابلہ میں شاہ کو معقول امداد ارسال کی تھی اور زیادہ تر اسی مدد نے شاہ کو اس قابل کیا کہ اس نے مصر کے باغی ملک کو دوبارہ فتح کر لیا۔

ہر طرح براغلب یہی ہے کہ ۳۴۳ ق م کے وسط تابستان کے تھوڑے ہی زمانہ بعد ڈیموس تھینیز نے اسکینز کے اوپر عدالت کے سامنے الزامات عائد کئے۔ اس عدالت میں ۱۵۰۱ اہل جوری زیر صدارت منصفین داخل

ل۔ تعلیق سوم۔

تھے۔ ڈیموس تھینیز اور اسکینز دونوں کی تقریریں ہم تک پہنچی ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ یہ تقریریں جس طرح ادا ہوئی تھیں بعینہ اس طرح ہم تک نہیں آئی ہیں بلکہ بعد کو جس طرح شائع کی گئی تھیں اس طرح پہنچی ہیں۔ دونوں کی اصلی عبارت میں کچھ تغیرات ہوئے ہیں اور مخالف کے دلائل کے جواب یا جوری پر بعض عبارتوں سے جو نامناسب اثر پیدا ہوا ہو اس کی اصلاح کی غرض سے کچھ دلائل جدید بھی داخل کر دئے گئے ہیں۔

ڈیموس تھینیز نے اپنی تقریر ایک سفیر کے فرائض منصب کی مختصر کیفیت و نوعیت کے بیان سے شروع کی۔ اور یہ ثابت کیا کہ اسکینز ان فرائض کے کسی خصوص کے پورا کرنے میں کامیاب نہیں ہوا اس کے اس ثبوت کا خاکہ بعد میں پوری طرح پیش کیا جائے گا۔ تقریر کے اول نصف حصہ میں زیادہ تر وہ واقعات بیان کئے گئے ہیں جن پر اس مقدمہ کی بنا تھی اور اس نتیجہ پر پہنچنے کی وجہ پہلے ہی معلوم ہو چکی ہے کہ ڈیموس تھینیز نے واقعات کا بیان طرح طرح سے ان کی اصلی شکل کو بگاڑ کر کیا ہے۔ اہل فوکس کی تباہی اور فیلقوس کے تھریس کے شہروں پر قبضہ کر لینے کو اس طرح ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ سب کچھ اسکینز اور اس کے رفقا کی رشوت خواری کے باعث وقوع میں آیا۔ تقریر کے دوسرے حصہ میں اس امر پر خاص زور دیا گیا ہے کہ یونان میں غداروں کی وجہ سے کیسے کیسے فساد پیدا ہوئے اور فیلقوس کی ہوشیارو پرفن تدبیر عملی پر بھی زور دیا گیا ہے جس کو ڈیموس تھینیز کی دلیل کے مطابق اسکینز نے اور بھی ترقی دی۔ اس میں ایسی عبارتیں بھی شامل ہیں جن میں اس الزام سے کہ صلح کی گفتگو میں شرکت کی تھی ڈیموس تھینیز نے اپنی صفائی کی ہے اور اسکینز اس کے اقربا اور اس کے مؤیدین پر نہایت ہی سخت و شدید ذاتی حملے کئے گئے ہیں۔ اسکینز کا جواب زیادہ تر ایک مسلسل بیان کی صورت میں مرتب ہوا تھا یہ بیان ان الزامات کا جو اس پر لگائے گئے تھے ایک معقول اور تفصیلی جواب تھا اور اگرچہ اس میں ڈیموس تھینیز کی تقریر کی طرح فصاحت و بلاغت اور جذبات کا زور و شور نظر نہیں آتا

تاہم یہ تقریر اس قدیم زمانہ کی خطابت کی ایک حیرت انگیز مثال ہے۔ اسکینز کی تائید ایوبیولس نے کی جسے اس وقت ہم آخری مرتبہ سیاسی اختلاف آرا میں نمایاں حصہ لیتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ فوکیون نے بھی اس کی تائید کی جسکی بے لاگ دیانتداری اور جرات بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی۔ تیس رایوں سے اسکینز بری کیا گیا۔[۱]

اب سوال یہ ہے کہ وہ اسباب کیا تھے جس کی بنا پر اسکینز بری کیا گیا۔ ایوبیولس اور فوکیون کی تائید کا بھی بلاشبہ کچھ نہ کچھ اثر ہوا ہوگا کیونکہ باوجود ڈیموس تھینیز کی ترقی پذیر ہر دلعزیزی اور بانیان صلح کے خلاف عام کبیدگی کے قوم کو ایوبیولس کے ساتھ اس کی اس خواہش کی وجہ سے نہایت درجہ ہمدردی تھی کہ جنگ سے پہلو بچایا جائے اور "تمہاری سرمایہ" کو کسی دوسرے صرف میں لگانے سے محفوظ رکھا جائے۔ اس کے ساتھ غالباً کسی قدر اس بات کا خوف بھی ہوگا کہ اسکینز کو ملزم قرار دینے سے فیلقوس سے پھر لڑائی چھڑ جائے گی۔ (کیونکہ ڈیموس تھینیز نے اسی خوف کو رفع کرنے کی بہت کوشش کی تھی) مزید براں صلح کے لئے ابتدائی گفتگو میں خود ڈیموس تھینیز نے جو کچھ حصہ لیا تھا اس پر واقعی نہ کوئی پردہ ڈالا جاسکتا تھا اور نہ اس کی تاویل کیجاسکتی تھی۔ اسکینز نے اس مسئلہ پر بہت زور دیا کہ ڈیموس تھینیز اس پر انھیں کارروائیوں کی بنا پر الزام لگا رہا تھا جنکی ذمہ داری میں وہ خود بھی شریک ہے۔ یہ امر کہ ڈیموس تھینیز کو خود کمزوری کا احساس تھا اس سے ظاہر ہے کہ اس نے اس اعتراض کے ٹھیک ٹھیک معنی بیان کرنے میں بڑی ہی غور و فکر سے کام لیا ہے۔ اس نے یہ کہا تھا کہ اسکینز پر مقدمہ اس وجہ سے نہیں چلایا جاتا کہ شہر نے صلح کرلی تھی بلکہ اس پر مقدمہ اس وجہ سے چلایا جاتا ہے کہ شہر نے خلاف عزت شرائط

---

[۱] یہ امر پلوٹارک کو آئیڈومنیس ساکن لیمپسکس سے معلوم ہوا تھا جو ایپکورس کا دوست تھا اور اس لئے تقریباً ایک ہمعصر گواہ تھا۔

اور مہلک نتائج کے ساتھ صلح کی۔

بہرکیف اسکینز کی بریت کی غالباً صحیح وجہ یہ تھی کہ ڈیموس تھینیز اسے مجرم ثابت نہ کرسکا۔ ہم یہ پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ اسکینز پر جو الزام لگائے گئے تھے ان میں سے بہت سی ضروری باتوں کے متعلق اسکینز بہت معقول جواب رکھتا تھا۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ اسکینز نے ڈیموس تھینیز کے اعتراضات کا جواب ہی نہیں دیا بلکہ الٹا اس کو تفصیروار ٹھہرا دیا۔ اور دونوں سفارتوں میں جو عمل ڈیموس تھینیز کا رہا تھا اُس کو مذموم ثابت نہیں کیا بلکہ بتادیا کہ فوکس کے لوگوں کی مدد ڈیموس تھینیز نے بہ نسبت اسکینز کے بہت کم کی تھی درانحالیکہ اس قوم کی مصیبتوں کا باعث اسکینز اور فیلوکراٹیس قرار دئے جاتے تھے اور ان ہی مصیبتوں کو ڈیموس تھینیز اپنی نہایت پر اثر دلائل کا دیباچہ بناتا تھا۔ فوکس کے بعض جلاوطنوں کی شہادت سے اسکینز کے بیان کی واقعی تائید ہوجانے سے اس کے حق میں بہت مفید اثر مترتب ہوا ہوگا۔ یہ بھی اغلب ہے کہ ڈیموس تھینیز نے اسکینز اور اس کے دوستوں کے لئے جو قصے گڑھے اور جو خیالات پیدا کئے تھے ان میں بھی اس کا نشانہ ایسا خطا گیا کہ ایتھنز کے اہل جوری کے مذاق کو بھی وہ گوارا نہ ہوئے اور ایک قصہ کو تو اہل جوری نے واقعی تمام وکمال بیان کرنے کی اجازت تک نہ دی۔ یہ قصہ اسکینز کا اولنتھس کی ایک عورت کے ساتھ بدسلوکی کرنے کا تھا جس کی نسبت اسکینز نے باعلان کہا کہ یہ ڈیموس تھینیز کا اختراع ہے[1]۔

ڈیموس تھینیز کی اس تقریر کے بعض حصوں میں اس شان کی بلاغت وفصاحت موجود ہے جس کی نسبت بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ اس کا نہ ماننا انسان کے ضبط سے خارج ہے۔ جن عام اصولوں کو بیان کرکے قوم کو انکی طرف

[1] اسکینز، اولنتھس کے ارسٹوفینس کو اس غرض سے لایا کہ وہ اس امر کی تصدیق کرے کہ ڈیموس تھینیز نے اسے اس قصہ کے صحیح کہنے اور یہ دعویٰ کرنے کے لئے کہ وہ عورت اسکی بیوی تھی روپیہ پیش کیا تھا (اغلب یہ ہے کہ دونوں جانب سے جھوٹ کا طومار کھڑا کیا جارہا تھا)۔

توجہ دلائی تھی وہ بالکل صحیح و درست تھے اور شریفانہ انداز سے بیان ہوئے تھے، خواہ اس خاص مقدمہ میں ان کو عائد کرنا کتنا ہی خلاف انصاف کیوں نہو۔ ڈیموس تھینیز کی یہ عجیب قوت کہ جس بیان کو شروع کرے سننے والے اس کا حرف حرف یقین کرتے چلے جائیں باوجودیکہ اس بیان کے بعض حصے بالکل جھوٹ اور افتراہوں جیسی اس تقریر میں پراثر طریقے پر ظاہر ہوی ہے ایسی کبھی پہلے نہ ہوی تھی ۔ یونانی سلطنتوں میں غداری و رشوت خواری جس وسعت سے پھیلی ہوی تھی اس میں کسی کو کلام نہ تھا اور فیلوکرائٹس والی صلح اور اس کے حقیقی یا فرضی نتائج کے متعلق جیسی نفرت لوگوں کے دلوں میں موجود تھی ان سب باتوں نے مل کر ان لوگوں کی تعداد میں جن کے غلبۂ رائے سے اسکینیز کو مقدمہ میں بریت ہوی ہے کمی رکھی۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ گو اسکینیز رشوت خواری کا مجرم نہ ثابت ہوسکا اور گو آج کل کی کوئی جوری اس کو مجرم نہیں قرار دے سکتی مگر یہ قریب قریب یقینی ہے کہ اس نے فیلقوس کی دوستی سے ایک بڑی حد تک نفع اٹھایا تھا اور گو اسکینیز غالباً سچے دل سے اس بات کا یقین رکھتا تھا (جیسے کہ اسکے برعکس ڈیموس تھینیز کا یقین تھا) کہ اگر ایتھنز نے فیلقوس سے اتحاد کرلیا تو ایتھنز کو بہت سے فوائد حاصل ہو جائیں گے مگر اسکینیز کی روز افزوں دولت و اقبالمندی کو دیکھکر لوگوں کا اس کی طرف سے بدگمان ہوجانا بالکل بجا تھا۔ اس میں ہم کو مطلق شبہ نہیں ہوسکتا کہ مقدمہ سے اسکینیز کا بری ہوجانا بالکل درست تھا اور اگرچہ ڈیموس تھینیز بہت سرگرمی کے ساتھ اس کا یقین رکھتا تھا کہ ایتھنز کے حق میں کوئی صحیح و باصواب حکمت عملی ہوسکتی تھی تو وہ یہ ہی تھی کہ فیلقوس سے مخاصمت رکھنے میں بجان و دل کوشش جاری رکھی جاتی لیکن اس حکمت عملی کی مخالفت میں اسکینیز نے جو حصہ لیا تھا اُس کو جو معنی ڈیموس تھینیز نے پہنائے وہ انصاف پر مبنی نہ تھے بلکہ ایک ناطرفدار مورخ اس سے بھی کچھ زیادہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ ڈیموس تھینیز نے اپنی بحث کے اکثر موقعوں پر سچے واقعات کو ان کی صورت

بگاڑ کر بیان کیا ہے۔ (محض اس نیت سے کہ صلح کرنے میں جو حصہ خود اُس نے لیا تھا وہ کسی طرح چھپا رہے) مگر ڈیموس تھینیز کے اخلاق پر جو سب سے بڑا حرف آتا ہے وہ یہ ہے کہ فوکس والوں کے شدید مصائب کو اپنے مطلب کے لئے نہایت شرمناک طریقہ سے معرض بحث میں لایا درآنحالیکہ ان مصیبتوں کے روکنے میں خود اس نے کچھ نہ کیا تھا بلکہ اُس کے حریف مقابل یعنے اسکینز نے تو کم سے کم ان کے ہلکا کرنے میں کوشش بھی کی تھی مگر اس پر بھی ڈیموس تھینیز نے نہایت درد انگیز اور غیظ و غضب کے الفاظ میں اُن کو بیان کیا۔ یہ حرکت ایسی تھی جو بحیثیت ایک انسان اور اعلیٰ مقرر ہونے کے اس کی طبیعت و خصلت کا ایک داغ بنکر ہمیشہ قایم رہے گی۔ اور یہ داغ وہ ہے کہ اُس کے سیاسی مقاصد کی فضیلت اور اُس کے شریفانہ اطوار جو بعد کو اس سے ظاہر ہوے اس کو کبھی پورا نہ مٹا سکیں گے۔

اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے کہ اسکینز کے مقدمہ میں جو فیصلہ سنایا گیا اُس کا اثر اُس زمانہ کی سیاسی زندگی پر کیا ہوا۔ چونکہ موافق رایوں کی تعداد مخالف رایوں سے کچھ ہی زیادہ تھی اس لئے غالباً یہ سمجھا گیا ہوگا کہ بازی برابر کی رہی اور نقصان دونوں فریقوں کو پہنچا۔ لیکن جو شہادت ہمارے سامنے ہے اس کی رو سے اس بات کا فیصلہ کرنا غیر ممکن ہے کہ آیا اسکینز کی رہائی سے اس کے فریق کو زیادہ نفع پہنچا یا ڈیموس تھینیز کو جس نے مقدمہ قریب قریب جیت ہی لیا تھا۔ یہ یقینی ہے کہ اس وقت کے بعد سے ڈیموس تھینیز کا اثر برابر بڑھتا ہی گیا آئندہ پانچ برس تک جن لوگوں نے عملاً شہر کے افعال کی رہبری کی وہ ڈیموس تھینیز اور اس کے دوست ہی تھے اور اس کا صرف یہی مفہوم ہو سکتا ہے کہ اسکینز کو رشوت کے الزام سے بری کرنے میں جوری کے نزدیک جو کچھ بھی اسباب رہے ہوں۔ مگر قوم کی ہمدردیاں ڈیموس تھینیز ہی کی حکمت عملی کے خاص اصولوں کے ساتھ تھیں۔

ایک واقعہ سے جو غالباً اسکینز کے مقدمہ کے بعد ہی جلد پیش آیا[لہ] ان دونوں مقرروں کی باہمی عداوت کا ثبوت ملتا ہے۔ کوئی شخص انٹی فون ۳۴۶ سنہ ق م شہریوں کی فہرست کی نظرثانی ہوتے وقت شہریوں کے زمرے سے خارج کر دیا گیا اسے ڈیموس تھینیز نے پیریس میں چھپا ہوا دیکھا اور ڈیموس تھینیز کا بیان یہ ہے کہ یہاں یہ شخص فیلقوس سے یہ وعدہ کرکے آیا تھا کہ وہ جہاز سازی کے کارخانہ (گودیوں) کو جلا دے گا (ہمیں یہ نہیں معلوم کہ اس کی کیا شہادت ڈیموس تھینیز کے پاس تھی مگر یہ دیکھتے ہوئے کہ فیلقوس کی ظاہراً خواہش یہی تھی کہ اس وقت ایتھنز سے مناقشہ برپا کرنے سے بچا رہے یہ قصہ نہایت ہی خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے) ڈیموس تھینیز نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے مجلس ملکی کے روبرو لے آیا۔ اسکینز نے یہ اعتراض کیا کہ ڈیموس تھینیز کا اس شخص کو بغیر کسی اختیار کے گرفتار کرنا خلاف آئین تھا اور مجلس کو اسے چھوڑ دینے کی ترغیب دی لیکن ڈیموس تھینیز نے اس کی اطلاع ایرو میگس کی کونسل کو کر دی اور کونسل کے عمل سے انٹی فون دوبارہ گرفتار ہوا۔ اس پر مقدمہ چلا اذیتیں دی گئیں اور آخر اسے قتل کر دیا گیا۔ اس پر ڈیموس تھینیز یہ حاشیہ چڑھاتا ہے کہ یہی برتاؤ آپ کو اسکینز سے بھی کرنا چاہیے تھا۔ پلوٹارک جس نے اس قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ ڈیموس تھینیز کے اس فعل کو "نہایت ہی متکبرانہ" کہتا ہے پلوٹارک کے اس اعتراض کا کوئی جواب نہیں ہے۔

۳۴۲ کے نصف آخری حصہ میں فیلقوس ایک طرف تو فکر و کاوش کے ساتھ ایتھنز کے ساتھ صلح کی شکست کی ہر ایک کارروائی سے پہلو بچا رہا تھا اور دوسری طرف مختلف اطراف و جوانب میں اپنے اثر کو بڑھاتا جا رہا تھا اہل ایتھنز

[لہ] تاریخ بیان نہیں ہوئی ہے مگر اسکینز کے مقدمہ کے وقت اس واقعہ کا ذکر دونوں تقریروں میں سے کسی تقریر میں بھی نہیں ہوا ہے اس کا بیان صرف ڈیموس تھینیز نقرہ ۱۳۲ — ۱۳۴ میں ملتا ہے۔

نے بھی بشرط امکان اس کی تحریکوں کو بے اثر کرنے کے لئے کچھ کارروائیاں کیں۔ ایپیرس میں فیلقوس نے اربیس کے بالمقابل اپنی بیوی المپیس کے بھائی سکندر کی حمایت اختیار کی (اربیس سکندر کا چچا اور اس کا سابق ولی تھا) اب فیلقوس نے اسے مجبور کیا کہ وہ مسولیا کی بادشاہت سکندر کے حوالہ کردے۔ فیلقوس نے اس مملکت کے حدود میں بھی اس طرح وسعت دیدی کہ (ایپیرس کے جنوب مغرب کے کونے کے) ضلع کیسوپیا کو مع اس کے تینوں شہروں (یعنی پینڈوسیا بوکیٹا اور ایلٹیا) کے اس مملکت میں شامل کردیا۔ اس کے علاوہ اس نے یہ بھی تجویز کی کہ ایمبریسیا اور جزیرۂ لیوکس کا بھی اس میں اضافہ کردے۔ یہ دونوں مقامات کورنتھ کے مستعمرات تھے۔ اس پر اہل ایتھنز نے فیلقوس کے خلاف جوش پیدا کرنے کے لئے پلوپونیس کی سلطنتوں میں سفارتیں روانہ کیں۔ اس سفارت میں ڈیموس تھینیز، ہجیسیپس اور پالکٹیس نے شرکت کی[1] غالباً اس کے نتیجہ کے طور پر اہل کورنتھ نے (جن کی نوآبادیاں خطرے میں پڑ گئی تھیں) ایتھنز سے امداد کی التجا کی۔ اس التجا کو حسب خواہش قبول کیا گیا۔ اہل ایتھنز نے ایمبریسیا کی مدافعت کے لئے اکارنینیا میں فوجیں بھیجیں اور یہ قرار دیا کہ اگر موقع آئے تو اربیس کی حمایت کیجائے۔ اربیس کے ایتھنز میں پناہ لینے پر عزت کے ساتھ اس کا خیر مقدم ہوا اور اسے حق شہریت عطا کیا گیا۔ اہل اکیا نے ایتھنز سے محالفہ کی درخواست کی تھی کیونکہ ان کی ناپیکٹس کی نوآبادی (واقع ساحل اٹولیا) کی نسبت فیلقوس نے اہل اٹولیا سے یہ وعدہ کرلیا کہ وہ ان کی خیرخواہی کے سلسلہ میں یہ نوآبادی انھیں دیدیگا۔ لیکن چونکہ ہنوز فیلقوس کی خواہش یہی تھی کہ ایتھنز سے مخاصمات کو بچایا جائے اس لئے سردست اس نے ایمبریسیا یا ناپیکٹس دونوں میں سے کسی کے خلاف بھی مزید کارروائی

[1] اور شاید کلیٹومیکس اور لکرگس بھی شریک ہوے۔

نہیں کی بلکہ تھسالیہ میں ہوتا ہوا مقدونیہ کو واپس چلا گیا۔ یہاں بھی ایتھنز کے خفیہ گماشتے مشغول کار اور فیلقوس کی تھسالیہ اور میگنیشیا کی رعایا کی وفاداری کو اندر ہی اندر خراب کرنے کی فکر میں لگے ہوئے تھے اور غالباً اسی وجہ سے یہ ہوا کہ فیلقوس نے نکیا میں (جو ۳۴۶ میں تھسالیہ کے سپاہیوں کے تفویض کر دیا گیا تھا) اب مقدونوی قلعہ گیر فوجیں مقرر کر دیں اور تھینیز کی نو آبادی اکینس میں بھی ایسا ہی کیا مگر یہ مقام تھسالیہ کی مملکت کے حدود پر خلیج میلیا کے شمالی ساحل پر واقع تھا۔

اس زمانہ کے قریب فیلقوس کی فوجیں ایوبایئن اور اس کے گماشتے پلوپونیس میں مشغول کار تھے۔ ارٹریا میں اس کے متبعین نے اس شہر میں عمومیت کو برباد کر کے عدیدیت قائم کر دی تھی جس کا سرگروہ کلیٹارکس تھا۔ عمومیت پسندوں نے ارٹریا کی بندرگاہ پورتمس میں پناہ لی اور وہاں فیلقوس کے سپاہیوں نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ تھوڑے ہی زمانہ بعد (غالباً اوائل ۳۴۳ میں) ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مقدونیہ کا سپہ سالار یار مینو فلسٹائڈس کی تائید کر رہا تھا جس نے اوریوس میں اسی قسم کے ایک انقلاب کی سرگروہی کی تھی اور اسی طرح وہاں مطلق العنان حکمراں بن گیا تھا۔ یہ واقعات اگرچہ کسی اعتبار سے صلح کے شکست کرنے والے نہیں تھے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ وہ ایتھنز کے لئے بہت ہی تباہ کن تھے۔ سینس، پیریتیس اور سلسلہ کے دوسرے جزائر کے مقابلہ میں کارروائی کرنے کے لئے اوریوس فیلقوس کے لئے ایک بیش بہا قاعدۃ الجیش ثابت ہوتا۔ اس تغیر سے ارٹریا ایک ایسا قلعہ ہو گیا جو اٹیکا پر حاوی تھا۔ علاوہ ازیں یہ انقلابات کسی قدر جور و ستم کے ساتھ عمل میں آئے تھے اور ڈیموس تھینیز نے فصیح اور دردانگیز لہجے میں اوریوس کے عمومی سرگروہ ایوفریس کی قسمت کا حال بیان کیا ہے جس نے یہ جرات کی تھی کہ فلسٹائڈس اور اس کے دوستوں کی سازشوں کو ظاہر کر دیا تھا اور ان پر ملامت کی تھی "مطلق العنان حکمرانوں" کی جو حکومت اس طرح قائم ہوئی تھی وہ بقول ڈیموس تھینیز شخصی اور

ظالمانہ تھی۔

اوریوس کے لوگوں نے خود کو فیلقوس کے دوستوں کے اعتماد پہ چھوڑ دینے اور ایوفریس کو الگ کر دینے کا بہت ہی اچھا ثمرہ پایا اور ارٹریا کی عمومیت کو بھی ایتھنز کے ایلچیوں کے نکال دینے اور کلیٹارکس کی اطاعت کر لینے کا بہت ہی خوب، عوض ملا۔ یہ لوگ اب غلام ہیں، کوڑوں سے پیٹے جاتے ہیں اور ذبح کئے جاتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ فیلقوس نے جزیرۂ یوبیا میں بھی اس قسم کے انقلاب کے برپا کرانے کی کوشش کی تھی لیکن کالکس کے لوگوں نے کالیاس اور طاروس تھینس کی سرگردہی میں ایتھنز کی طرف التجا کا ہاتھ بڑھایا۔ پہلے بھی فیلقوس کے ساتھ کالیاس کے تعلقات عمدہ تھے اور اس نے اپنا کچھ وقت اس کی ہمراہی میں بھی بسر کیا تھا مگر کسی وجہ سے اس نے فیلقوس کو ناخوش کر دیا۔ اہل تھیبز سے بھی اس کی دوستی تھی مگر اب (فیلقوس کے دوست کلیٹارکس اور فلسٹڈایس سے پناہ میں رہنے کے لئے) وہ اہل ایتھنز کی جانب آگیا تھا غالباً اسی زمانہ کے قریب ڈیموس تھینیز اور کالیاس نے ان مراسلات کا آغاز کیا جن کا انجام ۳۴۱ سنہ کے موسم سرما میں معاہدہ پر ہوا اور نیز یہ کہ (ڈیموس تھینیز کی صلاح پر) جزیروں کی حفاظت کے لئے کیرس کے تحت میں ایک فوج تھاسوس میں متعین کر دی گئی۔

پلوپونیس کی سلطنتوں میں بھی فیلقوس کے دوست سرگرم کار تھے ۳۴۳ سنہ میں (اسکینز کے مقدمہ کے قبل میگارا میں فیلقوس کے دو ہواخواہوں یعنی پریلیس اور ہیلیوڈرس نے چاہا کہ فیلقوس کی بھیجی ہوئی اجیر فوج کی مدد سے میگارا کا ایک ہی وار میں کام تمام کردیں مگر فوکیون، ایتھنز کے جانب سے ارفریق کی مدد کے لئے ایتھنز والوں کی ایک فوج کے ساتھ یلغار کرتا ہوا پہنچ گیا اور میگارا کے بندرگاہ نیسیا کو قلعہ بند کردیا اور لمبی لمبی دیواروں کے ذریعہ سے اسے شہر سے ملا دیا[1]۔ ادھر ڈیموس تھینیز نے ایتھنز و میگارا کے درمیان

لہ پلوٹارک فوکیون کی مہم کی کوئی تاریخ نہیں دیتا مگر یہ تقریباً یقینی ہے کہ اس کا موقع یہی تھا۔

مخالفہ کی گفتگو جاری کردی۔ اس میں فیلقوس کے فریق کو غلبہ حاصل ہو گیا اور مہیب قتل عام واقع ہوئے۔ جو لوگ قتل ہوئے ان میں فیلیکس کی اجیر فوج کے بقیۃ السیف بھی تھے۔ اس فوج کو (کریٹ کی کسی جنگ میں شریک ہونے کے بعد) اس کے جلاوطنوں نے مقدونوی فریق اور ان کے حلیف اہل آرکیڈیا کے مقابلہ میں اپنی مدد کے لئے باجرت اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ پلوپونیس کے اندر کی ان تحریکات کا جیسا وسیع اثر ڈیموس تھینیز پر پڑا ممکن نہ تھا کہ ایسا ہی اثر تمام اہل ایتھنز پر نہ پڑا ہو۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۳۴۳ میں ایتھنز اور اہل سینیا کے درمیان مخالفہ کی تجدید ہو گئی تھی اور بلاشک و شبہہ اہل ایتھنز کی رائے عامہ پر انھیں واقعات کا اثر تھا جس نے سنہ ۳۴۱ میں فیلقوس کے خلاف اس مخالفہ کا راستہ تیار کیا جس میں پلوپونیس کی بہت سی قومیں شریک ہو گئیں۔

سنہ ۳۴۲ کے اوایل میں فیلقوس ایک مرتبہ پھر تھریس کو گیا اور اپنی عدم موجودگی میں مقدونیہ میں حکمرانی کے لئے نوجوان سکندر کو چھوڑتا گیا۔ قیاس غالب یہ ہے کہ اس کا مقصد صرف یہی نہیں تھا کہ خود تھریس کی فتح کو مکمل کرلے (جہاں کرسابلیپٹس پھر ایک مرتبہ سرگرم کار تھا) بلکہ اس کا مقصد یہ بھی تھا کہ اس راستہ پر حاوی ہو جائے جدھر سے ایتھنز کے غلہ کی درآمد ہوتی تھی اور ایتھنز پر شرائط کے بزور عاید کرنے کی ضرورت ہو تو اس طرح وہ قوت اس کے ہاتھ میں آجائے یہ بھی اغلب ہے کہ ایشیائے کوچک کی فتح کا خیال اگر اس وقت اس کے دل میں موجود تھا تو یہ ضروری تھا کہ شرقی مہم پر قدم اٹھانے کے قبل ہلسپانٹ کے قریب تر جانب میں اپنے قدم تیقن کے ساتھ جمالے۔

ایتھنز کو اگر اپنی خودمختاری کے برقرار رکھنے کی خواہش تھی تو اس کے لئے غلہ کے اس وسیع راستے کا کھلا رکھنا ایسا ہی اہم تھا جتنا فیلقوس کے لئے اس کے بند کر دینے کی قوت کا حاصل کرلینا

اہم تھا۔ درحقیقت ایتھنز کے پاس صرف دو چارہ کار تھے۔ وہ فیلقوس سے ایک قرار داد کر لیتا جسے ایتھنز اور فیلقوس دونوں سچائی کے ساتھ قائم رکھتے اور قطعات ملک اور خلفہائے اثر کی ایک قطعی حد بندی کا انتظام کر لیتے۔ اگر ایتھنز نے اس رائے کو اختیار کیا ہوتا تو دونوں طاقتیں پہلو بہ پہلو رہ سکتی تھیں (بشرطیکہ کرسونیس، ایتھنز کے قبضہ میں رہتا) اور اسناگرٹیس نے مشرق کی جس عظیم الشان مہم کی صلاح دی تھی اس میں بھی پہلو بہ پہلو رہ سکتی تھیں اور اگر ایتھنز کو ایسا نہیں کرنا تھا تو پھر جس قدر یونانی سلطنتیں اس کی سربراہی کو قبول کرتیں ان کو اپنی معیت میں لیکر ایتھنز، فیلقوس سے جنگ کر سکتا تھا مگر ان دونوں چارہ کار کے ساتھ مشکلات بھی تھیں۔ جس طاقت کا فیلقوس سے مخالفہ ہوتا وہ ہرگز اس مخالفہ میں شریک غالب نہیں ہو سکتی تھی اور ایتھنز والوں کا غرور انھیں اس پر آمادہ نہیں ہونے دیتا تھا کہ وہ دوسرے درجہ پر رہیں۔ علاوہ اس کے قدرتی اور واقعی طور پر کسی کو یقین نہ تھا کہ فیلقوس کسی عہد نامہ کا دیانت داری سے پابند ہوگا کیونکہ اگرچہ گزشتہ چند برسوں کے اندر ایتھنز کے ساتھ اس کی روش نہ صرف ضابطہ کے بموجب صحیح تھی بلکہ اس میں ضبط و درگزر کا شائبہ بھی شامل تھا لیکن فیلقوس کی گزشتہ تاریخ ایسی نہیں تھی جس سے دل میں اعتماد پیدا ہو سکے اور اس وقت بھی وہ اپنا جال تمام اٹیکا میں پھیلا رہا تھا اور اس سے زیادہ تر آثار یہ بھی معلوم ہوتے تھے کہ بہت زمانہ نہیں گذرنے پائیگا کہ ایتھنز بالکل تنہا رہ جائیگا۔ نیز فیلقوس کے ساتھ اگر کوئی معاہدہ بھی ہو جاتا اس میں اس امر کی ضمانت کہ ایتھنز کے دشمن ہمسائے اس سے برسر صلح رہیں گے۔ ایسی موجود نہ تھی جس کا اعتبار ہو سکے۔ دوسری طرف یونانی سلطنتوں کے عدم اتفاق نے اسے بھی غیر یقینی کر دیا تھا کہ آیا فیلقوس کے خلاف ایتھنز کو کوئی ایسی سلطنت ملے گی بھی یا نہیں جو اس کے لئے زیادہ حقیقی منفعت کا باعث ہو اگرچہ یہ احتمال نہ تھا کہ فیلقوس اس قابل ہو جائے گا کہ ایتھنز کو سمندر سے منقطع کر دے مگر کوئی

بری فوج ایسی نہ تھی جس پر یہ اعتماد ہو سکے کہ وہ خشکی میں اسے روک لیگی اور
ایٹکا کے تباہ و غارت کرنے سے اسے باز رکھ سکے گی مزید براں فیلقوس کے
تفوق کے خیال سے اہل ایتھنز کے غرور کو کتنا ہی صدمہ کیوں نہ پہنچا ہو مگر
جنگ کے لئے جو جانبازیاں درکار تھیں ان سے پرہیز کرنا قوم میں ایسا ہی
بڑھا ہوا تھا جیسا کہ ہمیشہ سے تھا۔

مگر ڈیموس تھینیز نے سوچ رکھا تھا کہ اس کو کیا کرنا ہے اور قوم اگرچہ
ابھی اس حد تک نہیں پہنچی تھی کہ سخت کارروائیوں کے لئے ہر طرح کا نقصان
برداشت کرنے پر آمادہ ہو جائے تاہم ڈیموس تھینیز کی رہبری کو قبول کرنے کی طرف
مائل تھی اور جس ایک تجویز میں کوئی صورت امید کی نظر آسکتی تھی یعنے
تھیبز کے ساتھ اتحاد کر لینا اسے اگرچہ ڈیموس تھینیز ابھی تک پیش نہیں
کر سکتا تھا (کیونکہ ہنوز نہ اہل ایتھنز اس کے لئے تیار تھے اور نہ اہل تھیبز)
تاہم آئندہ کے چند برسوں میں اس نے ایسی کارروائیاں اختیار کیں
جن سے فیلقوس کو ایسی مخالفانہ روش پر مجبور ہونا پڑا جس سے قوم کو
یہ یقین ہو گیا کہ اگر وہ اپنے تفرد و سرگروہی کے اس جذبہ کو قائم رکھنا
چاہتی ہے جو اس کے قومی خصائص کے عناصر میں سے ایک بہت
زبردست عنصر تھا تو اسے لامحالہ جنگ کرنا پڑے گی۔ اس میں بہت ہی
کم شک ہو سکتا ہے کہ ڈیموس تھینیز اپنے اہل ملک کے عامۃ الناس
کے مجموعی احساس کی صحیح تعبیر کر رہا تھا اور اب اس کی تمامتر کوشش
اس جانب منعطف ہو گئی تھی کہ وہ قوم کو مجبور کرے کہ وہ اپنے اس احساس کو
جس کا اظہار اب تک گاہ بگاہ کے ہیجان جوش میں ہوا کرتا تھا ایسے
مستعدانہ عمل میں بدل دے جسے کامل تیاری کے بعد اختیار کیا گیا ہو۔

تھریس میں فیلقوس کی مہم کو پوری کامیابی ہوئی مگر ہمیں اس کے
جزئیات کا بہت کم علم ہے۔ اس نے شہزادگان کرسا بلیٹس اور ٹیریس
کی پوری مملکت کو فتح کر لیا ٹیریس کو (جس کا دوران جنگ میں انتقال
ہو گیا) ایتھنز کی شہریت عطا کی گئی تھی (حالانکہ اس نے فیلقوس کی

سابقہ مہم میں اس کے ساتھ شرکت کی تھی) اہل ایتھنز نے فیلقوس کے پاس بیکار تعرضات اس خواہش کے ساتھ بھیجے کہ ایتھنز کے حلیف کے طور پر وہ ان شہزادوں کی بادشاہت انھیں کے پاس رہنے دے۔ فیلقوس نے بالکل ہی صحیح جواب یہ دیا کہ یہ شہزادے ۳۴۶ء کی صلح میں شریک نہیں ہوے تھے اور انھیں حلیف تسلیم کرنے کے لئے اُس پر کوئی ذمہ داری نہیں تھی۔ پس اس طرح جو مملکت فیلقوس کی بادشاہت میں قطعی طور پر شامل ہوگئی تھی اسے مستحکم کرنے کے لئے اس نے فوجی نوآبادیاں قائم کرنے کی کارروائی جاری کی جن میں خاص نوآبادیاں کابیلی (یا کابیلی) اور (دریائے ہیبرس کے بالائی حصص پر) فیلوپوپس تھیں، ان میں کابیلی یونیرو پولس (قزاق نگر) کے نام سے مشہور ہوگیا تھا کیونکہ یہاں جو لوگ آباد تھے ان کی عادت لوٹ مار کی تھی تھریس کی شمالی سرحد پر فیلقوس نے اپنے اقتدار کو قوم گیٹی کے بادشاہ کو تھیلاس کی مدارات کر کے مستحکم کر لیا۔ یہ بادشاہ دریائے ہیبرس و دریائے ڈینوب کے درمیان رہتا تھا اور (چونکہ فیلقوس کے اصول ایسے نہ تھے کہ وہ اسکو ایک ہی بیوی کرنے کا پابند کرتے اس لئے) فیلقوس نے کوتھیلاس کی بیٹی سے شادی بھی کر لی[1]۔ اس نے ساحل بحر اسود کی یونانی نوآبادی اپولونیا کے ساتھ بھی محالفہ کر لیا اور اڈیسہ (وارنا) اور اس ساحل کی دوسری چھوٹی چھوٹی یونانی آبادکاریوں سے بھی محالفہ کر لیا۔ تھریس میں یونان کا آخری حلیف یعنے شہر اینوس (واقع دہانہ ہیبرس) بھی ۳۴۱ء میں اسے چھوڑ کر فیلقوس سے مل گیا۔ اپنی مہم کے دوران میں فیلقوس نے متعدد قلعوں پر بھی قبضے کئے جن میں ڈراسکس اور ڈبیسٹرا کے نام خاص طور پر لئے گئے ہیں اگرچہ ان کے مقام وقوع قطعی طور پر نہیں معلوم ہیں۔ فیلقوس نے ۳۴۲ء کا موسم سرما تھریس ہی میں گزارا اور مع اپنی فوج کے بہت ہی تکلیف اٹھائی۔

---

[1] کثرت ازدواج کی اجازت مقدونیوں کو قطعی طور پر یونانیوں سے ممیز وجدا کر دیتی ہے۔

۳۴۲ ق م میں کرسونیس میں اتھینز کا سپہ سالار ڈایوپیتھس تھا جو سونیم کا رہنے والا تھا۔ اسی سال میں یا اس کے بعد ہی جلد تر اہل اتھینز نے آباد کاروں کی تازہ جماعت کرسونیس کو بھیجی تھی اور عام طور پر جزیرہ نما کے شہروں نے ان آباد کاروں کا عمدہ خیر مقدم کیا مگر کارڈیا جسے اتھینز کے نہیں بلکہ فیلقوس کے حلیف ہونے کا دعوی تھا اس نے بالطبع ان آباد کاروں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ڈایوپیتھس کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ آباد کاروں کے مفاد پر نگاہ رکھے اس نے اجیر سپاہیوں کی ایک فوج تیار کی اور ان کی تنخواہ کا یہ انتظام کیا کہ چھوٹے چھوٹے جزیروں اور بحری شہروں کے خلاف لوٹ مار جاری کر دی۔ یہ نہیں تو "سلامی" کے نام سے ان سے روپیہ وصول کرتا اور اس کے عوض میں اپنے دستہ جہازات کی نگرانی میں ان کے جہازوں کو حفاظت کے ساتھ پہنچا دیتا تھا (ڈیموس تھینیز کہتا ہے کہ اس طرح پر عمل کرنے میں وہ اتھینز کے سپہ سالاروں کے معینہ طریق عمل پر چل رہا تھا) جب اس نے اہل کارڈیا کو دھمکانا شروع کیا تو انھوں نے فیلقوس سے مدد مانگی اور ایک مقدونوی قلعہ گیر فوج ان کی حفاظت کے لئے بھیجدی گئی ڈایوپیتھس نے اب اور آگے قدم بڑھایا اور فیلقوس کے ممالک کے خلاف براہ راست معاندانہ کارروائی اختیار کی کیونکہ جب فیلقوس تھریس کے اندرونی حصص میں جنگ کر رہا تھا تو ڈایوپیتھس نے مملکت تھریس کے اندر پہنچکر تاخت وتاراج شروع کی اور کردیا بل اور ٹرسیٹس کے قرب وجوار کے ملک کو لوٹ لیا یہ دونوں مقامات بحیرۂ پانٹس کیجانب سے کرد سونیس کے مقام داخلہ کے قریب واقع تھے اور جب فیلقوس نے ایک ایلچی ایمفیلوکس نامی کو قیدیوں کی واپسی کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے بھیجا تو ڈایوپیتھس نے اسے گرفتار کر لیا اور جب تک اس سے نو ٹیلنٹ کا جرمانہ نہ لے لیا اسے جانے نہ دیا۔

فیلقوس پہلے ہی یہ تجویز پیش کر چکا تھا کہ کارڈیا کا معاملہ ثالثی کے ذریعہ سے طے پا جائے۔ اور اب (اوائل ۳۴۱ ق م میں) اس نے ایک سخت اعتراض

ایتھنز میں بھیجا کہ وہ اہل کارڈیا کی حفاظت کے لئے موثر کارروائی اختیار کرے گا۔ اس معاملہ پر مجلس کے ایک جلسہ میں بحث ہوئی اور اس مباحثہ کے متعلق ہمیں جو کچھ علم ہے وہ ڈایوپیتھس کی اس موقع کی تقریر سے حاصل ہوا ہے جو جماعت حامی صلح تھی اس نے ڈایوپیتھس کی بیقاعدہ اور قزاقانہ کارروائیوں کی بناء پر اعتراض کیا اور اس جماعت کے لوگوں نے بالاعلان یہ کہا کہ ان قزاقانہ کارروائیوں کا لازمی نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ فیلقوس سے جنگ ہو جائے۔ ان لوگوں کو بظاہر سپہ سالار ڈایوپیتھس کے خلاف بڑی حد تک جذبات کو ابھار دینے میں کامیابی ہوئی صلح کے برکات پر بہت زور دیا اور جو مدبر مقدونیہ کے مخالف تھے اُن پر یہ الزام لگایا کہ ان کی نظر سرکاری سٹہ یعنے تہواروں والے روپیہ پر لگی ہوئی ہے۔ ڈیموس تھنیز نے (بر سبیل استدلال) ڈایوپیتھس کے افعال کو ناجائز و ناروا تسلیم کیا اس نے ان افعال کا ذکر "امداد اہل تھریس" کے نام سے کیا لیکن اس نے اس امر پر زور دیا کہ جب فیلقوس اس طرح اپنی قلمرو کو بڑھا رہا تھا جس سے ایتھنز کے مفاد کو نہایت ہی خطرہ لاحق تھا تو یہ وقت اس کے لئے موزوں نہ تھا کہ جو سپہ سالار ایتھنز کے مقصد کو قائم رکھنے کے لئے کچھ نہ کچھ کر رہا ہو اسے واپس بلا لیا جائے یا اس پر اعتراض کیا جائے اور جیسا کہ اس کے مخالفوں نے تجویز کیا ہے اسے واپس لانے کے لئے یا اس پر نگرانی رکھنے کے لئے دوسرے سپہ سالار کو بھیجنا تو اور بھی بدتر تھا۔ اس وقت اس کے کام میں مداخلت کرنا بالکلیہ فیلقوس کی خواہش کو پورا کرنا ہے۔ اس نے اس خطرے کی اہمیت پر بھی زور دیا کہ جب سمندر پر اٹیسیا والی ہوا چل رہی ہو تو ممکن ہے فیلقوس بیزنطیہ پر بڑھ آئے کیونکہ اس وقت میں اگر ایتھنز کی کوئی زبردست فوج کرسونیس میں نہ ہوگی تو ایتھنز فیلقوس کو روکنے کے لئے کچھ بھی نہ کر سکیگا۔ فیلقوس سے جنگ ہو پڑنے کے اندیشہ کی بہ نسبت اس نے یہ جواب دیا کہ یہ فیلقوس کے

فریق کا گمراہ کن اثر تھا جو اہل ایتھنز کو اس امر کے دیکھنے سے باز رکھتا تھا کہ فیلقوس زبان سے جو کچھ بھی دعویٰ کرتا ہو مگر وہ اہل ایتھنز سے اس وقت بھی برسر جنگ ہے۔ اپنی تقریر کے ایک پر اثر حصے میں وہ ایک خیالی تصویر دکھاتا ہے کہ یونان کی دوسری قومیں اہل ایتھنز سے ان کی روش کے متعلق سوالات کرتی ہیں۔

"اے ایتھنز کے لوگو! کیا یہ صحیح ہے کہ آپ ہر ممکن موقع پر ہمارے پاس یہ کہنے کے لئے ایلچی بھیجتے ہیں کہ خود اپنے کو اور یونان کی دوسری قوموں کو فیلقوس کے منصوبوں سے بچائے رکھو اور اس سے ہوشیار رہنے کے فرض کو یاد رکھو۔ اس کے علاوہ ہر موقع پر آپ ہمیں متنبہ کرتے رہتے ہیں؟" ہمیں یہ اقرار کرنا ہوگا کہ یہ سب باتیں صحیح تھیں اس کے بعد وہ پوچھیں گے کہ اے تمام دنیا سے زیادہ قابل نفرت لوگو! کیا یہ صحیح ہے کہ گو دس ماہ تک فیلقوس آپ سے دور رہا اور علالت، سرما اور جنگ کی وجہ سے اسکی واپسی وطن کا ہر ایک امکان منقطع ہو گیا تھا اس پر بھی آپ نے نہ تو ایوبیا کی گلو خلاصی کرائی اور نہ اپنے مقبوضات میں سے کسی مقبوضہ کو فیلقوس سے واپس لیا؟ کیا یہ صحیح ہے کہ آپ وطن میں بیکار اور تندرست بنے بیٹھے رہے (بشرطیکہ تندرست کا لفظ ایسے برتاؤ کرنے والے لوگوں کے لئے کہنا درست ہو) اور یہ دیکھتے رہے کہ اس نے (فیلقوس نے) ایوبیا میں دو خود سر حاکم مقرر کر دئے ہیں ایک کا کام تو یہ ہے کہ ایٹکا کو براہ راست دھمکانے کے لئے گویا وہ ایک قلعہ ہے اور دوسرے کا کام یہ ہے کہ وہ جزیرہ سکیاتھوس پر نظر رکھے۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ آپ کچھ اور نہیں کرنا چاہتے تھے تو بھی آپ نے اتنا بھی نہ کیا کہ اپنے کو ان خطروں سے بچا لیتے بلکہ آپ نے ان خطروں کو چلنے دیا۔ ظاہرا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ فیلقوس کے مفاد کے لئے عزلت گزیں ہو گئے ہیں اور یہ

ثابت کر دیا ہے کہ اگر وہ دس مرتبہ بھی مر جائے گے تو بھی آپ مطلق جنبش نہ کریں گے تو پھر آپ ہمیں اپنی سفارتوں اور الزامات سے کیوں پریشان کرتے ہیں۔ اگر وہ لوگ ہم سے اس طرح پر گفتگو کریں تو ہمارا جواب کیا ہوگا؟ میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کیا کہہ سکیں گے۔

اس کے بعد وہ ان امور کا تعین کرتا ہے جنھیں اختیار کرنا وہ ایتھنز کی روش کے لئے موزوں سمجھتا ہے۔

اے ایتھنز کے لوگو! پہلے تو آپ کو قطعی طور پر اپنے دلوں میں یہ قرار دے لینا چاہئے کہ فیلقوس ایتھنز سے برسر جنگ ہے اور اس نے صلح کو توڑ دیا ہے (آپ کو ایک دوسرے پر اس کا الزام لگانا چھوڑ دینا چاہئے) اور نیز یہ کہ آپ کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ کل شہر بلکہ جس زمین پر شہر بنا ہے اُس زمین تک کی نسبت فیلقوس کا خیال معندانہ ومعاندانہ ہے مگر اس کی مخاصمتوں اور سازشوں کا نشانہ جیسا ہمارا نظام سلطنت ہے ایسی کوئی اور چیز نہیں ہے کیونکہ وہ اسے اچھی طرح جانتا ہے کہ اگر وہ ساری دنیا کا بھی مالک ہو جائے تب بھی جبتک کہ آپ کا نظام حکومت عمومیت کی شکل میں ہے وہ کسی شئے کو بھی مستحکم طور پر اپنے قبضہ میں نہیں رکھ سکتا اور نیز یہ کہ اگر اسے اتفاق سے کہیں ٹھوکر لگی جیسا کہ ہر شخص کو پیش آتا رہتا ہے تو وہ تمام عناصر جو اس وقت جبراً اس کے ساتھ اتحاد پر مجبور کئے گئے ہیں وہ سب آپ کے پاس آکر پناہ لیں گے اور اس لئے وہ اسے گوارا نہ کرے گا کہ "آزادی" اپنے وطن ایتھنز سے ہر موقع ومحل جو اس کی طرف سے پیش ہوتا رہتی ہے۔ دوسرے یہ کہ آپ کو یہ صاف طور پر سمجھ لینا چاہئے کہ اس وقت جن تجویزوں میں فیلقوس ایسی مصروفیت کے ساتھ لگا ہوا ہے

وہ سب اس ملک کے خلاف تیاری کرنے کی نوعیت رکھتی ہیں
اور جہاں کہیں بھی کوئی اس کا مزاحم ہوتا ہے تو وہ ہماری ہی
جانب سے اس کا مقابلہ کرتا ہے کیونکہ یہ یقینی ہے کہ کوئی شخص
اتنا سادہ لوح نہیں ہے کہ وہ یہ گمان کرے کہ جب تھریس کی
ذلیل جھونپڑیوں کے لئے فیلقوس کی حرص کا یہ حال ہے اور
ان جگہوں پر قبضہ کرنے کے لئے وہ ایسی شدید محنتیں اور ایسے
سخت خطرات برداشت کر رہا ہے تو اہل ایتھنز کے بندرگاہ،
ان کے جہاز سازی کے کارخانوں، ان کے جہازوں اور ان کی چاندی
کی کانوں کا مال اور ان کی وافر آمدنی کی اسے کچھ طمع نہ ہوگی، یا
یہ کہ وہ ان سب چیزوں کو تمھارے قبضے میں رہنے دے گا
اور خود سخت جاڑے کا موسم ایک مہلک مرطوب زمین پر تھریس
کے کھیتوں کے ادنےٰ گیہوں اور مکئی کے لئے بسر کرے گا۔ نہیں وہ
ہرگز ایسا نہ کرے گا وہ تھریس میں جو کچھ کارروائیاں اور دوسرے
جگہوں میں جو منصوبے عمل میں لا رہا ہے یہ سب اس لئے
ہیں کہ وہ ہماری ان چیزوں کو اپنے قابو میں کر لے۔
ڈیموس تھینیز نے اصرار کیا کہ اس مرض کا صرف ایک ہی علاج ہے
یعنے اہل یونان کی آزادیوں کو بچانے کے لئے ایک مستقل فوج کی تنظیم کیجائے
اور اسے عمدہ حالت میں رکھا جائے۔ اس کے بعد ڈیموس تھینیز نے اپنے
مخالفوں پر حملہ شروع کیا کہ جو فریق جنگ کرنا چاہتا ہے اس کے مقرروں
اور سپہ سالاروں پر فریق مخالف مقدمہ چلانے کے لئے مضطر و بےچین
رہتا ہے۔ ڈیموس تھینیز نے قوم کو اس بات پر سخت ملامت کی کہ وہ
اس فریق مخالف کی ایسی باتوں کو سننے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔

تمھارا ہی شہر دنیا میں ایسا ہے جہاں لوگوں کو اجازت
ہے کہ وہ بلا خوف و خطر دشمن کی جانبداری میں گفتگو کریں۔
ایک شخص رشوتیں لیتا ہے اور پھر بھی بے دریغ آپ کو خطاب

کر سکتا ہے حالانکہ آپ ہی کا مال اُس نے لوٹا ہے . . . .
ہاں - اور آپ کو علم ہے کہ ایسے مقرروں میں بعض جو پہلے مفلس تھے اب مالدار ہوتے جاتے ہیں . اور ان ہی میں سے جو نہ نام رکھتے نہ شہرت وہ مشہور و ممتاز ہو رہے ہیں اور دوسری طرف آپ مشہور ہونے کی جگہ بدنام اور دولتمند ہونے کی جگہ دیوالیہ بنتے جاتے ہیں کیونکہ ایک شہر کی بڑی دولت یہی ہے کہ وہ دولت و حلیف رکھتا ہو، لوگوں کو اس پر اعتماد ہو اور وہ اُس کے خیر خواہ ہوں مگر ان سب باتوں میں آپ کا دیوالہ نکلا ہوا ہے -

ڈیموس تھینیز پر اس کے دشمنوں نے الزام لگائے تھے کہ اپنی رائے پر ثابت قدم رہنے کی اس میں ہمت نہیں ہے اور جن تدبیروں کو اچھا سمجھتا ہے ان کی باضابطہ تحریک پیش کرنے سے پرہیز کرتا ہے - ان تمام الزاموں سے اپنی صفائی میں بحث کرنے کے بعد اُس نے آخر میں یہ تجویز پیش کی کہ ڈایوپیتھیس کی فوج کو قائم رکھا جائے اور فیلقوس کے خلاف تحریک کا انتظام کرنے کے لئے ہر طرف ایلچی روانہ کئے جائیں -

(یہ بھی کہا کہ) سب سے ضروری بات یہ ہے کہ سرکاری معاملات میں جو لوگ رشوتیں لے لیتے ہیں اُنھیں سزا دینی چاہئے اور ہر جگہ ان کی نسبت ہم کو اپنی نفرت کا اظہار کرنا چاہئے - یہ اس لئے کہ معقول اشخاص جو ایمانداری سے اپنے خدمات ادا کرتے ہیں ان کا یہ اصول دیانت خود ان کے اور دوسروں کے نزدیک درست و باصواب ثابت ہو - اگر آپ اس موقع و محل پر اس طرح کام کریں اور اس سے تغافل اختیار کرنا قطعاً چھوڑ دیں تو ممکن ہے (اور میں کہتا ہوں کہ اب بھی اس کا موقع ہے) کہ حالت بہتر ہو جائے لیکن اگر آپ تو محض ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے اور اس سے زیادہ

دلچسپی نہ لیں گے کہ واہ واہ کہکر خاموش ہو جائیں اور عمل کی
ضرورت ہو تو کونوں میں دبکتے پھریں تو پھر میرے خیال میں
کوئی فن بلاغت ایسا نہیں ہے، جو بغیر آپ کے ہاتھ پاؤں
ہلائے آپکے ملک کو بچا سکے۔

اس تقریر میں وہ جوش منتقل ہے جو یقینی سچا جوش تھا اور جو ہر طرح سے
قوم کے سیاسیات کے حکمت عملی پیش کرتا تھا جس کے سوائے ایتھنز کے مفاد و عزت کے لئے
ڈیموس تھینیز کے نزدیک کوئی دوسری حکمت عملی ہو نہیں سکتی تھی۔ درحقیقت
اب حالات اس نوبت کو پہنچ گئے تھے کہ جنگ کا ہونا لابدی تھا اور
ڈیموس تھینیز پر خواہ یہ الزام عائد ہو سکے یا نہو سکے کہ اس نے اس حالت
کے پیدا کرنے میں بہترین سعی کی تھی مگر جب ایکبار یہ حالت پیدا ہو گئی
تو پھر ڈیموس تھینیز اپنے فرض منصبی کو جیسا کچھ جانتا تھا اس میں شبہ
نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس تقریر میں اور فیلقوس کے مخالف تیسری
تقریر میں تحکمانہ انداز اس کی سابقہ تقریروں کی بہ نسبت بہت زیادہ
نظر آتا ہے، اگرچہ فریق مخالف کی قوت کا اسے اب بھی احساس تھا اور اپنی
حکمت عملی میں جو خطرہ اپنے لئے مضمر تھا اس کو بھی وہ خوب سمجھتا تھا۔

ہم یہ نہیں جانتے کہ کرسونیس سے متعلقہ تقریر کا کوئی فوری نتیجہ سوائے
اس کے کہ عام رائے پر اثر پڑ گیا کچھ اور بھی ہوا۔ البتہ اتنا یقینی ہے کہ
ڈایوپیتھیس واپس نہیں بلایا گیا۔ یہ بھی یقینی ہے کہ اس تقریر کے دو ہی تین مہینے
کے اندر ایتھنز والوں کی طبیعت بالکل لڑائی پر آمادہ ہو گئی اور تھریس میں جنگ کا
شروع ہو جانا زیادہ سریع الوقوع نظر آنے لگا۔ کرسونیس کی فوج کی جانب سے
امداد کے لئے جب ایک جدید درخواست پیش ہوئی اس موقع پر فیلقوس کے
خلاف جو تیسری تقریر ہوئی ہے، اس میں ڈیموس تھینیز کی حکمت عملی کا اظہار
اور بھی کامل و واضح طور پر ہوا ہے، اس نے اس امر پر زور دیا کہ اس وقت
ایتھنز کو محض خود غرضی سے اپنے فائدہ کے لئے نہیں بلکہ تمام یونانیوں کا حامی
بنکر ایک ایسے شخص کے مقابلہ میں میدان جنگ میں اترنا ہے جو تمام یونانیونکی

آزادی کا دشمن ہے۔ اس نے پھر اس بات کو باعلان کہا کہ فیلقوس نہ صرف
ایتھنز سے برسر جنگ ہے وہ ایتھنز کے صرف و نقصان سے ایک ایسے
فاتح کی طرح جملہ فوائد حاصل کر رہا ہے جس کا کوئی مد مقابل نہو۔ اور فیلقوس
سے یہ توقع نہیں کیجا سکتی تھی کہ وہ ایسے وقت میں خود اشتہار جنگ دیتا
جبکہ اس کا مطلب اس میں بہتر طریقہ سے نکلتا تھا کہ ایتھنز والے صلح کی
وجہ سے مجبوراً اس کے خلاف کوئی عمل نہ کرسکیں۔ اس کے بعد اس نے
عاجلانہ و پرزور طور پر فیلقوس کی بتدریج ترقی قوت کا حال بیان کیا
یہاں تک کہ نہ صرف تھسالیہ بلکہ ایوبیا، مگارا، الس اور مغربی یونان
پر بھی اس نے اپنا اثر جما لیا۔

(ڈیموس تھینیز نے اس سلسلۂ تقریر میں کہا کہ) اگرچہ ہم سب
یعنی کل ہلینی کے باشندے یہ سب باتیں دیکھتے اور سنتے ہیں مگر
ہم ایک دوسرے کے پاس اپنے نمائندے نہیں بھیجتے
کہ اس معاملہ میں کچھ مشورہ کریں۔ ہم کسی قسم کے غصہ کا اظہار
نہیں کرتے، ہم پر ایسی نحوست چھا گئی ہے اور ایک شہر کو دوسرے
شہر سے جدا کرنے کے لئے بیچ میں گویا ایسی عمیق خندقیں کھودی گئی ہیں کہ
ہم آج تک اس قابل نہیں ہوئے کہ ہمارا فائدہ یا ہمارا فرض منصب
جس کام کا مقتضی ہو اس کے مطابق کچھ کرسکیں۔ ہم باخود باہم متحد
نہیں ہوسکتے، ہم باہمی تائید و دوستی کے لئے کوئی اتحاد نہیں
قائم کرسکتے ہم تو خالی بیٹھے دیکھا کرتے ہیں کہ یہ آدمی کیونکر روز بروز
قوت حاصل کرتا جاتا ہے۔ کیونکہ (مجھے تو ایسا ہی نظر آتا ہے کہ)
ہر شخص نے دل میں یہ ٹھان لی ہے کہ جب اپنے ہمسایہ پر تباہی
آئے تو وہ اس تباہی سے اپنا نفع حاصل کرے۔ کل یونانی قوم کی
حفاظت کی نہ کسی کو فکر ہے اور نہ کوئی اس بارے میں کچھ کرتا
ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ فیلقوس کا حال بخار کی باری یا
حملے یا دیگر امراض کے دوروں کا سا ہے کہ جہاں کسی نے

سمجھا کہ وہ تندرست ہے اور مرض کی گرفت سے باہر ہے اور مرض نے اُس کو آدبایا۔ (ڈیموس تھینیز پوچھتا ہے کہ) آخر ان باتوں کی وجہ کیا ہے؟ جب اگلے وقتوں میں یونان کے لوگ آزادی کے معاملہ میں اس قدر آمادہ اور جیوست رہتے تھے تو ان کی یہ حالت بلا سمجھے بوجھے یا بغیر کسی مقصد کے نہ تھی۔ اسی طرح اب جبکہ غلامی قبول کرنے کے لئے طبیعتیں آمادہ و مستعد ہیں تو یہ حالت بھی بلا وجہ اور دلیل کے نہیں ہو سکتی۔ اے اہل ایتھنز اس زمانہ کے لوگوں کے دلوں میں ایک جوش و جذبہ تھا جو اس وقت مفقود ہے۔ یہی وہ جوش تھا جس نے ایران کی دولت جیت لی۔ جس نے ہیلاس (کل یونان) کو آزادی کے راستہ پر چلایا اور بری و بحری کسی جنگ میں بھی اس کا سر نیچا نہ ہوا۔ اسی جذبہ کے فنا ہو جانے سے آج یہ عام تباہی برپا ہے، جس نے کل یونان کو تہ و بالا کر رکھا ہے۔ اس جذبہ یا جوش میں کوئی بار یکی یا عیاری نہ تھی۔ اس کا مقصود یہ تھا کہ جو لوگ ہیلاس (کل یونان) پر تسلط جما لینے یا اسے تباہ کر دینے کی فکر میں ہوتے تھے اگر ان سے کوئی شخص روپیہ لے لیتا تھا تو تمام قوم اُس سے سخت برہم ہو جاتی تھی۔ اُس زمانہ میں رشوت خواری کا مجرم قرار پا جانا بہت ہی شدید امر تھا۔ ایسے مجرم کو جو سزا دی جاتی تھی وہ سخت سے سخت سزا ہوتی تھی۔ اس کے لئے نہ رحم کی درخواست سنی جاتی تھی، نہ معافی کی کوئی امید باقی رہتی تھی۔ اس زمانہ میں جب کوئی نازک موقع آجاتا تھا تو کوئی مقرر یا سپہ سالار ایسے موقع کو فروخت نہیں کرتا تھا یہ موقع وہ ہوتا ہے جس کو دولت کی طمع لوگوں کے سامنے اکثر پیش کرتی ہے۔ جبکہ وہ خود غافل ہوتے ہیں اور دشمن ہوشیار ہوتا ہے، قوموں اور قوموں میں جو اتحاد اور سلوک

ہوتا تھا یہ لوگ اسکی بیع و شری نہیں کرتے تھے اور غیر آئینی حاکم اور غیر ملکی کی طرف سے جو بے اعتمادی اُن کو ہوتی تھی اس کو روپیہ کے عوض میں بدلتے نہ تھے۔ یا اس قسم کے کسی اور اعلیٰ جذبہ کا مول تول نہ کرتے تھے مگر اب اس قسم کے جذبات کہاں ہیں؟ یہ جذبات تو بازار میں بک گئے اور یہاں سے نکل گئے اور ان کی جگہ پر ان جذبات کی درآمد ہوگئی جن سے قوم تباہ و مصیبت زدہ ہورہی ہے یعنے جنھوں نے یہ جذبات فروخت کرکے اجرت لیلی ہے ان کو رشک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اگر یہ لوگ اپنی ایمان فروشی کا اقرار کرتے ہیں تو ان سے ایک دلچسپی پیدا ہوتی ہے، اور ان میں سے جن کا جرم ثابت بھی ہوجاتا ہے وہ معاف کردئے جاتے ہیں، جو شخص ان کے جرم پر لعنت کرتا ہے اس سے لوگوں کو نفرت ہوجاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تخریب کے اور تمام لوازم بھی موجود ہیں۔ جہازات، ان کی تعدادی قوت، سرمایہ کی بے خرخشہ زیادتی اور جملہ اشیاء جن سے شہروں کی قوت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ سب اس زمانہ میں ہر قوم کے پاس زمانۂ سابق کی بہ نسبت زیادہ بہتات اور زیادہ وسیع پیمانہ پر موجود ہیں مگر جو لوگ دشمن کے ہاتھ ان چیزوں کے بیچنے کی فکر میں رہتے ہیں ان کی وجہ سے یہ تمام ذرائع و وسائل بے مصرف، بے اثر اور بے سود ہوگئے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی ڈیموس تھینیز فیلقوس کی طاقت کے متعلق بھی کسی مغالطہ میں نہیں تھا۔ باوجود اس کے کہ ایتھنز اپنی چند برس پہلے کی غربت کی حالت سے بحال ہوگیا تھا مگر پھر بھی اسے ہنوز اتنی طاقت نہیں حاصل ہوی تھی کہ وہ خشکی پر فیلقوس کی جدید فوج کا جم کر مقابلہ کرسکے۔ ایتھنز کی حکمت عملی زیادہ تر یہ تھی کہ مسلسل جنگی کارروائیوں سے فیلقوس کو روکے رکھے اور یہ کارروائیاں اس طرح دور ہی دور سے جاری رہیں کہ فیلقوس

ایٹکا کے قریب نہ آنے پائے۔ تقریر کے آخری حصہ میں ڈیموس تھینیز پھر ایکبار
اپنے مخالفوں اور قوم پر حملہ کرتا ہے کہ جو لوگ اس کے دشمن ہیں وہ ملک کے
بدخواہ ہیں مگر قوم کو اس کی مطلق پروا نہیں۔ ڈیموس تھینیز نے پے درپے
اس قسم کی مثالیں بیان کیں کہ فیلقوس کے دوستوں کی وجہ سے اولنتھس
اوریوس اور ارٹریا میں کیا کیا آفتیں برپا ہو چکی ہیں۔ آخر میں اس نے
یہ تحریک کی کہ جنگ کے لئے تیاریاں فوراً شروع کر دی جائیں اور دنیا
کو فیلقوس کے خلاف منضبط کرنے کے لئے دول پلوپونیس کیاس
روڈز اور خود بادشاہ ایران تک کے پاس ایلچی روانہ کئے جائیں (کیونکہ
فیلقوس کی بابت بادشاہ ایران کے اغراض و مقاصد وہی تھے جو
ایتھنز کے تھے) اس نے یہ کہا کہ اگر ایتھنز نے یہ اہتمام نہ کیا تو کوئی
بھی اس کام کو انجام نہ دے گا۔" یہ کام آپ کا ہے' یہ وہ منصب خاص
ہے جسے آپ کے آباؤ اجداد نے حاصل کیا تھا اور بہت سے خطرات عظیم
سے گذر کر اسے آپ کے لئے ورثہ میں چھوڑ گئے ہیں"

اس کرانیا یہ تقریر کا محض خلاصہ لکھ دینے یا اس کی چند عبارتوں کو نقل
کردینے سے اس کے زور و قوت کا بہت ہی کم اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس کی
قوت کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس میں جس حکمت عملی کو اختیار کرنے کی ہدایت
تھی وہ فوراً ہی اختیار کرلی گئی ڈاموپےتھس کے پاس کمک اور روپیہ
روانہ کیا گیا۔ ایک ماہ یا زیادہ سے زیادہ دو ماہ کے اندر اندر کاریس بھی
کرسونیس میں جا پہنچا اور پروکونیسوس اور ٹینیڈاس میں ایتھنزی فوجیں
متعین کر دی گئیں۔ اب ایتھنز نے جیسی کوششیں کیں تھوڑے زمانہ قبل
کسی کو اس کا یقین بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ ایسی کوششوں کا عمل میں آنا
ایتھنز سے ممکن تھا۔ اس کے ایلچی تمام اطراف و جوانب میں روانہ کر دئے
گئے ڈیموس تھینیز نے خود بیزنطیہ کا سفر اختیار کیا۔ اس کے مساعی سے
بیزنطیہ اور ایتھنز کے قدیم مخالفہ کی تجدید ہو گئی۔ جانبین نے شکایات
فراموش کیں اور اس طرح بحر اسود کی کنجی پھر ایک مرتبہ دوستوں اور حلیفوں

کے ہاتھ میں آ گئی۔ (بعد میں کسی قدر فخر کے ساتھ ڈیموس تھینیز نے یاد دلایا کہ یہی ایتھنز اور بیزنطیہ میں دوستی کا پھر قائم ہونا وہ چیز تھی جس نے جنگ کے زمانہ میں جو بعد کو پیش آئی ایتھنز میں ضروریات زندگی اس کثرت سے مہیا رکھیں کہ ایسی کثرت دور اسکندری کے زمانۂ امن و اماں میں بھی نہ رہی تھی) بیزنطیہ سے ڈیموس تھینیز ابیڈاس کو گیا اور ایتھنز کے ساتھ اس کی مدتوں کی کشیدہ خاطری کو دوستی سے بدل دیا۔ تھریس کے شہزادوں (حکمرانوں) سے بھی اس نے دوستانہ تعلقات کی تجدید کی مگر یہ ہم نہیں جانتے کہ یہ تجدید دوستی آیا ان شہزادوں سے ہوی تھی جنھیں فیلقوس پہلے ہی فتح کر چکا تھا یا ان شہزادوں سے ہوی تھی جن کی برائے نام خود مختاری ہنوز قائم تھی۔ اس گشت میں وہ الیریا کو بھی گیا ہوگا کیونکہ جن شہزادوں (حکمرانوں) سے اس نے گفت و شنید کی تھی ان میں تھریس کے ساتھ الیریا کے شہزادوں (حکمرانوں) کو بھی شامل کیا ہے۔ ہابیریڈیس رہوڈز کو اور غالباً کیاس کو بھی بھیجا گیا اور ان سے محالفہ کر لیا۔ غالباً شاہ ایران کے پاس بھی قاصد بھیجے گئے تھے اور یہ تو یقینی ہے کہ اس نے ڈیموس تھینیز کو کافی روپیہ بھیجا تھا[۱]۔

بہر کیف یہ ممکن ہے کہ ایران کو سفارت فوراً نہ بھیجی گئی ہو۔ یہ صحیح ہے کہ ہم ایک شخص ایفی آلٹیس کا ذکر سنتے ہیں جو اس وقت شاہ ایران کے پاس بھیجا گیا تھا جب کہ فیلقوس بیزنطیہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور جو خفیہ طور پر شاہ کی جانب سے بہت بڑی رقم اس لئے لایا تھا کہ ایتھنز کے قومی سرگروہوں کو جنگ شروع کرنے کی ترغیب دے۔ کہا جاتا ہے کہ ڈیموس تھینیز کو تین ہزار "ڈیرک" ملے تھے اور اس تقسیم میں ہابیریڈیس کو بھی

---

[۱] شاہ کے جواب کا جو اقتباس اسکنیز (ایسٹیفون فقرہ ۲۳۸) نے دیا ہے اس کا تعلق غالباً اس موقع سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق ۳۳۶ء سے ہونا چاہئے کیونکہ یہ جواب اس سے تھوڑے زمانہ قبل دیا گیا تھا جب اسکندر نے ایشیا میں قدم رکھا ہے۔

حصہ ملا تھا۔ اس حصہ کی صداقت کا امتحان کرنا یا یہ فیصلہ کرنا کہ ایفی الٹیس کا ایران جانا ڈیموس تھینیز کی صلاح کا نتیجہ تھا، غیر ممکن ہے۔ مگر کم سے کم اتنا قیاس کیا جا سکتا ہے کہ قوم اپنے اس استکراہ پر فوراً ہی غالب نہ آسکی ہوگی کہ اپنے روایات و میلانات کے خلاف شاہ سے امداد کی التجا کرے اور (جیسا کہ بعض اشخاص کا خیال ہے) فیلقوس کے خلاف تیسری تقریر کے ہونے کے تھوڑے ہی زمانہ بعد ڈیموس تھینیز نے جو تھی تقریر کو خود ہی بطور ایک رسالہ کے شائع کیا تھا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ کی خدمت میں سفارت بھیجنے کی صلاح کے متعلق تیسری تقریر میں جو دلائل دئے گئے تھے انھیں ہنوز زیادہ قوی کرنے کی ضرورت تھی لیکن اس امر کی کوئی شہادت نہیں ہے (جیسے کہ زمانۂ حال کے بعض ناقدین کا گمان ہے) کہ جب اہل ایتھنز نے شاہ سے مخالفہ کی خواہش کی تو دوسرے یونانیوں کی ہمدردی ان کے ساتھ منقطع ہوگئی۔ تھیبز اور اسپارٹا تو کسی حال میں ایتھنز والوں کو اس کا طعنہ نہیں دے سکتے تھے اور تھوڑے ہی زمانہ بعد دوسری سلطنتیں بھی ایتھنز کے حلیفوں میں شامل ہوگئیں اور اگرچہ اس میں شک نہیں کہ ڈیموس تھینیز کے ان دونوں بیانوں کے درمیان ظاہرا تناقص موجود ہے کہ ایک طرف تو اس نے بہت زور کے ساتھ ایتھنز کے ان جلیل القدر روایات کا حوالہ دیا کہ ایران کے مقابلہ میں یونانیوں کا حامی و نگہبان ایتھنز ہی ہے اور دوسرے طرف فیلقوس کے خلاف ایرانی مخالفہ کی بھی وکالت کرنے لگا مگر اس دوسری حکمت عملی کی ضرورت ایسے اسباب نے بتائی تھی جن کے سامنے محض یہ خیال کہ تقریر میں تناقص واقع ہوتا ہے کوئی چیز نہ تھا۔ حقیقت میں ایران کی امداد سے مستفید ہونا محض اس غرض سے کہ یونان کی آزادی محفوظ رہے ہرگز اس اصول کے منافی نہ تھا جس کا لحاظ ایتھنز نے اپنے روایات سابقہ کے بموجب ہمیشہ رکھا تھا۔ اور یہ امر یقینی ہے کہ ایرانی امداد لینے سے ایتھنز پر بغاوت کا الزام قائم نہیں ہوتا تھا یہ بیان کہ خود ڈیموس تھینیز کو شاہ ایران سے

روپیہ وصول ہوا اس کا راوی بہت بعد کے زمانہ کا ہے اور وہ ہمیشہ قابل اعتماد نہیں ہے اور ممکن ہے کہ یہ بیان غلط ہو لیکن اگر صحیح بھی ہو تو بھی (جیسا کہ اس زمانہ کے اکثر مورخین کہتے ہیں[1]) یہ کہنا محض مبالغہ ہے کہ اس وقت کے بعد سے ڈیموس تھینیز یونان میں ایران کا خاص گماشتہ ہوگیا تھا۔ ایران کے ساتھ اس کے بعد کے تعلقات کے متعلق بحث اپنے اپنے موقع پر کیجائے گی۔

ڈیموس تھینیز نے اس عظیم معرکہ میں محض سفارتوں ہی کے ذریعہ سے تیاری نہیں کی بلکہ اس کی تجویز سے ۳۴۱ کے موسم سرما میں کیلکس (واقع ایوبیا) کے ساتھ باضابطہ معاہدہ ہوگیا اور کلیٹارکس اور فلسیٹڈس کی طرف سے جو ایلچی اس معاہدہ کے خلاف بحث کرنے کے لئے بھیجے گئے اتھنز میں کسی نے ان کی بات التفات کے ساتھ نہ سنی۔ جولائی کے ختم ہونے کے قبل ہی اتھنز کے سپہ سالار سفیسوفن نے فلسیٹڈس کو اوریوس سے نکال دیا تھا اور دوسرے ماہ میں سفیسوفن کے بجائے فوسین مقرر ہوا جس نے اریٹریا کا محاصرہ کر لیا۔ کلیٹارکس کو خارج کر دیا اور (جیسا کہ اوریوس میں ہوا تھا) عمومیت کو بحال کر دیا۔ کیلکس کا لیاس کے ساتھ ہوکر اب ڈیموس تھینیز نے یہ کارروائی شروع کی کہ فیلقوس کے خلاف ایک لیگ کا انتظام کرے اور اسی زمانہ کے قریب اہل اتھنز نے کالیاس اور اس کے بھائی ٹاروس تھینیس کو اتھنز کا حق شہریت عطا کیا۔ کالیاس اور ڈیموس تھینیز پلوپونیس کو گئے اور کورنتھ اور میگارا اور اہالی ایکیا سے بہت بڑی رقموں اور سپاہیوں کی معقول تعداد کی امداد کے وعدے حاصل کئے (اہل اسپارٹا اور (جیسا کہ بالطبع ہونا چاہیئے تھا) پلوپونیس کی وہ سلطنتیں جو فیلقوس کے زیر اثر تھیں علیحدہ رہیں) ڈیموس تھینیز اکرنانیا کو بھی گیا اور نہ صرف اہالی اکرنانیا سے ارتباط پیدا کر لیا بلکہ ایمبراسیا، لیوکاس اور کورکیرا کے لوگوں سے بھی

---

[1] اڈورڈ میر۔

ارتباط کر لیا کالیاس غالباً جنوری یا فروری ۳۷۱ھ میں بذات خاص مجلس ملکی کے سامنے حاضر ہوا اور اپنے گشت کے نتائج کی اطلاع دی اور (اسکینز کے بیان کے مطابق) یہ بھی کہا کہ مزید فوائد بھی حاصل ہوئے ہیں مگر اس وقت انھیں پوشیدہ رکھنا چاہئیے۔ ڈیموس تھینیز نے اس اشارے کی توثیق کی اور اس نے خود جو وعدے حاصل کئے تھے ان کی اطلاع دی اس نے یہ بھی بیان کیا کہ ایتھنز میں ایک موتمر کے لئے انتظامات ہوئے ہیں جس کا انعقاد تھوڑے ہی زمانہ بعد سراانتھسٹرین (۷۔ مارچ ۳۴۱ء) کو ہوگا۔ غالباً اس موتمر کا انعقاد ہوا تھا کیونکہ پلوٹارک نے وہ جواب درج کیا ہے جو ہیجسپیس نے اپنے ان حلیفوں کو دیا تھا جن کی خواہش یہ تھی کہ ان کی امداد کے لئے شرحیں معین ہو جائیں۔ اس کا جواب یہ تھا کہ "جنگ شرحیں مقرر کر کے نہیں ہو سکتی" ڈیموس تھینیز نے جو اعلانات کئے تھے انھیں اگرچہ اسکینز اس رنگ میں دکھاتا ہے کہ ڈیموس تھینیز کو جھوٹی باتوں کو پھیلا کر ذیلی حیثیت دیدینے میں کیسا ید طولیٰ حاصل ہے مگر اس امر میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ وعدے واقعی ہوئے تھے کیونکہ جن سلطنتوں کا نام لیا گیا تھا ان میں سے اکثر سلطنتوں نے ۳۴۰ھ اور ۳۳۹ھ کی جنگوں میں فی الواقع ایتھنز کو مدد دی۔ ڈیموس تھینیز نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ ان ذرائع سے علاوہ شہری فوجوں کے پندرہ ہزار اجیر سپاہی اور دو ہزار سوار آئے تھے۔

جیسا کہ بعد کو تھیبز کے ساتھ معاملہ کرنے میں ہوا ویسا ہی اہل ایوبیا کے ساتھ معاملت کرنے میں بھی ڈیموس تھینیز نے یہ چاہا کہ نئے حلیفوں کے سامنے فیاضانہ شرائط پیش کر کے دوستی کو مستحکم و پائدار کر دے۔ ایوبیا کی سلطنتوں سے ایتھنز کی لیگ میں شرکت کا مطالبہ کرنے کے بجائے ڈیموس تھینیز نے مجلس کو یہ ترغیب دی کہ وہ ایک حکم کے ذریعہ سے (جیسے اسکینز نظم ایلیاد سے زیادہ طویل بتاتا ہے) یہ اجازت دیدی کہ ایوبیا کی ایک جداگانہ مشترکیت بنجائے اور اوریوس اور ارٹریا کے

لوگوں کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ ایتھنز کے حلیفوں کے خزانہ میں اپنے رقوم داخل کرنے کے بجائے یہ رقمیں کالیاس کو دیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ یہ کارروائی فیاضانہ ہونے کے ساتھ ہی عاقلانہ بھی تھی۔ ایک متحدہ ایوبیا کے قائم کرنے اور جس جزیرے کو فیلقوس ایتھنز کے خلاف اپنی کارروائیوں کا قاعدۂ الجیش بنا لیتا اسے فیلقوس کے خلاف ایک روک بنا دینے کے لئے اگر کچھ قربانیاں کرنا پڑیں تو ایسا کرنا بجا و سزاوار تھا لیکن اسکینیز نے گیارہ برس بعد ڈیموس تھینیز پر بہت ہی شدت سے یہ حملہ کیا کہ اس طرح اس نے اہل ایتھنز کو ایوبیا کی امداد سے محروم اور ایوبیا کو ایتھنز سے آزاد کردیا اور صرف یہ بیکار سی شرط لگائی کہ اگر ایتھنز پر حملہ ہو تو کیلکس کے لوگ اس کی مدد کے لئے آویں۔ اس نے یہ بھی ادعا کیا ہے کہ اس کام کے لئے ڈیموس تھینیز کو کیلکس ارٹریا اور اوریوس کی جانب سے ایک ایک ٹیلنٹ کی رشوت دی گئی۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ اوریوس کے لوگوں نے ڈیموس تھینیز سے بہت کہا کہ وہ ایک ٹیلنٹ کی رقم ان سے نہ لے اس کے عوض میں وہ اس کا ایک مجسمہ قائم کردیں گے مگر ڈیموس تھینیز نے ایک نہ سنی یہانتک کہ بالکل مجبور ہوکر اوریوس کے لوگوں نے اپنے سرکاری واصلات اس کے پاس رہن رکھدئے اور آخرکار ایک ٹیلنٹ مع سود کے ادا کردیا۔ اسکینیز نے اس قصہ کو جس طرح بیان کیا ہے، اس میں بعض بیانات بہت مشتبہ ہیں اور ممکن ہے کہ یہ کل قصہ ہی مصنوعی ہو اگرچہ ہاہیر ٹیڈس اور دیناركس بھی الزام لگاتے ہیں کہ کالیاس سے گفتگو میں ڈیموس تھینیز نے روپیہ پیدا کیا تھا۔ اگر یونان کے مدبروں کی اخلاقی حالت عام طور پر ایسی ہی تھی جیسے کہ اس زمانہ کے حالات سے ظاہر ہوتی ہے تو پھر اگر کسی مدبر نے کسی دوسری سلطنت کے حق میں مفید شرائط منظور کیں تو اس پر اس الزام کا عائد ہوجانا کہ اس نے رشوت لی ہے ایک معمولی بات تھی۔ بہرحال یہ جو کچھ بھی ہو کالیاس نے خود کو ایک مستعد شریک ثابت کیا

کیونکہ اتھنز کی طرف سے جو جہازات اسے دیئے گئے تھے انھیں لیکر اس نے خلیج پاگاسی کے شہروں پر حملہ کرکے ان سب شہروں پر قبضہ کر لیا اور مقدونیہ کو جاتا ہوا جو تجارتی جہاز ملا اسے گرفتار کرکے اہل جہاز کو غلام بنا کر بیچ ڈالا۔ اتھنز کے لوگوں نے کالیاس کے ان کاموں کے عوض میں اس کا شکریہ ادا کیا۔ ان کارروائیوں سے لفظاً نہیں مگر معناً فلوکراٹیس کی صلح صاف طور پر کالعدم ہو جاتی تھی[۵۱]۔ اسی زمانہ کے قریب (غالباً اواخر ۳۴۱ یا ۳۴۲ ق م) براہ راست مخاصمت کے افعال بھی صادر ہوئے اور جب اس کے جواب میں فیلقوس کے جہازوں نے پیپارتھوس پر یورش کی تو اتھنز کے امرائے بحر کو انتقامی کارروائیوں کا حکم دیا گیا۔ علاوہ ازیں ایک مقدونوی قاصد جو مراسلات لئے ہوئے جا رہا تھا اسے اہل اتھنز نے مقدونوی مملکت کے اندر گرفتار کر لیا اور دس ماہ تک اسے قید میں رکھا۔ یہ مراسلات علانیہ مجلس کے اندر پڑھے گئے۔ تھیساس میں اتھنز کی جو فوجیں مقیم تھیں انھوں نے باوجود معاہدہ کی اس دفعہ کے کہ دونوں قزاقی کی بیخ کنی کے پابند تھے، قزاقوں کے جہازوں کو پناہ دی۔ خود اتھنز میں ڈیموس تھینیز کی وجہ سے اوریوس کے اناکسینوس کی گرفتاری عمل میں آئی جس کی نسبت اس نے یہ الزام قائم کیا تھا کہ وہ فیلقوس کے لئے جاسوسی کرتا تھا حالانکہ اسکینیز کا علانیہ بیان یہ ہے کہ وہ فیلقوس کی بیوی اولمپیس کے لئے اتھنز میں کچھ سامان خرید کرنے آیا تھا۔ ڈیموس تھینیز کی تحریک پر اناکسینوس کو اذیتیں دے کر قتل کر دیا گیا[۵۲] باوجود اس کے کہ کسی وقت میں وہ اوریوس میں ڈیموس تھینیز کی میزبانی کر چکا تھا۔

۵۱۔ اتھنز سے جہازوں کے عاریتاً لینے کے باوجود بھی یہ ہو سکتا ہے کہ کالیاس کے افعال سے اتھنز کا صلح کو شکست کرنا لازم نہ آوے۔

۵۲۔ دوسری سفارت میں بمقام اوریوس تاخیر کے دوران ہی میں ڈیموس تھینیز نے اسکینیز کو یہ طعنہ دیا تھا کہ اس نے انیکزینس کا اس طرح خیر مقدم کیا جیسے پہلے کسی وقت میں کلیٹارکس اور فلسٹیڈس کے سفر کا خیر مقدم کر چکا تھا مگر اسکینیز چونکہ اتھنز میں اوریوس کا قنصل تھا اس لئے اس پر ایسا کرنا لازمی تھا۔

یہ ایک ناگوار واقعہ ہوا مگر اس سے نہایت ہی نمایاں طور پر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ فیلقوس کے خلاف جو خیالات پھیلے ہوئے تھے وہ کس زور کے تھے۔ مارچ ۳۴۰ سنہ میں تقریب ڈایونیسیا کے موقع پر ارسٹونیکوس کی تجویز پر مجمع قومی کے سامنے ڈیموس تھینیز کے خدمات شہر کے صلہ میں اس کے سر سے سونے کا ایک سہرہ باندھا گیا۔

اس اثناء میں فیلقوس بھی تھریس میں بیکار نہیں تھا۔ ۳۴۱ سنہ کے پہلے ہی پہلے تمام ملک اس کے قبضۂ اقتدار میں آ گیا تھا اور (جیسا کہ ڈیموس تھینیز نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا) یہ صاف ظاہر ہو گیا تھا کہ اب بہت جلد فیلقوس کے سابق حلیفوں یعنے بیزنطیہ اور پیرنتھس کی باری آیا چاہتی ہے اہل بیزنطیہ نے (جیسا کہ پہلے ہی بیان ہو چکا ہے) حال میں اتھینز سے مخالفت کر لیا تھا اور جب فیلقوس نے ان سے یہ خواہش کی کہ کرسونیس میں اہل اتھینز کے روکنے میں وہ اس کے شریک ہوں تو انھوں نے یہ جواب دیا کہ فیلقوس سے ان کا جو معاہدہ ہے اس کے شرائط کے بموجب اس کام کا ان سے مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ جولائی ۳۴۰ سنہ کے اواخر کے قریب[1] فیلقوس کے جہازات ہلسپانٹ تک پہنچ گئے مگر کرسونیس میں اتھینز کے سپہ سالار نے ایسی مخاصمت کا اظہار کیا کہ فیلقوس اپنے جہازوں کے بچانے کے لئے کرسونیس کی زمین پر جہازوں کے برابر برابر اپنی بری فوج لیکر کوچ کرنے لگا۔ ادھر اتھینز کے سپہ سالاروں نے اہل بیزنطیہ سے امداد کی درخواست کی (فیلقوس کے جہازوں کو ہیلس پانٹ میں آنے سے روکنا اتھینز والوں پر مجلس کے ایک حکم سے لازم ہو گیا تھا جو یولی کراٹیس کی تحریک پر نافذ ہوا تھا اس طرح یہ فعل ایک علانیہ جنگ کا فعل تھا)

فیلقوس نے اب ان تمام سامان وحیل کی مدد سے جو وہ خود اور اس کا انجینیر پولیدوس اختراع کر سکے پیرنتھوس کا محاصرہ کر لیا یہاں کے لوگوں نے بڑی ہی شان کے ساتھ مقاومت کی اور اگر شاہ ایران اپنے مرزبان کو حکم نہ دیدیتا کہ پیرنتھوس والوں کو ہر طرح کی مدد دیجائے تو غالباً انھیں اپنا شہر حوالے کر دینا پڑتا اس حکم کے بموجب ایشیائے کوچک سے اجیر سپاہیوں کی ایک بڑی جماعت اتھینز کے اپولوڈورس اور فریجیا کے ارسٹومیڈیس

[1] فلاکورس جزو ۵۔ ۳۲ تاریخ کے لئے گرد میر کی تصنیف دیکھنا چاہئے۔

بیڑے کے تحت میں سمندر کو عبور کر کے آ گئی۔ اہل بائی زنطہ نے بھی آدمی و سامان سے پیرنتھس والوں کی مدد کی اور محصورین کی مقاومت اس قدر کامیاب رہی کہ فیلقوس اپنی فوج کے صرف ایک حصہ کو پیرنتھس کی دیواروں کے سامنے چھوڑ کر دفعتہً روانہ ہو گیا اور خود بیزنطیہ کا محاصرہ کر لیا۔

اسی زمانہ کے قریب (۳۴۰ ق م کے موسم خزاں میں) وہ واقعہ پیش آیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایتھنز اور فیلقوس کے درمیان واقعی اعلان جنگ ہو گیا۔ ایتھنز کے تجارتی جہازوں کا بیڑا اس غرض سے ہیرون میں[1] آ گیا تھا کہ کاریس اپنے جنگی جہازوں کی حفاظت میں انھیں وطن پہنچا دے (ہیرون باسفورس کے مدخل پر ایشیائی ساحل کے قریب ایک جزیرہ علاقۂ کیلکیڈن کے ماتحت تھا) لیکن کاریس ایرانی فوج کے سپہ سالاروں سے مشورہ کرنے کے لئے چلا گیا اور اس کی اس عارضی غیبت میں فیلقوس کو ان تجارتی جہازوں پر جن کی تعداد ۲۳۰ تھی قبضہ کر لینے میں کامیابی ہو گئی اور اس نے نہ صرف سات سو ٹیلنٹ نقد اور غلہ اور چمڑے کا جو کچھ ذخیرہ ہاتھ آیا لے لیا بلکہ خود جہازوں کی لکڑی محاصرے کے آلات تیار کرنے کے کام میں لایا[2]۔ معلوم ہوتا ہے کہ اہل ایتھنز نے فیلقوس کے پاس اعتراض بھیجا اور اس کے جواب میں اس نے ایک خط روانہ کیا اور اس میں مخاصمت کے ان تمام افعال کو شمار کرایا جو اہل ایتھنز ۳۴۶ ق م کے بعد سے اس کے خلاف عمل میں لائے تھے اور یہ ظاہر کر دیا کہ وہ ان کے انتقام لینے کا ارادہ رکھتا ہے (غالباً یہی خط ہے جس کا نفس مطلب مکتوب فیلقوس کے نام سے ڈیموس تھینیز کی تقریروں میں شامل ہے) اس کے جواب میں ڈیموس تھینیز کی صلاح سے (ممکن ہے کہ باضابطہ تحریک خود ڈیموس تھینیز کی طرف سے نہ ہوئی ہو) یہ قرارداد منظور ہوئی کہ جس ستون پر فیلقوس کے ساتھ صلح و محالفہ کا معاہدہ کندہ ہے اسے ہٹا دیا جائے اور ایک نیا بیڑا تیار کیا جائے اور تمام ممکن ذرائع سے جنگ جاری کر دی جائے۔

---

[1] اس نام کی وجہ یہ تھی کہ اس میں زیوس اور یوس کا ایک مندر واقع تھا۔

[2] ڈڈیس (بحوالہ فلاکورس) سات سو ٹیلنٹ کی رقم بہت ہی کثیر معلوم ہوتی ہے اور بدرجۂ اقل یہ سوال ہو سکتا ہے کہ آیا یہ تعداد بنائی ہوئی تو نہیں ہے ملاحظہ ہو تعلیق (۷)

اس عزم کو عمل میں لانے میں آسانی پیدا کرنے کے لئے ڈیموس تھینیز نے جہازوں کے مہیا کئے جانے کے طریقہ میں اصلاح چاہی اور ایک ایسی تجویز قرار دی جو جزئیات میں کسی قدر اس تجویز سے مختلف تھی جسے اس نے ۳۵۴ ق م میں پیش کیا تھا مگر مقصد اس کا اس بات کو روکنا تھا کہ دولتمند لوگ اپنی ذمہ داریوں سے بچنے نہ پاویں۔ موجودہ طریق میں دولتمند پورے ایک جہاز کی لاگت کا صرف ایک حصہ ادا کرتے تھے مگر اب یہ تجویز ہوئی کہ ہر دولتمند اپنی جائداد کی مناسبت سے جہازوں کے تیار کئے جانے میں مالی مدد دے اور اس طرح پہلے جس مالدار کو ایک جہاز کے سولہ شرکائے امدادی میں سے صرف ایک شریک کی حیثیت رکھنی ہوتی تھی اب اس کو دو جہازوں کی لاگت ادا کرنی پڑتی تھی۔ جائداد کی مناسبت سے ذمہ داری قائم کرنے پر ڈیموس تھینیز نے اپنے کو خاص تعریف و توصیف کا مستحق قرار دیا۔ ڈیموس تھینیز کہتا ہے کہ زیادہ دولت رکھنے والوں نے کوشش کی کہ بھاری بھاری رشوتیں دیکر اُسے اس مقصد سے باز رکھیں۔ خلاف قانون ہونے کی مفروضہ بنیاد پر ڈیموس تھینیز کے اوپر مقدمہ چلا کر چاہا کہ اُس کی تجویز قانون نہ بن سکے اس مقدمہ کے چلانے والے کو جوری کے پانچویں حصہ کی رائے بھی نہیں حاصل ہوئی اور اس وجہ سے خود اُس پر جرمانہ ہو گیا۔ اسکینز نے بالطبع سختی کے ساتھ اس قانون کی مخالفت کی مگر یہ قانون منظور ہو گیا اور فیلقوس کے ساتھ تمام دوران جنگ میں اس کا عملدرآمد اس کامیابی کے ساتھ ہوتا رہا کہ ایک شکایت بھی اس قانون کے خلاف پیدا نہیں ہوئی کسی نے روپیہ ادا نہ کیا ہو ایسے واقعات مطلق پیش نہیں آئے۔ ساز و سامان کی فراہمی اور درستی مناسب طور پر انجام پائی اور وطن میں ایک جہاز بھی ایسا نہیں رہا جو سمندر میں سفر کے قابل نہ ہو گیا یا سمندر میں بیکار سمجھکر چھوڑ دیا گیا ہو۔ ڈیموس تھینیز بیڑے کا ناظر مقرر ہوا[1] اور اس طرح اس نے اپنے قانون کے نفاذ پر خود نگرانی کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ قانون کے منظور ہو جانے کے بعد کبھی نہ کبھی اس میں کچھ تبدیلیاں بھی کی گئیں۔ اور یہ تبدیلیاں غالباً اسکینز کے دوبارہ اعتراض کرنے پر ہوئیں۔ مگر اس میں بہت کم شک ہو سکتا ہے کہ اس وقت تو ڈیموس تھینیز نے جو چاہا وہ ہی ہوا[2]۔

[1] غالباً یہ ایک غیر معمولی عہدہ تھا جو خاص اس موقع کے لئے قائم کیا گیا تھا۔

[2] تعلیق (۸)

بلا شبہ فیلقوس اس امید میں تھا کہ اس وقت بیزنطیہ کی حفاظت کرنے والے پیرنتھس والوں کو مدد دینے میں مصروف ہیں اس لئے وہ بیزنطیہ پر اچانک قبضہ کرلیگا۔ مگر اس میں فیلقوس کو کامیابی نہیں ہوی۔ تاہم اس نے سختی کے ساتھ شہر کا محاصرہ کرلیا اور تمام موسم سرما میں اس کے مساعی میں کسی طرح کا ضعف نہیں آیا۔ اہل ایتھنز نے کاریس کو حکم دیا کہ چالیس جہازوں کے ساتھ اس محصور شہر کی خلاصی میں کوشش کرے مگر اہل شہر نے اس پر اعتماد نہ کیا (اور شائد اس کے لئے معقول وجہ یہی تھی) اور اسے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ پہلے تو اہل ایتھنز اس بات پر برا ماننے کو ہوے مگر فوکیون نے کہا کہ اس میں اہل بیزنطیہ سے زیادہ قصور سپہ سالار کاریس کا ہے۔ چنانچہ اواخر ۳۴۰ یا اوایل ۳۳۹ میں فوکیون خود (مع سیفسوفن کے) کاریس کے بجائے بھیجا گیا۔ ڈیموس تھینیز اور ہائپریڈیس ان لوگوں میں تھے جنھوں نے لڑائی کے لئے اپنی طرف سے جہاز مہیا کئے تھے۔ محصورین نے بڑی گرمجوشی سے فوکیون کا خیر مقدم کیا فوکیون نے لیون کے ساتھ شریک ہوکر شہر کو دشمن سے بچانے کا انتظام شروع کیا۔ (لیون شہر بیزنطیہ کا باشندہ تھا اور فوکیون کا اس زمانہ کا دوست تھا جب کہ یہ دونوں "اکادمی" میں افلاطون کے شاگرد تھے) فوکیون کے جہازوں نے ان جہازوں کی بھی حفاظت کی جو ایتھنز کو غلہ لایا کرتے تھے۔ پیرنتھوس اور بیزنطیہ کے لوگوں نے بڑی گرمجوشی سے ایتھنز کے شکریہ کی قرار دادیں منظور کیں اور اس کے پاس تاج بھیجے۔ کرسونیس کے آبادکاروں نے بھی ایسا ہی کیا۔ ڈیموس تھینیز نے بعد کو فخریہ بیان کیا تھا کہ ارباب سیاست میں صرف اسی کی لیاقت سے ایتھنز کے شہر کو ایک تاج ملا۔ اہل بیزنطیہ کو کیوس، روڈز اور کوس کے جہازوں سے بھی مدد ملی تھی جو کسی وقت میں ایتھنز کے خلاف بیزنطیہ کے حلیف تھے اور اب (اس اضطراب میں کہ اپنی تجارت کو محفوظ رکھ سکیں) پھر ایک مرتبہ ایتھنز کے حلیف بن گئے تھے۔ ایک مرتبہ پھر ایشیا سے سمندر عبور کرکے ایک ایرانی فوج ان کی مدد کے لئے آئی اور فیلقوس نے گو شدید و متواتر حملے کئے مگر بیزنطیہ پر قبضہ نہ کرسکا۔ آخر کار اس نے پہلے سے ایک حملے کا نقشہ خوب سوچ سمجھکر ایک رات جبکہ چاندنی کھلی تھی شہر پر حملہ کیا۔ اس میں کامیابی ضرور ہوجاتی

لہ تعلیق (۹)

لیکن شہر والے کتوں کے بھونکنے سے جاگ اٹھے۔ جب فیلقوس کو اس آخری حملہ میں بھی ناکامی ہوئی تو اس نے (۳۳۹ق م کے اوائل بہار میں) محاصرہ اٹھا لینے کا ارادہ کر لیا۔[1] اب فیلقوس نے بڑی ہوشیاری و عیاری سے اینٹی پیٹر کے نام ایک خط تیار کیا اور تدبیر یہ کی کہ وہ خط کسی طرح ایتھنز کے سپہ سالاروں کے ہاتھ میں پڑ جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس کی وجہ سے ان سپہ سالاروں نے اپنے جہاز ہٹا کر باسفورس کا راستہ کھلا چھوڑ دیا۔ اور فیلقوس اپنے جہازوں کو جو بحر اسود میں گویا قید ہو گئے تھے باہر نکال لایا۔ شاید اسی سفر میں اہل ایتھنز کی نو آبادیوں کو جو کرسونیس میں واقع تھیں اس نے لوٹ لیا اور بظاہر اس کا بیڑہ ہلسپانٹ سے بغیر دشواری کے گذر گیا۔ اس کی وجہ پہلے بھی اور غالباً اب بھی یہ ہی ہوگی کہ فیلقوس نے آبادکاروں کو ساحل ہی پر کام دے رکھا تھا۔ مگر بعد میں فوکیون نے فیلقوس کے بعض جہازوں کو جا لیا اور تھریس کے جن ساحلی شہروں پر فیلقوس نے قبضہ کر لیا تھا ان میں سے بعض شہروں کو واپس لے لیا۔ فوکیون مختلف مقامات پر دشمن سے حملے کرتا رہا یہاں تک کہ زخمی ہو کر وہ وطن واپس جانے پر مجبور ہوا۔

فیلقوس اب اپنی فوج کو ایک دور کی مہم یعنے سیتھیا کے جنگجو بادشاہ اٹیاس کے مقابلہ پر لے گیا۔ (اٹیاس نے سال گذشتہ فیلقوس کی اہانت[2] کی تھی) اس مہم میں فیلقوس ڈینوب تک بڑھ گیا اور یہاں سے بہت لوگوں کو گرفتار کر کے نیز بہت سے گھوڑے، بھیڑوں کے گلے اور مویشی لوٹ کر اپنے ساتھ لے گیا۔ اور اس میں شک نہیں کہ اس کی اس کامیابی نے اس کے آدمیوں کے دلوں کو تازہ و بشاش کر دیا مگر وطن کو واپس ہوتے ہوئے ٹریبالی کے ملک سے اس کا گذر ہوا۔ یہ ایک جنگجو جرگہ تھا جو کوہ ہیموس پر آباد تھا اور اس کے اچانک حملے سے فیلقوس کے ہاتھ سے نہ صرف وہ غنیمت جاتی رہی جو سھتیا والوں سے حاصل کی تھی بلکہ خود اس کی ران میں سخت زخم آیا۔ مگر لڑتے بھڑتے کسی نہ کسی طرح اس نے مقدونیہ تک اپنا راستہ نکال لیا جہاں وہ غالباً ۳۳۹ق م کے موسم بہار میں پہنچ گیا ہوگا۔

اس حد تک اس کشمکش کا نتیجہ اہل ایتھنز کے مفید مطلب رہا اور بیزنطیہ پر قبضہ کرنے میں

---

[1] تاریخ کے متعلق گرامیر کی تصنیف حسب بالا دیکھنا چاہئے۔

[2] بادشاہ کے متعلقہ واقعات کی بابت شافر کی تصنیف جلد دوم صفحہ ۱۹ ۵ دیکھنا چاہئے۔

فیلقوس کی ناکامی اور بعد میں جو مصیبتیں اس پر پڑیں انھوں نے ایتھنز والوں کی ہمت بہت بڑھادی ہوگی۔" مگر فیلقوس کو مقدونیہ میں واپس آئے ابھی چھ ماہ بھی نہیں گزرے تھے کہ ایتھنز کے لئے بھی وہی مشکلیں اور فیلقوس کے لئے نئے نئے موقعے پیدا ہونے کے سامان ہوگئے۔ ان مشکلات کی نوعیت اور اس کشمکش کا نتیجہ دوسرے باب کا موضوع ہوگا۔

تعلیقات باب نہم

تھسالیہ میں چوتھائی صوبوں کی حکومتوں کے متعلق (ڈیموس تھینیز کی تقریر ۲-۲۲-۲۶ de chere ہارپور) تاریخی شہادت کے جو مشکلات ہیں اُن کے بارے میں ایک حاشیہ ملاحظہ ہو جو میں نے "ڈیموس تھینیز کی تمام تقریروں" کے ترجمہ میں درج کیا ہے۔ جلد دوم صفحات ۱۶۶ - ۱۶۷ یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا یہ صوباتی حکومتیں واقعی ۳۴۴ء میں قائم ہوئی تھیں یا اس سے پہلے فیلقوس نے "دیکادارکی" یعنی دس شخصوں کی کونسل قائم کی تھی اور پھر ۳۴۳ء میں اس کے بجائے صوباتی حکومتیں قائم کیں مگر میں اب اس خیال کی طرف مائل ہوں کہ "حکومت عشرہ" ایک فسانہ ہے اور صرف ایک ہی دستوری تغیر ہوا تھا۔

۲ - یہ متیقن نہیں ہے کہ ۳۴۴ء میں ایتھنز میں اس سفارت کے پہنچنے کے قبل آرتازرکسنر نے ہنوز مصر کی دوبارہ فتح کو پورا کر لیا تھا یا نہیں ملاحظہ ہو کاہرسٹ بہت قوی دلائل اس خیال کی تائید میں دیتا ہے کہ آیندہ موسم سرما (یعنی ۳۴۴-۳ء) میں مصر مطیع نہیں ہوا تھا۔ بادشاہ ایران چاہتا ہوگا کہ یونانی سلطنتیں مصر کے خلاف اُس کی مدد کریں یا کم از کم یونان سے اجیر سپاہیوں کے ملنے میں اسے آسانی ہو جائے غالباً فیلقوس کا خیال بھی اس کے دل میں رہا ہو۔ بعضوں کا خیال یہ ہے کہ بادشاہ ایران نے پہلے خود فیلقوس ہی سے گفت و شنید کرنا چاہی اور اس سے ایک برائے نام و قلیل القیام محالفہ ہوگیا مگر آیرین (دوم - ۱۴) کی وہ عبارت جس پر اس قیاس کی بنا ہے اس کا اشارہ غالباً کسی سابق تر زمانہ کی طرف ہے (ملاحظہ ہو

باب ششم صفحہ (۱۹۱) ۔

۳ ۔ مقابلہ کیجئے تقریر سوم مخالف فیلقوس فقرہ (۱۷) جہاں ڈیموس تھینیز نے (۳۴۱ ق م میں) شاہ کے پاس سفارت بھیجنے کی سفارش کی ہے ۔ سفارت بھیجنے کی تجویز پر ڈیموس تھینیز کی تقریر شمارہ ۴ فقرات ۳۱ ۔ ۳۴ میں جو فیلقوس کے خلاف کی گئی اور زیادہ زور کے ساتھ دلائل دئے گئے ہیں، جہاں ڈیموس تھینیز نے اس امر پر زور دیا ہے کہ فیلقوس کے معتمد علیہ ہرمیس کو شاہ کا گرفتار کر لینا، ایسا واقعہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فیلقوس کے ساتھ جنگ میں اسے دلچسپی ہے ۔ ڈیموس تھینیز نے شاہ اعظم (یعنے بادشاہ ایران) کے متعلق "وحشی" اور دشمن عوام کے الفاظ کے استعمال کے خلاف بھی اعتراض کیا ہے ۔ فیلقوس کے مخالف چوتھی تقریر کو خواہ ۳۴۱ ق م کی اوائل بہار میں خود ڈیموس تھینیز نے شائع کیا ہو (جیسا کہ کورٹی کا یقین ہے) خواہ اناکزیمیس اپنی تاریخ میں داخل کرنے کے لئے ڈیموس تھینیز کے مسودات سے اسے مرتب کیا ہو (جیسا کہ نمشے اور ڈولینڈم کا خیال ہے) ہر حال میں یہ یقینی ہے کہ کسی ایسے شخص کا کام ہے جو (فیلقوس کے مخالف تیسری تقریر کے ٹھیک بعد ہی) ۳۴۱ ق م کے اوائل میں واقعات و صورت معاملات سے گہری واقفیت رکھتا تھا اور ہم اسے اطمینان کے ساتھ بطور سند کے استعمال کر سکتے ہیں ۔

۴ ۔ خود پلوٹارکس کو اس میں شک ہے کہ آیا یہ مقدمہ واقعی چلا بھی یا نہیں اور آیا یہ تقریر کبھی ہوی بھی یا نہیں، اور یہ شک اس ناکافی بنا پر ہے کہ دونوں مقرروں میں سے کسی نے بھی ۳۳۰ ق م میں ٹیسفن کے مقدمہ کے وقت اپنی تقریر میں صاف طور پر اس کا حوالہ نہیں دیا ہے مگر سوال یہ ہے کہ وہ حوالہ کیوں دیتے؟ یہ کوئی ایسا موقع نہیں تھا جس پر ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی فخر کر سکتا ۔ اس میں ایک کو تو شکست ہوی اور دوسرا بھی صرف بال بال بچا ۔ اسکنیز اس کارزار میں فتحمند رہا مگر اس کے ذکر کی اسے کچھ بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ اس کی خواہش یہ تھی کہ صلح کی بابت اس کا تعلق فراموش کر دیا جائے ۔

ڈایونی سیس ہالیکارنٹس نے جو یہ الفاظ استعمال کئے ہیں کہ ڈیموستھینیز نے اس تقریر کو "ترتیب دیا" اور دوسرے مواقع پر صاف طور پر تقریر کرنے کے معنی پیدا کئے ہیں یہ بالکلیہ اتفاقی امر ہے ۔ یہ کہ ڈیموس تھینیز نے جو تقریریں بانی کی تھیں

اور جو تقریریں شائع کی تھیں ان میں کچھ فرق نہیں یہ یقینی ہے اور اغلب یہ ہے کہ مخالف کے "اعتراضات مقدر" کے بعض جوابات مقدمہ کے ختم ہو جانے کے بعد ہی لکھے گئے تھے۔

۵۔ بلاک کا خیال یہ ہے کہ فیلقوس کے خلاف ایک محالفہ ۳۴۳ ق م میں ہوا تھا مگر اس کے خلاف اشینجر نے (ایتھنز اور مقدونی سیاسیات صفحات ۲۰ و ۲۱ میں) جو دلائل دئے ہیں وہ بہت ہی قوی ہیں۔

۶۔ فیلقوس کا خط جو ڈیموس تھنیز کی تصانیف میں شامل ہے وہ غالباً اناکزیمینیس کی تاریخ سے ماخوذ ہے (ملاحظہ ہو وینڈ لینڈ (اناکزیمینیس ورن لیمپ ساکس صفحہ ۱۳) مگر اس میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس نے فیلقوس کے نقطۂ نظر کو صحیح صحیح ظاہر کر دیا ہے، اگرچہ یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ اس میں جتنے دلائل موجود ہیں وہ سب ایک خط میں شامل تھے۔ اس سے بطور سند کے کام لینا قابل اطمینان معلوم ہوتا ہے۔ جسے مکتوب فیلقوس کا جواب کہا جاتا ہے وہ زیادہ تر ڈیموس تھینیز کے تصانیف کے مختلف ٹکڑوں سے مرتب کیا گیا ہے اور اغلب یہ ہے کہ اسی ماخذ سے لیا گیا ہو مگر اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ واقعات کے اعتبار سے اسے ناقابل اعتماد قرار دیا جائے۔

۷۔ فیلقوس نے جن جہازوں پر قبضہ کر لیا تھا ان کے متعلق سخت مشکل درپیش ہے متن کتاب میں جو بیان دیا گیا ہے وہ ڈڈیمس کی اسکولیا (تحشیہ) سے ماخوذ ہے مقابلہ کیجے ڈیموس تھینیز۔

لیکن ڈیموس تھینیز (کتاب کا نمبر ۷۳۔۷۷) میں جو دو فیصلے اور فیلقوس کا جو خط نقل کیا گیا ہے اس میں اس سے بہت ہی مختلف بیان دیا ہے۔ ان کے بموجب واقعہ یہ ہے کہ بیس جہاز جو لیوڈیمس کے تحت میں غلہ کے ان جہازوں کی حفاظت و رہبری کے لئے بھیجے گئے تھے جو ہلسپانٹ سے یمناس کو جا رہے تھے ایسے جہازوں کو فیلقوس کے امیر البحر اماناس نے گرفتار کر کے روک لیا تھا اور اس کا یقین تھا کہ

یہ جہاز فی الواقع [illegible] فیلقوس [illegible]

[illegible]

مکتوب فیلقوس کے جواب کے سلسلہ میں صاحب اسکولیا (حاشیہ نگار) نے بھی بیان کیا ہے (اور بظاہر یہ ان کاغذات سے لیا گیا ہے جو "جواب خطوط فیلقوس" میں شامل ہے) مگر (۱) فیلقوس کے سلمبریا کے محاصرہ کرنے کا ذکر کہیں اور نہیں ہے (ملاحظہ ڈیموس تھینیز واناکرمینیس صفحہ ۸۲ و مابعد میں کچھ بھی یقین افزا نہیں ہے اور (۲) کتاب کا رتھہ کے متن میں جن کاغذات کا اقتباس دیا گیا ہے وہ یقیناً مشکوک ہیں (ملاحظہ ہوگا ڈون کا اڈیشن ضمیمہ ۸) اس میں تو اتنا بھی نہیں ہے جس سے وہ مبحث خاص ثابت ہو جسے ڈیموس تھینیز ثابت کرنا چاہتا ہے، کیونکہ جہازوں کی گرفتاری کا (جو بعد میں فوراً ہی واپس کردئے گئے ہوں) جنگ کا سبب ہونا دشوار ہے۔ مزید براں ان کاغذات میں بہت سی غلطیاں بھی ہیں اس لئے گروٹ کے مانند اگر ہم اس تمام قصہ کو ہی مسترد کردیں تو اس میں ہم غالباً حق بجانب ہونگے لیکن اگر سلمبریا پر واقعی فیلقوس نے حملہ کیا تھا تو یہ حملہ بلاشک وشبہ اس وقت ہوا ہوگا جب وہ پرنتھس سے بیزنطیہ کو جارہا تھا اور اگر لیوڈیمس کے جہازوں کی گرفتاری فی الاصل وقوع میں آئی تھی تو ہو سکتا ہے کہ یونانی مورخ اسے، ہیرن میں ۲۳۰ جہازوں کی بعد کی گرفتاری کے ساتھ خلط ملط کرکے نظرانداز کرگئے ہوں۔

۸۔ ہم نہیں جانتے کہ اسکینیز، سٹیفن فقرۂ (۲۲۲ میں) جب یہ کہتا ہے کہ اس نے (سٹیفن) ڈیموس تھینیز کو سلطنت سے بینیتھ تیز رو جہازوں کے سامان تیاری کے غائب کردینے کا مجرم ٹھیرایا تھا" تو اس کا اشارہ کس جانب ہے، مگر اس میں شک نہیں کہ یہ اشارہ اس کی تجویز کے جزیات میں کسی جزو کی نکتہ چینی سے متعلق ہے۔ یہ اغلب ہے کہ دوسروں کی نکتہ چینیوں کی وجہ سے ڈیموس تھینیز نے بعد میں جزیات میں ترمیم کردی ہو اور ڈنارکس یہ بیان کرتا ہے کہ بالضرور اس نے رد بیہ کی خاطر سے ایسا کیا تھا (ڈنارکس در بیان ڈیموس تھینیز فقرہ ۴۲) ڈیموس تھینیز (کا رتھہ میں) یہ ذکر کرتا ہے کہ اسکینیز نے اس کے قانون پر نقصان رسانی کا اعتراض کیا اور یہ فعل اس نے بحری مجلسوں کے دولتمند ارکان کا گرایہ دار بن کر کیا۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ کب واقع ہوا مگر غالباً قانون کے عمل میں آجانے کے کچھ زمانہ بعد ہی ایسا ہوا ہوگا کیونکہ اسکینیز (حسب بالا) سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ اعتراض قانون کے

اثرات پر مبنی تھا۔

۹۔ پلوٹارک (فوکیون ۱۴ ایں) کہتا ہے کہ جیرس کو مجبور ہو کر ادھر اُدھر مارا پھرنا پڑا۔ حلیف شہروں سے وہ روپیہ لیتا تھا اور دشمن اسے حقیر سمجھتے تھے لیکن یہ ممکن ہے کہ اُس کی کنارہ کشی کی اصلی وجہ اس کی بیوی کی موت رہی ہو اور بعض شہادتوں سے یہ پایا جاتا ہے کہ اس نے سمندر پر فیلقوس کے خلاف مؤثر کارروائی کی تدبیر اختیار کی۔

۱۰۔ بعض مصنفین (ڈایوڈورس شانزدہم ۷۷) کے بیان کی شہادت پر (جو ہر حال میں نا اُمداز ضرورت سرسری بیان ہے) یہ یقین رکھتے ہیں کہ فیلقوس نے اب اہل بیزنطیہ اور ان کے یونانی حلیفوں سے (باستثنائے ایتھنز کے) صلح کر لی تھی مگر یہ شہادت یہ ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہے کہ فی الواقع کوئی انتظام ہوا تھا (ملاحظہ ہو گروٹ حصۂ دوم باب ۹۰)۔

ہمیں اب چند ماہ پیچھے ہٹ کر ایمفک ٹیونک کونسل (دول متحالفہ[1]) کے اس اجلاس تک جانا چاہئے جس کا انعقاد اکتوبر یا نومبر ۳۴۰؁ میں ہوا تھا اس اجلاس میں امفیا کے اہل لوکریس نے (جو اہل فوکس کے خلاف جنگ مقدس میں اسی جانب تھے جدھر اہل تھیبز اور فیلقوس تھے) یہ تجویز کی کہ ایتھنز پر اس وجہ سے پچاس ٹیلنٹ کا جرمانہ عائد کرنا چاہئے کہ اہل ایتھنز نے ڈلفی میں اپالو کے احاطہ کے اندر ایک نئے کابیلہ یا "خزانہ" میں اس کا انتظار کئے بغیر کہ کابیلہ کی تبریک ہو جائے اس میں چند ڈھالیں لٹکا دی تھیں جو انھوں نے جنگہائے ایران میں پائی تھیں اور ڈھالوں پر دوبارہ سونے کا پانی پھیرتے وقت ان پر یہ الفاظ منقوش کر دئے تھے کہ یہ اہل ایتھنز کی غنیمت ہے جو انھوں نے اہالی ایران و تھیبز سے حاصل کی تھی جبکہ یہ قومیں یونانیوں کے خلاف لڑ رہی تھیں (اس میں شک نہیں کہ اولاً یہ الفاظ ان ڈھالوں پر منقوش تھے مگر مرور ایام وہ محو ہو گئے تھے)

اس مجلس میں ایتھنز کا نمائندہ ڈیاگنیٹس تھا اور ایتھنز کی طرف سے جو سرکاری وفد بھیجے گئے تھے وہ اسکنیز، میڈیاس اور تھراسکلیز تھے[2] جب لوکریس کا نمائندہ گفتگو کر چکا تو ڈیاگنیٹس نے اسکنیز کو بلایا اور اس سے یہ خواہش کی کہ وہ ایتھنز کی طرف سے جواب دے مگر جب وہ کونسل کے جلسہ میں داخل ہوا اور تقریر شروع کرنی چاہی تو

---

[1] ملاحظہ ہو تعلیق ۱ - آخر باب -

[2] تعلیق ۲ اس بیان کے متعلق کہ اسکنیز کا انتخاب مجلس کی جانب سے ایسے وقت ہوا تھا جب شاید ہی کوئی موجود رہا ہو' ہمارے پاس صرف ڈیموس تھینیز کے الفاظ ہیں -

لوکرس کے لوگوں میں سے جو اس جلسہ میں حاضر تھے ایک شخص اُٹھا اور حاضرین سے یہ کہا کہ اس مقدس موسم میں انھیں اہلِ ایتھنز کا نام بھی نہ لینا چاہئے تھا بلکہ بے دین اہلِ فوکس کے حلیف ہونے کے اعتبار سے انھیں ملعون قرار دے کر مندر سے خارج کر دینا چاہئے تھا (اس شخص کی نسبت اسکینز کا بیان یہ ہے کہ یہ ایک بدتمیز شخص تھا اور شائد کسی ضرر رساں قوت نے اُسے اس کام پر اُبھارا تھا) اسکینز کہتا ہے کہ اس بات پر اُس کو اس درجہ غصہ آیا کہ زندگی بھر کبھی ایسا غصہ نہ آیا تھا اور اس کے جواب میں اس نے امفیا والوں کی اس حرکت پر لعنت بھیجی کہ انھوں نے کرہا کے میدان میں کاشت کی اور اس طرح اُس زمین کی بیحرمتی کی جیسے سولن کے وقت میں اپالو کے نام ہمیشہ کے لئے نذر کر دیا گیا تھا اور نیز ان لوگوں نے مقدس بندرگاہ کو روپیہ پیدا کرنے کا ذریعہ بنا لیا جو میدان نشیب میں پھیلا ہوا تھا اس کی طرف اشارہ کر کے اور اس کی تاریخ کو یاد دلا کر اس نے بالاعلان یہ کہا کہ وہ خود اور ایتھنز کے لوگ اس امر پر آمادہ ہیں کہ اس متبرک زمین کی اپنے ہاتھ پاؤں، آواز اور ہر ایک ممکن ذریعہ سے حفاظت و حمایت کریں۔

(بعد ازاں اس نے سلسلۂ کلام کو اس طرح جاری رکھا کہ) حال تو یہ ہے اور آپ خود اپنے لئے مشورہ کرتے ہیں، قربانیاں نذر کے لئے تیار ہیں اور قریب ہے کہ آپ دیوتاؤں سے اپنے لئے اور اپنے ملک کے لئے برکت کے خواستگار ہوں کن الفاظ میں کس ایمان و ایقان اور کس اعتماد کے ساتھ اور کس منہ سے آپ کو دعا کرنے کی جرأت ہو سکتی ہے اگر آپ اس لعنتی قوم کو سزا دئے بغیر چھوڑ دیں؟ صاف و غیر مبہم لفظوں میں یہ کہ جو لوگ اس قسم کی خطاؤں کے مرتکب ہوے ہیں اور جنھوں نے ان سے چشم پوشی کی ہے لعنت ان کے سروں پر منڈلا رہی ہے اور اس میں یہ دعا منقوش ہے کہ جو لوگ اپالو کی اور ڈلفی کے دوسرے دیوتاؤں کی مدد کے لئے نہیں آئے ہیں وہ صحیح طور پر قربانی نہیں کر سکتے اور دیوتا ان کی نذروں کو قبول نہ کریں گے۔

(بقول ڈیموس تھینیز[1]) جو لوگ فصیح و بلیغ خطبات کے سننے کے عادی نہ تھے ان پر

---

[1] اس میں شک نہیں کہ ڈیموس تھینیز کا یہ قول صحیح ہے کیونکہ ان میں زیادہ تر شمالی یونانی قبائل کے نمائندے تھے جو اہلِ ایتھنز کے ایسے متمدن نہیں تھے۔

اسکنیز کی اس آتش بیانی کا اثر یہ ہوا کہ اب اہل امفیا ان کے غیظ و غضب کی زد میں آگئے اور انھوں نے اپنے نقیب کو حکم دیا کہ یہ اعلان کردے کہ ڈلفی کے تمام بالغ اشخاص علی الصباح کدالیں اور بیلچے لے کر کونسل اور وفد والوں سے آکر ملیں اور اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو ان پر خدا کا غضب ٹوٹ پڑے گا اس طرح جو گروہ جمع ہوا وہ دوسری صبح کو کرہا کے میدان میں پہنچ گیا۔ بندرگاہ کو تباہ کر ڈالا اور بعض مکانوں کو بھی آگ لگادی مگر امفیا کے لوگوں نے جب یہ احوال سنا تو وہ اپنے شہر سے مجتمع و مسلح ہو کر نکلے اہل ڈلفی پر حملہ آور ہوے اور ارکان کونسل دول متحالفہ کی مقدس شخصیتوں کے ساتھ بھی کچھ زیادتی کی اور یہ لوگ بمشکل تمام کسی نہ کسی طرح ڈلفی کو واپس ہوے۔ دوسری صبح کو کونسل کے صدر یعنے کوٹیفس (فارسیلس کے باشندے) نے ڈلفی میں جس قدر اس دیوتا کی پرستش کرنے والے موجود تھے سب کی ایک جمعیت طلب کی۔ اہل امفیا کی کارروائی پر سخت الفاظ میں ملامت کی گئی اور یہ قرار دیا گیا کہ اپنے دوسرے باقاعدہ اجلاس کے قبل کونسل تھرماپیلی میں ایک غیر معمولی اجلاس کرے اور اہل امفیا نے مقدس زمین کو دبا لینے اور ارکان مجلس دول متحالفہ کی ذات کے ساتھ زیادتی کرنے کے باعث جس فسق کا ارتکاب کیا ہے اس کی تراردواقعی سزا دینے کے لئے ایک حکم تیار کرے۔

اسکنیز نے جب ایتھنز میں اپنی کارروائی کی اطلاع پیش کی تو مجلس نے پہلے بہت زور کے ساتھ اس کے کام کی تعریف کی حالانکہ ڈیموس تھینیز نے یہ کہدیا تھا کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دول متحالفہ ایتھنز سے جنگ پر آمادہ ہو جائینگی۔ اس پیشین گوئی کی نسبت بہتوں کا خیال یہ تھا کہ محض اسکنیز کے ساتھ شخصی عناد اس کا باعث ہوا[۱] لیکن جب اس فیصلہ کا وقت آیا کہ ایتھنز کے نمائندے اس خاص جلسہ میں جس کا حکم دیا گیا تھا شامل ہوں یا نہوں تو ڈیموس تھینیز نے پہلے کونسل کو عدم شرکت کی ترغیب دی اور پھر اس امتناع کی قرارداد مجلس سے منظور کرالی۔ (اسکنیز کا بیان ہے کہ یہ کارروائی اس کی عدم موجودگی میں محض رواروی کی رائے سے عمل میں آگئی) یہ غیر معمولی اجلاس اوائل ۳۳۹ء میں

---

[۱] چند ماہ بعد یہ پیشین گوئی پوری ہو گئی البتہ فوراً اور لفظ بلفظ پوری نہیں ہوی کیونکہ اسکنیز نے درحقیقت ایسے وقت دیا تھا۔

منعقد ہوا[1] جبکہ فیلقوس بہت دور ستھیا میں تھا۔ ایتھنز یا تھیبز کا کوئی نمائندہ موجود نہیں تھا کونسل دول متحالفہ نے اہالی ایمفیا کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور دول متحالفہ کی فوجوں کی کمان کے لئے کاٹیفس کا تقرر کیا۔

اس نقطہ پر پہنچکر ہمارے دونوں اسناد میں کسی قدر تخالف پایا جاتا ہے۔ اسکینز کا بیان یہ ہے کہ پہلی مہم کا نتیجہ تو یہ ہوا کہ اہل لوکریس کو حکم دیا گیا کہ وہ ایک معینہ تاریخ تک جرمانہ ادا کریں اور جو لوگ ان فاسقانہ حرکات کے ذمہ دار ہیں انھیں جلاوطن کر دیں اور جن لوگوں نے ان کی مخالفت کی تھی انھیں واپس بلالیں۔ اس کے برخلاف ڈیموس تھینیز یہ کہتا ہے کہ کوٹیفس کو صرف دول متحالفہ سے فوجیں حاصل ہو سکیں اور یہ فوجیں ایتھنز تھیبز اسپارٹا اور فیلقوس کی تائید کے ہونے سے کچھ اثر نہ رکھتی تھیں۔ بعضوں نے کوٹیفس کے سوال کا کہ فوجیں اس کی کمک پر بھیجی جائیں جواب تک نہ دیا اور یہ مہم ناکام رہی خواہ اس ناکامی کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ اہل لوکریس جرمانہ کے ادا کرنے اور مجلس دول متحالفہ کے دوسرے احکام کی تعمیل سے قاصر رہے، جنگ کی کارروائی کے متعلق مئی یا جون کے باقاعدہ اجلاس کونسل میں دوبارہ غور ہوا اور اس جلسہ میں کوٹیفس نے بالاعلان یہ کہا کہ جب تک دول متحالفہ کی قومیں میدان جنگ میں نہ آدیں، کافی سرمایہ مہیا نکریں اور جو لوگ خدمت سے باز رہیں ان پر جرمانہ نکریں، اس وقت تک کامیابی کی توقع صرف اس صورت سے ہو سکتی ہے کہ فیلقوس کو سپہ سالار مقرر کر دیا جائے۔ ارکان کونسل نے (جن میں زیادہ تر انھیں قبائل کے نمائندے تھے جن کا فیلقوس سے محالفہ تھا) آسان تر روش کو اختیار کیا اور فیلقوس کو منتخب کر دیا۔ فیلقوس کا زخم اب اچھا ہو گیا تھا، اس نے اس دعوت کو قبول کر لیا اور جنوب کی جانب کوچ کر دیا۔

یہ تھی صورت حالات جس نے ایک ایسی کشاکش پیدا کر دی جو اپنی اہمیت کے اعتبار سے جنگہائے ایران کے بعد کی تمام کشاکشوں سے بڑھی ہوئی تھی۔ ان واقعات کے معنی کیا تھے ڈیموس تھینیز کا دعویٰ یہ ہے کہ اہل امفیا پر معترض ہونے اور ایسی حالت

---

[1] غالباً جنوری یا اوائل فروری میں ملاحظہ ہو تعلیق (۳)۔

پیدا کر دینے کے لئے جس میں فیلقوس کو پھر دخل دینے کا موقع مل جائے فیلقوس نے اسکینز کو رشوت دی تھی۔ وہ اس امر سے انکار کرتا ہے کہ اہل امفیا نے اتیھنز کے خلاف کسی قسم کی شکایت کی تھی کیونکہ اہل اتیھنز کو باضابطہ اطلاع دئے بغیر وہ ایسا کر نہیں سکتے تھے اور اس قسم کی اطلاع کبھی بھی نہیں دیگئی مگر جس دلیل کی بنا دایسے نازک ضابطہ پایا پر ہو وہ نتیجہ خیز داثر انگیز نہیں ہو سکتی۔ ہو سکتا ہے کہ لوکریس کے نمائندے کی تقریر حسب قاعدہ نہ رہی ہو مگر پھر بھی اس کے لئے جواب کی ضرورت لاحق ہوی ہو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ بجائے باضابطہ تحریک کے محض تحریک کی اطلاع ہی ہو۔ بہر نوع اسکینز کے حق میں اس عذر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے اشتعال دلانے کی وجہ سے ایسا کیا مگر سوال یہ ہے کہ فی نفسہٖ اس کا ایسا کرنا بجا تھا یا نہیں؟ اس کا بھی انکاری جواب دینا مشکل ہے۔ یہ نہایت ہی اغلب معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح اس نے خود اتیھنز کے خلاف دول متحالفہ (متقاربہ) کے اعلان جنگ کو روک دیا۔ اس کی ادنیٰ سی بھی شہادت نہیں ہے کہ اس کے اس فعل کا محرک فیلقوس تھا اور ایک نازک موقع پر پھنس کر اس نے غالباً نیک نیتی سے ایسا کیا۔

لیکن اس صورت میں ڈیموس تھینیز کے فعل کی توجیہ کیا ہو گی۔ اسکینز کا دعویٰ یہ ہے کہ ڈیموس تھینیز جب ۳۴۲ء میں بلیگورس میں تھا تو اس نے امفیا کے اہل لوکریس کے ناپاک افعال کے متعلق دول متحالفہ میں خاموش رہنے کے لئے نہ صرف رشوت لی تھی بلکہ ان سے تنخواہ پاتا تھا اور اس سمجھوتے پر کہ وہ اتیھنز میں ہر طرح پر ان کے اعتراض کو آگے بڑھائے گا ان سے فی الواقع بیس مینا سالانہ اسے وصول ہوتے تھے مگر یہ ممکن ہے کہ اس کے فعل کی اس سے زیادہ معزز تاویل کیجا سکے کونسل دول متحالفہ میں اتیھنز کے اوپر اعتراض اہل امفیا نے تھیبز والوں کے دوست کی حیثیت سے کیا تھا جن کے دلوں کو (غالباً محض بے توجہی کی وجہ سے) اس سے صدمہ پہنچا تھا کہ ایک کتبہ از سر نو نصب کیا گیا جس کا گمنامی ہی میں پڑا رہنا زیادہ انسب واولیٰ ہوتا اور اس کتبہ کی وجہ سے اہل تھیبز کی تاریخ کے ایک پرانے دھبہ کی تجدید ہو گئی کہ انھوں نے ۴۸۰ءء کے ایرانی حملہ کے وقت یونانیوں کی جانبداری کو ترک کر دیا تھا۔ ڈیموس تھینیز یہ دیکھتا تھا کہ اگر اتیھنز کو فیلقوس کے مقابلہ میں ٹھہرنا ہے تو اسے تھیبز سے پرخاش نہ کرنا چاہئے اور اس لئے اہل امفیا کے خلاف

کارروائی میں اسے شریک ہونا چاہئے۔ اسے یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ اہل تھینیز، فیلقوس کے حلیف ہونے کی حالت سے بیزار ہوتے جاتے تھے کیونکہ وہ یہ سمجھنے لگے تھے کہ اس صورت میں ان کی اہمیت صرف دوسرے درجہ میں رہے گی اور درحقیقت انھوں نے فیلقوس کے خلاف ایک قطعی غیر دوستانہ کام بھی کیا تھا کیونکہ جب وہ ستھیا میں تھا تو انھوں نے اس مقدونوی فوج کو جسے فیلقوس نے نکیا میں مقرر کیا تھا نکال کر اس جگہ پر خود قبضہ کرلیا تھا۔ اکنیس میں اہل تھیبز کی نوآبادی پر فیلقوس کے نوج متعین کردینے سے بھی غالباً انھیں آزردگی ہوئی ہوگی اور یہ بھی انھیں خوش نہ آیا ہوگا کہ پلوپونیس کی وہ قومیں جو کسی وقت میں اہل تھیبز پر دار و مدار رکھتی تھیں اب فیلقوس کو اپنا محافظ سمجھنے لگی تھیں۔ تھیبز کے لوگوں کے خیالات اس شہر سے جو لوگ ایتھنز میں آتے ہوں گے اُن سے لامحالہ ڈیموس تھینیز کو معلوم ہوگئے ہوں گے کیونکہ وہ ایتھنز میں تھیبز کا پروکونسل (یعنے قنصل) تھا۔ مزید براں اگرچہ یہ صحیح تھا کہ اسکنیز نے دول متحالفہ (متقاربہ) کی نوری توجہ ایتھنز سے ہٹا کر اہل امفیا کی طرف منعطف کردی تھی مگر اس کے ساتھ ہی (جیسا کہ ڈیموس تھینیز نے بالاعلان کہدیا تھا) یہ بھی صحیح تھا کہ دول متحالفہ (متقاربہ) کو برانگیختہ کرنا خاص کر اہل امفیا کے خلاف ایسا کرنا جو فیلقوس کے حلیف تھے ایک ایسا فعل تھا جس سے یہ غیر اغلب نہیں تھا کہ فیلقوس کی مداخلت کے لئے ایک ورنہ کھل جائے اور بظن غالب اس سے امفیا کے برابر ہی ایتھنز کو بھی نقصان پہنچ جائے۔ ڈیموس تھینیز کو یہ یقین تھا کہ فیلقوس پر یہ لازمی تھا کہ زیادہ زمانہ گزرنے کے قبل ہی وہ ایتھنز کے خلاف کوئی کارروائی کرے کیونکہ اگرچہ فوکیون کے علیحدہ ہوجانے کے بعد ایتھنز کے امیرالبحر فیلقوس کے خلاف مخالفانہ کارروائیوں کا سلسلہ کچھ یوں ہی سی کامیابی کے ساتھ چلاتے جاتے تھے پھر بھی ایتھنز کے جہازوں کی یورشوں سے مقدونوی سواحل کی تجارت کو بہت نقصان پہنچ رہا تھا اور یہ یقینی تھا کہ اسے یہ خواہش ہوگی کہ بیزنتھس اور بیزنطیہ کے سامنے ناکام ہونے کے بعد وہ اپنے نقصان شہرت کی تلافی کرے اور اس لئے اب پہلے سے بھی زیادہ ضروری تھا کہ اہل تھیبز کو خوش اور راضی رکھا جائے جن کے خیالات و اغراض اب وقت کی مجبوریوں سے اہل ایتھنز کے خیالات و اغراض کے ہم آہنگ ہوتے جاتے تھے۔

اس نقطۂ نظر سے تھیبز کے دوست اہل امفیا پر دول متحالفہ کے حملے کی ہمت افزائی کرنے سے ڈیموس تھینیز کا انکار کرنا عاقلانہ و دور اندیشانہ تھا اور واقعہ نے اسے پوری طرح صحیح ثابت کر دیا مگر ایتھنز کی عام رائے ہنوز تھیبز کی طرف سے اس درجہ برگشتہ تھی کہ ڈیموس تھینیز اپنی حکمت عملی کی صحیح وجہ کے طور پر مجلس کے سامنے اپنی اس خواہش کا اظہار نہیں کر سکتا تھا کہ وہ اہل تھیبز سے دوستی پیدا کرنا چاہتا ہے اور اس لئے اس نے لامحالہ دوسرے دلائل استعمال کئے۔

بعض ارباب قلم نے ڈیموس تھینیز کو اس امر پر ملامت کی ہے کہ اس نے امفیا کے خلاف جنگ میں ایتھنز کو شریک ہونے دیا ان لوگوں کا یقین ہے کہ اگر اہل ایتھنز نے زور کے ساتھ اس جنگ میں شرکت کی ہوتی تو فیلقوس سے التجا کرنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہتی مگر فیلقوس سے جلد تر کشاکش کا ہونا لازمی تھا اور یہ موقع نہ تھا کہ ڈیموس تھینیز جس توی ترین حلیف سے نفع اُٹھانے کی توقع میں لگا ہوا تھا اس سے محض اس گمان پر عالیحدگی اختیار کر لیجاتی کہ شائد کچھ دنوں کے لیے یہ کشاکش ملتوی ہو جائے۔ دوسروں نے یہ کہا ہے کہ ڈیموس تھینیز کی حکمت عملی پر چلنے سے ایتھنز نے ایک عظیم الشان قومی معرکہ میں شریک ہونے کے موقع کو کھو دیا یعنے اول تو ڈلفی کے قومی دیوتا کی حمایت میں شرکت کے موقع کو ہاتھ سے نکل جانے دیا اور پھر اس کے بعد ایران کے مقابلہ میں فیلقوس کے ساتھ شریک ہونے اور اگر ضرورت ہوتی تو ایران جاتے ہوئے تھیبز کو بھی پامال کر دینے کے موقع کو ضائع کر دیا۔ مگر اس سوال کو بالائے طاق رکھکر کہ آیا فیلقوس کے مقاصد قومی اور کل یونان کے نفع کے لئے تھے یا اس کا اولین مقصد مقدونیہ کی شہنشاہی کو وسعت دینا تھا ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ایتھنز کا اعلیٰ درجہ کا ارمان جس صورت میں کہ ڈیموس تھینیز اس کو سمجھتا تھا اور غالباً اس کے اہل ملک بھی اس کو اسی صورت میں سمجھتے تھے وہ اس "قومی" معرکہ میں شرکت سے پورا ہوتا تھا یا نہیں جس میں بحالت شرکت ایتھنز کو غالباً دوسرا درجہ حاصل ہوتا۔ کیا یہ توقع ہو سکتی تھی کہ ایک مطلق العنان بادشاہ اور ایتھنز کی عمومیت کے

لہ غالباً اسکینز بھی تھیبز کے خلاف عام منافرت میں شریک تھا، مگر جب آئندہ سکندر نے تھیبز کو فتح کر لیا تو اسکینز نے بہت کچھ شور و شیون بپا کیا۔

درمیان کوئی مخالفہ مستحکم و محفوظ رہ سکتا ہے اور قوم کو ایک ایسے مخالفہ کی طرف کیونکر رغبت دلائی جا سکتی تھی جس کا مطلب اُس کے نزدیک یہی ہو سکتا تھا کہ سال گزشتہ کے تاریخی واقعات سے جو شاندار اُمیدیں پیدا ہوئی تھیں وہ اب دل میں نہ رکھی جائیں۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈیموس تھینیز نے وہی راستہ اختیار کیا جو (اہل ایتھنز کے عام تصور کے مطابق) قومی اعزاز اور دور بینی سے توافق رکھتا تھا۔

اس سوال کا کوئی جواب نہیں دیا جا سکتا کہ اہل امفیا نے ایتھنز کے خلاف جو ابتدائی شکایت کی تھی آیا اس کی تحریک فیلقوس کی جانب سے اس امید میں ہوئی تھی کہ اس طرح وہ ایتھنز کے خلاف دول متحالفہ (متقاربہ) کو جنگ پر برانگیختہ کرنا چاہتا تھا (اگر ایسا تھا تو اسکینز نے اتفاقیہ طور پر فیلقوس کے مقصد کے مخالف روش اختیار کی) یہ امر بعید از قیاس نہیں ہے کہ ایسا رہا ہو کیونکہ ڈیموس تھینیز کی طرح فیلقوس بھی یہ جانتا رہا ہوگا کہ آخر الامر ایتھنز سے کشمکش ہونا ہے اور چونکہ ڈیموس تھینیز نے ایتھنز میں مقدونوی فریق کو شکست دیدی ہے اس لئے اس مسئلہ کا تصفیہ غداری اور تدابیر سفارتی سے نہ ہو سکے گا بلکہ بزور اسلحہ ہی اس کا تصفیہ ہوگا اور دول متحالفہ (متقاربہ) کی جنگ اس مقصد کے لئے نہایت ہی موزوں تدبیر تھی لیکن اس مسئلہ کے متعلق کوئی شہادت موجود نہیں ہے۔ یہ امر کہ ٹیفس دیدہ و دانستہ فیلقوس کے مقصد کے موافق کارروائی کر رہا تھا اس کو ڈیموس تھینیز اور لوگوں نے بیان کیا ہے اور شائد یہ درست بھی ہو کیونکہ ٹیفس کے وطن یعنے شہر فارسیلس کو فیلقوس کی نوازشوں سے بہت نفع پہنچا تھا۔

فیلقوس ایک لشکر لئے ہوئے جس میں مقدونوی و تسلوی رسالے شامل تھے بلا تاخیر جنوب کی طرف چل پڑا اور غالباً اس نے لامیا سے کیٹی نی ام واقع ڈورس کی سیدھی سڑک اختیار کی اور ہفرا پیلی کو چھوڑ گیا۔ اس نے پہلے کیٹی نی ام پر قبضہ کیا جو (درہ گراودیا کے وسیلہ سے) پہاڑوں کی اس سڑک پر حاوی تھا جو امفیا کو جاتی تھی اور بظاہر امفیا ہی اس کی منزل مقصود تھی۔ مگر براہ راست امفیا کی طرف بڑھنے کے بجائے وہ اس شاہراہ کی طرف مڑ گیا جو فوکس کے میدان میں ہوتی ہوئی تھیبز اور ایتھنز کو گئی تھی اور (اوائل ستمبر ۳۳۹ سنہ میں) الاٹیا پر قبضہ کر لیا۔ الاٹیا اس موقع سے اس شاہراہ پر حاوی تھا

جو شمال میں بیوتیا کی سرحد سے صرف چند میل پر تھا۔ غالباً اس نے پہاڑوں کے اوپر والے اُن بڑے ضروری راستوں کو بھی محفوظ کر لیا ہو جو تھرما پلی سے میدان کی طرف آتے تھے۔ یہ راستے آجکل کے دیہات درنیلسا اور زرکو کوری کے قریب میدان میں داخل ہوتے ہیں۔ خاص اس وقت میں نکیا میں فوج کے ہونیکے متعلق کچھ شبہ ہے۔ غالباً یہ مقام اس وقت تک اہل تھیبنز کے قبضہ میں تھا جنھوں نے اُس زمانہ سے ایک سال پہلے اس پر قبضہ کیا تھا مگر الاٹیا پر قابض ہونیکے بعد ہی بہت جلد فیلقوس نے اہل تھیبنز سے یہ خواہش کی کہ وہ اس مقام کو اہل لوکریس کے حوالہ کر دیں جن کے ضلع میں وہ مقام واقع تھا اور ممکن ہے کہ یہ دیکھکر کہ تھیبنز والے اوس سے بددل ہوتے جاتے ہیں[1] فیلقوس نے لوکریس کے لوگوں کی اس شاخ سے پہلے دوستانہ پیدا کر لیا ہو۔ بہر حال جو کچھ بھی ہو الاٹیا کو قلعہ بند کر کے اس نے اپنے کو بہت مضبوط جگہ پر قائم کر لیا۔ اس کے عقب کی بڑی سڑکیں قطعاً محفوظ ہو گئی تھیں اور اس جگہ سے اور بھی بہت سے فائدے حاصل تھے۔ اسے بطور یقین کے سمجھنا چاہئے کہ الاٹیا کے قبضہ سے خود اسکا مقصد اولین تھیبنز کو دھمکانا اور اسے متنبہ کرنا تھا کہ تھیبنز فیلقوس سے اپنی دوستی کو جو سرعت سے زائل ہوتی جارہی ہے پھر زندہ کرے اور واقعی بیوتیا کے حدود میں داخل ہوئے بغیر اس دھمکی میں زیادہ سہولت تھی کیونکہ داخلہ کی صورت میں تھیبنز ایتھنز کے ہاتھوں میں جا رہتا مگر یہ بھی یقینی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مرتبہ ہمیشہ کے لئے یونان کے اندر اپنی مخالفت کا خاتمہ کر دینا چاہتا تھا لیکن حسب معمول اپنے عمل کے لئے کسی معقول وجہ کا جویاں تھا۔ یونان میں اسکی موجودگی کا عذر امفیا کے تباہ کرنیکا وہ کمیشن تھا جس پر دول متحالفہ (متقاربہ) نے اسے مامور کیا تھا لیکن اگر اپنے اس کمیشن کو فوراً انجام کو پہنچا دیتا تو پھر یہ عذر ختم ہو جاتا۔ اسکا ظاہری مقصد پورا ہو جاتا اور اس کے یونان میں ٹھہرے رہنے کے لئے کوئی معقول حیلہ باقی نہ رہتا۔ علاوہ ازیں اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ کیٹی لی ام اور امفیا کے

---

[1] گلوز کی دلیل یہی ہے۔ (کتاب ہینی ۵۲۶ مطبوعہ ۱۹۰۶ء) اگر اپنے گمان کی تائید میں گلوز جو یہ شہادت پیش کرتا ہے کہ فیلقوس اہل فوکس سے بھی دوستی پیدا کر رہا تھا اور اہل فوکس کے دوست کی حیثیت سے اس نے الاٹیا پر قبضہ کیا جن کے حدود میں یہ شہر واقع تھا یہ شہادت کوئی نتیجہ پیدا کرنے سے بہت دور ہے۔

درمیان کے پہاڑوں میں اسے اپنی فوج کے لئے جیسا کچھ سامان خوراک میسر آیا اس سے بہتر سامان نوکس کے میدانوں میں ہاتھ آتا۔ ان تمام وجوہ سے اس نے الاٹیا پر قبضہ کرلیا۔

اہل اتھنز پر پہلے تو اس خبر سے بالکل سکتہ طاری ہوگیا کیونکہ ڈیموس تھینیز کی طرح انھوں نے ابھی یہ نہیں سمجھا تھا کہ فیلقوس اور اہل تھیبز کے درمیان کشید گی بڑھتی جارہی تھی پس ان کا خیال یہ تھا کہ فیلقوس اس لئے آیا ہے کہ تھیبز کی فوجوں سے ملکر اٹیکا پر حملہ کردے۔ "تاج" کے متعلق ایک تقریر کی بہت ہی مشہور عبارت میں وہ اثر بیان کیا گیا ہے جو اتھنز والوں پر اس خبر سے پہنچا۔

"شام کا وقت تھا اور ایک شخص ارکین مجلس عاملہ[1] (پریٹاتیس) کے پاس یہ خبر لے کر آیا کہ الاٹیا پر فیلقوس کا قبضہ ہوگیا۔ اس پر لوگ رات کے کھانے سے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے بعضوں نے بازار میں جو چھپر پڑے تھے وہاں سے لوگوں کو نکال کر چھپروں میں آگ لگادی[2]۔ بعضوں نے سپہ سالاروں کو طلب کیا اور منادی کرنے والے کو بلایا۔ تمام شہر میں ایک ہل چل پڑ گئی۔ دوسرے روز علی الصباح پریٹاتیس (ارکین مجلس عاملہ) نے ایوان کونسل میں کونسل کو طلب کیا اور آپ لوگوں نے مجلس ملکی کیطرف راہ لی اور قبل اس کے کہ کونسل اپنی کارروائی شروع کرتی اور مسودۂ قرارداد کو منظور کرتی تمام قوم پہاڑی کے دامن پر بیٹھ چکی تھی۔ جس وقت ارکان کونسل وہاں تشریف لے آئے اور مجلس عاملہ نے اس خبر کی اطلاع دی جو اسے موصول ہوئی تھی اور قاصد کو سامنے بلایا اور اس نے اپنا بیان دیا تو نقیب نے حسب معمول پوچھا کہ "کون شخص بولنا چاہتا ہے" مگر کوئی بھی سامنے نہ آیا اور نقیب نے اگرچہ اس سوال کو بارہا دہرایا پھر بھی کوئی نہ اٹھا، حالانکہ تمام سپہ سالار اور تمام مقرر وہاں موجود تھے اور اُن کے ملک کی آواز یہ تقاضا کررہی تھی کہ ملک کی نجات کے لئے کوئی شخص کچھ کہے، کیونکہ نقیب کی آواز جو حسب قانون اس کے منہ سے نکلی ہو اُسے صحیح طور پر سمجھنا چاہئے کہ

[1] کونسل کی مجلس عاملہ۔

[2] غالباً اس طرح پر ہون کرنا مجلس ملکی کے غیر معمولی اجلاس کے طلب کرنے کا طریقہ تھا۔

وہ ہمارے ملک کی عام آواز ہے لیکن یہ ان لوگوں کا کام تھا جو شہر کو نجات دلانا چاہتے
تھے کہ وہ آگے بڑھیں تو آپ سب اور تمام دیگر اہل اتھنز اٹھ کھڑے ہوتے اور
پلیٹ فارم پر چلے گئے ہوتے کیونکہ میرا یقین ہے کہ آپ سب شہر کی نجات کے
خواہاں تھے۔ اگر یہ کام صرف بڑے بڑے دولتمندوں کا تھا تو "سہ صد" کو اٹھنا چاہیئے
تھا اور اگر یہ کام ان لوگوں کا تھا جن میں یہ دونوں صفات یعنے شہر کی وفاداری اور دولت
جمع ہو تو ان لوگوں کو اٹھنا چاہیئے تھا جنھوں نے بعد میں بڑے بڑے عطئے دئے کیونکہ
ان کی اس فیاضی کا موجب یہی شہر کی وفاداری اور دولتمندی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ
اس نازک موقع اور اس دن کا تقاضا صرف وفادار و دولتمند شخص ہی کے لئے نہیں تھا
بلکہ اس کا تقاضا کسی ایسے شخص کے لئے تھا جس نے اول سے واقعات کی رفتار کو
گہری نظر سے دیکھا ہو اور فیلقوس جس نیت اور جس مقصد سے کام کر رہا تھا اس کی
نسبت وہ صحیح نتیجہ پر پہنچ گیا ہو جس شخص کی اس دن ضرورت تھی وہ میری ذات تھی۔"

ڈیموس تھینیز اس کے بعد یہ بیان کرتا ہے کہ کس طرح اس نے اس یقین کو
زائل کیا کہ اہل تھیبز کے ساتھ فیلقوس کی قابل اطمینان مفاہمت ہے، اور اس لئے
ابھی وقت ہاتھ سے نہیں گیا ہے کہ اہل تھیبز کو ساتھ لیکر اٹیکا پر حملہ آور ہونے سے فیلقوس
کو روکا جا سکے۔ اگر ایسا ہوتا تو لوگ اس کا الاٹیا میں ہونا نہ سنتے بلکہ اٹیکا کی سرحد پر
اس کا ہونا سنتے۔ چونکہ اہل تھیبز کی روش ہنوز غیر متیقن تھی یہی وجہ تھی کہ فیلقوس نے
اس امید سے الاٹیا پر قبضہ کیا تھا کہ تھیبز میں اپنے دوستوں کی ہمت افزائی کرے
اور اپنے مخالفوں کو دھمکی دے اور اس طرح انھیں مجبور کر دے کہ ان کی خواہش ہو
یا نہ ہو وہ اس کے ساتھ شریک ہو جائیں۔ ڈیموس تھینیز کا بیان یہ تھا کہ اتھنز والے
تھیبز کے خلاف اپنے شکوے شکایت کو بھول جائیں اور فیاضانہ شرائط پر ان سے
محالفہ کرلیں تو اس کے روکنے کا موقع اب بھی باقی ہے۔ اس کے ساتھ ہی انھیں یہ بھی
ظاہر کر دینا چاہیئے کہ وہ واقعی کچھ کرنا چاہتے ہیں اور وہ اس طرح کہ شہری سپاہیوں
اور سواروں کو فوراً مسلح کر دیں اور انھیں حکم دیں کہ بیوتیا کے سب سے زیادہ آسان راستہ
سے) الیوسیا کو روانہ ہو جائیں اور سپہ سالاروں کے ساتھ ہوا ایلچی تھیبز کو بھیجے جائیں انھیں آئندہ
[illegible] ... کا پورا اختیار دیدیا جائے۔ ڈیموس تھینیز کی فیاضانہ [illegible] کا اثر

مجلس پر چھا گیا۔ سپاہیوں کی بھرتی کا حکم دے دیا گیا اور دوسروں کے ساتھ وہ خود بھی فوراً ہی تھیبز کو روانہ کر دیا گیا۔ وہ کہتا ہے کہ تھیبز کے ساتھ ہمارے نئے تعلقات کا یہ پہلا قدم تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ خطرہ شہر پر اس طرح آ پڑا ہے جیسے جاڑے میں سیلاب آجائے مگر شہر جس خطرے میں گھر گیا تھا اس فیصلے نے اسے ابر کی طرح چھانٹ دیا۔

تھیبز پہنچنے پر ڈیموس تھینیز نے دیکھا کہ فیلقوس اور اہل تھسالیہ کے سفرا وہاں پہلے ہی پہنچ چکے ہیں۔ فیلقوس کی نمائندگی انتاس اور کلیرکس اور اس کے حلفا کی نمائندگی تھریسیڈیس اور ڈیوکس کرتے تھے[1]۔ اہل تھیبز اگرچہ اہل امفیا کے دوست وحلیف تھے (جن کے خلاف فیلقوس بظاہر کوچ کر رہا تھا) مگر وہ اس کے لئے تیار تھا کہ اگر اہل تھیبز، ایٹکا کے کوچ میں اس کے ساتھ شریک ہوجائیں، یا اتنا ہی کریں کہ اس کی فوج کو بغیر مخالفت کے بیوتیا سے گزر جانے دیں تو وہ ان کے ساتھ غیر جانبدارانہ برتاؤ کرے گا۔ تھیبز کی مجلس نے پہلے فیلقوس اور اس کے حلیفوں کے ایلچیوں کا بیان سنا جنہوں نے ان تمام کاموں کو یاد دلایا جو اہل ایتھنز نے کبھی بھی تھیبز کے خلاف کئے ہوں اور ایٹکا کی لوٹ سے اہل تھیبز کے دولتمند ہوجانے کی امیدیں دلائیں اور (یہ بھی کہدیا کہ) اگر وہ فیلقوس کی سبقت دوستانہ سے ہاتھ کھینچیں گے تو اس کی فوجیں خود بیوتیا کو لوٹ لیں گی۔ ڈیموس تھینیز نے خود اپنے جواب کا پورا بیان نہیں دیا ہے مگر اس میں بہت کم شک ہوسکتا ہے کہ اس نے اس امر پر زور دیا کہ اگر اہل تھیبز، فیلقوس کے ساتھ شریک نہ ہوجائیں گے تو اس کا نتیجہ صرف یہی ہونا ہے کہ فیلقوس اس قابل ہوجائیگا کہ علٰحدہ علٰحدہ ایتھنز و تھیبز دونوں کو مغلوب کرلے۔ برخلاف ازیں اگر دونوں شہر متحد ہوجائیں تو وہ یہ امید کرسکتے ہیں کہ وہ فیلقوس کی پوری فوج کو شکست دیدیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ اس نے اپنی بے مثل فصاحت سے یونانی حب الوطنی کا جوش دلایا ہوگا اور دونوں سلطنتوں کے سابقہ تعلقات کو دیکھتے ہوئے جو شرائط اس نے پیش کئے تھے وہ غیر معمولی طور پر

---

[1] ڈیوڈورس کا بیان ہے کہ بائی تھون بھی فیلقوس کے ایلچیوں میں تھا مگر جو اقتباس اس نے دیا ہے اس کا اشارہ دوسرے موقع کی طرف ہے۔

فیاضانہ تھے ۔ یہ قرار پایا تھا کہ تھیبز بیوتیا کا مالک تسلیم کیا جائے اور جو شہر بھی اس کی اطاعت سے انکار کرے اہل ایتھنز اس کے خلاف تھیبز کی مدد کریں ۔ بحری افواج کی کمان دونوں میں مشترک ہے ۔ خشکی پر اہل تھیبز کمان کریں اور اہل ایتھنز مہم کا دو ثلث خرچ ادا کریں ۔

زمانۂ مابعد کے کئی موقعوں پر اسکینز نے ڈیموس تھینیز پر بہت ہی سخت حملہ کیا ہے کہ اس نے تھیبز کے لئے ایسے مفید اور (بقول اسکینز) ایتھنز کے لئے ایسے ذلیل شرائط قرار دئے ۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ تھسپئی اور پلیٹی کے معاملہ کو چھوڑ دینا (جن کی آزادی کی ایتھنز نے ہمیشہ حمایت کی تھی) ایتھنز کی روایتی حکمت عملی کے ایک بہت ہی شریفانہ عنصر کو ترک کر دینا تھا اور اروپس کو حوالہ کر دینے سے بھی ایتھنز کے فخر پر اثر پڑا ہوگا مگر اخراجات کی تقسیم کے باب میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے محل وقوع کے اعتبار سے تھیبز کو اس فوج کے قائم رکھنے کے اخراجات کا بڑا حصہ ادا کرنا چاہئے تھا جو اس کی مملکت میں مقیم کیجائے اور اہل ایتھنز جس حالت میں آ گئے تھے اس کے اعتبار سے یہ محض دیوانگی ہوتی کہ محالفہ کے دونوں فریق کے درمیان ذمہ داری اور حق خاص کی قطعی تقسیم پر مناقشہ برپا کیا جاتا ۔ اس میں شک نہیں کہ ڈیموس تھینیز نے بڑی جرأت سے کام لیا کہ اپنی ذمہ داری پر عمومیت کے ایک رکن کی حیثیت سے ایسے شرائط عطا کر دئے مگر موقع ایسا آپڑا تھا ۔ ایتھنز کے لئے یہ خرچ اور ڈیموس تھینیز کے لئے یہ خطرہ برداشت ہی کرنا موزوں و سزاوار تھا ۔ اس کی تقریر میں کوئی ٹکڑا اس ٹکڑے سے زیادہ اثر انگیز نہیں ہے جہاں اس نے تھیبز سے اپنی قرارداد کے متعلق اسکینز کے التباسات کے خلاف اپنی حمایت کی ہے ۔

(وہ کہتا ہے کہ) اسکینز اگر آپ کا اشارہ اس طرف ہے کہ ہمارے اور اہل تھیبز یا اہل بائی زنطہ یا اہل ایوبیا کے درمیان موزوں و مناسب کیا تھا، اگر اس موقع پر آپ حصۂ مساوی کا ذکر کرتے ہیں تو ضرور ہے کہ اول تو آپ اس واقعہ سے نابلد ہیں کہ قدیم زمانہ میں بھی جو تین سو جہازات اہل یونان کی طرف سے لڑے تھے ان میں سے ایتھنز نے دو سو جہازات مہیا کئے تھے اور یہ نہیں خیال کیا تھا کہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہے، نہ یہ روا رکھا تھا کہ ان لوگوں پر الزام لگایا جائے جنھوں نے اس کام کی صلاح

دی تھی اور نہ اس انتظام سے کچھ آزردگی پیدا ہوئی تھی یہ کچھ بھی نہ ہوا بلکہ لوگوں نے دیکھا کہ ایتھنز خدا کا شکر ادا کر رہا ہے کہ جب اہل یونان پر ایک عام خطرہ محیط ہوا تو ایتھنز نے سب کے خلاص کے لئے اوروں سے دو نا سامان مہیا کیا۔ مزید برآں میرے اوپر یہ خلاف دیانت الزامات لگا کر آپ اپنے ملک کو بہت ہی بے مصرف نفع پہنچا رہے ہیں۔ آپ ان سے "اب" یہ کیوں کہتے ہیں کہ انھیں کیا روش اختیار کرنا چاہئے تھی آپ ایتھنز میں موجود تھے اور یہاں حاضر تھے پھر ان نازک اوقات میں جبکہ ہم اپنی مرضی پر نہیں چل سکتے تھے بلکہ حالات جو صورت پیش کر دیں اسی کو قبول کرنا تھا اگر یہ ممکن تھا تو اس وقت آپ نے یہ تجویز کیوں نہ پیش کی۔

اس نے یہ سوال کیا کہ اگر وہ شرائط کے متعلق چنیں وچناں کرتا رہتا اور اہل تھیبز فیلقوس کے ساتھ شریک ہو جاتے تو اس وقت اس کے مخالفین کیا کہتے۔

بہرحال ڈیموس تھینیز ہی کے تجاویز کی متابعت میں اہل تھیبز اور اہل ایتھنز نے اب دوسرے یونانی دول کے پاس ان کی تائید حاصل کرنے کی امید میں عاجلانہ سفارتیں روانہ کیں ادھر فیلقوس نے خطرہ کی شدت کا پوری طرح اندازہ کر کے اپنے پلوپونیس کے حلیفوں کو لکھا (جن میں سے اکثر عشیرا اس وقت تک تھیبز سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے) اور اپنے کو صرف یہ ظاہر کیا کہ وہ ایمفیا کے خلاف دول متحالفہ (متقاربہ) کا بندۂ فرمان ہے اور (اگر ڈیموس تھینیز کا بیان صحیح ہے تو) کسی اور قسم کا ارادہ رکھنے سے اپنے کو بری ظاہر کیا۔ اہل آرکیڈیا نے باوجود فیلقوس کے مخالف ہونے کے غیر جانبدار بننے کا عزم کر لیا اہل مسینیا اور اہل الس نے انھیں کی تقلید کی۔ اہل اسپارٹا اگرچہ فیلقوس کے معاند تھے مگر انھوں نے وہی روش اختیار کی جس پر وہ کئی برس سے چل رہے تھے یعنے غیر ملکی معاملات میں الجھنے سے اپنا دامن بچائے بچائیں۔ ایوبیا، ایکیا، میگارا، اکرنان کی قوموں اور کارکیرا اور لیوکاس کے باشندوں نے اہالی ایتھنز و تھیبز کے معاملہ کی تائید کی۔

ایتھنز کے جو مدبرین جنگ کے مخالف تھے انھوں نے یہ سعی کی کہ ڈیموس تھینیز کے فیصلے کے منظور ہو جانے اور عمل میں آنے کے تھوڑے ہی زمانہ بعد جن بدشگونیوں کی اطلاعیں موصول ہوئی تھیں ان سے اپنے حق میں تائید پیدا کریں۔ ڈلفی کی کہانت نے مصیبت کی پیشینگوئی کی اور اس مطلب کے قدیم کاہنی مقولات نقل کئے۔ تھیبز میں یہ کہا گیا کہ مجسموں سے خون ٹپکا ہے

اس سے بھی بدتر یہ ہوا کہ ۱۲ ستمبر کو جب اسرار الیوسیا میں شرکت کے امیدوار سمندر کی طرف گئے کہ اپنے بدن کو پاک کریں تو ان میں سے بعض امیدواروں کو ایک مچھلی نے مار ڈالا، مگر جب یہ تجویز ہوی کہ کہانت سے دوبارہ مشورہ کیا جائے تو ڈیموس تھینیز نے یہ کہا ڈلفی کی کاہنہ فیلقوس کے اثر میں آگئی ہے، جیسا کہ اس سے قبل جنگہائے ایران کے وقت وہ میڈیا کے اثر میں آگئی تھی یعنے ایرانیوں کی جانبدار بن گئی تھی اور اس نے اہالی ایتھنز و تھیبز دونوں کو یہ یاد دلایا کہ جس قسم کے حیلے اس وقت پیش کئے جارہے ہیں اس قسم کے حیلوں کو دونوں شہروں کے سب سے بڑے مدبرین یعنے پری کلیس اور اپامینوں داس نے حقارت کے ساتھ بزدلی پر محمول کیا ہے۔ وہ اس امر کو روا رکھنا نہیں چاہتا تھا کہ فوجوں کی طرف سے جو قربانیاں کی گئی ہیں اور ان میں جن نامناسب شگون کا اظہار ہوا ہے اُن کی وجہ سے ایتھنز سے فوجوں کی روانگی میں کسی قسم کی تاخیر عمل میں آئے اور فی الوقت ایتھنز اور تھیبز دونوں جگھوں میں اس کے الفاظ بمنزلۂ قانون کے تھے۔

ڈیموس تھینیز نے جن کارروائیوں کی تجویز کی تھی وہ سرمایہ کے بغیر انجام نہیں پاسکتی تھیں اور سرمایہ مہیا کرنے کے لئے اس نے ایک مرتبہ پھر اس امر پہ زور دیا کہ جو بچت تہواروں میں صرف کیجارہی تھی وہ فوجی اغراض کے لئے کام میں لائی جائے اور اس مرتبہ اس مقصد میں اسے کامیابی حاصل ہوگئی۔ اس نے ایک قرارداد یہ بھی منظور کرادی کہ سردست گودیوں اور سلاح خانوں کی مرمت کے کام بند کردئے جائیں اور اس طرح ایک معقول رقم مہیا ہوجائے۔ اسی سال میں ہم پہلی مرتبہ خازن سرمایہ فوجی کا نام سنتے ہیں اور یہ نہایت ہی اغلب ہے کہ یہ عہدہ اب پہلی مرتبہ قائم ہوا تھا۔ اس عہدے پر لکرگس کا بھتیجا کیلیس فائز تھا اور خود لکرگس (جو ایک قابل و باہمت ماہر مالیات اور ڈیموس تھینیز کا پرزور حامی تھا) ۳۳۸ ق م میں کمیشن مذہبی کا رکن ہوگیا اور آئندہ بارہ برس تک خواہ خود اپنے عہدے کی حیثیت سے یا اپنے عہدہ دار دوستوں کے وسیلے سے ایتھنز کے مالی انتظام پر قابض و قادر رہا۔

سلہ ملاحظہ ہو تعلیق ۱

جس قدر جلد ممکن تھا ایتھنز کی[1] فوجیں تھیبز کی فوجوں سے جا ملیں اور وہاں پہنچنے پر ان کا خیر مقدم دوستانہ گرمجوشی سے ہوا۔ اہل تھیبز کے گھروں میں بے تامل انھیں جگہیں دی گئیں اور انھوں نے اپنے اس امتیاز کا خراب استعمال نہیں کیا اور اس طرح جو عمدہ جذبی خیالات پیدا ہوئے بلا شک و شبہہ ان سے دونوں سلطنتوں کی سرکاری دوستی کو تائید و توکید حاصل ہوگئی۔ متحدہ فوجوں نے اب ان راستوں[2] کو قلعہ بند کیا جن سے ہوکر بیوتیا میں فیلقوس کا راستہ جاتا تھا۔ ان میں سب سے زیادہ اہم درہ پیرا پوٹامای کا راستہ تھا جدھر سے ہوکر دریائے کفیسس' فوکس کے میدان سے بیوتیا کے میدان میں آتا تھا۔ اس میں بھی شک نہیں کہ اسی سلسلۂ کوہ میں جو دوسرے چھوٹے راستے واقع تھے (مثلاً ایک وہ راستہ جو ڈآلس کو جاتا تھا) اور دوسرا جو کوہ ہدیلیم کے مشرقی کنارہ پر تھا) ان سب پر بھی قبضہ کر لیا گیا تھا[3]۔ اس کے ساتھ ہی ایمفیا کے باشندوں کی درخواست پر دس ہزار اجیر سپاہیوں کی ایک فوج جیرس کے تحت میں وہاں روانہ کی گئی تاکہ درہ گریویا سے ہوکر لیتم سے (جس پر فیلقوس کی فوجیں قابض تھیں) فیلقوس کے اس شہر میں آپڑنے کو روکے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع کی سپہ سالاری تھیبز کے پراکسینس کے ہاتھ میں تھی۔

ابتدائی معرکوں میں جنھیں ڈیموس تھینیز "جنگ سرما" و "جنگ کنار دریا" کے ناموں سے یاد کرتا ہے حلیف کامیاب رہے (اغلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ معرکے اس وجہ سے وقوع پذیر ہوئے کہ فیلقوس نے درہ پاراپوٹامی میں سے ہوکر اپنا راستہ نکالنے کی کوشش کی تھی) حلیفوں نے ایلٹیرسیس اور شاید فوکس کے ان دوسرے شہروں کو بھی قلعہ بند کر لیا جنھیں فیلقوس نے جنگ مقدس کے دوران میں تباہ کر دیا تھا۔ حلیفوں کے

---

[1] اگر اسکینز (دربارۂ ٹیسفن فقرہ ۱۴۰) پر کوئی اعتماد کیا جا سکتا ہے تو فوج نے اتنا بھی انتظار نہ کیا کہ مجلس کی رائے سے معاملہ کی باضابطہ تصدیق ہو جاتی۔

[2] کرومیر نے (Antike Schlachtfelder in Griechenland Vol. I. میں) اس اہم کا جو بیان دیا ہے میں اسی کے مطابق چل رہا ہوں کیونکہ اس کی اس تصنیف نے اس مضمون کی تمام سابقہ تصانیف پست کر دیا ہے

[3] ملاحظہ ہو نقشہ۔

دل بڑھ گئے ۔ ایتھنز اور تھیبز نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی ۔ ایتھنز میں دیوتاؤں کی شکر گزاری میں قربانیاں ہوئیں اور جلوس نکالے گئے اور ڈیموس تھینیز ہمیں بتاتا ہے کہ شہر فخر و مسرت اور شکر گزاری سے بھرا ہو تھا۔ خود ڈیموس تھینیز کو ڈموٹیلس کی تحریک اور ہاپیر ٹڈس کی تائید سے ایک زریں تاج عطا کیا گیا اور مارچ ۳۴۰ ؁ کی تقریب ڈیونیسیا کے موقع پر عام مجمع میں اسے یہ تاج پہنایا گیا اور اگرچہ ڈیا ٹڈلس نے اس حکم کے خلاف ضابطہ ہونے کے دعوے سے ڈموٹیلس پر مقدمہ چلا دیا مگر وہ بری ہو گیا اور مقدمہ چلانے والے کو جوری کے پانچویں حصہ کی بھی رائے حاصل نہ ہو سکی حالانکہ اسے خود ایک بھاری جرمانہ سے بچانے کے لئے اس تناسب کی ضرورت تھی۔ فیلقوس نے اسے نہایت ضروری سمجھا کہ مزید جارحانہ کارروائیوں کے قبل وہ کمک کا انتظار کرے۔

اکثر یہ بحث کی گئی ہے کہ حلیفوں کے ابتدائی کامیابیاں حاصل کر لینے کے باوجود ان کا خالص مدافعانہ تدابیر اختیار کرنا اور ایمفسا کی حفاظت کے لئے (جو پاراپوٹامی کی اصل فوج سے تقریباً بیس میل پر واقع تھا) فوج کا ایک چوتھائی حصہ بھیجکر فوج کا منقسم کر دینا ۔ یہ سب موقع شناسی کی شدید غلطیاں تھیں۔ ڈیموس تھینیز نے جب مجلس میں اس آخری کارروائی کی تجویز کی اسی وقت اسکینز نے اس کی شدید مخالفت کی تھی اور بعد میں ڈیموس تھینیز پر حملہ کرنے میں اسے بھی اس نے ایک مبحث قرار دیا تھا۔ اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ حلفا کو اپنی مدافعانہ روش کے بابت یہ سمجھ لینا چاہئے تھا کہ اگر وہ لامحدود زمانہ تک بھی ان دروں پر قابض رہیں گے تو بھی اس سے ان کی حالت بہتر نہیں ہو سکتی تھی۔ فیلقوس بدستور غیر شکست خوردہ اور بیوتیا اور اٹیکا کے لئے باعث خطر بنا رہے گا اور حلفا کی فوجیں لشکر گاہ کی زندگی کے طولانی شدائد سے گھبرا اٹھیں گی۔ اس کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مدافعت کا جو خط پسند کیا گیا تھا یعنے کوہ پارنیس سے خلیج کو بیس تک کے دروں کا سلسلہ یہ ایک اچھا خط تھا اس سے بیوتیا کی کامل حفاظت ہوتی تھی اور اس لئے اٹیکا کی بھی حفاظت ہوتی تھی۔ فیلقوس کے لئے یہ دشوار یا غیر ممکن تھا کہ وہ محافظین کو دونوں جانب سے گھیر لیتا اور ان دروں اور ان کے ساتھ ہی درہ گریویا کے جنوبی اختتام پر قبضہ رکھنے سے فیلقوس خلیج کو رنتھ اور اپنے پلوپونس کے حلیفوں تک پہنچنے سے اس طرح کٹ گیا تھا کہ کسی اور تدبیر سے یہ ممکن

نہیں تھا۔ لہذا ملک کی نوعیت کے اعتبار سے خود درہ گریویا کی جنوب کی طرف سے مدافعت کرنا آسان تھا جیسا کہ جدید وقدیم دونوں زمانوں کے تجربہ سے ظاہر ہوگیا ہے علاوہ ازیں یہ بھی بغایت اغلب تھا کہ فیلقوس غیر معین زمانہ تک ایلشیا میں ٹھہر نہ سکیگا بلکہ خود اپنی سرحدوں اور تھریس میں اپنی حال کے حاصل کردہ ممالک کی غیر متعین حالت کی وجہ سے مجبور ہو کر اسے واپس جانا پڑے گا لیکن اس پر بھی اگر فیلقوس نے حملہ کردیا اور دروں پر غالب آجانے میں اسے کامیابی ہوگئی تب بھی حلفا عقب میں کرونیا کے میدان میں ہٹ سکتے اور اپنے حسب خواہ میدان جنگ پسند کرسکتے تھے۔

یہ امر واقعہ کہ آخر میں فیلقوس نے حلفا کو شکست دے دی اس کی وجہ ان کی مہم کے عام نقشہ کے نقائص سے زیادہ فیلقوس کی مستعد کاری اور اس کی انسانی طبائع کے علم پر مبنی تھی وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ دو بڑی اور چند چھوٹی سلطنتوں کے شہریوں کی مرکب فوجیں جس میں اجیر سپاہیوں کی جماعتیں بھی شامل کردی گئی ہوں ایسی فوج کا کسی ایک صاحب اقتدار کی کامل نگرانی میں رہنا جو تمام مواقع پر یکساں حزم و دور بینی سے کام لے سکے غیر اغلب تھا۔ بے شبہہ ایک مناسب موقع سے فائدہ اٹھاکر اور (ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ) اپنے مصنوعی ارادوں کی افواہ کے پھیلانے کا انتظام کرکے اس نے یہ بندوبست کیا کہ ایک خط جو اس نے اپنے سپہ سالار اینٹی پیٹر کے نام لکھا تھا پرا کسینس اور جیرس (سپہ سالاران افواج متعینہ قرب ایمفیا) کے ہاتھوں میں پڑ جائے۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ تھریس کی بغاوت کے فرو کرنے کے لئے وہ دفعتاً واپس جانے پر مجبور ہوگیا ہے اس بیان پر اور رنگ چڑھانے کے لئے اس نے کیٹی نی ام سے اپنی فوجیں واپس لیلیں۔ اس سے ایمفیا کی حفاظت کرنے والی اجیر فوج بالطبع سست اور پہرہ داری کی طرف سے غافل ہوگئی۔ فیلقوس راتوں رات تیز یلغار کرکے درہ گریویا کی طرف سے یکایک ان پر ٹوٹ پڑا حفاظتی فوج کا خاتمہ کردیا۔ ایمفیا پر جا گرا اور اسے لیلیا شہر بعد میں کونسل دول متخالفہ (متقاربہ) کے حکم سے برباد کردیا گیا۔ اس کے بعد وہ بزور نقل و حرکت سے (ناپیکٹس) تک بڑھ گیا جو کم از کم دو دن کا کوچ تھا اور اسے لے لیا اور حسب وعدہ اسے اپنے حلفا اہالی ایٹولیا کو دیگر خود اس کے قبل ایمفیا کو

واپس آ گیا کہ اس کے دشمن اس کے خلاف کوئی کارروائی کر سکیں[1]۔ اس طرح اس نے اپنے لئے خلیج کورنتھ تک راستہ کھول دیا تھا اور اس سے زیادہ یہ کہ ایمفیا اور قرب جوار کے اقطاع ملک پر قبضہ کرکے وہ ان راستوں پر حاوی ہو گیا جو کوہ پارنیسس اور کوہ کارنس کی شاخوں سے ہو کر میدان کفیسس سے جنوب کر وینا کو جاتے تھے۔ اب اگر وہ چاہتا تو اس کی فوجیں ان راستوں سے آ کر حلفا کی فوج کو عقب سے مقام پر بیوٹا مائی میں پریشان کرتیں اس امکان سے اس نے فوراً ہی فائدہ اٹھایا اور تیز رو دستے روانہ کر دئے جنھوں نے بیوشیا کے مغربی میدانوں کو لوٹ لیا وہ خود ایلیٹیا کو واپس چلا گیا۔

غالباً اس کے بعد یہ ہوا کہ فیلقوس نے پھر ایک مرتبہ یہ کوشش کی کہ مزید جدال و قتال کے بجائے اپنے مقاصد کو تدابیر سیاسیہ سے حاصل کرے۔ اس نے ایتھنز و تھیبز دونوں مقامات پر ایلچی روانہ کئے۔ ایتھنز میں اگرچہ فوکیون نے اپنے اہل ملک کو اس امر سے متنبہ کر دیا تھا کہ وہ شکست کے نتائج کو سوچ لیں اور فیلقوس سے شرائط طے کر لیں مگر (اسکینیز کا دعویٰ ہے کہ) ڈیموس تھینیز نے یہ دھمکی دی کہ کوئی شخص اگر صلح کا نام بھی زبان پر لائے گا تو وہ اس کے بال پکڑ کر قید خانہ میں ڈال دے گا۔ بیوٹارک نے تھیبز میں فیلقوس کی بات سننے کی طرف میلان ظاہر کیا تو ڈیموس تھینیز نے ایتھنز کی مجلس میں ان لوگوں کو غدار کے نام سے مطعون کیا اور یہ تجویز کی کہ تھیبز کو ایک قاصد بھیجا جائے اور یہ خواہش کیجائے کہ فیلقوس کے مقابلہ کے لئے ایتھنز کی فوجوں کو وہ آزادانہ گزر جانے دیں نتیجہ یہ ہوا کہ اہل تھیبز نے شرم کی وجہ سے صلح کا تمام خیال ترک کر دیا۔ ڈیموس تھینیز نے اہل ایتھنز پر شہر سے حتی الوسع دور ہی دور جنگ کرنے کی اہمیت پر زور دیا اور اس جدوجہد کے جاری رکھنے کے لئے ایتھنز و تھیبز دونوں جگہوں میں اس کا اثر کافی تھا۔

یہ بیوٹا مائی کے سپہ سالاروں نے یہ دیکھکر کہ فیلقوس کی سبک فوجوں نے تھیبز و ایتھنز کے ساتھ ان کے ذرائع رسل و رسائل کو خطرے میں ڈال دیا ہے اب دروں سے ہٹ کر کر وینا کے میدان میں آ گئے جہاں وہ غارت گرانہ یورشوں کو روک سکتے اور فیصلہ کن جنگ کے لئے اپنے مفید مطلب جگہ کا انتخاب کر سکتے تھے۔ اس پر فیلقوس نے

---

[1] یہ صحیح ہے خواہ نا پیکٹس پر اس موقع پر قبضہ ہوا ہو یا بعد میں۔

اپنی سبک فوجوں کو واپس بلا کر انھیں پھر اپنی اصلی فوج سے ملا دیا اور اس طرح اپنی پوری قوت کے ساتھ درہ پر یوٹاما ئی سے ہوتا ہوا میدان میں آیا اور حلیفوں کے مقابل میں جم گیا۔

فیصلہ کن جنگ ، رشیگیٹین (یعنے ہمارے حساب سے غالباً ۲ راگست[1] ۳۳۸ء) کو واقع ہوی حلیفوں کی صف جنگ میدان کیر دینا کے برابر برابر پھیلی ہوی تھی۔ بائیں بازو کا زور بیٹر یکالس کی پہاڑی پر تھا جس پر شہر واقع تھا اور داہنا بازو دریائے کفیسس کے اس مقام تک پہنچا ہوا تھا جہاں دریا کا نیٹم نام پہاڑی کی نکلی ہوی شاخ کے مغربی نشیبی حد کے بالکل متصل بہتا ہے، ان کے محاذ کا مجموعی طول غالباً ایک میل سے کچھ اوپر تھا۔ حلیفوں کی اس فوج میں تیس اور چالیس ہزار کے درمیان آدمی تھے، جس میں سے تھیبز نے بارہ ہزار پیدل مہیا کئے تھے (اور انھیں میں وہ دستہ مقدس بھی تھا جن کی عزت کی ایک علامت یہ تھی کہ وہ تادم مرگ ایک دوسرے کے ساتھ رہتے تھے) اس کے علاوہ تھیبز کے آٹھ سو سوار بھی تھے ایتھنز نے تقریباً دس ہزار پیدل اور چھ سو سوار مہیا کئے اور چھوٹی سلطنتوں نے غالباً نو ہزار پیدل دئے۔ جن اجیر سپاہیوں سے کام لیا گیا تھا ان کی تعداد غالباً پانچ ہزار تک تھی اور مختلف امدادی رسالوں کے ذریعہ سے سواروں کی تعداد جملہ دو ہزار تک پہنچ گئی تھی[2] بائیں بازو کے پیچھے ان دروں کا سرا واقع تھا جو لبیڈیا اور کیر دینا کو جاتے تھے اور بوقت ضرورت انھیں دروں سے سواروں کے تعاقب سے بچکر واپسی کا امکان تھا۔ یہ بازو ایتھنز کی فوج پر مشتمل تھا اور اس کی کمان اسٹریٹیاکلس لسکلس اور خیریس کے ہاتھوں میں تھی ڈیموس تھینیز خود پیدل فوج میں داخل تھا اور اس کی سپر پہ "خوش قسمتی" کے الفاظ کندہ تھے۔ وسط میں اجیر سپاہی اور چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کی امدادی فوجیں تھیں، داہنا بازو سب سے زیادہ خطر و ذمہ داری کا محل تھا اس موقع پر اگر دشمن مدافعین کے خط کو توڑ دیتا تو انھیں[3] دوسری طرف سے گھیر لینے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔

---

[1] ملاحظہ ہو کرومیر حسب بالا صفحہ ۱۸۰ دوسری تاریخ یکم ستمبر کہی جاسکتی ہے۔

[2] یہ کرومیر کا استخراج ہے۔

[3] اگر آسانی سے نہیں تاہم ممکن تھا کہ دوسری بازو کی طرف سے کیر دینا کیجانب بزور اپنا راستہ نکال کر وہ دشمن کو گھیر لیتے۔

میدان فاتحین کے لئے کھل جاتا اور کورونیا کی طرف کی بازگشت کو وہ منقطع کرسکتا تھا۔ اس محل پر اہل تھیبز تھیجنس کے تحت میں متعین کئے گئے تھے۔ مقدونیہ کی فوج کی تعداد تقریباً تیس ہزار پیدل اور دو ہزار سواروں کی تھی۔ یہ فوج تعداد میں اپنے مخالفین سے کم تھی مگر اس کا بیشتر حصہ متفقاً کام کرنے کا مشاق تھا اور کل فوج ایک قوی العزم شخص کے زیر حکم تھی۔

خط مصاف کے تھیبز والی جانب میں جنگ پہلے بڑی گرما گرمی سے ہوی مگر نوعمر سکندر (جسے فیلقوس نے مقدونوی میسرہ کی کمان پر مقرر کردیا تھا) اپنی ذاتی شجاعت اور اس شجاعت سے اپنے آدمیوں کی ہمت بڑھا کر آخر تھیبز کی صفوں کو توڑ دینے میں کامیاب ہوگیا۔ اس کے برخلاف مقدونوی میمنہ کی طرف فیلقوس اہل ایتھنز کے متہورانہ حملوں کے سامنے (جنہیں اپنی فتح کا یقین ہوگیا تھا) قدم بقدم پیچھے ہٹتا جارہا تھا۔ اسٹریٹاکلس نے تو اپنے سپاہیوں کو یہاں تک حکم دے دیا کہ خود مقدونیہ تک دشمن کا تعاقب کریں۔ فیلقوس نے جب اہل ایتھنز کے حملہ کی شدت کو دیکھا تو کہا جاتا ہے کہ اس نے یہ خیال ظاہر کیا کہ "اہل ایتھنز یہ نہیں جانتے کہ فتح کیسے حاصل ہوتی ہے" اور وہ انھیں ان کے موزوں مقام یعنے اپنی بہ نسبت کسی قدر بلند زمین سے (جس پر وہ پہلے قابض تھے) اور بھی دور کھینچ لے گیا۔ آخر جب وہ تقریباً نصف میل تک پیچھے ہٹ گیا، اہل ایتھنز تھک چکے اور ان کے عقب میں دروں کا ناکہ بھی نہیں رہا بلکہ صرف بٹریکاس کی ڈھالوں پہاڑی رہ گئی جس سے ان کی بازگشت ناممکن ہوگئی۔ اس وقت فیلقوس نے دفعتاً رک کر اپنے سپاہیوں کو ایتھنز کے حملہ کا جواب دینے کا حکم دیا اس کی تجویز کلیتہً کامیاب رہی۔ ایتھنز کی صف ٹوٹ گئی اور چونکہ سکندر دوسرے بازو کو دبا کر اندر گھس گیا تھا اس وجہ سے اب حلیفوں کے عقب کے لئے خطرہ لاحق ہوگیا۔ صورت حال مایوس کن ہوگئی۔ بعض لوگ جو فیلقوس سے زیادہ قریب تھے، انھیں تو یہ موقع مل گیا کہ وہ بھاگ کر دروں میں جا پہنچے مگر جو لوگ

لہ بعض قدیم مصنف (مثلاً دا یودورس ۱۶۔ شانزدہم ۸۵) فیلقوس کے اپنے تدابیر کے اس فوری تغیر کو سکندر کی رقابت کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر اس میں شک کرنا دشوار ہے کہ فوجی خیالات ہی فی الحقیقت فیصلہ کن محرک تھے۔

میسرہ کی انتہائی حد پر تھے، ان کے لئے دشمن اور پہاڑیوں کے درمیان گھر کر اطاعت یا ہلاکت کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہ رہا[1]۔ ایتھنز کے ایک ہزار شہری مارے گئے اور دو ہزار قید ہو گئے جن لوگوں سے ہو سکتا تھا وہ سر پہ پاؤں رکھکر بھاگے اور انھیں میں ڈیموس تھینیز بھی تھا۔ دوسرے بازو پر دستہ مقدس جہاں کھڑا تھا وہیں کٹ کر رہ گیا اور تھیبز کی سپاہ کا عام نقصان بہت ہی سخت ہوا۔ سختی کے ساتھ تعاقب کی کوشش نہیں کی گئی۔ غالباً فیلقوس کے سپاہی بہت زیادہ تھک گئے تھے اور فراری لیبڈیا میں مجتمع ہو گئے تھے۔

ڈیموس تھینیز کا یہ اشارہ بالکل بجا تھا کہ سپہ سالاری کا نقص اس شکست کا باعث ہوا، ایک سپہ سالار نہیں تھا جو مجموعی طور پر تمام حلیفوں کی کارروائیوں کی نگرانی کرتا۔ ایتھنز کے جو سپہ سالار اس وقت زندہ تھے ان میں سے سب سے بڑا سپہ سالار فوکیون غالباً انتخاب سپہ سالاران کے وقت بیڑے کے ساتھ بحر ایجین میں تھا یا یہ کہ اس کا تقرر اس وجہ سے نہیں ہوا کہ یہ معلوم تھا کہ وہ اس مہم کو نا پسند کرتا ہے اور (دوسرے) یونانی سپہ سالاروں کو فیلقوس نے فن سپہ داری میں بالکل ہی زک دیدی۔ سابق کے حملوں میں بھی اس نے مصنوعی بازگشت اور حملے سے قبل دشمن کو تھکا ڈالنے کے زوردار اثر کو ثابت کر دیا تھا۔ چیرس کے مانند لیسکلس بھی فراریوں میں تھا اور ایتھنز میں ایک۔ جوری نے اس پر موت کا حکم صادر کر دیا۔ لکرگس جس نے یہ مقدمہ چلایا تھا اس نے اس سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ یہ بتائے کہ ایسی شکست کے بعد جس میں اس کے اس قدر اہل ملک قتل و اسیر ہوئے اور تمام یونان غلام بن گیا اسے کیونکر یہ جرات ہوتی ہے کہ وہ دن دوپہر ایتھنز کی سڑکوں پر گھومتا پھرتا ہے حالانکہ اس کی صورت اہل ملک کو اپنی شرم و ذلت کی یاد دلاتی رہتی ہے۔ اسٹریٹاکلس کی نسبت ہم اس کے بعد کچھ نہیں سنتے۔ چیرس غالباً ایتھنز کو واپس نہیں آیا۔

اس طرح یونانیوں کی آزادی کا وہ معاملہ جس کے لئے ڈیموس تھینیز نے اتنے برس کوشش کی تھی آخری طور پر تباہ ہو گیا۔ چند مختصر کشاکشیں ابھی اور ہونا تھیں مگر جنگ کیرونیا فی الاصل

[1] ہمارے اسناد میں سے کسی میں بھی جنگ میں سواروں کے کام کا کوئی ذکر نہیں ملتا مگر اغلب یہ ہے کہ فیلقوس نے ایتھنز کے بازو پر اپنے سواروں کو لاکر اپنا کام پورا کر دیا تھا۔

بالکل قلع قمع کر دینے والی ضرب تھی۔

"جو لوگ یہاں گرے انھیں کے جسموں کے ساتھ اہل ہیلاس کی آزادی بھی دفن ہو گئی[۱]" میدان جنگ کے قریب جہاں کہ اہل تھیبز دفن ہوئے تھے، سنگ مرمر کا ایک شیر ان لوگوں کی یادگار میں نصب کیا گیا، جنھوں نے آزادی کے لئے جان دی تھی۔ یہ مجسمہ خراب ہو کر ضائع ہو گیا مگر حال میں اسے پھر نکالا گیا اور جہاں وہ ابتدائً نصب تھا اس جگہ پر یا اس سے قریب جگہ پر دوبارہ نصب کیا گیا ہے۔

آٹھ برس بعد تاج سے متعلقہ تقریر میں ڈیموس تھینیز کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ جس حکمت عملی کا انجام ایسی تباہ کن ناکامی پر ہوا تھا اس کی حمایت و مدافعت کرے۔ اسکنیز نے کوئی دلیل جس سے وہ کیرونیا کی شکست کو اپنے رقیب کے منسوب سکتا اٹھا نہیں رکھی تھی۔ ڈیموس تھینیز نے جو مدافعت کی وہ فی الجملہ یہ تھی کہ چونکہ اتیھنز کے لئے یہی ایک حکمت عملی صحیح و شایان شان تھی اور ایک مقرر یا مدبر اس کے کامیاب بنانے کے لئے جو کچھ کر سکتا تھا وہ کیا گیا، اس لئے اگر نقص سپہ داری یا خدائی ناقابل بحث مرضی سے اس جد و جہد کا خاتمہ ناکامی پر ہوا تو اس کا الزام اس پر نہیں عائد ہونا چاہئے۔

ہر شئے میں نتیجہ وہی ہوتا ہے جو خدا کی مرضی ہوتی ہے مگر ہر ایک مدبر جس اصول پہ چلتا ہے اس سے اس کے دل کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کو میری ذات کا جرم نہ سمجھئے کہ جنگ میں فیلقوس کو فتح حاصل ہو گئی۔ اس واقعہ کا نتیجہ خدا کے ہاتھ میں تھا میرے ہاتھ میں نہیں تھا۔ ہاں مجھے یہ بتائیے کہ آیا عقل انسانی کے حد و قیاس تک میں نے اس کام کے لئے ہر ایک ممکن تدبیر و احتیاط نہیں اختیار کی، میں نے اپنی تجویز کو دیانتداری و ہوشیاری سے نہیں چلایا اور اس میں اپنی طاقت و برداشت سے بھی زیادہ محنت نہیں کی یا یہ کہ جس حکمت عملی کا میں نے آغاز کیا وہ باعزاز شایان شان اور درحقیقت ضروری نہیں تھی اس کے بعد مجھے ملامت کیجے اس کے قبل ملامت نہ کیجے۔

سب سے بڑھکر اس نے یہ دعویٰ کیا کہ اس نے اپنے اہل ملک کے عمیق ترین جذبات کی صحیح تعبیر کی تھی اور وہی لوگ اس کے عذر کے قبول کرنے سے انکار کر سکتے ہیں

---

[۱] لکرگس۔

جن کا یقین یہ ہو کہ جب کوشش میں ناکامی ہو جائے وہ قابل پذیرائی نہیں اس نے برسوں یہ کوشش کی تھی کہ ایتھنز کے لوگوں میں آزادی کی الفت نشو و نما پائے تا آنکہ وہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح اس امر پر آمادہ ہو گئے کہ اس ایک شئے پر جسے وہ سب سے بدتر سمجھتے تھے تمام دوسری چیزوں کو قربان کر دیں، اس مقصد میں کامیاب ہو جانا ایک ایسی قوم میں جو یوماً فیوماً مسرت وقتی کی مطیع اور ذاتی مفاد پر قومی مفاد کو قربان کر دینے پر مائل ہوتی جاتی تھی اس میں ایسی عظیم اخلاقی رجعت پیدا کر دینا غالباً فی نفسہٖ ملک کی اس سے بڑھی ہوی خدمت تھی جو کوئی سپہ سالار اپنی کامیابی سے حاصل کر سکتا تھا۔ یہ کہ اس نے اپنے اہل ملک کے جذبات کی غلط ترجمانی نہیں کی تھی اس سے ظاہر ہے کہ اپنے ابن الوقت دشمنوں کے حملوں کے باوجود آئندہ برسوں میں بھی قوم بالاستقلال اس کی تائید کرتی رہی۔ شکست ایتھنز والوں کو بیشک ہوی لیکن سمجھنا چاہیئے کہ ایک مرتبہ پھر (گو ایک لمحے کے لئے سہی) ایتھنز والے ایتھنز والے بن گئے۔ انھوں نے اسی مقصد کے لئے جنگ کی تھی جو تمام یونانی دنیا میں سب سے بڑھکر شریف مقصد سمجھا جاتا تھا اور اس علم سے کہ وہ اسی شریفانہ مقصد کے لئے لڑے تھے ایتھنز کے لوگوں میں ان طبیعتوں کو جو شریف تھیں آئندہ زمانہ میں جو جنگ کیرونیا کے بعد آیا ضرور کسی قدر تسلّی و تشفی دی جاتی ہوگی۔

تعلیقات باب دہم

۱۔ یہ قصہ اسکینز نے (کٹیسفن فقرہ ۱۱۳ – ۱۳۱ میں) اور ڈیموس تھینیز نے (کورنیتھ فقرہ (۱۴۳) – ۱۵۲ میں) بیان کیا ہے اور دونوں بیانات سے واقعات کو معقول غلبہ ظن کے ساتھ مرتب کیا جا سکتا ہے۔ یہ امر متنازعہ فیہ ہے کہ آیا یہ مناقشہ ۳۴۰ کے موسم خزاں کے جلسہ میں برپا ہوا یا ۳۳۹ کے موسم بہار کے جلسہ میں ہوا مگر کرومیر نے (قدیم تیلیسفلڈ صفحات ۱۸۱ – ۱۸۲ میں) قطعی طور پر یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ امر ماہ اکتوبر یا نومبر میں موسم خزاں کے جلسہ میں پیش آیا۔

۲۔ بلیگوری (ارکان مجلس عاملہ) کونسل کے رکن نہیں ہوتے تھے اور کونسل میں

ان کی کوئی رائے نہیں ہوتی تھی بلکہ وہ اپنی مختلف سلطنتوں کے سرکاری نمائندے ہوتے تھے جو کونسل کے ساتھ کام کرنے کے لئے بھیجے جاتے تھے غالباً وہ بالعموم "ہیرنیمن" کی بہ نسبت زیادہ اعزاز و امتیاز کے اشخاص ہوتے تھے۔ ڈیموس تھینیز نے ۳۴۲ سنہ کی کونسل میں "بلیگورس" ہی کی حیثیت سے شرکت کی تھی (ملاحظہ ہو سند و الصفحات ۵۰ - ۵۱)

۳- کرومیر نے (حسب بالا) یہ ظاہر کیا ہے کہ فیلقوس ۳۴۹ سنہ کے موسم خزاں کے جلسہ میں نہیں بلکہ موسم بہار کے جلسہ میں سپہ سالار منتخب ہوا ہوگا کیونکہ اول الذکر جلسہ اکتوبر بلکہ ممکن ہے کہ اوائل نومبر میں ہوا ہو موسم بہار کا جلسہ مئے یا جون میں ہوا تھا اور اگر فیلقوس آخر فروری یا مارچ میں واپس آگیا ہو تو اسکینز کے بیان کے صحیح ثابت کرنے کے لئے اتنا زمانہ بہت کافی تھا۔

۴- شافر۔ فلاکورس کے بیانات کی ترتیب سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ ڈیموس تھینیز نے یہ کارروائیاں الیٹیا کے قبضہ کے قبل منظور کرا دیں تھیں مگر یہ نتیجہ کچھ ضروری نہیں معلوم ہوتا۔ یہ کارروائیاں لسمیبوٹرلس کے عہد ارخنی میں یعنے ۹ جولائی ۳۴۹ سنہ کے بعد منظور ہوی تھیں اور بظاہر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس تاریخ اور ستمبر میں الیٹیا کے قبضہ کے درمیانی زمانہ میں کوئی امر ایسا اندیشناک واقع ہوا ہو، جس سے اہل اتھینز کو مذہبی سرمایہ کو تقریبات سے منتقل کردینے کی ترغیب ہوی ہو کیونکہ یہ ایسی کارروائی تھی جس سے وہ ہمیشہ شدت کے ساتھ مخالفت کرتے رہتے تھے۔

۵- لکرگس کی سرکاری حیثیت کے متعلق فرنیکوٹ کی تصنیف "بلاد یونان کے مالیات (Les Finances de citis gregues) صفحات ۲۳۱ - ۲۳۲ دیکھنا چاہئے۔ وہ چار برس تک مذہبی کمشنر (مامور) تھا اور غالباً اس دوران میں اور اس کے بعد متعدد خاص خاص کمیشنوں پر مقرر ہوتا رہا تھا، جس عہدے پر اس کے فائز ہونے کے متعلق اکثر مورخوں کا خیال ہے یعنے "نظم و نسق کا افسر اعلیٰ" اس سے بعد کے زمانہ تک بھی اس عہدے کا قائم ہونا نہیں معلوم ہوتا۔ فرنیکوٹ کا خیال ہے کہ فوجی خازن کا عہدہ ۳۴۴ سنہ میں موجود تھا مگر اس کی دلیل نتیجہ خیز نہیں ہے۔

۶- گلوز (کتاب ہلینی میں) یہ بحث کرتا ہے کہ فوکس کے شہروں کی دوبارہ تعمیر

خود فیلقوس کا کام تھا جس کی نسبت اس کا خیال ہے کہ تھیبز سے تفرقہ ہو جانے کے بعد اس نے اہل فوکس سے دوستانہ اختیار کر لیا تھا (ان میں صرف یہ استثنا ہے کہ حلیفوں نے خالص فوجی ضروریات کے لئے ایمبرسیس کو قلعہ بند کر لیا تھا) اس سے پاسیناس کے بیانات کے ساتھ بہت شدید سلوک لازم آتا ہے مگر بظاہر یہ ثابت نہیں ہوتا۔ یہ صحیح ہے کہ کیرونیا میں فیلقوس کے مخالفوں میں اہل فوکس کا ذکر نہیں پایا جاتا مگر سوال یہ ہے کہ کیا اس وقت میں اہل فوکس اس قابل بھی تھے کہ وہ جارحانہ مخاصمتوں میں مشغول ہو سکیں۔

۷۔ فیلقوس کا ناپیکٹس کو لے لینا تھیوپامپس میں درج ہے (متن آکسفورڈ) اور یہاں اسے بلاک نے لکھا ہے (جو شافر کی پیروی کرتا ہے) کیونکہ کوئی دوسری تاریخ نہیں مل سکتی اگرچہ یہ لحاظ کرنا بھی مناسب ہے کہ شافر کو سیوڈاس کے اس بیان کو ترمیم کے ساتھ لینا پڑا ہے کیونکہ تھیوپامپس کی کتاب پنجاہ و دوم میں بظاہر اسی دور پر بحث کی گئی ہے۔ ممکن ہے کہ ناپیکٹس کا قبضہ کیرونیا کے بعد قرار دیا جائے (ہو سکتا ہے کہ تھیوپامپس کتاب دوم میں اس واقعہ کا ذکر برسبیل تذکرہ آ گیا ہو) بلاک کی یہ دلیل کہ کیرونیا کے بعد کسی نے فیلقوس کی مخالفت نہیں کی نتیجہ خیز نہیں ہے۔ ہمارے پاس کوئی شہادت اس کی نہیں ہے کہ ناپیکٹس کے لوگوں نے ایسا نہ کیا ہوگا اور تھیوپامپس کے بیان میں یہ ضمناً معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ایسا کیا۔

۸۔ اتیقیز اور تھیبز کے ساتھ فیلقوس کے مراسلات کے متعلق اسناد پلوٹارکس کے سوانح ڈیموس تھینیز (۲۸) فوکیون (۱۶) اور اسکینز (درباره سٹیفن (۱۴۹-۱۵۱) میں ہیں مگر ان کارروائیوں کی تاریخ کے متعلق اسکینز کا قصہ بہت صاف نہیں ہے اور پلوٹارک کوئی قطعی خیال نہیں ظاہر کرتا۔ ممکن ہے کہ ان کارروائیوں کا تعلق اس سے کسی سابق تر زمانہ سے ہو جبکہ تھیبز کے ساتھ قطعی طور پر انتظامات ہو گئے تھے۔

باب یازدہم

بعد از کرونیا

جنگ کیرونیا کے بعد جو رات آئی وہ فیلقوس نے بادہ نوشی میں گزاری۔ لڑائی میں ڈیموس تھینیز کی تجویزوں کے بگڑ جانے پر نہایت خوش ہو کر اُن کی ہنسی اڑاتا رہا اور جو احکام ڈیموس تھینیز نے جاری کئے تھے اُن کی ابتدائی عبارت کو جس میں کہیں کہیں وزن و قوافی بھی موجود تھے گانے کے لہجہ میں زور زور سے پڑھتا تھا اور موقع موقع پر پاؤں زمین پہ ٹپک کر تال دیتا جاتا تھا۔ نشہ کی حالت میں اسیران جنگ سے بھی ہنسی مذاق کرنے لگا۔ مگر جب قیدیوں میں سے ایک قیدی یعنے ایتھنز کے مقرر ڈیمیڈاس نے ایک فقرہ کہا تو فیلقوس ہوش میں آگیا۔ ڈیمیڈاس نے کہا" اے بادشاہ بخت و دولت نے تو تم کو حکم دیا کہ اگامیمنون کے سے کام کرو۔ پھر تم کو شرم نہیں آتی کہ تم تھرسائیٹس کے سے کام کرتے ہو" اتنا سنتے ہی فیلقوس نے اپنے پھولوں کے گنٹھے اُتار پھینکے۔ بزم عیش برخاست کی۔ اور ڈیمیڈاس کو آزاد کر دینے کا حکم دیا۔ مگر جب لڑائی سے بھاگے ہوئے لوگوں نے جو لباڈیا میں جمع ہو گئے تھے اپنے مردوں کو دفن کرنے کی اجازت مانگی تو فیلقوس نے ان کی درخواست منظور کرنے سے انکار کر دیا حالانکہ اس کا ایسا کرنا یونان کے آداب جنگ کے نہایت ہی مقدس روایات کے خلاف تھا۔ یہ لوگ مجبور ہو کر اپنے گھروں کو روانہ ہوئے اور اپنے مردہ رفیقوں کے حق میں اپنی اہم ذمہ داری کو انجام دئے بغیر ان کی لاشوں کو یوہیں چھوڑ کر چلے گئے۔

اس شکست کی خبر ایتھنز میں سب سے پہلے ایک افواہ کے ذریعہ سے پہنچی جو شہر ایتھنز میں پہلے مشہور ہوئی تھی مگر اس کے بعد ہی بہت جلد شکست خوردہ سپاہی آنے لگے اور اب شکست کی پوری کیفیت کا اندازہ ہو گیا۔ سپاہیوں کے دوستوں کے ہر طرح کے اضطراب اور شور ماتم کے باوجود ایتھنز کے سر برآوردہ مدبرین ایک لمحہ

کے لئے بھی بدحواس نہیں ہوے۔ ہائپیرڈیس کی تحریک پر مجلس نے فوراً یہ قرارداد منظور
کی کہ بلا تاخیر شہر کے بچانے کے لئے تیاری کا حکم دیدیا جائے۔ فیلقوس اگر ایٹیکا کے دیہی اضلاع
کو تباہ و برباد بھی کردیتا تو بھی شہر کو بچانے کی تجویز اس وجہ سے ترک نہیں کیجا سکتی تھی کہ
فیلقوس بیزنطیہ کو محض اس وجہ سے مغلوب نہ کرسکا تھا کہ وہ سمندر تک اس شہر کی رسائی کو
منقطع نہ کرسکا تھا۔ ایتھنز کے معاملہ میں اسی لحاظ سے فیلقوس کی مشکلیں بیزنطیہ سے بدرجہا
زیادہ ہوئیں۔ کونسل "پانچ صد" مسلح ہوکر پیریوس کو گئی تاکہ اس کی بچانے کی کارروائیاں اختیار
کرے یہ قرار دیا گیا کہ مضافات سے عورتوں اور بچوں کو شہر کے اندر بلالیا جائے پچاس
اور ساٹھ برس کے درمیان عمر کے تمام شہریوں کو فصیلوں کی اندر والی فوج محافظ کے طور پر
مسلح کردیا جائے جن لوگوں نے عدالتی فیصلوں کی وجہ سے اپنے شہری حقوق زائل
کردئے تھے، ان کے یہ حقوق بحال کردئے جائیں، جو غیر ملکی مقیم فوج میں خدمت اختیار کرے
اسے حق شہریت دیدیا جائے اور جو غلام ایسا کرے اُسے آزادی عطا کیجائے اور
فیلقوس کے شدید دشمن کیریڈیمس کو سپہ سالار مقرر کیا جائے۔ ڈیموس تھینیز نے واپس
آکر مسلسل احکام کے ذریعہ سے شہر کو دشمن سے پناہ میں رکھنے کے جزئیات کا انتظام
کیا۔ ان میں قلعہ نشین فوج کی تقسیم و تعین، خندقوں کا کھودنا۔ قلعہ بندیوں کے سرمایہ کا انتظام،
سب داخل تھے اور اس کی ذات پر قوم کو جو اعتبار تھا اس میں کسی قسم کا تزلزل نہیں آیا۔
ہتھیار جو مندروں میں نذر کردئے گئے تھے اور پتھر کی سلیں جو قبروں میں لگی ہوئی تھیں فوری
ضرورت کے لئے نکال لی گئیں۔ ڈیموس تھینیز غلہ کا کمشنر بھی مقرر ہوگیا تھا اور شہر کے لئے
غلہ اور روپیہ حاصل کرنے کے واسطے وہ جہاز پر سوار ہوکر روانہ ہوگیا اور وطن میں مالی نگرانی
بدستور لکرگس کے ہاتھ میں رہی۔ اس نازک موقع پر ڈیموس تھینیز کے چلے جانیکے متعلق غیرواجبی
سختی کے ساتھ نکتہ چینی کی گئی ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ جس وقت کہ اسے اپنی حکمت عملی
کے نتائج کے مقابلہ کے لئے ایتھنز میں ہونا چاہئے تھا وہ ایتھنز سے چلا گیا اور ہائپیرڈیس
اور لکرگس کو اس سخت کام کے انجام دینے اور بعد میں فیلقوس کی اطاعت قبول کرنے
کی ذلت برداشت کرنے کو چھوڑ گیا۔ لیکن جس قدر یہ نکتہ چینی درست ہوسکتی ہے
اُسی قدر یہ قیاس بھی درست ہوسکتا ہے کہ غلہ اور روپیہ جمع کرنے کے لئے ڈیموس تھینیز
خاص طور پر اس لئے منتخب کیا گیا تھا کہ حلیفوں اور اور لوگوں سے ایسے نازک موقع پر

اس قسم کے ضروریات مہیا کرنے کی ترغیب دینے کا کام صرف ڈیموس تھینیز جیسے خطیب کی سحر بیانی سے نکل سکتا تھا۔ اور اس کا بہت زیادہ احتمال ہے کہ ڈیموس تھینیز جس وقت ایتھنز سے نکلا ہے تو اس کو یہ اطمینان تھا کہ شہر کو بچانے کا کام ہوشیار لوگوں کے سپرد ہو چکا ہے اور فیلقوس کے مقابلہ میں ہمیشہ سینہ سپر رہنے کی ضرورت کو قوم بخوبی تسلیم کر چکی ہے۔

مگر اس حکمت عملی کا عمل میں آنا مقدر میں نہیں تھا اور فیلقوس نے جو طریق کار اختیار کیا غالباً وہی اس کا باعث ہوا۔ درحقیقت ہم تیقن کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے کہ جنگ کیرونیا کے بعد کچھ دنوں تک جو واقعات پیش آئے ان کی صحیح ترتیب کیا تھی مگر یہ صحیح ہے کہ فیلقوس نے تھیبز سے فوراً ہی سخت انتقام لیا اور اس کے ساتھ ہی ایتھنز کے ساتھ حیرت انگیز نرمی بلکہ دوستی کا اظہار کیا۔ اس نے تھیبز میں ایک مقدونوی فوج متعین کر دی اور حکومت کا کام اپنے خاص ہوا خواہوں میں سے تین سو شخصوں کو سپرد کیا جنھوں نے محب وطن فریق کو نہایت ہی بیدردانہ طور پر جلاوطنی قتل اور ضبطی کی سزائیں دیں۔ مزید براں اس نے یہ بھی حکم دیا کہ بویشیا کی لیگ برطرف کر دی جائے اور آرکومینس بلیٹی اور تھسپی جو تھیبز کے قدیمی معاہد تھے بحال کر دئے جائیں۔ کیرونیا میں تھیبز کے جو قیدی گرفتار ہوئے تھے انھیں غلام بنا کر بیچ ڈالا اور اپنے مردوں کے دفن کرنے کے متعلق بھی اہل تھیبز کو کچھ روپیہ ادا کرنا پڑا۔ کیلکس اور ایمبریشیا میں مقدونوی فوجیں متعین کر کے اور (اگر اس سے قبل نہیں تو اب) نابیکٹس کو اہل ایکیا سے نکال کر اہل ایتولیا کی طرف منتقل کر کے اس نے شمالی یونان کی اطاعت کو اور بھی زیادہ مستحکم کر لیا۔

لیکن پھر بھی ایتھنز کے متعلق فیلقوس نے کوئی معاندانہ کارروائی نہیں کی اس کے اسباب کے متعلق مختلف قیاس دوڑائے گئے ہیں۔ شہر کے مطیع کرنے کی دشواری یونانی تہذیب و تمدن کے مرکز ہونے کی حیثیت سے ایتھنز کی نسبت فیلقوس کی سچی قدردانی اور (ممکن ہے کہ سب سے زیادہ اہم خیال یہ رہا ہو کہ) اسے بغیر دشواری کے اپنی مجوزہ مشرقی مہم میں ایتھنز کا امداد عمل حاصل ہو جائے۔ بہرصورت تھیبز کی طرح ایتھنز پر

اس کا باغی حلیف نہیں تھا[1] اور اپنے کو فیاض ظاہر کرنے کے لئے یہ اچھا موقع تھا۔ خواہ فیلقوس کی اس روش سے خواہ اس احساس سے جو ڈیموس تھینیز کی عدم موجودگی میں پھر پیدا ہوگیا ہوگا کہ مزید مقاومت سے لامحالہ کیسی کچھ سختیاں لاحق ہونگی ایتھنز کے خیال واحساس میں تغیر پیدا ہوگیا۔ اریوپیگس کی کونسل نے کیریڈیمس کے تقرر کو جسے (بقول پلوٹارک) ایتھنز کے تیز مزاجوں نے بہت زور وشور کے ساتھ نامزد کیا تھا منسوخ کردیا اور اس کے بجائے فوکیون کا انتخاب کیا اور جب فیلقوس نے ڈیماڈیس کو ایتھنز میں بھیجکر یہ ظاہر کیا کہ وہ گفت وشنود کے لئے آمادہ ہے تو یہ قرار دیا گیا کہ خود ڈیمیڈیس اور اس کے ساتھ فوکیون واسکینیز بطور سفیر کے فیلقوس کے پاس بھیجے جائیں۔ صلح ڈیماڈیس کے شرائط کے مطابق ایتھنز کو نہ صرف ایتھنز بلکہ ڈیلوس، لمنوس امبروس، سیراس اور سیماس کو اپنے قبضہ میں رکھنے کی اجازت دی گئی۔ اروپس بھی اسے واپس دیدیا گیا اور بادشاہ نے یہ وعدہ کیا کہ نہ وہ پیریوس میں کوئی جنگی جہاز بھیجے گا اور نہ اٹیکا میں کوئی بڑی فوج روانہ کرسکا۔ دوسری طرف ایتھنز کا محالفہ منسوخ کردیا گیا اور (ان جزیروں کے لوگوں کے سوا جن کا ذکر اوپر ہوچکا ہے) اس کے ارکان کی خود مختاری کا اعلان کردیا گیا۔ کرسونیس فیلقوس کے قبضۂ قدرت میں آگیا[2] اور ایتھنز خود فیلقوس کا حلیف بن گیا۔ کیرونیا میں جو اہل ایتھنز مارے گئے تھے اور انھیں فاتحین نے میدان جنگ میں جلا دیا تھا ان کی ہڈیوں کو خود سکندر، فیلقوس کے دو قابل ترین سپہ سالار اینٹی پطر اور ایلیسیمکس کے ہمراہ ایتھنز کو لے گیا اور دو ہزار قیدی بغیر فدیہ کے واپس کردئے گئے۔ اس غیر متوقع فیاضی سے ایتھنز کے خیال واحساس میں بہت بڑی رجعت پیدا ہوگئی۔ ڈیماڈیس کی تجویز پر فیلقوس اور سکندر کو ایتھنز کا حق شہریت دینا منظور کیا گیا۔ یہ بھی قرارداد ہوئی کہ بازار میں فیلقوس کا مجسمہ نصب کیا جائے اور دونوں سپہ سالاروں کے لئے بھی مختلف اعزاز مرعی رکھے گئے۔ ایتھنز میں مقدونوی فریق کو بروقت

---

[1] سلسۂ ۳ میں اعلان جنگ کی وجہ سے یہ محالفہ باقاعدہ منسوخ ہوگیا تھا۔

[2] ایتھنز کے مقبوضات کی جو فہرست ارسطو نے دی ہے اس میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

فتح و غلبہ حاصل ہوگیا۔ ہر حال میں یہ ظاہر ہوگیا کہ جیسا ڈیموس تھینیز نے کہا تھا، فیلقوس کا مقصد ایتھنز کو تباہ کرنا نہیں تھا اور اسکینیز تو فیلقوس کے ساتھ اپنی دوستی پر علانیہ فخر کرنے لگا مگر ڈیموس تھینیز کے واپس آنے پر بہت جلد یہ عیاں ہوگیا کہ اس پر جو عام اعتماد تھا وہ بدستور غیر متزلزل رہا اور جیسا کہ اس وقت کے کتبات سے ظاہر ہوتا ہے قلعہ بندیوں کی تجدید زور کے ساتھ جاری رہی، مدافعت کی عاجلانہ تیاریوں کے بجائے قلعہ بندیوں کی باقاعدہ تعمیر اور انھیں طرز جدید پر لانے کا کام ہوتا رہا۔ اس کام کی نگرانی جن دس کمشنروں کو تفویض ہوئی تھی ان میں سے ایک کمشنر (پنڈئیوں کے قبیلہ کی جانب سے) ڈیموس تھینیز بھی مقرر ہوا[1] اور جب تک وہ اس عہدے پر رہا وہ خود اپنی جائداد سے ڈیڑھ ٹیلنٹ سلطنت کی خدمت کے لئے دیتا رہا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ فوجی خدمت کے قابل تھے ان کے لئے قواعد اور فوجی انضباط کا طریقہ اس سے زیادہ باقاعدگی کے ساتھ جاری کیا گیا جتنا اب تک صلح کے وقت میں ہوا کرتا تھا۔

وقعت عامہ کی یہ ایک بہت بڑی نشانی تھی کہ کیرونیا میں جو لوگ کام آئے تھے ان کے اعزاز میں ماتمی تقریر کے لئے ڈیموس تھینیز کا انتخاب ہوا، حالانکہ اسکینیز اور مقدونوی فریق کے دوسرے مقرروں نے اس انتخاب کی سخت مخالفت کی تھی۔ تاج والی تقریر میں ڈیموس تھینیز نے اسکینیز سے یہ کہا کہ

> اس کی وجہ آپ بخوبی جانتے ہیں تاہم میں آپ سے کہے بھی دیتا ہوں۔ معاملات کے چلانے میں میری روش جس وفاداری و جوش کے زیر اثر تھی قوم خود اس سے واقف تھی اور اس کے ساتھ ہی آپ اور آپ کے دوستوں کی بے انصافیوں سے بھی آگاہ تھی..... مزید برآں قوم کے لوگوں نے یہ بھی خیال کیا کہ جو شخص ان مقتولوں کے ذکر میں تقریر اور ان کی جاں نثاری کی تعریف کرنے والا ہو اس کو زیبا نہ تھا کہ اس چھت کا سایہ

---

[1] یہ تیقن نہیں ہے کہ اس کا تقرر ۳۳۸ء میں ہوا یا ۳۳۷ء میں۔

اس کے سر پر ہوتا جس چھت کے نیچے وہ لوگ بھی موجود تھے جو
ان مقتولوں کے مقابلہ میں صف بستہ ہوئے تھے اور نہ اس شخص کو
زیبا تھا کہ اس موقع پر جو بتوں کی نیاز و نذر ہوئی اس میں وہ شریک ہوتا
اور نہ اس شخص کو چاہئے تھا کہ ان لوگوں کا دست گیر بنتا جنھوں نے
اپنے ہاتھوں سے ان مقتولوں کو قتل کیا تھا اور تمام یونانیوں کی
مصیبتوں پر جشن کئے تھے اور فتح کے گیت گائے تھے۔ مگر پھر یہی
لوگ جنھوں نے ایسا کیا تھا وطن کو واپس آئے کہ عزت حاصل
کریں۔ مقتولوں کی لاشوں پر تقریر کرنے والے کا فرض ہے کہ محض زبان
سے ان کا نوحہ نہ کرے بلکہ دل میں ان کا ماتم کرے۔ قوم کے لوگوں
کو جس چیز کی ضرورت تھی وہ انھوں نے اسچنیز میں اور مجھ میں
پائی۔ تم میں ان کو وہ چیز نہیں ملی۔ اور جس وقت قوم نے
اس طرح خیال و عمل کیا تو مقتولوں کے باپوں اور بھائیوں نے
بھی جو سرکاری طور پر رسم ماتم ادا کرنے کو مقرر ہوئے تھے کسی
اور طرح عمل نہیں کیا کیونکہ معمولی رسم کے مطابق ہر مقتول کے متعلق
ماتمی ضیافت اس کے سب سے قریب کے رشتہ دار کے گھر میں
ہونی چاہیئے تھی۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ تمام مقتولوں کی ماتمی ضیافت
میرے گھر میں ہوی۔ اور اسکی وجہ معقول تھی۔ گو یہ ضرور ہے کہ ہر
مقتول کا قریب تر عزیز مجھ سے زیادہ قریب تر عزیز تھا۔ مگر تمام مقتولین
کا قریب تر عزیز میرے سوا دوسرا نہ تھا کیونکہ جس شخص کو انکی زندگی
اور ان کی کامیابی کا خیال سب سے زیادہ دل سے لگا ہوا تھا
جب ان پر وہ مصیبت آئی جو خدا کرتا نہ آئی ہوتی تو پھر اسی شخص کو
ان سب کا غم بھی سب سے زیادہ ہوا ہوگا۔

ڈیموس تھینیز کے دشمن ہر ممکن بنا پر اس کے اوپر اعتراض کرکے اپنے عناد کا
ثبوت دیتے رہے۔

(وہ کہتا ہے کہ) تمام لوگ جن کو مجھے نقصان پہنچانے سے کچھ تعلق تھا

سب متحد ہو گئے اور فرد جرم لگانے اور تنقیح کے بعد ماخوذ کرنے اور علی الاعلان الزام دینے کا ایک سلسلہ قائم کر دیا اولاً اپنے نام سے ایسا نہیں کیا بلکہ ایسے لوگوں کو آگے بڑھا دیا جن کی نسبت انھوں نے یہ سمجھا کہ ان کے پیچھے وہ اس خوبی سے چھپ جائینگے کہ کوئی انھیں پہچان نہ سکے گا۔ آپ بلاشبہ جانتے ہیں اور آپ کو یاد ہو گا کہ اس دور کے ابتدائی حصہ میں مجھ پر روز ہی مقدمے قائم ہوا کرتے تھے اور سوسکلیس کی شرارت اور فلاکریٹس کی بے ایمانی ڈائیون داس اور میلانتوس کا غیظ و غضب یا کوئی اور تدبیر ایسی نہ تھی جس سے میرے خلاف کام نہ لیا گیا ہو۔ لیکن سب سے پہلے دیوتاؤں کا اور پھر آپ کا اور پھر باقی اہل ایتھنز کا شکر گذار ہوں کہ ان تمام مقدمات سے میں بری ہو گیا۔

اُس کی دیانت داری اور حب الوطنی پر جو شہادت سب نے اس طرح دی اُس پر اس کا فخر کرنا بجا تھا۔ اسی طریق پر ہائپیرڈیس پر بھی حملہ ہوا تھا ارسٹوگیٹون نے اس پر اس حکم کی بیضابطگی کے متعلق الزام لگایا جس کی تحریک اس نے جنگ کے عین بعد ہی کی تھی اور جس کے بموجب غلام آزاد کر دئے گئے تھے غیر ملک والوں کو ملکی معاملات میں رائے دینے کی اجازت دی گئی تھی اور قانونی عدالتوں نے جن لوگوں کو ان کے حقوق سے محروم کیا تھا وہ حقوق ان کو پھر دئے گئے تھے۔ یہ حکم صریحاً خلاف قانون تھا مگر ارسٹوگیٹون کی مخالفت نے اسے صرف غلط بنا دیا تھا اور قوم نے ہائپیرڈیس کے جواب دعوے کو قبول کر لیا۔ اس نے کہا کہ "مقدونیہ والوں کے سامان جنگ نے میری آنکھوں کو خیرہ کر دیا تھا اور اس حکم کی تجویز میں نے نہیں کی تھی بلکہ جنگ کیرونیا اُس کی مجوز ہوی۔ یہ صاف ظاہر تھا کہ فیلقوس اور سکندر کی جو کچھ عزت کی گئی ہو وہ حقیقت میں اس بات کا اظہار تھا کہ اس وقت لوگوں کے دلوں پر سے ایک بھاری بوجھ اُٹھ گیا اور یہ نتیجہ تھا فیلقوس کی فیاضی کا۔ مگر قوم کا اصلی خیال بدستور ڈیموس تھینیز کا ساتھ دیتا رہا۔

نوکس اور ایوبیا کا انتظام کر کے فیلقوس مگارا کو اور وہاں سے کورنتھہ اور

پلوپونیس کو گیا۔ اہالی مگارا و کورنتھ نے اعزاز و اکرام کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا اور
خاکناۓ پر قابو رکھنے کے لئے ایک مقدونوی فوج کورنتھ میں مقیم کر دی گئی پلوپونیس کی اکثر
قوموں نے بلا تامل فیلقوس کی اطاعت اختیار کر لی اور بعضوں نے تو تبذل خوشامد کا اظہار کیا۔
لیکن برخلاف ان کے اسپارٹا والوں نے باوجود اپنی اس وقت کی فوجی کمزوری کے فیلقوس
کی اطاعت ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فیلقوس نے لاکونیا پر قبضہ کر لیا
اور اس کا بیشتر حصہ اہل آرگوس اور اپنے دوسرے حلیفوں کو دیدیا مگر خود اسپارٹا پر حملہ
کرنے سے باز رہا۔ اس کے بعد اس نے یونانی سلطنتوں کے نمائندوں کی ایک موتمر کورنتھ
میں منعقد کی اور ایرانی شہنشاہی پر فوج کشی کے متعلق اپنے ارادوں کا اظہار کیا۔ اس پر وہ
ایران کے مقابلہ میں یونانیوں کا سپہ سالار باضابطہ طور پر مقرر کر دیا گیا۔ مختلف ریاستوں سے
جتنی جتنی فوج مہیا ہونی چاہئے تھی اس کا تصفیہ کیا گیا اور اب یونانیوں کی ایک عام مجلس
قائم ہوگئی جس کے اجلاس کرنے کا مقام کورنتھ قرار پایا[1]۔ اہل اتھنز سے یہ خواہش کی گئی کہ
وہ جہازوں کا ایک بیڑا اور سواروں کا ایک دستہ مہیا کریں۔ ڈیماڈیس نے مجلس میں کہا کہ یہ
مطالبہ پورا کیا جاۓ۔ مگر اہل اتھنز اس وقت جس حال میں تھے اس کی شرم انھیں اس درجہ
دامنگیر تھی کہ گو اس مطالبہ سے انکار کرنے کی ان کو مجال نہ تھی پھر بھی اس مطالبہ کے ایفا پر
راغب کرنے کے لئے فوکیون کے اثر کی ضرورت پڑی۔

غالباً اسی زمانہ کے قریب معمر ایسوکراٹیس نے فیلقوس کے نام تیسرا خط لکھا اور
اس میں اس امر پر اطمینان ظاہر کیا کہ اس نے اتنی عمر پائی کہ یہ دیکھ لیا کہ اس کے جوانی کے
خواب کی عملی تعبیر عنقریب وقوع میں آیا چاہتی ہے یعنے ایران کے خلاف تمام اہل یونان
ایک عظیم الشان مہم میں متحد ہوا چاہتے ہیں۔ یہ اطمینان ایسا تھا کہ بڑھاپے کی سختیوں میں صرف
یہی اس کی تسلی و تشفی کا باعث تھا۔ ۳۳۸ کے ختم ہونے کے قبل اس کا انتقال ہو گیا[2]۔

ڈیموس تھینیز اور ہائپیرڈیس پر عدالتوں میں مقدونی فریق کے حملوں کا جواب
ان حملوں سے کیا گیا جن میں لیکرگس خاص طور پر نمایاں تھا۔ اس کے زیادہ

---

[1] تعلیق آخر باب۔

[2] تعلیق ۲۔

مشہور شکاروں میں پہلا شکار کونسل آریوپیگس کا رکن آٹولیکس تھا۔ اس پر اس جرم میں موت کا حکم صادر ہوا کہ جب کیرونیا کی خبر آئی اور شہر کو اپنے تمام آدمیوں اور ان کے تمام وسائل کی ضرورت تھی اس وقت وہ اپنے گھر کے لوگوں اور اپنے روپے کو لیکر شہر سے چلا گیا۔ لیکرگس اپنے سیاسی مقدموں میں اس قدر کامیاب رہا کہ اس کے مخالفوں میں ایک نے کہا کہ "جب وہ اپنی تقریریں لکھتا ہے تو اپنے قلم کو سیاہی میں نہیں بلکہ موت میں ڈبو کر لکھتا ہے"۔ اس کے اعلیٰ شخصی اخلاق اس کی مشہور و معروف حب الوطنی و عدم رشوت خواری اور نیز عملی نظم و نسق میں اس کی مسلمہ قابلیت نے اسے بڑی قوت عطا کر دی تھی۔ اس کے خطبات میں اخلاقی صداقت و دردانگیزی ایسی تھی جو مخالفین کی نسبت اس کی سخت دلی اور اس کے بیان کی مبالغہ آمیزی کو چھپائے رکھتی تھی۔ اس مقدمہ بازی کی مہم میں ہائیپرڈیس نے بھی شرکت کی۔ ڈیمیڈس نے واقعًا یہ تجویز کی تھی کہ ایوتھیکراٹیس کو (جس کی غداری سے اولنتھس کا زوال ہوا) ایتھنز کی شہریت اور پراکسینس یعنے قنصل کا عہدہ دیا جائے۔ ہائیپرڈیس نے اس تجویز کو خلاف قانون قرار دیا۔ اس مقدمہ کا نتیجہ معلوم نہیں ہے مگر یہ گمان کرنا مشکل ہے کہ ڈیماڈیس کو جوری کی تائید حاصل ہوئی ہو۔

۳۳۷ کے اوائل تابستان میں ڈیموس تھینیز چار برس کے لئے "تواری سرمایہ" کا کمشنر منتخب ہو گیا تھا جس کا آغاز اسی سال کی جولائی سے ہوتا تھا۔ ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ اس کی میعاد عہدے کے دوران میں تواری روپیہ کی تقسیم کس حد تک ہوئی تھی۔ یہ امن کا زمانہ تھا اور اب بچت جنگی صیغہ میں منتقل نہیں ہوتی تھی (جیسا کہ خود ڈیموس تھینیز کے وضع کردہ قانون کے بموجب دوران جنگ میں ہوا کرتی تھی) بلکہ اس کا کچھ نہ کچھ حصہ بطور "مذہبی رقم" کے تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ ڈیموس تھینیز کا اس سے اتفاق کر لینا اس کے سابقہ برسوں کے اس اصرار سے متناقض نہیں ہے کہ بچت کو اخراجات جنگ کے ادا کرنے میں صرف کرنا چاہئے۔ اس نے اس تقسیم پر کبھی یہ الزام نہیں لگایا تھا کہ اس میں فی نفسہ کوئی عیب ہے بلکہ اسے صرف اس اعتبار سے معیوب قرار دیا تھا کہ سلطنت کے حقیقی ضروریات کے مقابلہ میں اسے زیادہ ضروری سمجھا جاتا تھا اس نے اس امر کو تسلیم کیا تھا کہ اگر اس تقسیم کو معلق کئے بغیر وہ ضروریات پورے ہو سکیں تو انھیں اس طرح پر پورے کرنا چاہئے۔ یہ حالت اب

پیدا ہوگئی تھی۔ لیکرگس کے سرکاری عمارتوں پر وسیع رقوم کے صرف کرنے سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ شہر کی مالی حالت میں اب معقول خوشحالی پیدا ہوگئی تھی اور ہم یہ یقین کرسکتے ہیں کہ رائے عامہ کا مطالبہ اس تقسیم کے دوبارہ جاری کرنیکا رہا ہوگا۔

ڈیموس تھینیز کی ہردلعزیزی اور اس کی فیاضی وانتظامی قابلیت کے عام احساس کا اظہار اس سے ہوتا ہے کہ اوائل ۳۳۶ق م میں ٹیسیفن نے ایک حکم یہ تجویز کیا تھا کہ آئندہ کی تقریب ڈیونیسیا کے موقع پر ڈیموس تھینیز کو تھیٹر میں ایک زریں تاج اس بناء پر پہنانا چاہیئے کہ وہ شہر کے بہترین اغراض کے لئے برابر تقریریں اور کام کرتا رہا ہے۔ اس حکم میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ نقیب مجمع عام میں (جس میں تمام حصص یونان کے غیر ملکی بھی شامل ہونگے) یہ اعلان کرے کہ ڈیموس تھینیز کو یہ تاج اس کی لیاقت اور اس کی ہمت کی وجہ سے پہنایا گیا ہے مگر جب یہ معاملہ مجلس کے سامنے آیا تو اسکینز نے حلفیہ نوٹس (اطلاع) اس امر کا دیا کہ اس تجویز کے خلاف قانون ہونے کی نسبت اس کا ارادہ ٹیسیفن پر الزام عائد کرنے کا ہے۔ اس اعلان نے از خود اس حکم کی تعمیل کو معلق کردیا اور اسکینز نے عدالتی کارروائی دائر کردی مگر قبل اس کے کہ وہ اس مقدمہ کو انجام کو پہنچا سکے واقعات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ یہ امر نہایت ہی غیر اغلب ہوگیا کہ کچھ زمانہ آئندہ تک مقدونی فریق کو قوم یا عام ۔۔۔ ری میں کسی قسم کی بھی کامیابی حاصل ہوسکے۔

فیلقوس نے جب کورنتھ میں اپنے ایشیا کے مجوزہ حملے کے متعلق انتظامات کرلئے تو وہ مقدونیہ کو واپس چلا گیا اور اس کے تھوڑے ہی زمانہ بعد ایک ایسا مناقشہ برپا ہوگیا جس کا وقوع میں آنا مدت سے یقینی ہوچکا تھا۔ فیلقوس اپنی بیوی المپیاس یعنے سکندر کی ماں سے تنگ آگیا تھا اور ۳۳۷ق م میں اس نے اپنے ایک سپہ سالار اٹیلس کی بھتیجی کلیوپیٹرا سے عقد کرلیا۔ دعوت ولیمہ کے موقع پر فیلقوس اور سکندر میں غصہ سے باتیں ہوئیں سکندر لنسیٹیس کو چلا گیا اور اس کے دوست احباب جلاوطن کردئے گئے مگر اوائل ۳۳۶ق م میں باضابطہ مصالحت ہوگئی۔ المپیاس اور سکندر دربار میں واپس آگئے اور یہ انتظام ہوا کہ سکندر کی بہن (جس کا نام بھی کلیوپیٹرا تھا) المپیاس کے بھائی (یعنے خود اپنے ماموں) الگزنڈر (اپیرس) سے عقد کرلے اور اٹیلس (بشمول پارمینیو) فوج کے ایک بہت بڑے حصہ کا قاید بناکر ایشیا میں بھیجدیا گیا۔ اس موقع کی بعض اور پیچیدگیوں کو ہمیں

نظر انداز کر دینا چاہئے خلاصہ یہ کہ فیلقوس نے یہ عزم کیا کہ ایگی میں بڑی شان و شوکت کے ساتھ اپنی بیٹی کے عقد کی تقریب عمل میں لائے۔ تمام یونانی سلطنتوں اور قرب وجوار کے شہزادوں نے تحائف کے ساتھ سفارتیں بھیجیں۔ انھیں تحائف میں اہل ایتھنز نے ایک زرین تاج بھیجا اور ایک حکم کا اعلان کیا جسے انھوں نے منظور کر لیا تھا کہ جو شخص بھی فیلقوس کی جان لینے کی سازش کریگا اور بھاگ کر ایتھنز میں آئیگا اسے وہ حوالہ کر دینگے مگر عین دعوت میں تماشا گاہ کے اندر جہاں تماشے کا آغاز ہوا چاہتا تھا فیلقوس کے ایک دل آزردہ ندیم پاسے نیاس نامی نے اسپر خنجر سے حملہ کیا جس کے صدمہ سے فیلقوس فوراً ہی مرگیا (جولائی ۳۳۶ ق م)۔ المپیاس کی اس سازش میں خفیہ شرکت ظن غالب سے بھی کچھ زیادہ درجہ رکھتی ہے۔ اپنے خاوند کی موت پر اس کے اطمینان نے جس کے ظاہر کرنے میں اسے کچھ تامل نہ ہوا۔ اس شبہ کو اور پکا کر دیا علاوہ اس کے اس کی سوت کلیوپیٹرا کے ہاں حال میں لڑکا پیدا ہوا تھا جو کسی نہ کسی دن سکندر کے مقابلے میں وارث تخت ہونے کا مدعی ہو سکتا تھا۔ اس واقعہ سے ممکن ہے کہ المپیاس نے یہ چاہا ہو کہ فیلقوس کو کسی طرح فوراً موت آجائے۔

قبل اس کے کہ یہ خبر ایتھنز میں عام طور پر شایع ہو ڈیموس تھینیز کو نج کے طور پر فیلقوس کی موت کی اطلاع ملگئی تھی اسوقت جو حرکتیں ڈیموس تھینیز سے ظاہر ہوئیں اگر ہم انپر پردہ ڈالدیں تو زیادہ خوشگوار ہو۔ وہ شاداں و فرحاں کونسل کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ اس نے ایک خواب دیکھا ہے کہ زیوس اور اتھینا اس پر ظاہر ہوئے اور ایتھنز کے لئے بہت بڑی برکت کا وعدہ کیا۔ یہ فی نفسہ ایک طفلانہ حرکت سے زیادہ کچھ نہ تھا لیکن یہ امر نہایت ہی قابل الزام تھا کہ جب فیلقوس کے مرنے کی خبر عام ہوگئی تو وہ تقریبی لباس پہنے اور سر پہ پھولوں کا سہرا باندھے ہوئے نکلا حالانکہ خود اس کی لڑکی کو مرے ہوئے ابھی صرف سات دن ہوئے تھے اور (بلاشبہ اسی کی تقلید میں) قوم نے اس خبر نیک کے شکریہ میں قربانی کی اور پاسے نیاس (قاتل فیلقوس) کو ایک تاج کا دیا جانا منظور کیا۔ فوکیون کی تعریف کرنا چاہئے کہ اس نے ایک مرے ہوئے شخص

۱؎ جیسا کہ بلاک (صفحہ ۲۳۹) کا خیال ہے اس کی کوئی شہادت نہیں ہے کہ یہ حکم فیلقوس کے اس مطالبہ کے جواب میں منظور ہوا تھا کہ چونکہ حال میں مقدونیہ کے خلاف سخت خیالات کا اظہار ہوا تھا اس لئے ایتھنز کی وفاداری کا کوئی نیا ثبوت ملنا جائے۔

گئے متعلق اس حوصلے وا ہمیت کے خلاف اظہار شادمانی پر اعتراض کیا اور اپنے اہل ملک کو یہ یاد دلایا کہ جس فوج نے انھیں کیرونیا میں شکست دی تھی اس میں صرف ایک آدمی کی کمی ہوئی ہے خود ڈیموس تھینیز اور قوم نے جس عدم خودداری و فقدان ہمت و مروت کا اظہار کیا اس کے لئے یہ عذر کوئی حجت نہیں ہو سکتا کہ ڈیموس تھینز کی اس روش کا مقصود اس مضمون کا سیاسی اعلان تھا کہ دوسری سلطنتیں بھی مقدونیہ کے جوئے کو اپنے کندھوں سے پھینک دیں بہت جلد یہ واضح ہو گیا کہ یہ خیال کس قدر نقش بر آب تھا کہ فیلقوس کی موت سے خود مختاری کے واپس لینے کا موقع حاصل ہو گیا ہے۔ انٹی پیٹر اور فوج نے جب سکندر کو بادشاہ تسلیم کر لیا تو اس نے جس آمادگی سے اپنی حیثیت کو مستحکم کرنے کی کارروائیاں شروع کیں اس سے اس قسم کی تمام امیدیں ہوا ہو گئیں۔ اس نے اپنے برادر علاتی آرہیڈس سے تو البتہ مناسب برتاؤ کیا اور اسے پہلے تھسپیر میں ایک فوج کی کمان دی اور پھر تھسلی کی سوارہ فوج کا قاید مقرر کر دیا مگر اور جتنے لوگوں نے جانشینی کے لئے سازشیں کیں یا دعویدار بنے یا جنگی سازش یا دعوے کا امکان تھا سب کے سب فوراً ہی تہ تیغ کر دیے گئے۔ کلیوپیٹرا اور اسکا شیرخوار بچہ المپیاس کے غیظ و غضب کے نذر ہو گئے مگر اس حرکت میں سکندر کی کوئی شرکت نہیں تھی۔ البتہ کلیوپیٹرا کا چچا اٹیلس خود سکندر کے حکم سے ایشیائے کوچک میں قتل کیا گیا کیونکہ سکندر کے ساتھ اس کی مخاصمت اس سے ظاہر ہو گئی تھی کہ اہل ایتھنز نے اس سے مراسلت جاری کر دی تھی، اور اگرچہ ڈیموس تھینز اس نوجوان بادشاہ کا مضحکہ اڑاتا تھا اور ایک پرانی نظم میں ایک احمق مارگیٹیس کا ذکر آیا تھا اسی کے نام پر اس بادشاہ کا نام رکھا تھا۔ مگر اس نوجوان بادشاہ نے یہ ظاہر کر دیا کہ وہ اپنے باپ کی متروکہ سلطنت کے انتظام کی پوری قابلیت رکھتا ہے۔ فیلقوس کے مرنے کے تین مہینے کے اندر اندر وہ ایک بہت بڑی فوج لیکر (تھسالیہ) جنوب کی جانب یونان کو روانہ ہو گیا، اس نے پہلے اہل تھسالیہ سے وفا شعاری کا مطالبہ کیا اور انھوں نے ایتھنز کے مقابلہ اس کے کوچ میں شرکت کا عزم ظاہر کیا۔ تھرماپیلی میں کونسل دول متحالفہ نے اسے بادشاہ تسلیم کیا اور اعلان کر دیا کہ وہ یونانی افواج کا سپہ سالار اعظم ہے۔ اہل ایمبراسیا اور اکرنانیا کو (جن کی نسبت معلوم ہوتا تھا کہ وہ موجب پریشانی ثابت ہونگے) اس نے دوستانہ لہجہ میں مخاطب کیا۔ پھر وہ آگے بڑھا اور شہر تھیبز کے باہر اپنا لشکر ڈال دیا۔

اہل ایتھنز نے اپنی شتاب کاری پر افسوس کیا اور ڈیماڈیس کی تجویز پر انھوں نے اس معذرت کے لئے ایک وفد بھیجا کہ سکندر کے تسلیم کرنے میں ان سے تاخیر ہوئی اسی کے ساتھ ہی ایتھنز کے لوگ پھر ایک مرتبہ مضافات سے اپنے مال و متاع اور اہل و عیال کو شہر کے اندر لے آئے۔ اس وفد میں کام کرنے کے لئے خود ڈیموس تھینیز کا بھی انتخاب ہوا مگر وہ صرف کوہ کتھیرون تک اپنے رفقا کے ساتھ گیا اور وہاں سے گھر واپس چلا آیا۔ سکندر نے پہلے تو وفد کے لوگوں سے سختی سے بات کی مگر بعد کو مرحمت آمیز جواب دیا اور ایتھنز کے لوگوں نے خطرے سے نجات پاکر اس کے لئے اس سے بھی بلند تر اعزاز کی رائے دی جو فیلقوس کیلئے دی گئی تھی اس کے بعد سکندر نے یونانی دول کے نمایندوں کی ایک موتمر کورنتھ میں منعقد کی (مگر اہل اسپارٹا اب بھی الگ رہے) سکندر کا یونانی فوجوں کا سرگردہ ہونا باضابطہ تسلیم کیا گیا، ایک عہد نامہ تیار ہوا جس کے بموجب یہ طے ہوا کہ ہر ایک سلطنت کو خود مختاری حاصل رہے اور ایک سلطنت دوسری سلطنت میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرے۔ موتمر کے اجلاس مقررہ وقتوں پر ہوا کریں۔ یہ امر قریب قریب یقینی ہے کہ سکندر نے مقدونی فوج کورنتھ میں متعین کر دی[1]۔ ۳۳۵ ق م کے موسم بہار و گرما میں سکندر تھریس اور الیریا کی مہموں میں مشغول رہا۔ ان مہموں کی غرض یہ تھی کہ جب وہ ایشیا پر لشکر کشی میں مصروف ہو تو ان ملکوں کے بیقرار باشندوں کے مطیع رہنے کی طرف سے اطمینان ہو جائے۔ یہ مہمیں پوری طرح کامیاب رہیں مگر اسکندر جب یونان سے بہت دور دراز فاصلہ پر چلا گیا تو ایتھنز اور تھیبز میں پھر ایک مرتبہ خود مختاری کے جذبات زندہ ہو گئے، اس کی موت کی غلط خبروں نے تحریک حب الوطنی کو اور مدد پہنچائی۔ اور کیا عجب ہے کہ ڈیموس تھینیز اور لیکرگس نے ان جھوٹی خبروں کو عملی کارروائی کے لئے دلیل قرار دیا ہو۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ڈیموس تھینیز کو توقع یہ تھی کہ وہ ایران کے ساتھ سکندر کے مقابلہ میں شریک ہو کر اپنے ملک کی آزادی کو محفوظ کر لے گا۔ اس معاملہ میں جو کچھ مراسلات

---

[1] اس کی سند "سکندر کے ساتھ معاہدے" والی تقریر ہے جس کی نسبت یہ یقینی ہے کہ ڈیموس تھینیز کی لکھی ہوئی نہیں ہے مگر غالباً یہ مخالف مقدونوی فریق میں سے کسی شخص کی اصلی تقریر ہے اور ۳۳۲ ق م کے بعد ہوئی ہے۔ کیونکہ اسکے فقرۂ ۔ میں لسیاس کے واقعات کا ذکر ہے جو اسی سنہ میں پیش آئے تھے (ایرین سوم ۲ - ۵ - ۶)

ہوئے ہوں اُن کی پوری کیفیت کا علم ہم کو نہیں ہے اس وقت سے کسی قدر پہلے یعنے سکندر کی تخت نشینی کے عین بعد ہی ڈیموس تھینیز کے معروضات کو (جو شاید قوم کے بلا علم بھیجے گئے تھے) بادشاہ ایران نے بُری طرح نامنظور کر دیا تھا اور ایتھنز کو روپیہ بھیجنے سے بھی صاف انکار کر دیا تھا۔ مگر اس کے بعد ہی بہت جلد دارا نے (جو غالباً ۳۳۶ کے اختتام کے قریب تخت نشین ہوا تھا) سکندر کے عزم و ارادے کی اہمیت کا اندازہ کر لیا اور مقدونوی طاقت کے خلاف کام لینے کے لئے تین سو ٹیلنٹ بھیجے مگر کہا یہ جاتا ہے کہ مقصد معلومہ کے کام میں لانے کے لئے یہ رقم ڈیموس تھینیز ہی کے ہاتھ میں رکھی گئی اور یہ کہ بعد کو اس کے دشمنوں نے اس پر تصرف بیجا کا الزام لگایا جو ایک لازمی امر تھا۔

ڈیموس تھینیز ہی کے اشارے اور مدد سے یہ ہوا کہ اہل تھیبز نے اب اپنے بعض جلاوطن اہل شہر کو (جو ایتھنز میں رہتے تھے) واپس بلا لیا اور اس کے بعد سکندر کے دو عہدہ داروں کو مار ڈالا، عمومی نظام سلطنت بحال کر دیا اور کیڈمیا میں مقدونوی فوج کو محصور کر لیا۔ ڈیموس تھینیز کی تجویز سے اہل ایتھنز نے تھیبز کو مدد بھیجنے کی قرارداد منظور کی اور باضابطہ مخالفہ کی تجویز کے لئے ایران کو ایک سفارت روانہ کی۔ ڈیموس تھینیز نے تھیبز کو بہت کثیر مقدار میں ہتیار بھی روانہ کئے جو ایران کے روپیہ سے خرید کئے گئے تھے مگر ایتھنز کی فوجوں نے حرکت نہ کی۔ قوم کو جلد بازی کے نتائج کا تجربہ ہو چکا تھا اور بظاہر وہ یہ انتظار کر رہے تھے کہ خود سکندر کے متعلق صحیح حالات معلوم ہوں اور یہ پتہ چلے کہ واقعات کیا رخ اختیار کرنے کو ہیں۔ پلوپونیس کی بعض فوجوں نے بھی تھیبز کے خروج سے ہمدردی کا اظہار کیا اور بعضوں نے ڈیموس تھینیز کی ترغیب میں آکر اینٹی پیٹر کے اس مطالبہ کو رد کر دیا کہ وہ اہل تھیبز کے خلاف مدد دیں۔ صرف اہل آرکیڈیا نے کچھ فوج بھیجی مگر یہ فوج بھی خاکنائے سے آگے نہ بڑھی۔ تھیبز کے دوست اگر مستعدانہ کارروائی کرتے تو یہ غیر ممکن نہیں تھا کہ اہل تھیبز کامیاب ہو جاتے اور اسکینز نے خود ڈیموس تھینیز پر بعد کو یہ الزام لگایا کہ وہی اپنی خست کی وجہ سے تھیبز کے زوال کا باعث ہوا۔ اسکینز کہتا ہے کہ ڈیموس تھینیز نے اتنا بھی نہ کیا کہ پانچ ٹیلنٹ دیدیتا جس کے عوض میں مقدونیہ کے اجیر سپاہی کیڈمیا کو دغا سے حوالہ کر دینے پر آمادہ تھے۔ ڈنارکس نے بھی اس پر یہ الزام لگایا کہ آرکیڈیا کی فوجوں کے سرگروہ اسٹلس کو اس نے

دس ٹیلینٹ دینے سے انکار کردیا اور دوسروں نے اسے یہ رقم اس شرط سے دیدی کہ تھیبز کی مدد کو جانے کے بجائے وہ اپنے وطن کو واپس چلا جائے۔ ان دعادی کا قابل اعتبار ہونا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ فوکیون جس کا حزم ایک سے زائد مرتبہ بجا ثابت ہو چکا تھا اسی کے اثر نے اہل ایتھنز کو اپنی ہمدردی کو عمل میں لانے سے باز رکھا۔

لیکن اگرچہ یہ قیاس میں آسکتا ہے کہ اہل ایتھنز تھیبز کو اس قابل بنا سکتے تھے کہ وہ خود کو آزاد کرلے مگر غالباً ایسا نہ تھا۔ سکندر بنمات خاص اپنی فوجوں کو لئے ہوئے اس طرح دفعۃً تھیبز کی دیواروں کے سامنے آموجود ہوا کہ حیرت طاری ہوگئی۔ پہلے اس نے مصالحانہ پیغامات سے تھیبز والوں کو راضی کرلینے کی کوشش کی مگر کیڈمیا کی قلعہ گیر فوج سے تھیبز کے لوگوں کو اس درجہ تکلیف پہنچی تھی کہ انھوں نے آخری دم تک مقابلہ کا عزم کرلیا۔ چند دنوں کے اندر شہر بلہ کرکے لیلیا گیا اور اس حملہ میں تھسپئی پلیٹی آرکومینس کی فوجوں اور فوکس کے لوگوں نے شرکت کی اور اپنی پشتہا پشت کی عداوت ظاہر کی۔ اس کے بعد جو قتل عام ہوا اس میں چھ ہزار اہل تھیبز مارے گئے اور تیس ہزار سے زائد قید ہو گئے۔ سکندر نے مفتوحین کی قسمت کا فیصلہ یونان کی اقوام کے سپرد کردیا جنھوں نے محاصرہ میں حصہ لیا تھا اس فیصلہ کے بموجب تھیبز کا شہر مسمار کردیا گیا صرف بت خانے اور پنڈار کا مکان سلامت چھوڑ دیا گیا تقریباً تمام قیدیوں کی نسبت حکم ہوا کہ غلام بنا کر بیچ ڈالے جائیں۔ اور جو لوگ باقی بچے وہ قانونی حفاظت کے استحقاق سے محروم کئے گئے اور حکم ہوا کہ کوئی یونانی شہران کو پناہ نہ دے۔ تھیبز کی ملکیت آرکومینس اور پلیٹی میں تقسیم ہوگئی اور ایک مقدونوی فوج پھر کیڈمیا میں متعین کردی گئی۔

تھیبز کی تباہی نے یونان کی باقی سلطنتوں میں ایک لرزہ پیدا کردیا۔ ان میں سے بعض سلطنتوں نے اپنے محفوظ رہنے کے لئے ایسے ثبوت دینے شروع کئے جس سے معلوم ہو کہ وہ اس غارت گر کے مطیع ہیں۔ اہل آرکیڈیا نے ان لوگوں کو قتل کردیا جو خاکنائے پر فوج بھیجنے کے ذمہ دار تھے۔ ایلس کے لوگوں نے مقدونوی تسلط کے جلاوطن حامیوں کو واپس بلالیا۔ اہل ایٹولیا مفتوحین کے ساتھ اپنے اظہار ہمدردی کے لئے سکندر سے معافی کے خواستگار ہوئے۔ میسینی اور پیلینی (واقع ایکیا) میں ایسے مطلق العنان حکمراں نصب کردئے گئے جو مقدونیوں کے طرفدار تھے۔ تھیبز کو سکندر سے باغی بنانے میں اہل ایتھنز

نے جو کچھ کیا تھا اس کی وجہ سے انھوں نے اپنے خاص خطرے کے سمجھنے میں سستی نہیں کی
قتل عام کی خبر انھیں "اسرار الیوسیا" کے تقریبات کے دوران میں پہنچی۔ تقریب ختم کردی گئی
اور شہر پھر ایک مرتبہ دشمن سے اپنے تئیں بچانے کیلئے تیار ہوگیا۔ شہری اور مقیم غیر ملکی دونوں
نے بڑی بڑی رقمیں چندے میں دیں اور باوجود اس کے کہ اسکندر اور اس کے حلیفوں نے
سخت ممانعت کردی تھی ایتھنز میں تھیبز کے مفروریں کا بڑی گرمجوشی سے خیر مقدم کیا گیا
مگر ایک مرتبہ پھر دشمن کے مقابلے پر آنے کا جوش احتیاط اور خوف سے مغلوب ہوگیا۔
ڈیمیڈاس کی تحریک پر دس سفیر سکندر کے پاس مبارکباد دینے کے لئے بھیجے گئے اور یہ
مبارکباد نہ صرف اس کے الیریا سے بحفاظت واپس آجانے پر تھی بلکہ (جو بیان ہم تک
پہنچا ہے اگر وہ صحیح ہے تو) باغی اہل تھیبز کی سزادہی پر بھی تھی۔ اس میں تعجب کی
کوئی بات نہیں ہے کہ اس شرمناک مراسلہ کے وصول ہونے پر بادشاہ نے اس کو
دیکھتے ہی پھینک دیا اور ایلچیوں سے گفتگو کرنے سے انکار کردیا لیکن بعد میں اس نے
ایتھنز کو اس شرط پر معاف کردینے کی رضامندی ظاہر کی کہ ایتھنز والے اپنے شہر سے تھیبز
کے پناہ گیروں کو نکال دیں اور اس فریق کے سرگروہوں کو جو مقدونیہ کا مخالف ہے سکندر
کے حوالے کردیں جن میں ڈیموس تھینیز۔ لیکرگس۔ پولی اوکٹس۔ کاریڈیمس۔ افیالٹس
اور دوسرے سرگروہوں کے نام شامل تھے۔

اسکے متعلق جب مجلس میں مباحثہ ہوا اور فوکیون سے باربار اپنی رائے کے اظہار کا
تقاضا کیا گیا تو اس نے سفارش کی کہ بادشاہ کے مطالبہ کی تعمیل کیجائے اور بالاعلان یہ کہدیا
کہ جن سرگروہوں کی حوالگی زیربحث ہے وہ ایتھنز پر کافی مصیبت لاچکے ہیں اور یہ کہ زمانہ قدیم
کے اعاظم رجال کی مثال کے مطابق وہ خود فائدہ عام کے لئے اپنے عزیز ترین دوست کو قربان کرنے
کیلئے تیار ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حاضرین نے شور مچا کر اس تحریک کو بند کردیا ڈیموس تھینیز نے خود
انھیں اس امر سے متنبہ کردیا کہ بھیڑوں کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے نگہبان کتے کو بھیڑیے کو
حوالہ کردیں اور اگر انھوں نے اپنے خطیبوں کو سکندر کے ہاتھ بیچ ڈالا تو اپنے کو بھی غلام بنا کر اسطرح
بیچ ڈالینگے جیسے سوداگر تھوڑا سا غلہ نمونہ کا دکھا کر اپنا کل غلہ بیچ ڈالتے ہیں ہائپر یڈیس اور لیکرگس
نے بھی فوکیون کی تجویز سے مخالفت کی[1] جو قرار داد آخری طور پر منظور ہوئی اس کی تحریک

[1] تمام بیانات میں نام ایک سے ہی نہیں ہیں۔

ڈیماڈیس نے کی تھی (یہ ڈایوڈورس کا بیان ہے مگر ہم یہ نہیں جانتے کہ کس سند پر وہ ایسا کہتا ہے کہ ڈیماڈیس کو ڈیموس تھینیز نے پانچ ٹیلنٹ بطور رشوت کے دیئے تھے) یہ قرار پایا کہ سکندر کے پاس ایک سفارت ان مقرروں اور سپہ سالاروں کی درخواست معافی کے لیے بھیجی جائے جن کی حوالگی کا اس نے مطالبہ کیا تھا اور یہ معافی اس شرط پر ہو کہ ان میں سے جو شخص بھی سرکشی کا مرتکب ہوا ہے اس کے خلاف عدالتی کارروائی کی جائیگی اور سفارت یہ بھی التجا کرے کہ تھیبز کے پناہ گیروں کو ایتھنز میں رہنے کی اجازت دیدی جائے۔

اس سفارت کے سرگروہ فوکیون اور ڈیماڈیس تھے فوکیون کی فصیح البیانی اور ڈیماڈیس کا بے لاگ مشورہ (جو اس نے بادشاہ کو دیا) کامیاب ثابت ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ تھیبز کو غارت کر دینے سے اور یونان کے سب سے بڑے شہروں میں سے ایک شہر کو بالکل مسمار کر دینے سے یونانیوں کا اخلاقی احساس عام طور پر ان واقعات پر نفرین کر رہا تھا خود سکندر کا ایمان بھی اس حرکت پر شبہ و شک سے خالی نہ تھا۔ اور وہ خوش ہوتا اگر اسکو موقع ملتا کہ ایتھنز کے ساتھ سلوک کر کے وہ اپنی بداخلاقی کا بدلا کر لیتا۔ اس لیے اسکندر نے فوکیون کی نصیحت کو تسلیم کر لیا یعنی یہ کہ اسکندر اپنی فوج کو یونانیوں سے مقابلہ کرنے کے بجائے وحشیوں سے مقابلہ کرنے پر رجوع کرے اور اپنے مطالبات کو گھٹا کر صرف اتنا مطالبہ کرے کہ مقدونیہ کا ایک سب سے زیادہ شدید مخالف کاریڈیموس جو کسی طرح مخالفت سے باز نہیں آتا ایتھنز سے خارج کر دیا جائے۔ اہل ایتھنز نے اس کی تعمیل کی۔ کاریڈیموس ایران کو چلا گیا اور دارا کی ملازمت اختیار کر لی اور افیالٹیس اور ایتھنز کے دوسرے سپہ سالار ملیمن نے بھی بہت جلد اس کی تقلید کی۔ سکندر اب اس علم کے ساتھ مقدونیہ کو واپس ہوا کہ سردست اسے یونانیوں سے کوئی وجہ خوف کی نہیں ہے۔

مجلس کی ایک قرارداد نے اریوپیگس کی کونسل کو تھیبز کی امداد کے لیے ایران سے آئے ہوئے روپیہ کی تحقیقات کا کام سپرد کیا جس کا پہلے وعدہ کیا گیا تھا یہ تحقیقات اس بارے میں تھی کہ یہ روپیہ تھیبز کی امداد میں کس طرح صرف کیا گیا۔ اگر کونسل نے اس معاملہ کو نظر انداز ہو جانے دیا اور اگرچہ ڈیموس تھینیز کے دشمن برابر اس پر یہ الزام لگاتے رہے کہ شاہ اعظم کے بھیجے ہوئے روپیہ سے وہ دولتمند بن رہا ہے مگر حقیقت یہ ہے کوئی شہادت جسے شہادت کہا جا سکے ایسی نہیں ہے جس سے اس کا ثبوت ملتا ہو اور

تاج سے متعلقہ تقریر میں اس نے اپنی صفائی میں جو کچھ کہا اور اول سے آخر تک ہر قسم کی
رشوت وغیرہ سے پاک ہونے کا جو دعویٰ کیا اسے جس طرح سامعین نے سنا اور تسلیم کیا
اس سے ان اتہامات کا درست ہونا مطلق نہیں ثابت ہوتا جو اس کے دشمن اس پر
یہ کہکر لگاتے تھے کہ ایران سے اس کا بڑے بڑے تحائف قبول کرنا سب لوگوں کے
علم میں تھا۔

جب ہم جنگ کیرونیا کے وقت سے سکندر کے ایشیا کو روانہ ہونے کے وقت تک
کے واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ڈیموس تھینیز نے اس اثنار میں جو کچھ کیا
اس پر جس سختی سے نکتہ چینی کی گئی ہے اس کے لئے آسانی سے کوئی کافی وجہ ہمیں نہیں
ملتی یہ صاف ظاہر ہے کہ اس کی حکمت عملی یہ تھی کہ جہاں تک ممکن ہو دشمن کا مقابلہ
کیا جائے۔ اسی حکمت عملی کو وہ ایتھنز کے روایات کے مطابق سمجھتا تھا۔ اس کے
وہ اہل ملک جن میں ڈیموس تھینیز کی سی ہمت نہ تھی موقع و محل کے اعتبار سے دشمن
کے حق میں جو کچھ بھی مراعات کرتے مگر خود اس نے کوئی ایسا موقع جس میں دشمن کے جوئے
کو اتار پھینکنے کی کوئی شکل نکلتی ہو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اور لیکرگس کے ساتھ ملکر وہ استحکامات
کی درستی، فوج کی قابلیت کو ترقی دینے، شہر کے مالی وسائل کو مستحکم کرنے میں برابر کام کرتا رہا
یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ ڈیموس تھینیز کو قوم کا اعتماد حاصل تھا اور چونکہ اس کو اس کا علم بھی تھا
اس لئے جن کارروائیوں کی نسبت وہ یہ سمجھتا تھا کہ مفاد ملک ان کے متقاضی ہیں انھیں
خود اپنی ذمہ داری پر اختیار کرنے میں تامل نہ کرتا تھا خواہ اس میں اس کے لئے کتنا ہی
خطرہ کیوں نہ ہو۔ ان کارروائیوں میں سے ایک خاص کارروائی یہ تھی کہ اس دوران
میں اس نے ایران سے مراسلت جاری رکھی جس کے لئے ایک ایسے دشمن کے مقابلہ
میں جو یونان اور ایران دونوں کا دشمن تھا ڈیموس تھینیز کا ایران سے ملجانا ایک قدرتی
امر تھا۔ یہ صحیح ہے کہ ایران کے ساتھ مراسلت کرنا قومیت کے تنگ نقطۂ نظر سے
نظام سلطنت کے مقصود اصلی کے خلاف ایک کام تھا۔ ایسکینز نے یہ اعتراض کیا تھا کہ
"کونسل اور مجلس کو معطل کر دیا گیا ہے، باہر سے مراسلے اور سفارتیں لوگوں کے مکانوں
میں آتی ہیں اور یہ [illegible] کی طرف سے نہیں ہوتیں بلکہ ایشیا اور یورپ کی
سب سے بڑی طاقتوں کی طرف سے ہوتی ہیں" علاوہ ازیں سکندر کے خلاف

کام میں لانے کے لئے ایران سے جو روپیہ وصول ہوا تھا جب قوم نے اس کے خرچ کی ذمہ داری سے انکار کر دیا تو اس سے بھی ڈیموس تھینیز کی حالت ایسی ہوگئی جس میں لوگ حسد اور عداوت کرنے لگتے ہیں۔ اس میں بھی اس نے ایک خطرہ یعنے مرتکب خیانت ہونے کا الزام جو کوئی شخص بھی اس پر عائد کر سکتا تھا اپنے سر لے لیا۔ اس الزام کا صحیح ہونا گو کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا تھا مگر اس کا غلط ثابت کرنا بھی اس وقت تک بہر نوع ممکن نہ تھا جب تک کہ ان واقعات کو افشا نہ کیا جاتا جن کی بابت یہ خفیہ خدمت والا روپیہ صرف کیا گیا تھا مگر یہ واقعات وہ تھے جن کا صیغۂ راز میں رکھنا بہرکیف ضروری تھا۔ ڈیموس تھینیز نے اس کا کچھ خوف نہ کیا کہ لوگ اس کو خود مختار کہکر مطعون کریں گے۔ ایسا یقین کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ اس دوران میں ڈیموس تھینیز نے سوائے اس کے کہ جس چیز میں وہ اپنے ملک کے مفاد و اعزاز کا یقین رکھتا تھا اسی پر نظر جمائے رکھے کچھ اور کیا ہو۔

مگر سوال یہ ہے کہ اس کا کام جس طرح حب الوطنی پر مبنی تھا ایسا ہی دانائی پر بھی مبنی تھا یا نہیں؟ آیا اس کے تدابیر ملک واری اس کے نیک ارادوں کے ہمپایہ تھے یا نہیں؟ یہاں شک کی زیادہ گنجائش ہے، ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ آیا جو تائید قوم نے اس کے خیالات کی کی اس پر اس نے زیادہ بھروسا کیا یا نہیں اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اتنا معلوم کر لینا اس کا فرض تھا کہ اس کے ملک والے فی الواقع تھیبز کی مدد کو نہ جائیں گے اگر اس نے اپنے اہل ملک کی طبیعتوں کے ساتھ اب تک وہی جوش و خروش منسوب کیا جو جنگ کیرونیا کے پہلے ان میں موجود تھا تو زیادہ سے زیادہ یہ ایک غلطی تھی جو اس کی طبیعت کی فیاضی کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ اور نہ ہم اب یہ بتا سکتے ہیں کہ اس کا یہ یقین کہاں تک درست تھا کہ تھیبز کے باغی ہو جانے کے لئے یہ وقت موزوں تھا۔ جہاں تک کسی کو علم تھا سکندر اس وقت ایلیریا میں تھا بعض لوگ کہتے تھے کہ وہ مر گیا ہے اس کے دفعتہً تھیبز کے سامنے نمودار ہو جانے سے جتنی حیرت اور لوگوں کو ہو سکتی تھی اتنی ہی خود ڈیموس تھینیز کو بھی ہوئی ہوگی۔ یہ درست نہیں ہے کہ اس پر ایسی غلطی کا الزام لگایا جائے جس سے کوئی دوسرا بھی نہ بچا ہو۔ اس علم کے مطابق جو ہم کو اسکندر کی نسبت بعد کو ہوا یعنے اس کی طبیعت کا علم اور اس بات کا علم کہ وہ اپنی نقل و حرکت کی تیزی سے دشمن کے ہاتھ پاؤں پھلا دیتا ہے۔ ڈیموس تھینیز پر غلطیوں کا الزام لگانا آسان ہے۔ لیکن ۳۳۵ ق م میں سکندر سے

لوگوں کو اتنی واقفیت نہ تھی جتنی کہ چند سال بعد کو ہوئی۔ گو ۳۵۵ ق م سے ایک سال پہلے وہ بہت تیزی سے فوج کشی کر چکا تھا۔ پس بحیثیت مجموعی یہ انصاف نہیں ہے کہ ان برسوں میں ڈیموس تھینیز نے جو روش اختیار کی اس پر بد دیانتی یا عدم تدبر کا الزام لگایا جائے اور جس ہمت و استقلال کی داد اس کو ہمیشہ ملتی رہی ہے اس سے کہیں زیادہ کا وہ مستحق ہے۔

تعلیقات باب یازدہم

۱۔ وِلہلم نے یہ ظاہر کیا ہے کہ کورنتھ میں جو مشترکیت قائم کی گئی تھی اس میں اس سے بدرجہا زیادہ سلطنتیں شامل تھیں جتنا عام طور پر خیال کیا جاتا ہے اور اس کی تنظیم بھی زیادہ دقیق طور پر ہوئی تھی خاص کر سینیڈ میں (بربنائے تناسب) مختلف اقوام کی نمائندگی کے اعتبار سے۔ (اس نے اسی مفہوم میں اس کتبے اور بعض دوسرے کتبوں کی تاویل کی ہے)۔ یہ امر متنازعہ فیہ ہے کہ آیا فیلقوس کا مقصود صرف یہی تھا کہ وہ ایشیا کے یونانی شہروں کو ایران کی حکمرانی سے آزاد کرا دے یا یہ کہ وہ کل ایشیائے کوچک یا اس کے بیشتر حصہ کو بھی فتح کر لینا چاہتا تھا یا یہ کہ وہ اس قسم کا سلسلہ مہمات جاری کیا چاہتا تھا جن کا مقابلہ ان مہمات سے ہو سکے جنھیں سکندر نے واقعتاً انجام دیا، اس مبحث پر کوئی شہادت نہیں ہے۔

۲۔ اساکریٹس کے متعلق یہ حیرت فزا قصہ کہ کیرونیا کی شکست کے غم سے وہ ایسا متاثر ہوا کہ اس نے غذا سے انکار کر دیا، اور اس جنگ کے چند روز بعد ہی مر گیا اسے باطل شدہ سمجھ لینا چاہیئے۔ اس قصہ کو ترک کر کے فیلقوس کے نام کے تیسرے "خط" کے اصل ہونے کو معرض بحث میں لانے کی کوئی اور صحیح بنا نہیں ہے۔ (ملاحظہ ہو بلاک)۔ یہ خط اساکریٹس کے مشہور و معروف جذبات کے مطابق ہے اور طرز بیان بھی اسی کا ہے۔

۳۔ گروٹ اور دوسرے اشخاص سکندر کی جانب اس سفارت کے قصہ میں شک کرتے ہیں اور یہ صاف نہیں ہے کہ پلوٹارک کا بیان سکندر کے مطالبات سے قبل کی کسی سفارت سے متعلق ہو سکتا ہو۔ اس کی زبان بہت ہی مبہم ہے، اس دور

کے متعلق اس کا بہت ہی خلط ملط میں پڑ جانا اس سے ظاہر ہے کہ ڈیموس تھینیز کے سوانح
(باب بست وسوم) میں اس نے ایسے واقعات کو ملا کر لکھدیا ہے جن میں سے
بعض تھیبز کے قبضہ کے قبل اور بعض اس کے بعد واقع ہوئے تھے۔ اسی طرح
ایرین نے بھی ایک پیغام کو جو فی الواقع مقرروں کی حوالگی کے مطالبہ کے بعد سکندر
کے پاس بھیجا گیا تھا، کارروائی کے سابق مدارج کی طرف منسوب کردیا ہے مگر یہ نہایت
اغلب ہے کہ قبل ہو یا بعد اس قسم کا پیغام بھیجا ضرور گیا تھا۔

باب دوازدہم

یونان بزمان عدم موجودگی سکندر

سکندر کے مشرق میں غائب رہنے کے ابتدائی برسوں میں یونان کی تاریخ کے متعلق ہمیں بہت کم علم ہے مگر مختلف ذرائع سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ معاملات عامہ کی سرگروہی ڈیماڈیس کے ہاتھ میں تھی جو کبھی مالی اور کبھی فوجی عہدوں پر مقرر ہوتا رہتا تھا اور اسے اینٹی پیٹر سے (جسے سکندر مقدونیہ و یونان کی نگرانی کے لیے چھوڑ گیا تھا) اکثر تحائف وصول ہوتے رہتے تھے۔ ایتھنز کے رواج کے خلاف ڈیماڈیس کا برنجی بت بھی اسکی زندگی ہی میں بازار میں نصب کیا گیا تھا اور اسے سرکاری خرچ سے پریٹانیوم میں مہمان ہونیکا اعزاز ہمیشہ کے لئے عطا کیا گیا تھا۔ فوکیون اس کی تائید کیا کرتا تھا۔ فوکیون خود برابر سپہ سالار منتخب ہوتا رہتا تھا اور (برخلاف ڈیماڈیس کے) اینٹی پیٹر جس قدر تحائف بھیجتا تھا ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیتا تھا۔ اسکینز بھی ڈیماڈیس کی تائید پر تھا اگرچہ اس کی مستعدی کا اظہار گاہے گاہے ہوتا تھا اور ڈیماڈیس زیادہ تر ایک متمول زمیندار کی سی زندگی بسر کرتا تھا۔ اس کے املاک میں وہ علاقے بھی شامل تھے جو کسی زمانہ میں تھیبز کی مملکت میں داخل تھے۔ ڈیموس تھینیز کی نسبت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے فی الحال معاملات کی رفتار پر اثر ڈالنے کی ہر طرح کی کوشش ترک کر دی تھی۔ ایک موقع پر اسکینز سے کہتا ہے کہ "جب وہ وقوعہ پیش آگیا جس کو میں نہ چاہتا تھا کہ کبھی پیش آئے جبکہ صف اول میں مدبرین نہیں بلائے جاتے بلکہ وہ لوگ بلائے جاتے ہیں جو ایک آقا کی حکم برداری کر سکیں، جو اپنے ملک کو نقصان پہنچا کر روپیہ پیدا کرنے اور ایک اجنبی کی خوشامد کرنے کے متمنی رہیں۔ اس وقت آپ اپنے فریق کے ہر ایک رکن کے ساتھ اپنی جگہ پر موجود نظر آتے تھے، آپ ایک شاندار اصطبل اور اس کے

گھوڑوں کے مالک تھے اور میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ میں کمزور تھا، پھر بھی میں آپ کی نسبت اپنے اہل ملک کا زیادہ وفادار تھا۔" اسکینز اور ڈینارکس لامحالہ اس کی اس خاموشی کو بزدلی پر محمول کرتے تھے۔ اگر کسی معاملہ کی عارضی یا یوس کن حالت کو تسلیم کر لینا بزدلی ہے تو ڈیموس تھینیز پر اس بزدلی کا الزام عائد ہوتا ہے لیکن بزدلی کے عام معنی یہ نہیں ہیں۔ جب امید کی صورت پھر نظر آئی تو ڈیموس تھینیز بدستور سرگرمی سے مصروف کار ہو گیا۔

زمانۂ جدید کے ایک مورخ نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ملکی کاروبار سے ڈیموس تھینیز کی دست برداری کی وجہ یہ تھی کہ اس میں اور ڈیماڈیس میں کچھ قول و قرار ہو گیا تھا جس کا نتیجہ تھا کہ ۳۳۵ ق م میں ڈیماڈیس میں اس قرار داد کی تحریک کی جس سے ڈیموس تھینیز نے تو ایک طرف وہ تحریک پیش کی جس کے بموجب ڈیموس تھینیز اور دوسرے لوگ دشمن کو حوالے کئے جانے سے بچ گئے اور دوسری طرف ڈیموس تھینیز نے یہ بات اپنے ذمہ لی کہ نہ صلح میں خلل ڈالنے کی کوشش کرے اور نہ ڈیماڈیس کے کاموں میں دخل دے مگر اس قسم کے کسی قول و قرار کے متعلق کوئی کافی شہادت نہیں ہے، اور یہ امر کہ بعد میں ہار پالوس والے معاملہ میں یہ دونوں مدبر شریک تھے اس سے بھی کسی قول و اقرار کا ثبوت نہیں ملتا۔ یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ ڈیماڈیس کی تحریک دو مشکل صورتوں میں ایک سہل طریقہ تھی۔ جس کی ضرورت اس طرح پیدا ہوئی تھی کہ ایک طرف تو قوم اس امر کے سخت برخلاف تھی کہ سکندر کے مطالبات منظور کئے جائیں اور دوسری طرف اس حکم کی تعمیل سے انکار کرنے میں خطرہ تھا، ڈیموس تھینیز کا معاملات عامہ سے کنارہ کش ہو جانا حالات وقت کی رعایت سے ایک دانشمندانہ کام تھا۔ درحقیقت ڈیماڈیس کے ساتھ اس فرضی قول و اقرار کے بعد بھی سکندر کے پاس امدادی فوج بھیجنے کی تجویز کی مخالفت میں ڈیموس تھینیز ہائپرڈیس کے ساتھ ہو گیا حالانکہ اہل ایتھنز اس قسم کی فوج بھیجنے کے پابند تھے اس واقعہ سے بجائے خود یہ امر قریب ثابت ہو جاتا ہے کہ ڈیموس تھینیز اور ڈیماڈیس میں کسی قول و قرار کا وجود نہیں تھا۔ فوکیون کی تحریک پر بیس جہاز اور سواروں کا ایک مختصر سا دستہ سکندر کی فوج میں شریک ہونے کے لئے بھیجا گیا مگر اہل ایتھنز کے کچھ لوگ ایران کے ساتھ

رضا کارانہ شریک ہو گئے۔ ڈیموس تھینیز کے دشمنوں کا بیان تھا کہ اُس نے ایک نوجوان ارسیتیون نامی کے توسط سے سکندر سے اور کالیاس ساکن کالکس کے وسیلہ سے المپیاس سے مصالحت کرنی چاہی تھی مگر اس بیان کی صداقت بہت ہی مشکوک ہے۔ اس سے چند سال کے بعد ڈیموس تھینیز پر مقدمہ چلانے کے وقت اسکینز اور ہائپیریڈیس نے جو کچھ بیان کیا وہ بھی کوئی قابل اعتماد بیان نہیں ہے، خاصکر اس وجہ سے کہ اسکینز کو بالتخصیص یہ امر ثابت کرنے کی فکر لاحق تھی کہ ڈیموس تھینیز نے فی الواقع مقدونیہ کی جانبداری اختیار کرلی تھی یہ ایسا اجتماع ضدین ہے جس کی تائید صرف غلط بیانیاں ہی کرسکتی ہیں۔

مخالف مقدونیہ فریق کو اگرچہ شکست ہو گئی تھی مگر یہ فریق بالکل بیکار نہیں تھا۔ ۳۳۴ء میں ڈائیوٹی مس کا انتقال ہوا۔ یہ شخص منجملہ ان سپہ سالاروں کے ایک سپہ سالار تھا جن کی حوالگی کا مطالبہ سکندر نے کیا تھا۔ لکرگس نے اس سپہ سالار کی قدر افزائی میں ایک فیصلہ صادر کرنے کی تحریک کی۔ اس سال جب ایرانی بیڑا بحر ایجین میں نمودار ہوا تو اہل ایتھنز نے یہ جائز رکھا کہ وہ سیموس میں سامان رسد لے لے مگر سکندر اس قسم کے چھوٹے چھوٹے اشتعالات کو نظر انداز کرسکتا تھا اور یہ صاف ظاہر ہے کہ اسکی خواہش یہ تھی کہ ایتھنز سے عمدہ تعلقات قائم رہیں۔ ۳۳۴ء میں گرانیکوس کی فتح کے وقت باوجود اس کے کہ دشمنوں میں اس نے متعدد اہل ایتھنز کو بھی گرفتار کیا، مگر پھر بھی اس نے ایتھنز کو ہدیہ بھیجا اور ایرانی زرہ بکتروں میں سے تین سو جوڑے پارتھینون میں نذر چڑھانے کے لئے بھیجے۔ ان پر یہ منقوش تھا کہ ایشیا کے لوگوں سے جو غنیمت حاصل ہوئی اس میں سے یہ نذر سکندر ولد فیلقوس اور (باستثنائے اہل لیسیڈیمون) یونانیوں کیجانب سے ہے[1]۔

ڈیموس تھینیز جس کو موقع جنگ سے خاص طور پر خبریں ملتی رہتی تھیں ۳۳۳ء کی جنگ اسوس تک وہ اس امید میں تھا کہ سکندر کو کیلیکیا میں شکست ہو جائے گی اور اسکینز اور سکندر کے دیگر ہوا خواہوں کے خوف و پریشانی پر علانیہ اظہار اطمینان کرتا تھا[2]،

---

[1] آرین اول ۱۶ء ۷۔

[2] اسکینز ٹیسیفن ۱۶۴۔

جب سکندر کو فتح ہوگئی تو اس کے بعد اس قسم کی امیدوں کا کوئی محل باقی نہیں رہا۔
۳۳۱ق م کے موسم بہار میں ایتھنز والوں نے سکندر کے پاس ایک سفارت روانہ کی جو اس کے فتوحات کی یادگار میں ایک زریں تاج لیکر گئی تھی اور اس وقت سکندر نے ایتھنز کے ان شہریوں کو جنھیں گرانیکوس میں قید کیا تھا اور اس سے پہلے ان کی رہائی سے انکار کر دیا تھا، آزاد کر دیا اور یونان کے معاملات کی نظم و ترتیب میں خواہ خود اس کے احکام سے عمل میں آئے یا اس کے متولی اینٹی پیٹر کے احکام سے، اس نے یہ خیال رکھا کہ جہاں تک ایتھنز کا تعلق تھا اس کے اور یونانی سلطنتوں کے درمیان جو قرارداد تھی وہ کسی طرح شکست نہ ہو۔

پس اس طرح ۳۳۱ق م میں اربیلا پر سکندر کی عظیم الشان فتح اور ۳۳۰ق م میں دارا کے انتقال کے کچھ زمانہ بعد تک یونان میں بڑے واقعات نسبتاً کم پیش آئے۔ صرف اسپارٹا کے طور ایسے رہے جن سے پریشانی کا اندیشہ ہوتا تھا۔ اسپارٹا کے بادشاہ اگیس نے ایران سے مراسلت شروع کر دی ۳۳۳ق م میں ایرانی امرائے بحری سے جو رقوم ملیں اُن سے تقویت پاکر اگیس جزیرۂ کریٹ کا مالک بن گیا۔ لہٰذا ۳۳۱ق م میں سکندر نے حکم دیا کہ امیفوٹیروس کے تحت میں ایک بہت بڑا بیڑا اسپارٹا کے خلاف کارروائی کرے اور اہل اسپارٹا کو اطاعت پر مجبور کرنے کے لئے اینٹی پیٹر کے پاس روپیہ بھیجا[۵۱]۔ آخر ۳۳۱ق م میں اسپارٹا نے سکندر کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ یہ موقع نہایت موزوں معلوم ہوتا تھا۔ اینٹی پیٹر تھریس کے معاملات میں مصروف تھا جہاں اوڈرسیی بادشاہ سیوتھیس کی سرگروہی میں بغاوت پھوٹ پڑی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ کچھ زمانے کے لئے خود سکندر کے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار میمنن نامی اس بغاوت میں شریک ہو گیا تھا[۵۲]۔

---

[۵۱] آرین سوم - ۶ -

[۵۲] اسی سال میں اہل ایتھنز نے سیوتھیس کے بیٹے ریبولس کے اعزاز میں ایک فیصلہ صادر کیا۔ اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ریبولس ایتھنز میں اس غرض سے آیا ہوگا کہ شہر اور تھریس کے حکمرانوں کے درمیان قدیم دوستی کی تجدید کرے اور اہل ایتھنز کا مقصود یہ رہا ہوگا کہ وہ سیوتھیس کی بغاوت سے ہمدردی ظاہر کریں۔ ملاحظہ ہو شافر سوم صفحہ ۲۰۰ -

علاوہ ازیں مقدونوی سپہ سالاروں کے خودسرانہ طریق عمل سے جب ان وعدوں کے خلاف عمل ہوا جو ۳۳۶ میں سکندر نے کورنتھ میں کئے تھے تو یونان میں بھی بڑی حد تک بددلی پھیل گئی۔ باوجود اس وعدے کے کہ سلطنتوں کے نظامہائے حکومت میں کسی قسم کی دست اندازی نہ ہوگی مسینی لیسبوس اور پیلینی میں ایسے مطلق العنان حکمران بٹھادئے گئے تھے جو مقدونوی تسلط کیجانب مائل تھے۔ مقدونیہ کے کپتانوں نے ایتھنز اور دوسرے مقامات کے تجارتی جہازوں کو گرفتار کرکے ٹینی ڈوس میں روک لیا تھا اور اہل ایتھنز نے ان جہازوں کو واپس لینے کے لئے افی کراٹیس کے بیٹے مینس تھیوس کے تحت میں سو جہازوں کا ایک بیڑا فی الواقع تیار کرلیا تھا مگر (سکندر نے ایتھنز کے متعلق ملاطفت کی جو روش اختیار کررکھی تھی اس کے بموجب) قبل اس کے کہ عملی کارروائیاں اختیار کیجائیں ان جہازوں کو رہا کردیا۔ ایک مقدونوی جہاز بندرگاہ پیریوس میں بظاہر اس غرض سے داخل ہوا تھا کہ وہاں مقدونوی بیڑے کے لئے چھوٹی چھوٹی کشتیاں بنانے کے لئے درخواست کرے مگر زیادہ تر قیاس یہ ہے کہ اپنے بیڑے کے لئے ایتھنز کے ملاح بھرتی کرنے کی امید میں ایسا کیا تھا لیکن جب اہل ایتھنز نے اس پر اعتراض کیا تو یہ درخواست واپس لیلی گئی۔[۱] اگیس کو شروع میں کہیں کہیں کچھ کامیابی ہوئی۔ اس نے کورہاگوس کے تحت میں مقدونیہ کی ایک دستہ فوج کو شکست دیدی۔ الس کے لوگ اور تمام آرکیڈیا والے سوائے میگالوپولس کے لوگوں کے اور تمام اکایا والے سوائے پیلینی کے لوگوں کے کورہاگوس کے ساتھ ہوگئے اور اس نے میگالوپولس کا محاصرہ کرلیا۔[۲] اس نے ایتھنز سے بھی مدد کے لئے درخواست کی اور جو تقریر[۱] "معاہدہ با سکندر" کے نام سے اس وقت تک موجود ہے (اور جسے غلطی سے ڈیموس تھنیز کیجانب منسوب کیا جاتا ہے) وہ تقریر شاہ اسپارٹا کی درخواست کے کسی مؤید نے اس کے بعد کے مباحثوں میں سے کسی مباحثہ میں مجلس کے اندر کی ہوگی۔ تیقن کے ساتھ یہ تعین کرنا آسان نہیں ہے کہ اس بحث میں ڈیموس تھنیز نے کیا حصہ لیا۔ پلوٹارک کے بیان کے مطابق[۳] شروع میں تو اس نے اہل ایتھنز سے اگیس کی مدد کے لئے درخواست کی مگر

---

[۱] تقریر دربارہ معاہدہ با سکندر۔

[۲] اسکنیز۔ دلشیفن ہو ۱۶۵-۱۶۶۔

[۳] پلوٹارک ڈیموس تھنیز بست وچہارم۔

بعد کو یہ معلوم کرکے کہ قوم اس مہم میں شریک ہونے کے لئے آمادہ نہیں ہے، وہ رُک گیا۔ یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ واقعہ دراصل اس طرح ہے کہ اس نے پہلے اہل اسپارٹا کو اتھینز والوں سے مدد پہنچنے کی امید دلائی۔ اس کا اظہار اسکینز کے اس بیان سے ہوتا ہے کہ ڈیموس تھینیز نے دعویٰ کیا تھا (گو یہ دعویٰ جھوٹا تھا) کہ پلوپونیسیا میں بغاوت کے بھڑکانے اور تھسالیہ میں بغاوت برپا کرنے میں جس کا ہمیں کوئی علم نہیں ہے اس نے حصہ لیا تھا۔ اگرچہ اس تقریر میں اسکینز کے قول کے مطابق ڈیموس تھینیز نے مسلسل استعارات میں یہ شکایت بھی کی تھی کہ اس کے پرانے مخالفوں نے سلطنت کو بے بسی کی حالت تک پہنچا دیا ہے اور اس لئے اس تحریک کی مزید تائید سے اپنے کو معذور ظاہر کیا۔ دوسری جگہ[1] پلوٹارک یہ بیان کرتا ہے کہ اہل اتھینز نے پلوپونیس والوں کو اپنے بیڑے سے مدد دینے کی قرارداد منظور کر لی۔ ڈیموس تھینیز نے جو پہلو شروع سے اختیار کیا تھا غالباً اسی کا یہ اثر ہوا ہو مگر ڈیماڈیس نے یہ ظاہر کرکے بڑی ہوشیاری سے اس قرارداد کو روک دیا کہ اس امداد میں جو اخراجات پیش آئیں گے وہ سوائے اس سرمایہ کے کسی اور سرمایہ سے نہیں دئے جا سکتے جو اس نے مذہبی کمشنر کی حیثیت سے آنے والے تہوار میں لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے بچایا ہے۔ یہ سن کر اتھینز کے لوگوں کو نہ تو یہ گوارا ہوا کہ تہواری روپیہ لوگوں میں تقسیم نہ ہو اور نہ اپنی جیب سے کوئی رقم دینی پسند ہوئی اس لئے وہ اس پر قانع ہو گئے کہ کچھ بھی نہ کریں۔ اس صورت میں ڈیموس تھینیز بجا طور پر یہ شکایت کر سکتا تھا کہ اس کے مخالفوں نے سلطنت کی رگیں کاٹ دی ہیں۔ اپنے پہلے طریقہ سے ڈیموس تھینیز کا ہٹ جانا محض عاقبت اندیشی کی وجہ سے تھا۔ اس سے کچھ حاصل نہ تھا کہ ایسی امداد کی امید دلا کر اسپارٹا کی ہمت بڑھائی جائے جس کے دینے کے لئے قوم آمادہ نہ تھی اور سے ڈیموس تھینیز کے لئے باعث تعریف سمجھنا چاہئے کہ اپنے طریقے سے ہٹ جانے کی وجہ سے جو ذلت ہوئی اس کو برداشت کرنے سے نہ ڈرا۔ درحقیقت اس سے زیادہ کوئی امر قابل نفرت نہیں ہو سکتا کہ اسکینز اور ڈنارکس نے بعد کو ڈیموس تھینیز پر یہ الزام لگایا کہ اس نے مقدونیہ کے خلاف

---

[1] اسٹیفن ۱۶۷۔

[2] پلوٹارک ۸۱۔

اہل اسپارٹا کی امداد میں کچھ نہ کیا اور اس کے ساتھ ہی انھوں نے یہ بھی کوشش کی (جس کا حال ہم ابھی بیان کریں گے) کہ بغاوت کی بعض ذمہ داریوں کو اس کے سر منڈھ دیں اور بالاعلان یہ کہا کہ اسی کے اطوار سے شہر کی بدنامی ہوی۔

میگالوپولس کا محاصرہ اس وقت اٹھا لیا گیا جبکہ اینٹی پیٹر ایک ایسی فوج کے ساتھ موقع پر پہنچا جس کی تعداد اہل اسپارٹا اور اس کے حلیفوں کی فوج سے بہت بڑھی ہوی تھی۔ ایگس نے جنگ کی مگر اسے بالکل شکست ہوگئی اور خود بھی مارا گیا[1]۔ اینٹی پیٹر نے اسپارٹا کے پچاس امرا بطور یرغمال کے طلب کئے اور باغی سلطنتوں کے متعلق حکم دینے کا کام کورنتھ کی یونانی موتمر کے سپرد کیا مگر اہل اسپارٹا نے سکندر سے جس کے پاس یرغمال کے لوگ بھیجدئے گئے تھے التجا کی اور اس نے اس بغاوت کے خاص محرکوں کے سوا سب لوگوں کو معاف کر دیا مگر اس کے ساتھ یہ حکم دیا کہ محاصرے سے میگالوپولس والوں کو جو تکلیف پہنچی ہے اس کے معاوضہ میں انھیں ایکسو بیس ٹیلنٹ دے جائیں[2]۔ ڈیموس تھینیز کے دشمنوں نے ایک تجویز یہ کی کہ ڈیموس تھینیز کو نسل دول متحالفہ (مقاربہ) کے سپرد کر دیا جائے کہ جس کا اجلاس ۳۳۰ سنہ کی خزاں میں ہونیوالا تھا۔ تاکہ یہ کونسل اس پر کوئی تجویز صادر کرے۔ اس تجویز سے مراد یہ تھی کہ کسی نہ کسی طریق سے ان ہنگاموں کا بانی ڈیموس تھینیز کو قرار دیا جائے۔ مگر قوم نے اس تجویز کے منظور کرنے سے انکار کر دیا[2]، اور اس طرح یہ ظاہر کر دیا کہ اگرچہ وہ کسی ایسے کام کے کرنے پر رضامند نہ تھی جس میں کوئی خطرہ ہو یا ایثار کی ضرورت پڑے مگر مقدونوی فاتح کے متعلق ڈیموس تھینیز کی روش کے ساتھ اس کی ہمدردی میں کوئی معتدبہ فرق نہیں آیا تھا۔

مزید براں اسی ۳۳۰ سنہ کے ایک مشہور مقدمہ نے یہ ظاہر کر دیا کہ محب وطن فریق میں ہنوز مستعدی و آمادگی موجود تھی۔ لکرگس نے ایک شخص لیوکراٹیس پر اس علت میں مقدمہ چلایا کہ وہ جنگ کیرونیا کے بعد فوج سے فرار ہو گیا تھا۔ جنگ کی جب پہلی خبر آئی تو لیوکراٹیس اپنے تمام مال و متاع کے ساتھ روڈز کو بھاگ گیا تاکہ شہر پر جس تباہی کے آنیکا

[1] کرٹیش ششم - ۱ - ڈیوڈورس ہفتدہم ۶۲ - ۳ جسٹن دوازدہم - ۱ - پلوٹارک، ایگس ۳ -
[2] اسکینز، ٹیسیفن ۱۶۵ و ۲۰۴ ڈیموس تھینیز ۳۲۲ -

اندیشہ تھا اس سے محفوظ رہے اور روڈز میں اس نے یہاں تک کہدیا تھا کہ ایتھنز پر یہ واقعی قبضہ ہو گیا ہے۔ بعد کو اس نے مگارا میں ایک غیر ملکی مقیم کی حیثیت سے سکونت اختیار کر لی تھی اور وسیع پیمانہ پر تجارت کا کاروبار کرتا تھا۔ ۳۳۱-۳۳۰ء میں اس نے ایتھنز میں واپس آنے کی کوشش کی اور لکرگس جو ان سخت اصول پر ثابت قدم تھا جن کی وجہ سے اس نے اوٹولیکوس پر مقدمہ چلایا تھا اس نے اب لیوکراٹیس پر غداری کا الزام لگایا اور اس کے لئے موت کی سزا چاہی۔ لکرگس کی تقریر اب بھی پڑھنے میں آسکتی ہے، اس کا اس بات پر فخر کرنا بجا تھا کہ ملزم کے خلاف استکراہ پیدا کرنے کے لئے اُس نے الزام میں غیر متعلق قانون کو شامل کرنے کی کوشش نہیں کی اور نہ یہ کیا کہ ملزم کی زندگی کے اس حصہ کے واقعات کی طرف اشارہ کیا ہو جو موجودہ جرم کے زمانہ سے علیحدہ تھا۔ اس نے اپنی تمامتر کوشش ایتھنز کے روایات کے معیار کے بموجب اس جرم کو سنگین ثابت کرنے میں صرف کر دی اور تقریر کا بہت بڑا حصہ تاریخ ایتھنز کے حوادث و واقعات کے بیان پر مشتمل ہے جن میں شاعروں کے طویل اقتباس بھی دئے ہیں۔ تقریر میں اگرچہ مبالغہ ہے مگر انداز تقریر سے سچائی اور وطن پرستی ظاہر ہے۔ باوجود اس کے اس میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جس کی بنا پر لیکرگوس کی یہ کوشش جائز یا قرین انصاف سمجھی جائے کہ محض اس مسئلہ کی پیروی میں کہ مقدونی تسلط موجب ناراضی ہے لیوکراٹیس کو سزائے موت دلوائی جائے اور وہ بھی ایسے جرم کی پاداش میں جس کے ارتکاب کو آٹھ برس گذر چکے تھے۔ اہل جوری میں نصف کی رائے موافق اور نصف کی مخالف تھی اس لئے لیوکراٹیس بری کر دیا گیا۔ یہ مقدمہ اس بات کی مثال تھا کہ ایتھنز میں سیاسی رائے میں اختلاف کس قدر واضح تھا اور محب وطن فریق کے مدبر اب بھی بھروسا کر سکتے تھے کہ ان کی رائے کی تائید بڑے پیمانے پر ہو سکتی ہے کم از کم ایسی صورت میں جبکہ ان کی حکمت عملی سے کسی قسم کے ایثار کی ضرورت لاحق نہ ہوتی ہو۔

غالباً اسی زمانہ کے قریب[1] یہ ہوا کہ ایک شخص اکسی نیپوس پر یولی اوکٹس نے اس علت میں مقدمہ چلایا کہ اس نے قوم کو ناقص رائے دی تھی اور ان لوگوں سے جو ایتھنز کے فوائد کے خلاف کارروائی کر رہے تھے رشوتیں لی تھیں۔ ملزم کی جانب سے

---

[1] ہر صورت میں یہ مقدمہ ۳۳۰ء اور ۳۲۴ء کے درمیان ہوا تھا (بلاس اٹیکا صفحہ ۶۴)

ہائیپرڈیس نے جو تقریر کی اس کے بعض حصوں سے واضح ہوتا ہے کہ استغاثہ کی جانب سے جو دلائل پیش ہوئے ان میں سے ایک بڑی زبردست دلیل اس بیان پر قائم کی گئی تھی کہ ملزم نے اہل مقدونیہ کی خاص کر اولمپیاس کی خوشامد کی تھی۔ اس قسم کی دلیل پیش ہونے سے ایک حد تک یہ واضح ہو جاتا ہے کہ عوام کے خیالات کی کیا حالت تھی۔

اسپارٹا کی بغاوت جس کے ساتھ ڈیموس تھینیز کی ہمدردی مشہور تھی ناکام رہی۔ ممکن ہے کہ اسی ناکامی کی وجہ سے اسکینیز نے ڈیموس تھینیز پر اس طرح نیا حملہ شروع کیا کہ ٹیسیفن پر پھر وہ مقدمہ چلا دیا جسے چھ برس قبل اس نے اس وقت اٹھا لیا تھا جبکہ فیلقوس کی موت کی خبر نے مقدونوی حکومت کے خلاف اہل ایتھنز کی منافرت کو تازہ کر دیا تھا۔ یہ یاد ہوگا کہ ٹیسیفن نے کونسل میں یہ تجویز کی تھی اور کونسل نے یہ قرار دیدیا تھا کہ تقریب ڈیونیسیا کے موقع پر تماشا گاہ میں ڈیموس تھینیز کو ایک زریں تاج اس اعلان کے ساتھ عطا کیا جائے کہ اس نے اہل ایتھنز کے سچے مفاد کے لئے ہمیشہ تقریر کی اور عمل کیا اور یہ کہ اس کے جذبات عامہ کی ایک یادگار قائم کی جائے۔ یہ بھی یاد ہوگا کہ اسکینیز نے اس قرارداد کو خلاف قانون قرار دیا تھا جس کا اثر یہ ہوا تھا کہ کونسل کے فیصلہ کی تعمیل معلق رہی، اور اس فیصلہ کی تحریک جس سال میں ہوئی تھی اس سال کے ختم ہو جانے پر وہ فیصلہ کالعدم ہو گیا۔ اس واقعہ سے کچھ مشکل پیش آگئی ہے کہ ٹیسیفن کے خلاف تقریر میں اسکینیز نے صاف یہ فرض کر لیا ہے کہ اگر ٹیسیفن کو ملزم نہ قرار دیا جائے گا تو ڈیموس تھینیز کو دوسرے سال کی تقریب ڈیونیسیا میں تاج عطا ہو جائے گا۔ اس سے بعض مورخین اس خیال کی طرف گئے ہیں کہ اسپارٹا کے خروج کے وقت ٹیسیفن کا فیصلہ پھر پیش ہو گیا تھا اور اس وجہ سے اسکینیز کو ٹیسیفن کے خلاف الزام کے مکرر پیش کرنے کا موقع ملا مگر اس کی کوئی شہادت نہیں ہے اور یہ فرض کرنا زیادہ قرین قیاس ہے کہ ہر شخص نے لامحالہ یہ گمان کر لیا تھا کہ اگر جوری نے ٹیسیفن کو بری کر دیا تو اس کی تحریک دوبارہ باضابطہ پیش ہو جائے گی اور عمل میں آجائے گی۔ بعض دوسرے مورخین کا خیال یہ ہے کہ خود ڈیموس تھینیز کے فریق نے بریت کی قطعی امید میں اس تہدید سے اسکینیز کو اپنے باضابطہ الزام پر کارروائی کرنے کے لئے مجبور کیا کہ اس نے سابقاً جو حلفیہ ارادہ ظاہر کیا تھا اس کے پورا نہ کرنے سے وہ لوگ خود اس پر مقدمہ چلا دیں گے اور جرمانہ کا

مطالبہ کریں گے مگر اس کی کوئی شہادت نہیں ہے اور یہ قیاس میں نہیں آتا کہ اس قسم کی تہدیدوں سے کام لیا گیا ہو اور پھر بھی دونوں مقرروں میں سے ایک مقرر بھی اُس کی طرف مطلق اشارہ نہ کرے۔

یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ اسکینیز نے یہ خیال کیا ہو کہ اسپارٹا کے خروج کے معاملہ میں ناکام رہنے کے باعث ڈیموس تھینیز کی عارضی تذلیل کے دوران میں موقع آگیا ہے کہ اسکینیز اپنے حریف مقابل کو شکست فاش دیدے اور یہ کہ ٹسیفن پر پرانے استغاثہ کا پھر زندہ کیا جانا اُن مقدمات سے متعلق ہو جو دوسری ریاستوں میں سکندر یا انٹی پیٹر کی منظوری سے ان لوگوں پر چلائے گئے تھے جو مقدونیہ کی مخالفت میں سرگرم تھے۔ خود ڈیموس تھینیز کو اس قسم کا تعلق نظر آتا تھا۔ اسی وقت میں جبکہ ایتھنز کے ناقابل مصالحت دشمن (یعنے نیکساس میں ارسٹریٹس اور تھیساس میں ارسٹالیوس) ایتھنز کے دوستوں پر مقدمہ چلا رہے ہیں، خود ایتھنز میں بھی اسکینیز ڈیموس تھینیز پر الزام لگا رہا ہے، مگر اسکینیز نے ڈیموس تھینیز کی منزلت کا اندازہ کم کیا تھا۔ قوم کی ہمدردیاں اب بھی ڈیموس تھینیز کے ساتھ اور مقدونوی حکمرانوں کے خلاف تھیں اور جوری جو مقدمہ کی سماعت کرتی وہ قوم کی نمائندہ ہوتی۔ مقدمہ کے شروع ہونے کے قبل ہی اسکینیز کو اس کا احساس و ادراک ہوگیا ہوگا کیونکہ اس نے جوری کی نکوخواہی کو اپنی طرف کرنے کے لئے فی الواقع یہ کوشش کی کہ ڈیموس تھینیز پر دوسرے الزامات کے ساتھ یہ الزام بھی لگائے کہ اس نے ایسے متعدد مواقع ہاتھ سے نکل جانے دئے، جبکہ وہ مقدونیوں کی مخالفت کر سکتا تھا اور اس پر برابر یہ اتہام لگاتا رہا کہ مقدونیہ سے متعلق ڈیموس تھینیز کی مخالفت محض ریاکاری تھی۔ اس مقدمہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈیموس تھینیز کو اپنی آخری اور سب سے زیادہ نمایاں فتحمندی کا موقع ہاتھ آگیا۔ اسکینیز نے ٹسیفن کی تجویز پر تین بناؤں پر حملہ کیا۔ اس نے پہلے تو یہ دعویٰ کیا کہ کسی ایسے عہدہ دار کو تاج پہنانا خلاف ضابطہ تھا جس کی سرکاری تنقیح نہ ہوئی ہو۔ (جو عہدے سے علیحدہ ہونے والے تمام سرکاری عہدہ داروں کے لئے لازمی تھی) اور ڈیموس تھینیز جو اس فیصلہ کے وقت میں قلعہ بندی و سرمایہ تقریبات کا کمشنر تھا اس نے تنقیح کی یہ شرط پوری نہیں کی تھی۔ دوسرے یہ کہ جس طرح تجویز ہوا تھا اس طرح تماشا گاہ میں تاج کا اعلان کرنا خلاف ضابطہ تھا۔ تیسرے یہ کہ عطائے تاج کے لئے ٹسیفن نے جو دلائل دئے تھے اور جن کے اعلان کی

تجویز تھی وہ غلط تھے۔ یہ ایسا قصور تھا جس میں جوری کو صرف فیصلہ ہی نہیں دینا تھا بلکہ اگر وہ ملزم پر جرم عائد کرتی تو اسے تاوان کا تعین بھی کرنا تھا۔ لوگوں کی یاد میں تمام عالم یونانی میں کبھی کسی مقدمہ سے اتنی دلچسپی پیدا نہیں ہوئی تھی اور نہ صرف اہل ایتھنز سے بلکہ تمام حصص یونان سے آئے ہوئے غیر ملکیوں سے عدالت بھر گئی تھی۔

سب سے پہلے ستغیث نے عدالت کو خطاب کیا تمہید میں اس بات پر زور دیا گیا کہ ایسے زمانہ میں جبکہ تمام آئینی اصول کی طرف سے غفلت ہوتی جاتی ہے ضروری ہے کہ نظام سلطنت کے تحفظ کے لئے خلاف قانون تجاویز پر سزا دیجائے، اس کے بعد ستغیث نے فوراً وہ ضابطہ بیان کرنا شروع کیا جس سے اس کے دعوے کی تائید ہوتی تھی۔ اس نے پہلے وہ قانون پڑھکر سنایا جس میں ایسے عہدہ دار کو جس کے کام کی بابت مواخذہ کیا جا سکتا ہے تاج کا پہنایا جانا ممنوع قرار دیا گیا تھا اور اس قانون کی حمایت اس بنا پر کی کہ تاج کا عطا کیا جانا اگر اس شرط کے ساتھ بھی تجویز کیا جائے (گو سٹیفن نے یہ شرط چھوڑ دی ہے) کہ جب تک عہدہ دار کے کام کی جانچ نہ ہولے تاج نہ دیا جائے تو اس صورت میں بھی ضروری ہے کہ اس شخص کے کام کو اچھا جانچ دیا جائیگا جس کو تاج کا عطا کیا جانا تجویز کیا گیا ہے۔ مزید براں اس نے اس دلیل کا جواب بھی دیا جس کی نسبت خیال تھا کہ ڈیموس تھینیز اس کو پیش کرے گا کہ جس عہدے پر وہ فائز تھا وہ ضابطہ کی رو سے سرکاری عہدہ نہیں تھا اور جو سرکاری روپیہ اس کی تحویل میں تھا وہ خود اسی کا عطیہ تھا، جس کے لئے اس سے حساب طلب کرنا قرین عقل نہ ہو سکتا تھا۔ یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ اس موقع کی بعض عبارتیں (جیسا کہ تقریر کے اخیر میں ہوا ہے) ڈیموس تھینیز کی تقریر ہو جانے کے بعد اشاعت کی غرض سے شامل کر دی گئیں مگر اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ اس حد تک اسکینز کا مقدمہ قانونی حیثیت سے بالکل مضبوط تھا۔

ضابطہ کے متعلق دوسرے مسئلہ میں کچھ زیادہ اشتباہ نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قانون ایسا موجود تھا جس نے تماشا گاہ میں تاج دیے جانے کے اعلان کو ممنوع قرار دیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ کونسل اگر تاج عطا کرے تو اس کا اعلان ایوان کونسل میں ہو، اور اگر قوم تاج عطا کرے تو اس کا اعلان مجلس میں ہو۔ مگر بظاہر ایک دوسرا قانون بھی تھا جس کی رو سے تقریب ڈائیونیسیا کی کارروائیوں کا انضباط

ہوتا تھا۔ اس قانون کے بموجب تقریب کے موقع پر ہر قسم کا اعلان ممنوع قرار پایا تھا لیکن یہ روا رکھا تھا کہ قوم اگر اجازت دے تو تماشا گاہ میں وہ تاج علانیہ دئے جائیں جو دوسری سلطنتوں نے ایتھنز کے باشندوں کو عطا کئے تھے۔ اسکینز کو توقع یہ تھی کہ ڈیموس تھینیز اس قانون کو اس دلیل سے اپنے مطلب کے مطابق پھیر لے گا کہ قوم اگر رضامند ہو تو تماشا گاہ میں تاج کا دیا جانا قانوناً جائز تھا اور اس اجازت کے متعلق اس شرط کو حذف کر دیگا کہ یہ قانون صرف ان تاجوں سے متعلق تھا جو دوسری سلطنتوں نے عطا کئے تھے۔ اس لئے اس نے جوری کو اس قسم کی کج بحثی سے متنبہ کر دیا اور اعتراض کیا کہ متباین قوانین کے خلاف گو دستور نے ہر قسم کی بندشیں کر دی ہیں لیکن ایک ایسے تباین کے لئے جو متذکرۂ بالا بحث میں پیدا ہو سکتا ہے کوئی بندش نہیں کی گئی اور اس کو ویسے ہی رہنے دیا۔

ضابطہ کے لحاظ سے بھی غالباً اسکینز کی بحث مضبوط تھی، مگر اسکینز اور ڈیموس تھینیز دونوں اچھی طرح آگاہ تھے کہ مقدمہ کا تصفیہ خالص ضابطہ کی وجوہ پر نہ ہوگا، اور اگرچہ اسکینز نے ان وجوہ پر پوری طرح اور جہاں تک ہم رائے قائم کر سکتے ہیں بالکل صاف صاف بحث کی تھی، تاہم اس کی تقریر کا بیشتر حصہ اس ثبوت کی کوشش میں تھا کہ ڈیموس تھینیز کو تاج عطا کرنے کے لئے ٹسیفن نے جو وجوہ پیش کئے ہیں وہ غلط ہیں اور ڈیموس تھینیز اس لائق نہیں ہے کہ سلطنت اس کے ساتھ کوئی سلوک کرے۔

اپنے حریف مقابل یعنے ڈیموس تھینیز کی زندگی کے چند ابتدائی واقعات کا حوالہ دے کر اسکینز نے ڈیموس تھینیز کی زندگی کو چار حصوں میں تقسیم کیا حصۂ اول صلح فیلو کراٹیس کا زمانہ حصۂ دوم صلح فیلو کراٹیس سے لیکر فیلقوس سے تجدید جنگ تک کا زمانہ۔ حصۂ سوم تھیبز سے مخالفہ کا زمانہ۔ اور حصۂ آخر جنگ کیرونیا کے وقت سے اس مقدمہ تک کا زمانہ۔ اس نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ ان چاروں زمانوں میں ڈیموس تھینیز کی حکمت عملی بد دیانتی کی تھی اور ایتھنز کو نقصان پہنچانے والی تھی۔ ان الزاموں کے متعلق ہم اپنی اپنی جگہ پر ہر زمانہ کے واقعات کے ضمن میں بحث کر چکے ہیں اور یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اسکینز کے حملہ میں سب سے زیادہ نمایاں باتیں یہ ہیں کہ اسکینز نے ڈیموس تھینیز کو یہ الزام دیا کہ باوجود وطن پرستی کے دعووں کے ڈیموس تھینیز نے کئی مرتبہ مقدونیا والوں کے فائدے کو مدنظر رکھا تھا۔ دوسری بات اسکینز نے یہ ثابت کرنی چاہی کہ ڈیموس تھینیز

نے نہ صرف فیلو کراٹیس کے ساتھ ہو کر کام کیا (جس میں کسی قدر صداقت تھی) بلکہ کالیاس اور ایوبیا کے لوگوں کے ساتھ اس نے جس مخالفہ کی گفت وشنید کی وہ نہایت ہی ذلیل خودغرضی پر مبنی تہا تیسری بات یہ کہ تھیبز کے ساتھ مخالفہ ہونے میں ڈیموس تھینیز نے ناجائز طور پر دعویٰ کیا کہ اس مخالفہ کا باعث وہ خود ہوا ہے۔ اور اہل تھیبز کو اس نے ایسے شرائط عطا کر دئے جو تھیبز کے حق میں غیر مفید تھے۔ چوتھے یہ کہ ڈیموس تھینیز کی حکمت عملی جو اس وقت تھی وہ جنگ کیرونیا اور تھیبز کی بربادی کا باعث ہوی۔ پانچویں یہ کہ ان تباہیوں کے بعد سے اس نے بزدلانہ زندگی اختیار کی ہے مگر اس میں بھی اس کی ضرر رسانی کم نہیں ہوی ہے مقرر کی ایک حیرت انگیز عبارت میں اسکینز گویا ڈائیونیسیا کے تہوار کا ایک منظر اس طرح پیش کرتا ہے کہ جہاں ان لوگوں کے یتیم بچوں کو جنھوں نے اپنے ملک کی خدمت میں جان دی تھی سلطنت کی طرف سے ہتھیار دئیے جا رہے ہیں وہیں ڈیموس تھینیز کو بھی جس کی حکمت عملی نے ان بچوں کو یتیم بنایا تھا سونے کا تاج پہنایا جا رہا ہے۔ ایک اور موقع پر اسکینز نے وہ اوصاف بتائے ہیں جو قوم کے ایک سچے دوست میں ہونے چاہئیں۔ پھر ظاہر کیا ہے کہ قومی محبت کے ان اوصاف میں سے ڈیموس تھینیز میں حسب نسب اور اخلاق ذاتی کسی اعتبار سے بھی کوئی وصف موجود نہ تھا۔

اپنی تقریر کے آخری حصہ میں اسکینز نے پہلے تو یہ بحث کی ہے کہ چونکہ قدیم زمانہ میں قوم کی طرف سے یہ انعامات شاذ و نادر عطا ہوتے تھے اس لئے ان کی بہت بڑی قدر و منزلت تھی مگر اب اعزاز کے بے فرق و امتیاز عطا ہونے سے ان کی قدر و قیمت گھٹتی جاتی تھی، اسکے بعد وہ خلاف قانون تجاویز کرنے والوں پر مقدمہ چلانے کی اہمیت کی طرف متوجہ ہوا ہے اور یہ کہا ہے کہ جن صورتوں میں ثبوت اس قدر صاف وصریح ہو اور ضرورت صرف اتنی ہو کہ تجویز کا خلاف قانون ہونا قانون کے الفاظ سے مقابلہ کرکے دکھا دیا جائے، وہاں ملزم کو اجازت نہ ہونی چاہئے کہ اپنی طرف سے کوئی وکیل جیوری کے بہکانے کے لئے مقرر کرے یعنے مختصراً یہ کہ ٹسیفن کی جانب سے ڈیموس تھینیز کو تقریر کرنے کی اجازت نہ ملنا چاہئے یا کم از کم یہ ہو کہ ڈیموس تھینیز قانونی امور تنقیح طلب سے یا مباحث کی اُس ترتیب سے باہر نہ جائے جو مستغیث کی جانب سے قائم ہو چکی ہے۔ اس کے بعد تقریر میں جس شکل میں کہ وہ ہمارے پاس موجود ہے ایک سلسلہ مختصر دلائل کا ان دلائل کے جواب میں

ہے جن کی نسبت توقع تھی کہ ڈیموس تھینیز ان کو پیش کرے گا۔ ان میں بہت سے دلائل ایسے ہیں جو غالباً مقدمہ ہونے کے بعد تقریر میں اس حیثیت سے شامل کر دئے گئے وہ جواب ان دلائل کے ہے جن کو ڈیموس تھینیز نے فی الواقع بیان کیا تھا۔
ان ہی میں وہ عبارتیں شامل ہیں جو ڈیموس تھینیز یا اسٹیفن کے خلاف جوری کو بھڑکانے کے لئے تھیں۔ آخر میں اسکینز نے کہا کہ جوری کے فیصلہ سے لازمی طور پر برا اخلاقی اثر پیدا ہوگا اور اس نے جوری سے درخواست کی کہ وہ لوگوں کو حد سے زیادہ اختیارات حاصل کرنے سے روکے اور ایران کے روپیہ کے لالچ میں مدبروں میں جو رشوت ستانی پیدا ہوئی ہے اس کا خاتمہ کردے۔ یہاں ایک واقعی پر زور عبارت بہت ہی پھیکی اور بناوٹ کی درخواست پر ختم ہوی ہے۔

اور اب اے زمین اور سورج اور نیکی اور تہذیب جن سے ہم عزت والوں اور بے غیرتوں میں تمیز کرتے ہیں میں تمہاری مدد کر چکا اور جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔ اگر میں نے ملزم پر الزام بخوبی ثابت کر دیا تو جو کچھ میں نے کہا وہ الزام کے شایاں اور میری خواہش کے مطابق تھا۔ اور اگر الزام کا ثبوت ناقص رہا تو پھر سمجھنا چاہئے کہ الزام کے بارے میں جو کچھ میں کہہ سکتا تھا وہ میں نے کہا۔ جو دلائل میں نے بیان کئے اور جن کو میں نے نظر انداز کیا ان سب پر غور کیجئے اور پھر وہ رائے دیجئے جو انصاف اور اس شہر کے فوائد کی مقتضی ہو۔

اگر ڈیموس تھینیز کا جواب ضائع ہو گیا ہوتا تو زمانہ ما بعد کے قدر و اندازہ میں اسکینز کی تقریر کو جو درجہ عام طور پر دیا گیا اس سے بلند تر درجہ دیا گیا ہوتا اس تقریر میں ایسی ایسی عبارتیں بھی ضرور ہیں جو ضرورت سے زیادہ بلیغ ہیں اور بعض خارج از بحث مضامین کو بھی نامناسب طوالت دی گئی ہے پھر بھی ڈیموس تھینیز نے اپنے مقدمہ کو زور کے ساتھ پیش کیا ہے اور مقدمہ میں جن لوگوں کا ذاتی حیثیت سے ذکر کیا ہے اس میں ایتھنز والوں کے مذاق سے تجاوز نہیں کیا ہے مگر ڈیموس تھینیز نے اسٹیفن کی حمایت میں جو کچھ کہا ہے اس سے اسکینز کی فصیح و بلیغ تقریر اندھیرا چھا جاتا ہے اور صرف یہی نہیں ہے بلکہ سوائے ضابطہ کی بحثوں کے جن کو حاضرین میں سے کوئی بھی بری چیز نہ سمجھتا تھا اس کا مقدمہ بےحد درست اور مضبوط تھا بحیثیت مجموعی اس کی تقریر ایسے اخلاقی سطح پر پہنچی ہوی ہے جس کی بلندی کا اسکینز کی تقریر سے مقابلہ تک نہیں ہو سکتا۔ بیشک اس تعریف میں کچھ باتیں

مستثنیٰ اہی سمجھنی چاہئیں مگر وہ کچھ بہت وقعت نہیں رکھتیں۔ الزام کے مختلف حصص کے جواب دینے میں بیچ بیچ میں ذاتی حملے آجاتے ہیں جو اپنی شدت و تیزی میں بالکل وحشیانہ اور اصل بحث سے بے تعلق ہیں۔ غالباً ایتھنز میں بھی کبھی پہلے اپنے مخالفین کی نسبت کسی مدبر نے ایسی زبان استعمال نہ کی ہوگی اور ان عبارتوں میں سے بعض میں جس شان سے حالات کو ہو بہو بیان کرنے کی قوت ظاہر ہوی ہے وہ اس قصور کو کہ ان عبارتوں میں جھوٹ بھرا ہوا ہے معاف نہیں کرتی[۱]۔ علاوہ ازیں اس تقریر میں خاص کر ان حصوں میں جہاں صلح فیلو کراٹیس سے بحث کی گئی ہے سچی باتوں کو بگاڑ کر بیان کیا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جو معاملہ اب عام طور پر بری نظر سے دیکھا جاتا تھا اس میں ڈیموس تھینیز اپنے کو ہر طرح کی شرکت سے بری رکھنا چاہتا تھا۔ قانونی مسائل جو اسکینیز نے پیش کئے تھے ان کی تردید میں ڈیموس تھینیز کے دلائل کو محض ایک طرح کی کج بحثی یا جواب سے گریز کرنا کہہ سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ حجت پیش کیجا سکتی تھی کہ اس سے پہلے بھی متعدد موقعوں پر قانون کے خلاف ہوا ہے اور بعض وقت اس طرح کہ خود ڈیموس تھینیز کو اس سے نفع پہنچا ہے لیکن ڈیموس تھینیز کی اس تقریر پر نکتہ چینی کرنے میں جو کچھ کہا جا سکتا ہے ان سب کا لحاظ کرنے کے بعد بھی اس تقریر میں اور اسکینیز کی تقریر میں بہت بڑا فرق باقی رہجاتا ہے۔ اسکینیز شاید کہیں بھی فریقانہ مدبر، قانونی مقدمہ چلانے والے اور ذاتی دشمن کی سطح سے بلند نہیں ہوتا۔ اس کی تقریر سے وسعت نظر یا ایسے تخیل کا جو قومی حکمت عملی کی شان کے مطابق ہو کہیں بھی اظہار نہیں ہوتا۔ پڑھیئے تو یہ اثر ہوتا ہے کہ اس تقریر میں سوائے مخالفت کے اور کچھ نہیں ہے۔ ڈیموس تھینیز کے افعال پر یکے بعد دیگرے حملہ کیا گیا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ یہ حملہ ہوشیاری سے کیا گیا ہے مگر کسی عام اصول یا ایسے مقصد کو مد نظر رکھکر جس میں دور اندیشی ہو ایسا نہیں کیا گیا۔ اور بعض وقت تو ایسی رکاکت و عداوت کا اظہار ہوا ہے جو ایک مدبر کے لئے قطعی نازیبا ہے۔ خاص کر ان حصوں میں جہاں معاہدہ تھیبز کے شرائط میں نقص

---

[۱] مقابلہ کیجئے ص ۱۵۹ – ۱۹۸ – ۲۰۹ – ۲۵۷ – ۲۶۴ اسکینیز کے سابقہ زمانہ کا مشہور بیان غالباً بالکل جھوٹ ہے (۳۰۸)۔

نکالے ہیں یا جہاں ڈیموس تھینیز پر مقدونوی مفاد کی جانبداری کا الزام لگایا ہے۔[1]

بر خلاف اس کے، ڈیموس تھینیز ایک ایسے مدبر کے لہجہ میں تقریر کرتا ہے جس نے جان و دل سے خود اپنے اور اپنے اہل ملک کے اعلیٰ تخیلات کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کی ہو، جو پورے بھروسے کے ساتھ اپنے ملک والوں سے کسی امر میں اس طرح خطاب کر سکتا تھا کہ ان کے قومی خصایص کے بہترین پہلو پر اثر ہو اور یہ بھروسا اس کامل یقین کی وجہ سے تھا کہ اس نے اپنے ملک والوں کی طبیعت کو غلط طور پر نہیں پہچانا تھا۔ اس کی استدعا یہ تھی کہ جو رائے اسکی نسبت قائم کیجائے وہ "محب قوم" ہونے کی بناء پر نہو کیونکہ یہ لفظ عام اور بے معنی ہو گیا ہے بلکہ یہ رائے تدبیر مملکت کے اعلیٰ ترین معیار کو پیش نظر رکھکر قائم کیجائے۔

جن فرائض منصب کے متعلق کوئی خطیب ذمہ دار گردانا جا سکتا ہے میں آپ سے کہتا ہوں کہ ان فرائض کی نسبت جو تحقیقات بھی ممکن ہو آپ کیجیے۔ میں رحم کی التجا نہیں کرتا مگر وہ فرائض منصب کیا ہیں۔ حالات جو پیش آنے والے ہیں ان کو شروع ہی سے پہچان لینا۔ آیندہ جو کچھ ہونے والا ہے اس کی پیش بینی کرنا اور دوسروں کو اُس سے متنبہ کر دینا۔ اور یہ ہی باتیں میں نے کی ہیں۔ نیز خطیب کا یہ بھی فرض ہے کہ کاہلی، تذبذب، جہالت منازعت کو جہاں کہیں بھی وہ نظر آئیں تا حد امکان کم کرے۔ یہ غلطیاں وہ ہیں جو ہر شہری مملکت کے نظم حکومت میں غیر منفک طریقہ پر موجود ہیں۔ اسکے ساتھ خطیب کو یہ بھی لازم ہے کہ لوگوں کو اتحاد، دوستی، اور دلی شوق سے اپنے فرض منصب کو ادا کرنے کی طرف رغبت دلائے یہ تمام باتیں میں نے کی ہیں اور کوئی شخص کسی وقت میں بھی میری جانب سے ادائے فرض منصب میں کسی کوتاہی کا پتہ نہیں دے سکتا۔

---

[1] ڈیموس تھینیز نے ان الزامات کا جواب نہیں دیا ہے جن کا تعلق زیادہ حال کے زمانہ سے تھا اور اس کا ایسا نکرنا بے شبہ اس خطرے کی وجہ سے تھا جو سکندر کے ساتھ اپنی مخاصمت کے علانیہ ثبوت سے لاحق ہو جاتا۔

(وہ یہ مطالبہ کرتا ہے کہ) کیا آپ مجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ میں اپنی کن قابلیتوں کی وجہ سے اپنے کو حصول اعزاز کا سزاوار سمجھتا ہوں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جس وقت خود آپ سے شروع ہو کر ہیلاس کا ہر ایک مدبر رشوت خوار ہو گیا تھا اس وقت کوئی پیش آنے والا موقع، کوئی فیاضانہ زبانی، کوئی اصلی وعدہ، کوئی امید، کوئی خوف، کوئی دوسرا محرک ایسا نہ ہوا جس سے مجھے یہ طمع یا ترغیب ہو گئی ہوتی کہ جن امور کی نسبت میرا یہ یقین تھا کہ یہ شہر کے حقوق اور مفاد ہیں، ان کا ایک ذرہ بھی میں نے دغا سے دے دیا ہوتا اور میں نے اپنے اہل ملک کو آج کے دن تک جتنے مشورے دئے ہیں کوئی ایک مشورہ بھی ایسا نہیں دیا ہے جس میں (آپ کی طرح) میرے دل کا پلہ اپنے فائدے کی طرف جھکا رہا ہو بلکہ تمام مشورے میں نے صادق، متدین اور بے لوث نیت کے ساتھ دئے ہیں۔ میرے زمانہ میں کسی شخص نے جس کسی معاملہ میں بھی سرگروہی کی ہو میں نے ان سب سے بڑے معاملہ میں سرگروہی کی ہے اور میرا نظم و نسق اول سے آخر تک درست اور ایماندارانہ رہا ہے۔

اے اہل ایتھنز! جو شخص بھی بغیر بغض و حسد کے ان کارروائیوں کی جانچ کرے گا اس پر واضح ہو جائے گا کہ یہ تمام کارروائیاں صحیح طور پر سوچی گئی تھیں اور کامل ایمانداری کے ساتھ عمل میں لائی گئی تھیں۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہر کسی کام کا جب موقع آیا تو نہ میں نے اس میں غفلت کی اور نہ اس کام کو ناتمام چھوڑا اور نہ اس کو ترک کیا۔ کوئی کام بھی جہاں تک ایک شخص واحد کے اختیار میں ہو سکتا تھا یا اس کی عقل میں آسکتا تھا بلا تعمیل نہ چھوڑا۔ لیکن اگر کسی آسمانی طاقت نے یا ہمارے سپہ سالاروں کی کمزوری نے یا ان لوگوں کی شرارت نے جو تمہارے شہروں کے ساتھ دغا کرتے تھے یا ان سب چیزوں نے ملکر ہمارے معاملہ کو لگاتار نقصان پہنچایا یہاں تک کہ اس کو بالکل غارت کر دیا تو پھر اس میں ڈیموس تھینیز کی کیا تقصیر ہوی۔

جب میری حوالگی کا مطالبہ کیا گیا ہے یا جب مجھے دول متحالفہ کے سامنے حساب فہمی کے لئے بلایا گیا ہے دھمکیاں بھی دی گئی ہیں اور وعدے بھی ہوئے ہیں یا جب یہ ملعون لوگ میرے پیچھے اس طرح لگائے گئے ہیں جیسے وحشی جانوروں کے پیچھے کتے چھوڑے جاتے ہیں۔ ان میں سے کسی حال میں بھی میں نے آپ کی وفاداری میں خطا نہیں کی ہے، کیونکہ میں نے زندگی عامہ میں اول ہی سے سیدھا اور سچا راستہ اختیار کر لیا تھا، میں نے اپنے ملک کی عزت، اس کی برتری اور اس کے نام کے علو وشان اور ان امور کو ترقی دینے کی کوشش اور اس کے ساتھ ہی مرنے جینے کا راستہ اختیار کر لیا تھا۔

استدلال کے ہر مرحلہ میں ڈیموس تھینیز یہ سوال کرتا ہے کہ "ایتھنز اگر خود اپنے ساتھ اور اپنے روایات پر صادق رہنا چاہتا تھا تو اس وقت اسے کون سا کام کرنا لازم تھا" اور وہ دعویٰ یہ کرتا ہے کہ اس نے اسی کام کے کرنے کے لئے اس پر زور دیا۔

اے اسکینیز، کیا شہر کو یہ چاہیئے تھا کہ وہ اپنے فخر اور اپنے خاص اعزاز و وقعت کو قربان کر دیتا؟ کیا وہ تھسالیہ ڈلوپ والوں کے زمرے میں شامل ہو جاتا اور اس طرح فیلقوس کو ہیلاس کی شہنشاہی کے حاصل کر لینے میں مدد دیتا اور ہمارے آباواجداد کے شریفانہ اور نیک کاموں کو باطل کر دیتا یا اگر وہ ایسا نہ کرتا (کیونکہ سچ یہ ہے کہ یہ ایک ظالمانہ فعل ہوتا) تو کیا اسے یہ چاہیئے تھا کہ وہ خاموش دیکھتا رہتا اور اگر کوئی روکتا نہیں تو، جو کچھ اس نے دیکھا وہ واقع ہوتا رہتا اس نے دور سے جو کچھ سمجھا وہ سب فی الواقع وقوع میں آرہا تھا . . . . . . جبکہ میں جانتا تھا کہ ابتدا سے اس وقت تک جبکہ میں خود پلیٹ فارم پر آیا ہوں میرا ملک تقدم، عزت وشہرت کے لئے ہمیشہ معرکہ آرا رہا ہے اور عزت کے معاملہ اور سب کے مفاد کے لئے اس سے زیادہ روپیہ اور آدمی قربان کر دیا ہے، جتنا کسی یونانی قوم نے اپنے ذاتی مقاصد کے لئے کیا ہو جبکہ

میں یہ دیکھتا تھا کہ خود فیلقوس نے جس سے ہماری لڑائی تھی شہنشاہی
اور مطلق العنان طاقت حاصل کرنے کے لئے اپنی آنکھ پھوڑ ڈالی ہے،
اپنے ہاتھ اور پاؤں کو توڑ ڈالا ہے، اور تقدیر اس کے جسم کا جو حصہ
لینا چاہتی اس کے ترک کر دینے کے لئے تیار ہے، بشرطیکہ جسم کا جو حصہ
اس کے پاس باقی رہ جائے اس سے وہ عزت و شہرت کی زندگی بسر
کر سکے تو اس صورت میں اس قوم کے مشیر کو جو ایتھنز میں تھی (اور ایتھنز میں
اس کا ہونا سب سے بڑا امتیاز پیدا کرتا ہے) کیا زبان استعمال کرنا چاہیئے
تھی اور کیا کارروائیاں تجویز کرنا چاہیئے تھیں۔ یقیناً کوئی شخص بھی یہ کہنے
کی جرأت نہیں کر سکتا تھا کہ جس شخص نے پیلا میں پرورش پائی ہو (جو اس
وقت نہایت ہی بدنام اور حقیر جگہ تھی) اس کے لئے یہ موزوں ہو کہ
اس میں یہ اعلیٰ حوصلہ پیدا ہو کہ وہ ہیلاس کی شہنشاہی کی طمع کرے اور
اپنے دل میں ایسا منصوبہ باندھے اور آپ میں جو ایتھنز کے رہنے والے
ہیں اور روزانہ جو کچھ سنتے ہیں ان میں اپنے آباؤ اجداد کی بہادری کی یادگار کا
مشاہدہ کرتے ہیں ایسا کمینہ پن پیدا ہو جائے کہ آپ خود دیدہ و دانستہ اپنے
تجویز و عمل سے اپنی آزادی فیلقوس کے حوالہ کر دیں۔

یہاں ڈیموس تھینیز سب سے زیادہ اس حکمت عملی کے بجا ہونے پر دلائل لاتا ہے جس کا
نتیجہ جنگ کیرونیا کی صورت میں ظاہر ہوا۔

جو کچھ پیش آیا اگر وہ قبل سے سب پر واضح و عیاں ہوتا، اگر سب لوگ
پہلے ہی سے اسے جانتے ہوتے۔ اسکینز! اگر آپ بھی اس کے انتباہ و اعتراض
میں گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے رہتے (حالانکہ آپ کے منہ سے آواز تک نہ نکلی)
تب بھی میں یہی کہتا ہوں کہ شہر کو اگر اپنی شہرت کا، اپنے آباؤ اجداد کا،
اور آئندہ کے آنے والے زمانہ کا پاس و لحاظ ہوتا تو اس کے لئے یہ بجا نہیں
تھا کہ وہ اپنی روش کو ترک کر دیتا۔ بیشک بحالت موجودہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ
وہ اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہا، اور جب خدا کی مرضی ہوتی ہے تو
ایسا ہر شخص کو پیش آتا رہتا ہے لیکن یہ شہر اگر اس دعوے سے کہ دوسروں کا

سرگروہ بنے اس لئے دست بردار ہوجاتا کہ فیلقوس اس سرگروہی کا مستحق ہوجائے تو اس پر یہ الزام عائد ہوجاتا کہ اس نے سب کے ساتھ دغا کی۔ . . . مگر معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کرنا اہل ایتھنز کی روایت میں داخل نہیں تھا۔ یہ گوارا کرنے کے قابل نہ تھا۔ یہ ان کی فطرت میں نہیں تھا۔ جس وقت سے زمانہ کا آغاز ہوا ہے کسی شخص کو اس میں کامیابی نہیں ہوئی ہے کہ وہ شہر کو اس پر راغب کرلے کہ وہ اپنا پنسہ زبردست مگر فاسد المعاملات اشخاص کے ساتھ ڈال دے اور غلامی کی ماموںیت کا لطف اٹھائے۔ تمام زمانہ میں اس نے اپنے تقدم عزت اور شہرت کی خطرناک جدوجہد کو قائم رکھا ہے۔

اے ایتھنز کے لوگو؟ یہ ہو نہیں سکتا، یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ نے جب آزادی اور نجات دہی کی جدوجہد کو اپنے سر لیا ہے اس وقت آپ برسرخطا رہے ہوں، قسم ہے ہمارے ان آباواجداد کی جنھوں نے میروتھان میں خطرے کا مقابلہ کیا کہ ایسا نہیں تھا، قسم ہے ان لوگوں کی جنھوں نے پلیٹی میں صف جنگ آراستہ کی قسم ہے ان لوگوں کی جنھوں نے سلیمس میں اور جنھوں نے آرٹیمیسیم میں بحری جنگ کی قسم ہے ان لوگوں کی جوان قبروں میں آرام کر رہے ہیں جہاں قوم نے انھیں سلادیا ہے اور یہ سب کامیاب و فتحمند ہی نہیں تھے مگر سب کے سب شجاع و بہادر تھے اور اسکینز! ملک ان سب کو ایک ہی سی عزت اور ایک ہی طریقہ پر تدفین کے قابل سمجھتا تھا قسم ان سب کی کہ ایسا نہیں تھا۔

اسی قسم کے جذبات ہیں جنھوں نے تاج سے متعلقہ تقریر کو اسکی نادر برتری عطا کردی ہے۔ ہم سابق کے باب میں ڈیموس تھینیز کی زندگی کے مختلف مدارج میں اس کی حکمت عملی کے بجا ہونے پر غور کر چکے ہیں اور جو کچھ کہا جاچکا ہے، اس کے تکرار کی ضرورت نہیں ہے، نہ اس تقریر کے باقاعدہ خلاصہ دینے کی ضرورت ہے جسے ڈیموس تھینیز کے ہر ایک مطالعہ کرنے والے کو بار بار پڑھنا چاہیئے۔

تقریر کا آغاز دیوتاؤں سے التجا کے ساتھ ہوا اور اس کے اختتام کا وقار بھی نتیجہ کی اہتم بالشان نوعیت کے موافق تھا۔

اے سب دیوتاؤ! تم میں سے کوئی بھی ان کی خواہش کو ہرگز منظور نہ کرے۔ اگر یہ ہوسکے تو تم ان لوگوں تک میں بہتر دل وطبیعت پیدا کردو۔ لیکن جو درحقیقت اصلاح سے خارج ہوچکے ہیں ان پر اور صرف انھیں پر بحر وبر کی کامل وعاجل تباہی نازل کردو اور ہم لوگ جو باقی رہجائیں انھیں خطرات لاحقہ سے جلد از جلد رہائی اور ایسی طمانیت دو جسے کوئی جنبش نہ دے سکے۔

جب جوری کی رائیں شمار کی گئیں تو یہ معلوم ہوا کہ اسکینز کو مجموعی تعداد کا پانچواں حصہ بھی نہیں ملا ہے اس لئے وہ ان تاوانوں کا مستوجب قرار پایا جو ایتھنز کے قانون کے بموجب مفسدانہ مقدمہ کے لئے لازم تھے یعنے ہزار درم کا جرمانہ اور بعض مدنی خسارات۔ اس میں شک نہیں کہ وہ جرمانہ ادا کرسکتا اور ان حقوق کے نقصان کا مقابلہ کرسکتا تھا مگر وہ ڈیموس تھینیز کی اس فتحمندی کے نظارے سے آنکھ نہیں ملا سکتا تھا اور اس لئے وہ ایتھنز سے باہر چلا گیا۔ پہلے وہ افیسس میں گیا جہاں اسے سکندر سے خیر مقدم کی توقع تھی مگر ۳۲۳ء؁ میں سکندر کی موت کی خبر سے یہ امید بھی فنا ہوگئی۔ پس اگر اس سے قبل نہیں تو اس کے بعد وہ روڈز کو چلا گیا جہاں اس نے اپنی بقیہ زندگی کا بیشتر حصہ صرف کیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں وہ علم خطابت سکھایا کرتا تھا اور اپنے شاگردوں کے سامنے اسی تقریر کی نقل کرتا تھا جس تقریر سے ڈیموس تھینیز نے اسے نیچا دکھایا تھا اور اپنے شاگردوں کی شگفت وحیرت پر کہا کرتا تھا، "آہ! تم نے خود اس جانور کو بولتے سنا ہوتا!"

ایتھنز میں رائے کی تقسیم یا یوں کہیئے کہ غرض آمیز احتیاط اور وطن پرستانہ جذبہ کے درمیان طبائع عام[1] کی کشمکش کا اظہار ان چند واقعات سے ہوتا ہے جو سکندر کے انعال سے علیحدہ، تھیفن کی بربیت کے عین بعد ہی کے زمانہ سے متعلق ہم تک پہنچے ہیں۔ ایک طرف تو عدم مقاومت والا فریق بدستور طاقتور رہا۔ فوسین برابر سپہ سالار منتخب ہوتا رہا[2]

[1] چونکہ وہ بینتالیس مرتبہ سپہ سالار ہوا۔ اس لئے ضرور ہے کہ تقریباً ہر سال اس کا تقرر ہوتا رہا تھا۔

مجلس کے اندر ڈیمیڈیس کی طاقت قائم رہی۔ دوسری طرف لکرگس ۳۲۶ تک مالیات سرکاری کا نگران رہا اور خود ڈیموس تھینیز بھی اہم اثر رکھتا تھا کیونکہ ہائپر یڈیس نے اسے معاملات سلطنت کا "ناظم عامہ" ظاہر کیا ہے۔ ڈنارکس بھی اس کے اختیار کا شاکی ہے اور جب ہمیں پھر ایتھنز کی اندرونی تاریخ کو تفصیل کے ساتھ مطالعہ کرنے کا موقع ملتا ہے اس وقت جو عمر آگیں دور ہمارے سامنے آتا ہے اس میں ڈیموس تھینیز اور ڈیمیڈیس دونوں سربرآوردہ مدبر نظر آتے ہیں نتیجہ غالباً یہ نکلے گا کہ رقیب فریقوں کے درمیان کوئی باضابطہ قرارداد نہیں تھی بلکہ مخالف یکدگر خیال کرکے فریقوں کو پہلو بہ پہلو اپنے اثر کو کام میں لانے اور انتظامی عہدوں کو آپس میں تقسیم کر لینے کا اس وجہ سے موقع مل گیا تھا کہ احتیاط کا اقتضا یہ تھا کہ مقدونوی فریق کے لوگوں کو خارج نہ کیا جائے اور اس کے ساتھ زیادہ زوردار احساس عامہ ڈیموس تھینیز اور لکرگس کے جانب تھا۔ غالباً علانیہ تصادم بہت کم تھا اور نہایت ہی اغلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ چند برسوں تک ایتھنز کی سیاسی زندگی خالص مقامی مسائل تک محدود رہی اور اس کا نہایت ہی نمایاں اظہار لکرگس کی تجویز کردہ وسیع تعمیری کارروائیوں کے عمل میں لانے سے ہوتا تھا۔ باقی اور طرح پر اہل شہر اپنے کاروبار میں لگے ہوئے تھے اور تقریبات کے روپیہ کی تقسیم اور زمانہ کی دوسری مسرتوں سے لطف اندوز ہوتے تھے۔

صرف ایک اعتبار سے شدید قسم کی پریشانی پیدا ہوی۔ غلہ کی قیمت اس زمانہ میں ہیبت ناک حد تک بڑھ گئی۔ قیمت میں زیادتی ٹشیفن کے مقدمہ کے قبل سے ہی شروع ہو چکی تھی اور یہ اس قدر شدید حد تک پہنچ گئی کہ غلہ کی خریداری کے لئے ایک خاص سرمایہ قائم کیا گیا۔ ڈیموس تھینیز غلہ کا کمشنر مقرر کیا گیا اور اس نے اس سرمایہ میں خود اپنی جیب سے ایک ٹیلنٹ دیا۔ مصر میں سکندر کے نمائندہ (قایم مقام) کلیومنیتس کی کارروائی سے حالت اور بھی ابتر ہو گئی اس نے غلہ سے کھتا بھر لیا اور ایتھنز میں بہت اونچی قیمت پر غلہ بیچتا تھا اور جب قیمت گرتی تھی تو اپنے جہازوں کو کسی اور طرف منتقل کر دیتا تھا۔ ڈیموس تھینیز نے مختلف اشخاص کو اعزاز عطا کرنے کے احکام کے لئے جو متعدد تجاویز کئے تھے ممکن ہے کہ ان کا تعلق ان لوگوں کے غلہ مہیا کرنے کے خدمات سے رہا ہو۔ ان احکام کے بموجب کسی شخص ڈفیلس نامی کو پرٹینیم کی دعوت میں شریک کئے جانے کا حق اور بازار میں اس کا مجسمہ نصب کرنے کا اعزاز عطا ہوا تھا۔ ایک مقیم غیر ملکی کریفیلس اور اس کے بیٹوں کو ایتھنز کی شہریت کا

حق دیا گیا تھا۔ اور ایگینیز اور کولونن ساہوکاروں کے ساتھ بھی رعایت کی گئی تھی۔ باسفورس کے شہزادوں کے مجسمے بھی نصب کئے گئے تھے ان شہزادوں سے ایتھنز کی دوستی بہت مدت کی تھی[۱]۔ ڈیموس تھینیز پر اس کے دوران عہدہ میں خیانت کا الزام لگایا گیا تھا مگر وہ رہا ہو گیا۔ مئی ۳۲۴ء میں ہم ملیٹیاڈس کے تحت میں مغربی سمندروں میں ایک مہم کے بھیجے جانے کا ذکر بھی سنتے ہیں جس کی غرض ٹرہا کے قزاقوں کے مقابلہ میں اہل ایتھنز کی تجارت کی حفاظت کرنا تھی۔ اس مہم کے حکم دینے کے لئے فیصلہ کی تجویز سٹیفن نے اور اس کی تائید ہائپیرائڈس نے کی تھی اور بحر ایڈریاٹک میں ایک نوآبادی قایم کرنے کے لئے ہدایات صادر کئے گئے تھے مگر اس مہم کی قسمت کا حال ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے[۲]۔

۳۲۶ء میں لکرگس کے عہدے پر رہنے کا خاتمہ ہوا۔ ہمیں یہ نہیں معلوم ہے کہ آیا وہ خود اپنی مرضی سے سبکدوش ہو گیا تھا یا دوسرے امیدواروں کے حق میں وہ خارج کر دیا گیا تھا۔ اس دوسری شق کا خیال اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کا ذاتی دشمن منی سکمس کامیاب ہو گیا تھا (جس پر لکرگس نے ڈیلاس کے احترام سے متعلق ایک معاملہ میں فسق و فجور کی بابت کامیابی سے مقدمہ چلایا تھا) یہ خیال بھی پیدا کیا گیا ہے کہ منی سکمس کے انتخاب سے محب وطن فریق کی صفوں میں انشقاق کے آغاز کا پتہ چلتا ہے کیونکہ بعد میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ڈیموس تھینیز پر حملہ کرنے میں منی سکمس، ہائپیرائڈس کے ساتھ شریک ہو گیا ہے مگر اس گمان کے صحیح یا غلط ثابت کرنے کے لئے کوئی شہادت نہیں ہے۔ اپنی موت سے تھوڑے ہی زمانہ قبل لکرگس نے خود کو سٹرٹن اور ایوان کونسل میں پہنچایا تاکہ اپنے طویل زمانۂ انتظام کا حساب دے۔ صرف منی سکمس نے اس کے خلاف الزام لگانے کی جرات کی مگر وہ اپنے دعاوی کو بجا ثابت کرنے میں کلیتہً ناکام رہا اور سخت مزاج مگر قابل و ایماندار بڈھا ادبر گھر پہنچایا گیا اور وہاں پہنچکر اس کا انتقال ہو گیا۔

---

[۱] لیکن ان مجسموں کے نصب کئے جانے کی تاریخ ہمیں نہیں معلوم ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اس سے قبل نصب کئے گئے ہوں۔

[۲] شافر صحیح کہتا ہے کہ اس کا تعلق ۳۲۳ء سے نہیں ہو سکتا کیونکہ اس سال میں ڈیموس تھینیز کی بدولتی پر اسکینیز نظر ڈالے بغیر نہ رہتا۔

[۳] قدیم تحریرات میں مدافعت کی ایک تقریر ڈناکس کی تقریروں میں شامل تھی۔

باب سیزدہم

معاملہ ہارپالوس و جنگ لامیہ

سکندر تقریباً دو برس (یعنی ۳۲۷ تا ۳۲۵ ق ع) ہندوستان پر اپنی فوجکشی میں مشغول رہا اور ۳۲۴ء تک وہ سوسہ کو واپس نہ آسکا۔ اس کی عدم موجودگی میں اس کے نائب اس طرح حکومت کر رہے تھے گویا انھیں سکندر کے کبھی واپس ہونیکی توقع نہ تھی۔ ان بیوفا نائبان سلطنت میں سب سے زیادہ بے شرم شخص ہرپالس تھا، مختلف طور سے زندگی بسر کرنے کے بعد بابل کی حکومت اس کے سپرد کر دی گئی تھی۔ وہاں وہ مدت تک عیش پرستی و بد اطواری میں سرمست رہا۔ اس نے ایتھنز سے مشہور طوائف پیتھیونیکی کو طلب کیا اور اسے گویا اپنی ملکہ بنا لیا اور اس کے مرنے کے بعد بڑی شان سے اس کے رسوم تجہیز و تکفین ادا کئے اور بابل اور ایتھنز دونوں جگہ دور دراز ملکوں پر اس کے مجسمے قائم کئے۔ ایتھنز میں فوکیون کے داماد فارکلیس نے اس معاملہ میں اس کے گماشتہ کے طور پر کام کیا۔ پلوٹارک کے زمانہ تک پیتھیونیکی کی قبر اس سڑک پر نظر آتی تھی جو ایتھنز سے الیوسیس کو گئی ہے پیتھیانیکی سے جو جگہ خالی ہوی تھی وہ ایتھنز کی ایک دوسری طوائف گلیکیرا نامی کو بہت جلد مل گئی اور ہارپالوس کی حد سے بڑھی ہوی بدمستی اور عیش پرستی بدستور جاری رہی۔ یہاں تک کہ دفعتاً یہ خبر شائع ہوی کہ سکندر ہندوستان سے واپس آرہا ہے۔ یہ سن کر ہرپالس (۳۲۵-۳۲۴ ق ع کے موسم سرما میں) فوراً بابل سے بھاگ کھڑا ہوا اور اپنے ساتھ چند ہزار اجیر سپاہیوں کی فوج اور سکندر کے خزانہ سے (جو اس کی تحویل میں تھا) پانچ ہزار ٹیلنٹ لے گیا۔

وہ پہلے تیس جہازوں کے ساتھ ساحل اٹیکا کی طرف روانہ ہوا اور سونیوم کے سامنے لنگر ڈالا۔ اسے توقع یہ تھی کہ مقدونی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے میں اہل ایتھنز اپنی

فوجیں اس کے ساتھ شامل کر دیں گے۔ اس کے ان توقعات کی کچھ بنا بھی تھی کیونکہ ایتھنز میں اس کے با اثر دوست موجود تھے اور غلہ کے جو تحائف اس نے بھیجے تھے اس کے صلہ میں اہل ایتھنز پہلے ہی اُسے حق شہریت عطا کر چکے تھے مگر ڈیموس تھینیز نے بلاشبہ یہ دیکھ لیا کہ اس قسم کے اتحاد میں سخت خطرہ ہے اور ہارپالوس کی امداد وہ ذریعہ نہیں ہو سکتی جس سے ایتھنز آزادی حاصل کرلے۔ پس اُس نے قوم کو آمادہ کیا کہ ہرپالس کی اس تجویز کو (گو بادی النظر میں وہ بہت دلکش تھی) کہ وہ اپنے جہاز اور آدمی ایتھنز والوں کے تحت میں کر دے قبول کرنے سے انکار کر دے۔ اس موقع پر ڈیموس تھینیز کی حکمت عملی بہت کچھ اس حکمت عملی سے مشابہ تھی جو اس نے ۳۲۶ کی صلح کی بابت اختیار کی تھی یعنے جب کامیابی کے مواقع اس درجہ کم ہوں کہ کوئی عاقبت اندیش ان مواقع پر عمل پیرا نہ ہو سکے، تو اس صورت میں صلح کے شکست کرنے سے انکار کر دیا جائے۔ سپہ سالار فیلوکلیس کو جو میونخیا اور پیریوس کی نگرانی پر مقرر تھا یہ حکم دیا گیا کہ وہ ہارپالوس کو اترنے نہ دے، فیلوکلیس نے اس حکم کی تعمیل کرنے کا بحلف اقرار کیا۔

اس طرح جبکہ میں پٹے کر ہرپالس اپنے جہازوں کو لئے ہوئے ٹینارم کو چلا گیا اور وہاں جاکے اپنے آدمیوں کو اتارا۔ اس کے بعد وہ خود ایک جہاز لیکر پیریوس کو واپس آیا اور زر کثیر اپنے ساتھ لایا۔ فیلوکلیس نے غالباً رشوت کے لالچ میں آکر ہارپالوس کا داخلہ روکنے میں کوتاہی کی۔ ہرپالس نے ایتھنز والوں سے مدد کی کئی بار التجا کی اور جہاں بکام چلتے دیکھا رشوتیں بھی دیں۔ محب وطن فریق کے کم احتیاط ارکان نے (جن میں ہائپرائڈیس بھی شامل تھا) یہ چاہا کہ اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر اعلان جنگ کر دیا جائے۔ بظاہر انھیں (غالباً خود ہرپالس کے بیانات سے) یہ یقین ہو گیا تھا کہ متعدد مشرقی مرزبان سکندر کے خلاف بغاوت کرنے پر تیار تھے اور اگر ایتھنز نے ہرپالس کو اس طرح اپنے ساحل سے واپس نہ کر دیا ہوتا تو وہ اب تک بغاوت کر چکے ہوتے مگر ڈیموس تھینیز نے اس حکمت عملی کی مخالفت کی۔ اس نے مثل سابق یہ خیال کیا کہ یہ موقع تجدید جنگ کے لئے نامناسب ہے۔ فوکیون بھی اسکے خلاف رہا اور ہرپالس کے طریقوں کے متعلق اس نے اسقدر صاف گوئی سے کام لیا کہ اسے مجبور ہوکر روپیہ کی تقسیم بند کر دینا پڑی۔ اس کے ساتھ ہی اینٹی پاٹر اور اولیمپیاس نے ہرپالس کے حوالہ کر دینے کا مطالبہ کیا اور سکندر کے سپہ سالار فیلوکسینوس متعینہ جنوبی ایشیائے کوچک

نے بھی یہی مطالبہ کیا۔ فیلوک سینوس اسی غرض سے بذات خود ایتھنز میں آیا۔ اس کے آنے سے اہل ایتھنز پر بڑی وحشت طاری ہوی جس سے ڈیموس تھینیز نے فائدہ اٹھایا ڈیموس تھینیز نے قوم سے یہ سوال کیا کہ "جب آپ ایک شمع کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے تو جس وقت آفتاب نمودار ہوگا آپ اس کی طرف کیونکر دیکھیں گے۔ اس خیال کے لئے درحقیقت وجہ موجود ہے کہ سکندر راسی زمانہ میں اس افواہ کے پہنچتے ہی کہ ایتھنز میں ہرپالس کا خیر مقدم اچھی طرح کیا گیا ہے[1] ایتھنز کے خلاف ایک بڑی مہم روانہ کرنے کی تجویز سوچ رہا تھا۔ آخر الامر ڈیموس تھینیز کی تجویز پر یہ قرار پایا کہ ہرپالس کو حوالہ نہ کیا جائے (کیونکہ رائے عامہ غالباً اس کی روادار نہ ہوتی) بلکہ اسے حراست میں رکھا جائے اور جو روپیہ وہ لایا ہے اسے بھی اپنی تحویل میں لے لیا جائے یہاں تک کہ ان دونوں کے لیجانے کے لئے سکندر کسی صاحب اختیار شخص کو روانہ کرے۔ ڈیموس تھینیز نے منیسی تھوس کے ذریعہ سے خود ہرپالس سے بھی براہ راست یہ سوال کیا تھا کہ وہ کس قدر روپیہ اپنے ساتھ لایا ہے[2]۔ ہرپالس نے اس رقم کو سات سو ٹیلنٹ بتایا مگر دوسرے روز ایکراپولس میں جو رقم فی الواقع جمع کی گئی وہ ساڑھے تین سو سے زیادہ نہ تھی۔ روپیہ کو پارتھینوں میں لیجانے کی خدمت پر جو لوگ مامور ہوئے تھے ان میں سے ایک ڈیموس تھینیز بھی تھا اور وہ قوم کے سامنے یہ ظاہر کرنے سے قاصر رہا کہ واقعی کیا رقم جمع کی گئی تھی۔ اس سکوت کی غالباً جو وجہ تھی وہ عنقریب ظاہر ہو جائے گی مگر یہ فوراً معلوم ہو گیا کہ ایک بہت بڑی رقم غائب ہو گئی تھی۔

اس کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈیموس تھینیز نے دو تجویزیں منظور کر دیں اول یہ کہ جن لوگوں نے ہرپالس سے کوئی رقم لی ہو وہ اگر اس رقم کو واپس کر دیں تو

---

[1] اس افواہ کا اشارہ ایک ہجو آمیز تماشہ کے بعض ٹکڑوں میں ہوا تھا جو غالباً سو۳ سنہ میں اوائل مارچ ۳۲۲ سنہ میں سکندر کے سامنے ہوا تھا۔

[2] ہائیپریڈیس۔ اس دلچسپ تعلق کا اضافہ کرتا ہے کہ ڈیموس تھینیز اپنی حسب معمول جگہ پر طاق کے نیچے پینے کا ٹاٹ ٹوم میں بیٹھا ہوا تھا۔

انھیں ہر طرح کی سزا سے بری کیا جائے اور دوسرے یہ کہ کونسل ایریوپیگس اس کل معاملہ کی تحقیق کرے اور جن لوگوں نے ہرپالس سے تحفے لئے ہیں ان پر مقدمہ چلانے کی غرض سے ان کے نام قوم کے سامنے پیش کرے۔ عین اس موقع پر ہرپالس کو قیدخانہ سے نکل جانے میں کامیابی ہوگئی، مگر اس کی کوئی شہادت نہیں ہے کہ کس کی مدد یا کس کے فروگذاشت سے ایسا ہوا[1]۔ وہ پہلے ٹینارم کو واپس گیا اور وہاں سے کریٹ کو روانہ ہوگیا۔ جہاں خود اسی کے ایک فوجی افسر تھبرون نے جو اسپارٹا کا رہنے والا تھا اسے قتل کرڈالا۔ کونسل ایریوپیگس کے سپرد جو تحقیقات ہوی تھی اسے اچھی طرح شروع کرنے سے پہلے کونسل نے کچھ وقت یوں ہی گزار دیا، اور اس اثنا میں حالت اور بھی پیچیدہ ہوگئی۔

۳۲۷ق م میں جب سکندر ہندوستان پر فوجکشی کے لئے روانہ ہوا ہے تو اس کے قبل سوفسطائی اناکسارکوس یا شائد کلیون کی خوشامد کی وجہ سے اس کی تکریم و تعظیم ایک دیوتا کی سی کی گئی اور دیوتا کے مانند اعزاز و اکرام اور اسکے لئے نذر قربانی کی گئی۔ مگر ارسطو کے بھتیجے کالس تھینیز نے (جو خود بھی ایک ممتاز مورخ تھا) اس پر سختی سے اعتراض کیا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ تھوڑے ہی زمانہ بعد شاہی پیش خدمتوں کی سازش میں شرکت کا الزام لگا کر اُسے قتل کردیا گیا۔ اوائل ۳۲۴ق م میں سکندر نے حکم دیا کہ یونانی سلطنتیں بھی اُس کو دیوتا تسلیم کریں[2]۔ غالباً چھوٹی سلطنتوں نے بغیر کسی عذر کے اس کی تعمیل کردی مثلاً میگالوپوس میں ایک مندر سکندر کے نام نذر کیا گیا جسے کئی صدی بعد پوسانیاس نے دیکھا تھا۔ اہل اسپارٹا تک نے حقارت آمیز منظوری دیدی یعنے انھوں نے منظور کرلیا کہ سکندر اگر چاہتا ہے تو اسے دیوتا ہوجانے دو۔ مگر ایتھنز میں مخالفت کا جذبہ زیادہ سخت تھا۔ لکرگس جو ایرک تھیوس کا پروہت تھا اس نے غصہ سے یہ سوال کیا کہ "سکندر کس قسم کا دیوتا ہے۔ جس کے مندر میں جا کر نہیں بلکہ وہاں سے نکلکر انسان اپنے کو پاک کرتا ہے۔"

---

[1] ایتھنز کا قیدخانہ آسانی سے بھاگ نکلنے کے لئے بدنام تھا، مقابلہ کیجیے۔ افلاطون کی کتاب کریطون سقراط کے دوستوں نے اس کی فراری کے انتظام کی تجویز اس کے سامنے پیش کی تھی۔

[2] تعلیق (۱) آخر باب۔

ڈیموس تھینیز نے سکندر کے اس حکم کی مخالفت کی اور بالاعلان کہدیا کہ شہر صرف اپنے قدیمی دیوتاؤں کی پرستش کرے گا۔ پتھیاس نے بھی اس حکم کی مخالفت کی تھی۔ یہ شخص خطیب تھا اور اس وقت مخالف مقدونیہ فریق کی جانب تھا اور باوجود اس کے کہ ڈیمیڈس نے مجلس کو متنبہ کر دیا تھا کہ کہیں دیوتاؤں کی حفاظت کرنے میں وہ زمین کو نہ کھو بیٹھیں" قوم نے سکندر کے حکم پر سر جھکانے سے انکار کر دیا۔

مگر اس کے ساتھ ہی سکندر کی طرف سے ایک دوسرا مگر پہلے سے بھی زیادہ سخت حکم پہنچا جس کی مخالفت میں ڈیموس تھینیز اول اول جنگ کرنے کو تیار تھا۔ یہ حکم تمام یونانی سلطنتوں کے نام جاری کیا گیا تھا۔ اس کا مضمون یہ تھا کہ ان سلطنتوں کے شہروں سے جو لوگ جلاوطن کر دئے گئے ہیں انھیں واپس بلا لیا جائے۔ سوائے ان لوگوں کے جو مذہبی لعنت میں مبتلا ہوں (ڈایوڈورس تشریح کرتا ہے کہ) سکندر نے یہ حکم کسی قدر اپنی شہرت کی غرض سے دیا تھا۔ اس کی حکمرانی کے لئے یہ امر قابل تعریف نہ تھا کہ اس کی رعایا میں ہزارہا اشخاص بے خانماں ہو کر جلاوطنی میں مارے مارے پھریں۔ اس سے بھی بدتر یہ ہوا کہ اس کے ممالک کو قانون سے آزاد اجیر سپاہیوں اور قزاقوں کے گروہ پامال کرتے رہیں کیونکہ جلاوطنوں کی ایک خاصی تعداد قزاق بن گئی تھی مگر اس تشریح میں کسی قدر وجہ یہ بھی دکھائی گئی ہے کہ سکندر کی خواہش یہ تھی کہ ہر سلطنت میں اکثر اشخاص ایسے موجود ہوں جو سکندر کی ذات سے وابستہ ہوں" تاکہ یونانیوں کی بغاوتوں اور سیاسی انقلابوں سے ایک ذریعہ حفاظت کا موجود رہے۔ دوسری طرف یہ حکم کورنتھ کے اس معاہدے کو فسخ کرتا تھا جس کے بموجب سکندر نے یہ ذمہ لیا تھا کہ وہ یونانی شہروں کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرے گا۔ البتہ یہ دلیل پیش کیجا سکتی ہے کہ سکندر ایک دیوتا کی حیثیت سے اس اقتدار کا دعویٰ کر سکتا تھا کہ وہ کسی فانی انسانی معاہدے کے شرائط کو کالعدم کر سکتا ہے اور اس نقطۂ نظر سے دونوں حکموں کا ملا دینا بڑی شاطر چال تھی۔ دیوتا ہونے کے دعوے سے قطع نظر یہ حکم اس امر کا اعلان تھا کہ سکندر کا منشا یہ ہے کہ وہ مختلف سلطنتوں کے اندرونی فرقہ وار تفرقوں پر غالب رہے مگر اس ہدایت کی تعمیل میں ہر شہر میں شدید اندرونی ابتریوں کا پیدا ہو جانا لازمی تھا جس کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ لوگوں کی جلاوطنی عموماً سیاسی اسباب سے وقوع میں آئی تھی۔

اہل اتھنز کو اندیشہ کے خاص اسباب تھے کیونکہ انھوں نے اتھنز کے آبادکاروں کے لئے جگہ خالی کرنے کے لئے سیماس کے بہت سے باشندوں کو نکال دیا تھا اور بادشاہ کا حکم ان لوگوں کو ان کی جگہ واپس دینے پر مجبور کرتا تھا۔ بہرصورت یہ لازم تھا کہ اس حکم سے اتھنز میں سخت ترین تنفر پیدا ہو جائے۔ معناً یہ حکم ایک مطالبہ تھا کہ اتھنز اُس خودمختاری سے جو اندرون ملک اس کو حاصل ہے دست بردار ہو جائے مگر ایسے حکم کا مقابلہ کرنا حتیٰ کہ موت آجائے وہ امر تھا جو ڈیموس تھینیز کے مضبوط سیاسی خیالات کے مطابق تھا۔ اس لئے اس کے دشمنوں کا یہ خیال بلا وجہ تھا کہ کونسل ایریوپیگس کو جو تحقیقات تفویض ہوئی تھی اور جس سے ڈیموس تھینیز کو خطرے کی وجہ تھی اس سے قوم کی توجہ ہٹانے کے لئے وہ چاہتا تھا کہ کوئی جنگ برپا ہو جائے۔

عام جذبات ڈیموس تھینیز کی جانب تھے اور جولائی یا اگست ۳۲۴ء میں المپیا کی تقریب میں اتھنز کے جو سرکاری نمائندے بھیجے گئے۔ ان کا سرگروہ وہی مقرر ہوا۔ اس تقریب میں نیکانور (ساکن اسٹاگیرا) جمع شدہ یونانیوں کے سامنے سکندر کی طرف سے شاہی خوشنودی کا اعلان کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔

نیکانور کے اعلان کی توقع میں اس تقریب کے موقع پر پہلے ہی سے بیس ہزار سے زائد جلاوطن جن پر اس اعلان کا اثر پڑتا تھا جمع ہو گئے تھے اور انھوں نے بہت خوش ہو کے اس اعلان کا خیر مقدم کیا مگر اس مسرت میں اہل اتھنز اور اہل ایٹولیا شریک نہیں ہوئے کیونکہ جس طرح اتھنز والوں نے سیماس پر قبضہ کر لیا تھا، اسی طرح ایٹولیا والوں نے اینیاڈی پر قبضہ کر لیا تھا اور اس شہر کے باشندوں کو نکال دیا تھا۔ نیکانور کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ (باستثنائے جلاوطنان تھیبز جن کی واپسی اپنے ملک میں صاف طور پر ممنوع قرار دے دی گئی تھی) جلاوطنوں کی واپسی کا اعلان کر دے اور نہ صرف یہ بلکہ اکائیا، آرکیڈیا اور بوئیشیا کے لوگوں کے متفقہ جلسوں کو بھی ممنوع قرار دیدے اور اینٹی پیٹر کو یہ حکم ہوا تھا کہ جو شہر بادشاہ کے حکم سے سرتابی کریں، ان پر بزور اسلحہ اس حکم کو نافذ کرے۔ ڈیموس تھینیز کی نسبت یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس تقریب کے دوران میں اس نے اپنے یا اپنے اہل ملک کے جذبات کو نمایاں طور پر ظاہر نہیں کیا لیکن ڈینارکس کا محض بغض و شر ہے کہ وہ ڈیموس تھینیز کو اس بنا پر اپنے ملک کا غدار قرار دیتا ہے کہ

اس کو نیکانور سے گفتگو کرتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔ نہایت ہی دشمن سلطنتوں کے نمائندوں کے لئے بھی بہترین وجہ ایک دوسرے سے ملنے کی ہو سکتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ڈیموس تھینیز نے سیاسی گفتگو کے ذریعہ سے ایک نازک حالت کے پیدا ہو جانے کو ملتوی کر دیا ہو۔

المپیا میں ڈیموس تھینیز کی روش جو کچھ ہو مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں جانے سے اس پر یہ اثر پڑا کہ موقع کو جتنا خطرناک وہ پہلے یقین کرتا تھا اس سے زیادہ خطرناک سمجھنے لگا۔ جلاوطنوں کی واپسی کے بارے میں تو وہ درحقیقت ثابت قدم رہا مگر اس نے اس مقدمہ کو اٹھا لیا جو مقرر کا لیمیڈون کے خلاف وہ اس بنا پر دائر کرنا چاہتا تھا کہ وہ ایتھنز کے ان جلاوطنوں کا شریک صحبت ہو گیا تھا جو اب مگارا میں جمع ہوئے تھے اور ایتھنز میں دوبارہ داخلہ چاہتے تھے۔ نیز سکندر کے دیوتا ہونے کو تسلیم کرنے سے جو مخالفت اس کو تھی اُسے بھی ترک کر دیا اس نے کہا کہ "وہ زیوس کا بیٹا بن جائے بلکہ اگر پسند کرے تو پوسیڈون کا بیٹا بن جائے۔ مجھے اس کی کچھ پروا نہیں" بے شبہہ اس کا یقین یہ تھا کہ اگر اہل ایتھنز اس معاملہ میں طرح دے جائیں گے جس کی سیاسی اہمیت نسبتًا کم تھی تو ممکن ہے کہ سکندر اپنی زیادہ سخت ہدایت کے متعلق ان کی بے پروائی سے تجاہل کر جائے۔ اس کے نتیجہ کے طور پر ڈیماڈیس نے اب یہ تجویز کی کہ المپیا کے دیوتاؤں میں سکندر کا اضافہ بطور تیرھویں دیوتا کے کیا جائے اور اس کا نام ڈایونی سس قرار دیا جائے جس کے پراسرار وطن نیسا کی نسبت سکندر کا خیال تھا یہ خود اسی نے تحقیق کیا ہے۔ نیز یہ تجویز کیا کہ ایک مندر سکندر کے لئے تیار کیا جائے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ منظور ہو گیا تھا کیونکہ دوسرے سال یا اس کے بعد ہائپریڈس نے انسان کو ربانی اعزاز کے عطا کرنے کی طرف حقارت سے اشارہ کیا ہے۔

اسی زمانہ کے قریب متعدد سفارتیں بابل کو روانہ ہوئیں جہاں سکندر نے اوائل ۳۲۳ق م میں ان کی مبارکباد اور اظہار وفاشعاری کو (مع زریں تاجوں کے) قبول کیا۔ اس نے ان سیاسی و دیگر مسائل پر بھی غور کیا جو ان سفارتوں نے اس کے سامنے پیش کئے تھے۔ انھیں مسائل میں ان کی درخواست جلاوطنوں کی واپسی کے متعلق بھی تھی[1] یہ امر قرین قیاس ہے کہ اہل ایتھنز نے بھی اپنے ایلچی اوروں کے ساتھ

---

[1] ایرین ہفتم ۱۹-۲۳ بظاہر دو سلسلہ سفارت کے علیحدہ علیحدہ دکھاتا ہے۔ ڈیوڈورس ہفتدہم (۱۱۳) سب کو یکجا جمع کرتا ہے۔

سکندر کے پاس بھیجے تھے کیونکہ یہ کہا گیا ہے کہ سکندر نے اسی زمانہ کے قریب یونانیوں کو وہ مجسمے اور اعلیٰ صنعت کی دوسری چیزیں واپس کر دی تھیں جنھیں ایرانی زرکسیز کے حملہ کے وقت اُٹھا لے گئے تھے منجملہ اور چیزوں کے سکندر نے اہل ایتھنز کو ہارمو ڈیوس اور ارسٹو گیٹن کے مجسمے بھی واپس کر دئے۔ ۳۲۵ء میں جو مطلق العنانی ایتھنز میں تھی اُس سے ان ہی دو شخصوں نے آزادی دلائی تھی مگر جلاوطنوں کی واپسی کے معاملہ میں رعایت کرنے سے غالباً اُس نے انکار کر دیا کیونکہ اس زمانہ کے مختلف کتبوں میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ جلاوطن اپنے اپنے شہروں کو واپس آگئے تھے اور سیموس بھی ان شہروں میں سے ایک تھا۔ یہ امر کہ ایتھنز سے نکالے ہوے لوگ واپس لے لئے جائیں اس پر سکندر نے اصرار کیا یا نہیں ہم کو معلوم نہیں۔

بابل میں سفارتوں کے باریاب ہونے کے قبل ہارپالس کا معاملہ ایک نتیجہ تک پہنچ گیا تھا۔ یہ ظاہر ہے کہ اس معاملہ پر عوام کا جوش بڑھتا جاتا تھا۔ سکندر کی طرف سے خطرے کا اندیشہ بھی ترقی کر گیا تھا اور کونسل ایریوپیگس کے کسی نتیجہ پر پہونچنے میں اسقدر طولانی تاخیر کی وجہ سے بہت بے صبری پیدا ہو گئی تھی۔ انھوں نے فی الواقع مشتبہ لوگوں کے گھروں میں تلاشیاں لیں مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ ڈیموس تھینیز پر اس کے دشمنوں نے علانیہ یہ الزام لگایا کہ اس نے ہارپالس سے روپیہ لیا ہے اور اس نے الزام سے اپنی صفائی کرنے کے لئے یہ تجویز کی کہ الزام کی تحقیقات کے لئے کونسل ایریوپیگس کو حکم دیا جائے اور اس امر پر آمادگی ظاہر کی کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے روپیہ لیا ہے تو وہ موت کی سزا کے لئے تیار ہے۔ فیلوکلیس نے بھی یہی کیا۔ ڈیموس تھینیز کا خود کونسل کے سامنے حاضر ہو کر شہادت دینا لبظاہر اس وجہ سے ہوا کہ ڈینارکوس نے ڈیموس تھینیز پر اس بات کا الزام لگایا تھا کہ اُس نے کونسل کے سامنے دروغ حلفی کی تھی۔ اس کارروائی کے سلسلہ میں کسی موقع پر دو شخص جن میں ایک باپ تھا اور ایک اُس کا بیٹا ڈیموس تھینیز کی تجویز پر مجرم قرار پاکر قتل کئے گئے تھے۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ وہ پاسبان تھے جو خزانہ کی حفاظت پر مقرر ہوے تھے۔ تمام فریق اس قدر لرزاں و ترساں تھے کہ جن لوگوں نے ہارپالس سے واقعی روپیہ لیا تھا وہی لوگ اپنے کو بچانے کی امید میں دوسروں پر الزام لگانے میں سب سے آگے تھے۔ ہیپیریڈیس جو ہر قسم کے شبہ سے پاک تھا۔ اُسے بھی شاعر ظریف ٹیموکلیس نے

ڈیموس تھینیز، میوروکلیس، ڈیمون اور کالس تھینس کے ساتھ روپیہ لینے میں ملوث کر دیا ہے (اس شاعر کے اشعار غالباً مارچ ۳۲۴ء کی تقریب ڈایونیسیا میں پڑھے گئے تھے) آخرالامر تحقیقات کا حکم دیئے جانے کے چند ماہ بعد کونسل نے یہ کیفیت پیش کی کہ گمشدہ روپیہ میں سے ڈیموس تھینیز نے بیس ٹیلنٹ اور ڈیماڈیس نے چھ ہزار طلائی اسٹیٹر (کہ وہ بھی تقریباً بیس ٹیلنٹ کے برابر ہوتے ہیں) لئے ہیں اور یہ کہ فیلوکلیس، کیفی سوفن، ہاگنونیڈیس ارسٹونیکوس، ارسٹوگیٹن اور خارکلیس نے مختلف رقمیں قبول کی ہیں۔

اس رپورٹ کے نتیجہ کے طور پر کونسل نے ملزموں پر سلطنت کی جانب سے مقدمہ چلانے کے لئے دس مقرروں کا تقرر کیا۔ ان دس مقرروں میں ہیپیرڈیس پی تھیاس، مینی سیکموس، اسٹراٹوکلیس اور ہیمیریوس شامل تھے ان میں سے مینی سیکموس وہ شخص تھا جس نے پہلے لکرگس پر حملہ کیا تھا پی تھیاس نے اگرچہ سکندر کے دیوتا ہونے کو تسلیم کرنے کی مخالفت کی تھی مگر وہ بہت ہی جلد انیٹی پیٹر سے تنخواہ پانے لگا تھا۔ اسٹراٹوکلیس کی تعریف ڈیموس تھینیز نے یہ کی تھی کہ ظاہراً وہ دنیا میں سب سے زیادہ اچھا مگر پکا بدمعاش ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ اور ڈیموس تھینیز کی مخالفت میں ہائپیرڈیس کا کیا کام تھا۔ قیاس یہ ہے کہ یہ دونوں شخص کچھ زمانہ سے ایک دوسرے سے دور ہوتے گئے تھے۔ ڈیموس تھینیز اس انتظار میں تھا کہ آزادی کی جدوجہد کو از سرِ نو شروع کرنے کے لئے کوئی فی الواقع مناسب موقع ہاتھ آئے۔ پس اس معاملہ میں صبر کے ساتھ اس کی اعتدال پسندی نے اور اس امر واقعہ نے کہ اس نے ڈیماڈیس اور اس کے دستوں کے ساتھ انتظامی عہدوں کو باہمی تقسیم کر لیا تھا، ہیپیرڈیس کو ڈیموس تھینیز سے رفتہ رفتہ الگ کر دیا ہوگا۔ ڈیموس تھینیز کا ہرپالس کے معروضات سے ابتدا ہی میں انکار کر دینا ہائپرڈیس کی نگاہ میں ایک بے مثل موقع کا ضائع کر دینا معلوم ہوا ہوگا اور ایک ایسے محتاط گروہ سے نجات حاصل کرنے کے لئے رشوت و خیانت کا الزام ایک عمدہ ذریعہ نظر آیا ہوگا۔ غالباً انہیں وجوہ سے ہیپیرڈیس نے ہاگنونیڈیس اور ایرسٹونیکوس پر بھی حملے کئے حالانکہ یہ دونوں بھی مقدونوی طاقت کے مخالف تھے۔

ڈیموس تھینیز کے خلاف الزام کی کارروائی سب سے پہلے ہوئی۔ اسٹراٹوکلیس کی وہ تقریر جس میں کہا جاتا ہے کہ الزام کا ثبوت دیا گیا تھا ہم تک نہیں پہنچی ہے اور اس لئے

ہمیں اس کا علم نہیں ہے کہ ان دلیلوں کی نوعیت کیا تھی۔ کونسل ایروپیگس نے صرف اپنے نتائج کی اطلاع دی تھی وجہ نہیں بتائی تھی۔ اسٹریاکلس کے بعد ڈینارکس کی تقریر ہوئی جو کسی مقدمہ چلانے والے (اور غالباً ہمیرس[1] کے لئے مرتب کی گئی تھی) مقرر نے ثبوت کے قسم سے کچھ بھی نہیں کیا ہے اور بظاہر اسے کونسل کے فیصلوں پر اطمینان معلوم ہوتا ہے۔ دوسری طرف اس نے ہر ذریعہ سے ڈیموس تھینیز کے خلاف تعصب کے برانگیختہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ تھیبز کی بربادی اور دوسرے تباہیوں کو یاد دلایا اور انھیں ڈیموس تھینیز کی طرف منسوب کیا ہے اور اس پر سابق میں متعدد موقعوں پر رشوت لینے کا الزام لگایا ہے، مگر اس تقریر میں جو ضد و حسد سے بھری ہوئی ہے سب سے ذلیل دلائل وہ ہیں جن میں ڈیموس تھینیز پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ صلح فلاکریٹس کے وقت سے برابر مقدونیہ کی ملازمت میں کام کر رہا ہے اور فیلقوس و سکندر کی مخالفت کرنے کے ہر موقع کو ضائع کر دیا ہے۔ (ان دلائل سے لامحالہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مقدمہ چلانے والے اس امر سے آگاہ تھے کہ جوری کا خیال اور اُن کا احساس شدت کے ساتھ مقدونیہ کے مخالف ہے) مقرر نے جوری پر یہ بھی زور دیا کہ وہ یاد رکھیں کہ دنیا کی نگاہیں ان پر لگی ہوئی ہیں اور ممتاز و سربرآوردہ لوگوں کے معاملہ میں رشوت خواری و تخریب کی سزا دینا سب سے زیادہ ضروری تھا۔ اس نے آگے چل کر یہ سوال کیا کہ ہارپالس جو روپیہ لایا تھا اگر سکندر اس کا مطالبہ کرے تو اس صورت میں کیا ہوگا۔ کیا ڈیموس تھینیز اہل ایتھنز سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ اس غرض سے جنگ کرینگے کہ ڈیموس تھینیز اور دوسروں نے جو روپیہ چرا لیا ہے وہ ان کے پاس باقی رہے؟ اس تمام تقریر میں تند و پرجوش مگر حد سے بڑھی ہوئی عبارت آرائی کو بہت دخل دیا گیا ہے اور اس پر مزید ستم ظریفی یہ کی گئی ہے کہ نہ صرف اسکنیز بلکہ خود ڈیموس تھینیز کی گذشتہ تقریروں کے ٹکڑے بہت ہی خفیف تغیر کے ساتھ خود ان کے خلاف استعمال کئے گئے ہیں۔ مقدمہ کا عیب و صواب جو کچھ ہو مگر کسی یونانی مقرر کی کوئی عام تقریر ایسی نہیں ہے جو اس درجہ بتذل ہو۔

---

[1] بلاس، ہارپٹ کا خیال ہے کہ مقرر منی سکمس تھا۔ جو کوئی بھی ہو۔ کونسل ایروپیگس کے ایک رکن پسیتاس نے اس پر خود رشوت لینے کا الزام لگایا تھا مگر وہ کسی نہ کسی طرح اپنی صفائی میں کامیاب ہو گیا۔

مقدمہ کے آخری جلسے میں ہائپرِیڈیس نے تقریر کی اور اس تقریر کے معتد بہ اجزا کا ہمیں علم ہے۔
اس نے بھی ڈینارکس کی طرح یہی سمجھا کہ کونسل ایریوپیگس کا نتیجہ بجائے خود کافی شہادت
ہے، خاص کر جبکہ ڈیموس تھینیز نے خود ہی یہ تجویز کی تھی کہ اگر کونسل کا فیصلہ اس کے خلاف
ہوگا تو وہ قطعی فیصلہ ہوگا۔ وہ یہ سوال کرتا ہے کہ آیا یہ قرین قیاس ہو سکتا ہے کہ ڈیموس تھینیز
نے بغیر کسی وجہ کے یہ کیا کہ جن محافظوں نے ہارپالس کو نکل جانے دیا تھا ان کے خلاف
کوئی کارروائی نہیں کی، حالانکہ خود اس نے یہ تحریک کی تھی کہ ہرپالس کو حراست میں رکھا جائے
یا یہ کہ ہارپالس نے چھوٹے چھوٹے لوگوں کو تو رشوتیں دی ہوں اور کلی معاملہ کے منتظم کار ڈیموس تھینیز
کو چھوڑ گیا ہوگا؟ اس نے ڈیموس تھینیز کے خلاف ایرانی زر کثیر کے بدنام کن معاملہ اور سکندر
کے خلاف تھیبز کی مدد سے قاصر رہنے کا بھی الزام لگایا۔ زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ
صرف ہائپریڈیس ہی سے ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ ڈیموس تھینیز کی جانب سے اپنی حمایت
میں کس روش کے اختیار کئے جانے کی توقع تھی اور جو بے شبہ پہلے ہی سے معلوم ہو گئی تھی
ڈیموس تھینیز نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اس پر جن رقموں کے لینے کا الزام لگایا جاتا ہے
ان کا تفصیلی حساب دیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ اسے کس سے اور کہاں سے وہ رقم
وصول ہوی ہے۔ اس مطالبہ پر ہائپریڈیس نے حقارت سے نظر ڈالی اور کہا کہ کونسل
کی روئداد کسی ساہوکار کا کھاتہ نہیں ہے مگر فی نفسہٖ یہ مطالبہ غیر معقول نہیں معلوم ہوتا۔
ڈیموس تھینیز نے یہ بھی بالاعلان کہا تھا کہ کونسل ایریوپیگس کی رپورٹ غلط ہے اور سکندر
پر سلوک جتانے کے لئے ارکان کونسل ڈیموس تھینیز سے نجات حاصل کرنا چاہتے تھے۔
ظن غالب ہے کہ یہ آخری دعویٰ اس حد تک صحیح ہو کہ سکندر کے غصہ سے اہل ایتھنز کو
جو خطرہ تھا اس پر بہت زور دیا گیا ہو، اور جبکہ ارکان ایرانی روپیہ کے معاملہ کے مانند
اس معاملہ کو بھی نظر انداز کر دینا چاہتے ہوں، انھیں مجبور ہو کر رپورٹ پیش کرنا پڑی ہو مگر
جو امر سب سے زیادہ اہم ہے وہ ہائپریڈیس کا یہ بیان ہے کہ ڈیموس تھینیز نے جب
پہلے روپیہ کا لینا قبول کر لیا اور اپنے اس فعل کو اس عذر پر بجا ثابت کرنے کی کوشش کی کہ
اس نے تہوار کے سرمایہ کے لئے یہ رقم قرض لی ہے[1] تو اب بعد میں اس کا روپیہ کے

---

[1] ان الفاظ کی جو تاویل ہوم اور دوسروں نے کی ہے اور جو اسکے معنی یہ لیتے ہیں کہ ڈیموس تھینیز نے تعزیری سرمایہ میں اپنے پاس سے بیس ٹیلنٹ پیشگی

لینے سے انکار کرنا بے اثر ہے (اس کے دوست کنو لیون نے بھی یہ اشارہ کیا کہ اگر زیادہ زور ڈالا جائیگا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سلطنت کے ایک راز کا افشا ہو جائے گا اور یہ مفادِ عامہ کے لئے مہلک ہوگا۔ اس مدافعت کے متعلق ہائپر یڈس نے یہ کہا کہ اس خیال کا پیدا کرنا قوم پر بدنامی لاتا ہے کہ قوم ہارپالس کے روپیہ کو اپنے اغراض عامہ میں صرف کرنا چاہتی تھی۔ عدالت کا فیصلہ ڈیموس تھینیز کے خلاف ہوا۔ عدالت کو یہ اختیار تھا کہ وہ اس پر موت کا حکم صادر کرے یا اس پر جس رقم کے لینے کا الزام ہے اس سے دہ چند جرمانہ کرے لیکن عدالت نے ان دونوں میں سے کوئی کارروائی نہیں کی بلکہ اس پر پچاس ٹیلنٹ جرمانہ کر دیا اور جب تک جرمانہ ادا نہو اسے قید خانہ بھیجدیا۔

ڈیموس تھینیز کے جرم یا بے جرمی کے مسئلہ میں سخت اختلاف رہا ہے اور اب بھی ہے۔ دونوں جانب سے جتنے امور پیش کئے گئے ہیں ان سب سے بحث کرنا غیر ممکن ہے اکثر ان میں سے صریحاً قابل اعتبار نہیں ہیں مگر مختصر طور پر ان نتائج کو بیان کر دینا مناسب ہوگا جو بطور نتائج کے مرتب ہوسے ہیں مگر خفیف شہادت کی بنا پر جب ڈیموس تھینیز نے خود اقرار کیا ہے (اگر ہیپر یڈس نے بالکل جھوٹ نہیں بولا ہے) کہ اس کو روپیہ پہنچا تو پھر اس واقعہ سے انکار کرنا دشوار ہے۔ قرین قیاس یہ ہے کہ اس نے یہ رقم ہارپالس سے بطور رشوت کے نہیں لی۔ اگر رشوت لی ہوتی تو پھر ڈیموس تھینیز یہ تجویز نہ کر سکتا تھا کہ پالس کو زیر حراست کر لیا جائے اور سکندر کو واپس کرنے کی غرض سے اس کا روپیہ اپنی تحویل میں لے لیا جائے۔ پلوٹارک نے فی الواقع اس مضمون کا ایک قصہ بیان کیا ہے کہ ڈیموس تھینیز نے اگرچہ شروع میں ہارپالس کے پیشکش سے انکار کر دیا تھا لیکن جب ہارپالس حراست میں لے لیا گیا اور اس کا روپیہ شمار کیا جانے لگا تو ڈیموس تھینیز ایک سونے کے پیالے کی جس پر بہت نازک کام بنا ہوا تھا بہت ہی تعریف کرنے لگا۔ یہ زریں پیالہ ہارپالس کے روپیہ کے ساتھ تھا۔ ہارپالس نے اسی رات

بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ:۔ دیئے تھے اور ہارپالس کے روپیہ سے اسے واپس لے لیا تھا۔ یہ تاویل یونانی الفاظ سے نہیں نکل سکتی خواہ اس سے ڈیموس تھینیز کی حجت کا اظہار ہوتا ہو۔

خفیہ طور پر یہ سونے کا پیالہ اور اس کے ساتھ بیس ٹیلنٹ ڈیموس تھینیز کے پاس بھیجدئے۔ دوسرے دن جب ڈیموس تھینیز مجلس میں تقریر کرنے کے لئے بلایا گیا تو توقع تو یہ کیجاتی تھی کہ ہارپاس کے متعلق وہ اپنی سابقہ روش پر قائم رہے گا مگر وہ گردن میں خوب گلوبند لپیٹے ہوئے آیا اور آواز کے بیٹھ جانے کا عذر کیا مگر اصل قصہ لوگوں کو معلوم ہوگیا اور ڈیموس تھینیز اور اس کے دوستوں نے افشائے راز کے ہر ایک امکان کو روکنے کے لئے یہی مناسب سمجھا کہ ہارپاس کو اتھینز سے نکل جانے دیں۔ اس کے بعد کونسل ایریوپیگس نے خانہ تلاشی کی وہ کارروائی کی جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، لیکن اگر یہ قصہ صحیح تھا تو یہ قیاس میں نہیں آتا کہ مقدمہ کی تقریروں میں اس کی طرف اشارہ کیوں نہ ہوا۔ ڈینارکس ایسے دلکش قصہ سے پورا فائدہ اٹھانے سے ہرگز باز نہ رہتا۔ ہائپر ئیڈس نے بھی جہاں ہارپاس کے فرار کا اشارہ کیا ہے وہاں اس کا کچھ ذکر نہیں کیا ہے۔ مزید براں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہارپاس کے خانساماں کو فیلوکس سینوس نے رہوڈز میں گرفتار کر لیا تھا اور اس نے ان تمام مدبروں کے نام بتا دئے تھے جنھیں ہارپاس نے روپیہ دیا تھا مگر ان میں ڈیموس تھینیز کا نام نہیں تھا۔

پس ڈیموس تھینیز نے ہارپاس کے ہاتھ سے روپیہ نہیں پایا بلکہ جب یہ روپیہ اُن لوگوں کے پاس آ گیا جنھیں مجلس نے اسے اپنی تحویل میں لینے کے لئے مقرر کیا تھا اور انھیں میں ڈیموس تھینیز بھی تھا، اس وقت غالباً اس نے اس رقم پر تصرف کر لیا۔ علاوہ ازیں یہ بھی بالکل ممکن ہے کہ ڈیموس تھینیز کا یہ بیان صحیح ہو کہ اس نے یہ رقم "تھوارس کے سرمایہ" کے لئے لی تھی مگر باضابطہ اس رقم کو اس سرمایہ میں منتقل نہ کر سکا کیونکہ اس صورت میں اس سرمایہ کے حساب سے اس کا ثبوت مل سکتا تھا۔ بظاہر اسے سکندر کی طرف سے جنگ کا خطرہ لگا ہوا تھا۔ جنگ کی صورت میں یہ تقریباً یقینی تھا کہ "تھوارس کے سرمایہ" سے فوجی اغراض کے لئے روپیہ مہیا کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا اور یہ غیر ممکن نہیں ہے کہ ڈیموس تھینیز کو یہ امید ہو کہ ہارپاس سے جو روپیہ لیا گیا ہے اس سے وہ ایک سرمایہ محفوظ کی بنیاد قائم کر دے گا جیسے کہ تھیبز کی مدد کے لئے ایران کا روپیہ اُس نے لے لیا تھا۔ اگر ایسا ہوا تو کم از کم وہ اپنے ذاتی نفع کے لئے سرقہ کا مجرم نہیں ہوا، خواہ اس کا یہ فعل کتنا ہی ناقابل سماعت ہو۔ روپیہ سکندر کی ملک تھا۔

قوم نے یہ قرار دید یا تھا کہ جبتک سکندر اس کے لئے کسی شخص کو نہ بھیجے وہ ایکرو پولس میں رکھا رہے اور اس حکم کو عمل میں لانے کے لئے دوسرے لوگوں کے ساتھ ڈیموس تھینیز کو بھی مقرر کیا تھا۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ روپیہ اتیھنز کے اغراض عامہ کے لئے کام میں نہیں لایا جا سکتا تھا لیکن اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ اگر سکندر سے جنگ چھڑ جاتی تو ہر پالس کا روپیہ اتیھنز کے بچانے میں صرف کرنا قوم منظور کر لیتی۔ ڈینا رکس نے ایسا ہی فرض کر رکھا تھا۔ یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ اتیھنز کے مصرف کے لئے ڈیموس تھینیز کا اس روپیہ کو قبل از وقت لے لینا اہل اتیھنز کے نزدیک ایسا ہی نامناسب تھا جیسے کہ آجکل کے منصف اس کی نسبت رائے قائم کریں گے۔ ڈیموس تھینیز پر نسبتاً خفیف تاوان کا عائد کیا جانا ہی اس خیال کو ظاہر کرتا ہے۔ پس ڈیموس تھینیز ایسے ہی فعل کا مجرم تھا جس کی بنا اس اصول اور مقصد کے مطابق تھی جن کے لئے ایران کا روپیہ اس نے قبول کر لیا تھا مگر یہ فعل اس سے زیادہ نادرست تھا کیونکہ اس سے عہد شکنی لازم آتی تھی۔ بہر حال جب اس امر کو تسلیم کر لیا جائے تو اس کا جرم ایسی کم ظرفی کا نہیں معلوم ہوتا جتنا کہ اس کے قدیم وجدید نکتہ چیں ہمکو اس کا یقین دلانا چاہتے ہیں۔ کم از کم اس گمان کے لئے کافی وجہ نہیں ہے کہ بدنیتی سے اس نے ایسا کیا تھا یا یہ کہ اس کو اپنے ذاتی نفع کا خیال تھا' اور ہم اس امر میں حق بجانب ہیں کہ اس کے فعل کی ایسی تاویل کریں جس سے وہ ذرائع کے متعلق بد احتیاطی سے تو بری نہ ہو سکے مگر وہ تاویل اس کے وطن پرستی کے ان مقاصد کے موافق ہو جن پر وہ اپنی زندگی بھر چلتا رہا۔

جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں جو تاوان اس پر عائد کیا گیا وہ فحوائے قانون کو دیکھتے ہوئے خفیف تھا' مگر فی نفسہ پچاس ٹیلنٹ کا جرمانہ ایک گراں جرمانہ تھا۔ اس میں شک نہیں کہ عدالت نے نہ صرف ڈیموس تھینیز کے روپیہ میں تصرف کرنے پر بلکہ ایکروپولس میں جو روپیہ جمع کیا گیا تھا اس کی صحیح مقدار کی اطلاع دینے سے قاصر رہنے کا بھی لحاظ کیا۔ تاہم ڈیموس تھینیز کی اس شکایت کی کچھ نہ کچھ بنا ضرور ہے کہ چونکہ اس کا مقدمہ سب سے پہلے پیش ہوا تھا اس لئے اس کے ساتھ اور لوگوں کی بہ نسبت زیادہ سخت سلوک کیا گیا اور یہ کہ دوسرے لوگ جنھوں نے بالکل ڈیموس تھینیز کی مثل اپنی صفائی کا ثبوت پیش کیا تھا وہ سزا سے صاف بچ گئے[1]

[1] لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ڈیموس تھینیز کو خاص اثر واہمیت کی حیثیت حاصل تھی اور یہ کہ اس سے کم درجہ کی اہمیت

بہر حال جو کچھ ہو وہ اتنی کثیر رقم کے ادا کرنے سے معذور رہا اور قید خانہ میں ڈال دیا گیا مگر چند ہی روز میں اسے یہ محسوس ہو گیا کہ اس کی عمر و صحت جس حد تک سختی کی متحمل ہو سکتی تھی، قید خانہ کی سختی اس سے بڑھی ہوی تھی اور اس نے فرار کی تدبیر نکال لی۔ پلوٹارک یہ قصہ بیان کرتا ہے کہ جب قید خانہ سے نکل کر وہ شہر سے تھوڑے فاصلہ پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ چند اشخاص جن سے اس سے اختلاف تھا اس کے تعاقب میں آرہے ہیں اور یہ دیکھکر اس نے چھپنے کی کوشش کی مگر انھوں نے اس سے پکار کر کہا کہ وہ اس وجہ سے اس کے پیچھے پیچھے آرہے ہیں کہ اس کے ضروریات سفر کے لئے کچھ روپیہ پہنچادیں اور اس سے باصرار کہا کہ وہ اپنی مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ یہ سن کر ڈیموس تھینیز اُس شہر سے نکلنے پر رنج و ماتم کرنے لگا جہاں اُس کے دشمن دوسری جگہ کے دوستوں سے اس پر زیادہ مہربان تھے۔ پلوٹارک کہتا ہے کہ جب وہ شہر کو چھوڑ کر چلا تو اس نے بآواز بلند ایتھنا پولیاس دیبی کو پکارا کہ "اے شہر کی ملکہ ان تین سب سے زیادہ موذی جانوروں سے کیوں تیرا دل خوش ہوتا ہے یعنے اُلّو، سانپ اور قوم"۔ ڈیموس تھینیز کی جلاوطنی کے زمانہ میں جب نوجوان لوگ اس سے باتیں کرنے آتے تھے تو وہ انھیں سیاسی زندگی میں داخل ہونے سے نفرت دلایا کرتا اور کہا کرتا تھا کہ اگر اسے اپنی زندگی از سر نو شروع کرنے کا موقع ملے اور دو رستے اس کے لئے کھلے ہوں ایک رستہ مقام تقریر اور مجلس کو جاتا ہو اور دوسرا موت کو تو چونکہ وہ جانتا ہے کہ سیاسی زندگی میں کیسے خوف، وہم، رشک و حسد، اہانت، تذلیل اور کشمکش سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے وہ وہی راستہ اختیار کرے گا جو سیدھا موت کو جاتا ہو۔ اس نے اپنا وقت چند ماہ تک کسی قدر ایجینا میں اور کسی قدر ٹریزن میں گزارا مگر ٹریزن کو اس نے ایک غیر محفوظ مقام پایا اور وہ جزیرہ کالاریا کو چلا گیا، جہاں سے وہ ایتھنز اور ساحل ایٹکا کو دیکھ سکتا تھا (جیسا کہ ایجینا سے دیکھا کرتا تھا) یہیں سے اس نے وہ دوسرا خط لکھا (جو اس کی جانب منسوب ہے) اور جس میں اس نے ایتھنز میں واپس آنے کے لیے صدق دل سے قوم سے درخواست کی ہے۔ اس نے اپنے خدمات عامہ کی طویل مدت کو یاد دلایا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ رکھنے والے لوگوں کے ساتھ نسبتاً نرم سلوک کیا جا سکتا تھا۔

اور اس قسم کے نرم سلوک کا مطالبہ کیا جو اس کے ساتھ کے دوسرے مدعی علیہم کے واسطے روا رکھا گیا تھا۔ اس نے اپنے اہل ملک کے ساتھ اپنی مسلمہ وفاداری کا دعویٰ کیا اور یہ درخواست کی کہ قوم کی اور خود اس کی شہرت کے خیال سے جلاوطنی کی سختیوں اور شرم سے اسے نجات دلائی جائے۔

دوسرے ملزم اشخاص کی نسبت جو کچھ ہوا اُن میں ڈیماڈیس نے یا تو جوری کے سامنے آنے کی ہمت نہ کی یا جوری کو اپنی حضور سے عزت بخشنی نہیں چاہی بہرحال وہ مجرم قرار پایا اور اس پر جرمانہ بھی ہوا مگر اس نے ایتھنز کو ترک نہیں کیا۔ اُس میں غالباً جرمانہ اداکرنیکا مقدور تھا اور اس طرح وہ سیاسی زندگی میں حصہ لینے کے لئے آزاد رہا۔ فلاکلس جو ہارپاس کے ادلاً ایتھنز میں داخل ہونے اور نیز اس سے روپیہ قبول کرنے کا ذمہ دار قرار دیا گیا تھا اسے جلاوطن ہونا پڑا۔ ارسٹوگیٹن اور بقیہ مدعیٰ علیہم کی نسبت یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچ نکلے۔

یہ تھی اس بدبخت معاملہ کی سرگزشت۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو فریق ڈیموس تھینیز کے خلاف تھا اسے کچھ دنوں کے لئے پوری آزادی حاصل ہوگئی۔ نہ صرف سکندر بلکہ اس کے متوفی مصاحب ہیفیسٹون کی بھی سرکاری طور پر پرستش کی گئی۔ مینی سکس نے لکرگس کے بیٹوں پر مقدمہ چلایا اور دعویٰ یہ کیا کہ سرکاری حسابات میں جس متدعویہ کمی کے لئے اُس نے ان کے باپ کو لاحاصل طور پر ذمہ دار کرنے کی کوشش کی تھی وہ کمی یہ لوگ پوری کریں لکرگس کے بیٹے واقعی مجرم قرار پاگئے اور قید ہو گئے مگر تھوڑے زمانہ بعد ان کے معاملہ کو ڈیموکلس (شاگرد تھیوفراسٹس) اور ہایپرئڈیس نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور ڈیموس تھینیز نے بھی قوم کے نام ایک خط کے ذریعہ سے ان کی پرزور تائید کی (جو خطوط اسکی جانب منسوب ہیں ان میں یہ تیسرا خط ہے) اور اس میں یہ لکھا ہے کہ بیرون ملک میں اہل ایتھنز کا ذکر اس وجہ سے برے لفظوں میں کیا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنے ایک نہایت ہی وفادار اور شیدائے عوام خادم کے بیٹوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا اور نیز یہ کہ جب پتھیاس کو دولت و بداطواری میں سرمست رہنے کی اجازت ہو اور جو لوگ وطن پرستانہ جانب میں ہوں انھیں جلاوطن ہونا پڑے، تو یہ صاف ظاہر ہے کہ وطن پرستی ایک بیفائدہ شئے ہے۔ اس نے فیاضانہ برتاؤ کی وہ مثالیں پیش کیں جو نسبتاً کم اہل لوگوں کے ساتھ مرعی رکھی گئی تھیں اور خط کے آخر میں خود اپنے لئے اور لکرگس کے بیٹوں کے حق میں ایک مرتبہ

بعد بحث کی، خواہ اُس خط کی وجہ سے یا ایتھنز میں ان مجرموں کے وکلا کی سرگرمی کی وجہ سے قوم کو اپنے ایک نہایت ہی بڑے محسن کے ساتھ اس قسم کی احسان فراموشی پر رنج و تاسف ہوا اور لکرگس کے بیٹے رہا کردیئے گئے۔

ڈیموس تھینیز کے دشمنوں کو زیادہ مدت تک اپنے اس غلبہ و فوقیت سے لطف اُٹھانے کا موقع نہیں ملا کیونکہ اوائل ۳۲۳ق م میں سکندر مختصر علالت کے بعد بابل میں انتقال کر گیا۔ اس کی موت کی خبر جب اولاً ایتھنز میں پہنچی تو ڈیمیڈس نے اس کے باور کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ "اگر سکندر مر گیا ہوتا تو اس کی نعش کی بو کی ساری دنیا میں پھیل گئی ہوتی۔" فوسین نے اپنی طرز مخصوص میں یہ کہکر عوام کے انتشار کو فرو کرنے کی کوشش کی کہ "اگر سکندر آج مردہ ہے تو کل بھی مردہ رہے گا اور پرسوں بھی۔ بس ہمیں اپنے تجاویز کے مرتب کرنے کے لئے بہت کافی وقت ہے۔" درحقیقت صورت حال مطلقاً صاف نہ تھی کیونکہ سکندر کا کوئی صریحی جانشین نہیں تھا مگر بابل میں اس کے سپہ سالاروں نے غور و فکر کرکے یہ قرار دیا کہ سکندر کا برادر علاتی ارہیڈیس (جو ایک کمزور دل کا شخص تھا) عارضی طور پر بادشاہ تسلیم کر لیا جائے اور سکندر سے روکسانہ (روشنگ) کے آئندہ پیدا ہونے والے بچے کا حق محفوظ رکھا جائے بشرطیکہ وہ لڑکا ہو۔ پرڈیکاس متولی ہو۔ تھرس اور ہلیسپونٹ میں لیسیماکس سپہ سالار فوج ہو اور مقدونیہ میں اعلیٰ امتیازاتی پاپٹر اور سپہ سالار اعظم کراٹیرس کے درمیان منقسم ہو جائے۔ کراٹیرس تھوڑے زمانہ بعد سلیشیا تک پہنچ گیا مگر فی الحال مقدونیہ کو نہیں گیا مصر ٹالیمی (بطلیموس) کے حوالہ کیا گیا اور ایشیائے کوچک کے مختلف صوبے ایومی نیس انٹی گوناس لیوناٹس اور دوسروں کو تفویض ہوئے۔

یونانی قوموں کو مقدونوی حکومت کا جو تھوڑا سا تجربہ ہو گیا تھا، اس نے انھیں اس طرف مایل کیا کہ اس نازک موقع پر مقدونیہ کے جوئے کو اپنے کندھوں سے اتار پھینکنے کی کوشش کریں۔ روڈس کیوس اور ایفی سوس میں شورشیں برپا ہو گئیں۔ خاص یونان میں پہلی پرزور کارروائی ایک باشندہ ایتھنز، لیوس تھینس نے کی جو ایشیا سے واپس آئے ہوئے آٹھ ہزار یونانی سپاہ ٹینارم میں مجتمع رکھنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور اس فوج میں ان بدل سپاہیوں سے اضافہ ہو گیا تھا جو تمام اطراف و جوانب سے وہاں اس طرح جمع ہو گئے جیسے اودلام کے

کسی غار میں جمع ہو جائیں۔ سکندر کی موت کی خبر سن کر لیاستھنس ایتھنز کو گیا اور کونسل سے گفتگو جاری کردی جس نے اسے پچاس ٹیلنٹ اور اسلحہ سے مدد دی اور اس کے مقصد کے لئے اہالی ایٹولیا کے پاس ایلچی بھیجے اور ان سے فوری مدد کا وعدہ حاصل کیا۔ کونسل کی ان کارروائیوں کی اطلاع قوم کو نہیں دی گئی اور جب تک سکندر کی موت کی خبر کی طرف سے بغیر کسی شک و شبہ کے یقین نہیں ہو گیا، اس وقت تک یہ نہیں ہوا کہ آزادی کے لئے جنگ کرنیکی تجویز مجلس کے روبرو پیش کیجاتی اور ہائپریڈس کی جانب سے اور ڈیموس تھینیز کے پیغامات سے اس کی تائید کیجاتی۔ مجلس کے دولتمند ارکان نے صلح کے قائم رکھنے کی صلاح دی مگر بہت بڑی کثرت نے انھیں مغلوب کر دیا۔ ہائپریڈس کی فصاحت فوکیون کی جارحانہ صلاح پر غالب آگئی۔ اگرچہ فوکیون کے بعض خیالات کی بنا بہت ہی معقول تھی۔ اس نے کہا تھا کہ لیاستھنس کی گفتگو درخت صنوبر کے مانند ہے، بلند و بے ثمر۔ اس پر ہائپریڈس نے یہ سوال کیا کہ "آخر کب آپ اہل ایتھنز کو لڑنے کی صلاح دینگے؟" فوکیون نے جواب دیا کہ "جب میں جوانوں کو ادائے فرض، اور دولتمندوں کو ادائے محصول پر آمادہ اور مدبروں کو سرکاری روپیہ کے صرفہ سے باز رہتے دیکھونگا۔" لیاستھنس کی فوج سے فوکیون کے دل میں کچھ اعتماد نہیں پیدا ہوا اس نے کہا کہ "مختصر دوڑ کے لئے یہ اچھی ہے مگر مجھے تو لمبی دوڑ یعنے ایک مہم کا اندیشہ ہے۔ شہر کے پاس کوئی اور سرمایہ جہاز یا سپاہی نہیں ہیں" مگر مجلس کا میلان احتیاط کی طرف نہیں تھا۔ یہ قرار دیدیا گیا کہ دو سو چالیس جہاز تیار کئے جائیں اور چالیس سے کم عمر کے تمام اہل ایتھنز میدان میں آئیں۔ ان میں سے تین قبائل سے جن کا تعلق ہے وہ اٹیکا کی حفاظت کریں اور باقی سات قبائل سے جن کا تعلق ہے وہ اٹیکا کی سرحد کے باہر جائیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے دوسرے یونانی سلطنتوں کے پاس بھی اس امید میں سفارتیں بھیجیں کہ انھیں عام بغاوت میں شریک ہونے اور اپنی آزادی کا دعویٰ کرنے پر آمادہ کریں۔

مقدونی اس قدر دلوں سے دور ہو گئے تھے کہ اگرچہ بعض دوسری سلطنتوں کے لوگوں کو ایتھنز کی کارروائی قبل از وقت اور خطرناک معلوم ہوتی تھی پھر بھی تقریباً ہر جگہ ایتھنز کے ایلچیوں کی تائید ہوی۔ اہل ایٹولیا کے علاوہ شمال کے متعدد یونانی قبائل نے ربط و اتحاد ظاہر کیا۔ انھیں میں تھسالیہ اور قرب و جوار کے بعض

وہ قبائل بھی تھے، جو مقدونیہ کے بہت ہی وفادار حلیف سمجھے جاتے تھے۔ بوشیا اور ایوبیا پر مقدونوی فوجیں قابض تھیں یا وہ بہت ہی زبردست مقدونی اثر کے تحت میں تھے۔ اس پر بھی ایوبیا میں کیرسٹس کے لوگ لیگ (معاقدے) میں شامل ہوگئے۔ پلوپونیس میں اسپارٹا بے بس یا کم از کم یہ کہ مدد کرنے کے ناقابل تھا مگر ارگوس، سکیون، اپیڈارس، ٹریزن، الس، اور مسینیا ان تمام جگہ کے لوگوں نے مدد کا وعدہ کیا۔ سرمایہ کے متعلق یہ ہوا کہ ہارپلس کا خزانہ آزادی کے ساتھ استعمال کیا گیا۔ ڈیماڈیس پر خلاف قانون تجاویز کے پیش کرنے اور اس کی لامذہبی اور خاص کر سکندر کی الوہیت کی تجویز پیش کرنے کے باب میں مقدمہ چلایا گیا اس پر بہت سخت جرمانہ ہوا، جرمانہ کی رقم ایک سند کے مطابق دس ٹیلنٹ (اور دوسری سند کے مطابق سو ٹیلنٹ تھی) اور اس کے میقاتی حقوق بھی زائل ہوگئے۔ پیتھیاس پر بھی مقدمہ چلا اور وہ قید کر دیا گیا مگر وہ بھاگ گیا۔ پیتھیاس اور کلیمیڈن دونوں کسی طرح انٹی پیٹر کے پاس پہنچ گئے اور اس نے انھیں اس غرض سے پلوپونیس کو بھیجد یا کہ وہ وہاں ایتھنز کی مرسلہ سفارات کے اثر کو توڑ دیا کریں۔ ارکیڈیا میں پیتھیاس کا مقابلہ ڈیموس تھینیز سے ہوگیا۔ ڈیموس تھینیز اگرچہ جلاوطن تھا مگر وہ اپنی تمام طاقت ہائپریڈس، پالیوکٹس اور ایتھنز کے دوسرے کارکنوں کی مدد میں صرف کر رہا تھا۔ پلوٹارک کے بیان کے مطابق پیتھیاس نے یہ کہا کہ جس طرح گدھی کا دودھ گھر میں تباہی برپا کر دیتا ہے، اسی طرح ایتھنز کی سفارت سلطنت میں لازماً بدنظمی پیدا کر دیتی ہے۔ ڈیموس تھینیز نے جواب دیا کہ "نہیں گدھی کا دودھ ایک اچھی دوا ہے اور یہی حال اہل ایتھنز کی آمد کا ہے"۔

ڈیموس تھینیز نے اتنے کثیر خدمات انجام دئے تھے، کہ اہل ایتھنز نے اسے واپس بلانے کا عزم کر لیا۔ اس مقصد کے لئے باضابطہ حکم کی تجویز ڈیموس تھینیز کے بھیتجے ڈیمسن نے پیش کی اور چونکہ اس مقرر پر پچاس ٹیلنٹ کا جو جرمانہ ہوا تھا اس کا معاف کر دینا خلاف آئین ہوتا، اس لئے اسے یہ حکم دیا گیا کہ وہ آئندہ تقریب کے لئے زیوس نجات دہندہ کی قربان گاہ تیار کر کے اس کو آراستہ کرے اور اس خفیف سے خرچ کے پورا کرنے کے لئے اسے پچاس ٹیلنٹ عطا کئے جانے کی رائے دیدی گئی۔ ہمارے لئے اس شبہ کا امکان ہے کہ یہ رقم

ہارپالس کے خزانہ سے آئی تھی۔ ڈیموس تھینیز کو ایجینا سے لانے کے لئے ایک کشتی بھیجی گئی اور پیریوس میں اس کے اہل ملک کا ایک بہت بڑا مجمع جس کے پیشرو نوآرخن اور پروہت تھے اس سے ملا اور کہا جاتا ہے کہ ڈیموس تھینیز نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دیوتاؤں کا شکر ادا کیا کہ اسے الکیبیاڈس سے زیادہ عزت کے ساتھ واپسی نصیب ہوئی کیونکہ اس کی واپسی اس کے ہم شہروں پر جبر کرکے عمل میں نہیں آئی بلکہ انھوں نے برضائے خود ایسا کیا۔

جنگ غالباً اس خوش آئند واقعہ کے قبل ہی شروع ہو چکی تھی۔ لیوستھینیس نے ٹینارم سے ایٹولیا کو بحری راستے سے آٹھ ہزار فوج بھیجکر جنگی کارروائیاں شروع کردی تھیں۔ یہاں اہل ایٹولیا کی سات ہزار فوج اس کے ساتھ شریک ہوگئی اور اس متحدہ فوج کے ساتھ اس نے تھرماپیلی کی طرف کوچ کردیا اور بغیر کسی قسم کی مخالفت کے اس درّہ پر قابض ہوگیا۔ اس اثنا میں اہل ایتھنز نے اس کی شرکت کے لئے شہریوں کی پانچ ہزار پیادہ فوج، پانچسو سوار اور دو ہزار اجیر سپاہی روانہ کردیئے تھے مگر اہل مقدونیہ کے حلیفوں کی پرزور مقاومت کی وجہ سے یہ لوگ بوشیا سے گزر نہ سکے تا آنکہ لیوستھینیس اپنی فوج کے ایک حصہ کے ساتھ جنوب کو بڑھا اور دشمن کو شکست دیکر اہل ایتھنز کی فوجوں کو تھرماپیلی تک رسائی کا موقع بہم پہنچادیا۔ اس کے بعد اس نے انٹی پیٹر کا مقابلہ کرنے کے لئے شمال کی طرف حرکت کی۔ انٹی پیٹر نے کراٹیروس اور لیوناٹوس سے جو کمک طلب کی تھی اس کی آمد کا انتظار کئے بغیر وہ تیرہ ہزار پیادے اور چھ سو سوار لئے ہوئے لیوستھینیس کے مقابلہ کے لئے آپہنچا تھا۔ پہلا معرکہ ہرکلیہ (ہرقلیہ) کے قریب واقع ہوا۔ دوران جنگ میں انٹی پیٹر کے تھسالیہ والے سوار میدان سے نکل کر لیوستھینیس کے شریک ہوگئے اور انٹی پیٹر مجبور ہوکر بھاگا اور قلعہ لامیہ میں پناہ گزیں ہوکر ایشیا سے آنے والی کمک کا انتظار کرنے لگا۔ لیوستھینیس نے اسے گھیر لیا لیکن سامان محاصرہ کے نہونے کی وجہ سے قلعہ کو فتح کرلینے سے قاصر رہا۔ تاہم اسے یہ امید تھی کہ وہ محصورین کو بھوک سے مار ڈالے گا۔ ایک وقت میں انٹی پیٹر پر اتنا دباؤ پڑگیا تھا کہ اس نے لیوستھینیس سے شرائط کی درخواست کی مگر لیوستھینیس غیر مشروط تفویض کے سوا اور کسی امر کو قبول نہیں کرنا چاہتا تھا

لامحالہ درخواست نامنظور کردی گئی۔

شمالی یونان کی اقوام کی سوارہ فوج کی آمد سے لیوستھینیس کی فوج بہت بڑھ گئی تھی مگر وہ انٹی پیٹر کو میدان میں نہ لاسکا۔ جاڑا خصوصیت کے ساتھ سخت پڑا اور یہ اس کی فوجوں کے لئے ان چھوٹے چھوٹے معرکوں سے زیادہ صبر آزما ثابت ہوا جو برابر پیش آتے رہتے تھے۔ اہل ایٹولیا عذرات کرکے اپنے وطن کو چلے گئے اور آخر میں خود لیوستھینیس کے سر میں ایک پتھر لگا اور دو دن بعد اس کا انتقال ہوگیا۔

لیوستھینیس اور دوسرے لوگ جو اس مہم میں کام آئے تھے ان کے لئے "ماتمی تقریر" ہائپرڈیس کے سپرد ہوئی[1]۔ اس کی تقریر کا بڑا حصہ ہم تک پہنچا ہے اور ایتھنز کے مخصوص طرز کی ایک حیرت انگیز مثال ہے۔ تقریر کا مضمون بلکہ زیادہ تر اس کا طرز بھی باہمی اتفاق سے طے ہوا تھا۔ تمہید میں مقرر نے خود اپنی عدم قابلیت کا عذر کیا تھا (اس کے بعد کے مراحل حسب ذیل تھے) ایتھنز یا اس کے اصلی باشندوں اور اس کے فرزندوں کی شریفانہ تربیت کی تعریف، مقتولین کی تعریف اور ان کے ملکی خدمات کا اعتراف، ان کی لازوال شہرت کی پیشین گوئی دوسرے عالم میں قدیم زمانہ کے نامی گرامی اشخاص سے ان کے ملاقات کی امید، ان کے ورثا کے لئے مبارکباد و تعزیت کے ملے ہوے جملے اور طرز بیان میں اسی صنعت تضاد کا سلسلہ جس کا نمونہ گورگیاس نے قائم کردیا تھا، لیکن ہیپیرڈیس نے اپنی تقریر میں ان رسمی باتوں کو خاص خوبی سے نباہا جس میں تخیلی قوت کی بھی کمی نہ تھی اور یہ تقریر آزادی کے لئے یونانیوں کی آخری جدوجہد کی شایان شان یادگار ہے۔

لیوستھینیس کے بجائے سپہ سالاری پر انیٹی فیلوس کا تقرر ہوا۔ یہ شخص اگرچہ ایک قابل سپہ سالار تھا لیکن لیوستھینیس کی موت سے جو پست دلی پیدا ہوگئی تھی اس پر غالب آنے کے لئے جس شاندار و مؤثر شخصیت کی خاص ضرورت تھی

[1] یہ امر نہایت ہی مشکوک ہے کہ آیا ڈیوڈورس کا یہ کہنا صحیح ہے کہ ڈیموس تھینیز اس وقت تک ایتھنز میں واپس نہیں آیا تھا بلاشبہ ہائپرڈیس کے انتخاب کی وجہ یہ تھی کہ لیوستھینیس کے بعد اس جنگ کا خاص ترقی دینے والا وہی تھا (ملاحظہ ہو شافر سوم صفحہ ۳۰۴)۔

وہ اس میں نہ تھی۔ اس کے بعد زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ اینٹی پیٹر کے فوری طلب کے جواب میں لیونیٹاس سمندر کو عبور کرکے یورپ میں آیا اور بیس ہزار پیادے اور پندرہ سو سواروں سے زیادہ جمعیت کے ساتھ تھسالیہ کی طرف کوچ کردیا۔ اینٹی فیلوس نے لامیہ کے محاصرہ کو چھوڑ دیا اور بائیس ہزار پیادہ اور ساڑھے تین ہزار سوار کے ساتھ شمال کی طرف بڑھا۔ سواروں کے ایک سخت معرکہ میں لیونیٹاس کو شکست ہوگئی اور وہ مارا گیا اور مقدونیہ کی پیادہ فوج نے تھسالیہ کے سواروں کے مقابلہ کی جرات نہ کی اور پہاڑیوں میں گھس گئی مگر دوسرے دن اینٹی پیٹر نے اپنی فوجیں ظفر یاب خلاص دہندہ فوج کے ساتھ ملادیں، اور شمال کی طرف کوچ کردیا جس میں اینٹی فیلوس کیجانب سے کوئی روک ٹوک نہیں ہوی۔ دریائے پی نیوس کے کنارے کراٹیروس ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ اس سے آملا۔

سمندر پر مقدونی بیڑہ فتحیاب ہوا اور اگرچہ اہل ایتھنز نے حتی الوسع تمام جہازوں کو درست کردیا پھر بھی ایوشن کے تحت میں جتنے جہاز سمندر میں روانہ ہوے ان کی تعداد صرف ۱۷۰ تھی اور ان جہازوں کو دو مرتبہ سخت شکست اٹھانا پڑی۔ پہلی مرتبہ غالباً ابیڈوس کے قریب (جہاں ایلوتیون ہلسپانٹ کے تحفظ کے لئے گیا تھا) اور دوسری مرتبہ امارگس کے قریب[۱] یہ شکست کلیٹس نے ۲۴۰ جہازوں سے دی، مگر مقدونیوں اور اجیر سپاہیوں کی ایک فوج کو جس نے رہامنوس کے قریب ساحل اٹیکا پر اتر کر اس مقام کو تباہ کردیا تھا اسے نوکیون نے شہریوں کا ایک دستہ لیکر عظیم نقصان کے ساتھ پسپا کردیا۔ اسکے ساتھ ہی نوکیون نے کامیابی کے ساتھ اس تجویز کی مقاومت کی کہ اہل ایتھنز کی ایک فوج بوئیشیا پر حملہ کرے۔ اینٹی فیلوس تھسالیہ میں رہا مگر کچھ زمانہ تک اس کی فوجوں میں کمی ہوتی رہی یہ متعدد امدادی دستے اس وجہ سے چلے گئے کہ انھوں نے یہ خیال کیا کہ لیوستھینیس کی کامیابیوں نے جنگ کا تصفیہ کردیا ہے یا یہ کہ سپاہیوں کو اپنے وطن کے معاملات پر متوجہ ہونیکی زیادہ ضرورت تھی، لشکر گاہ میں بددلی کے آثار پیدا ہو چلے۔ جب اینٹی پیٹر اور

---

[۱] فرگوسن نے ان جنگوں کے لئے غیر شائع شدہ کتاب کی شہادت داخل کی ہے ڈیوڈورس دونوں فتحوں کو کلیٹس سے منسوب کرتا ہے۔ اہل ایتھنز کے پاس جہاز تعداد میں اس سے زیادہ تھے مگر وہ اس کا سامان نہیں مہیا کرسکتے تھے۔ ملاحظہ ہو بلاک۔

کراٹیروس نے تقریباً پچاس ہزار فوج کے ساتھ جنوب کی جانب کوچ کیا، تو انیٹی فیلوس کے پاس ان کے مقابلہ کے لئے تیس ہزار سے بھی کم فوج تھی۔ دونوں فوجیں میٹاگیسٹ نیون (اوائل اگسٹ ۳۲۲ء) کو جنگ کیر ونیا کی سالگرہ کے روز ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔ اگرچہ یونانیوں کا نقصان مقدونیوں سے زیادہ رہا مگر جنگ فی نفسہ ناتمام رہی لیکن دوسرے دن انیٹی فیلوس اور می ٹون (سپہ سالار فوج سوارہ) نے جو مجلس حربی طلب کی اس نے یونانی سلطنتوں سے طلب امداد کی تجویز کو مسترد کر دیا اور یہ فیصلہ کیا کہ انیٹی پیٹر کے پاس پیغام بھیجا جائے اور شرائط صلح پر بحث کی درخواست کیجائے مگر انیٹی پیٹر نے مخالف مقدونی لیگ کو بہیئت مجموعی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور یہ جواب دیا کہ ہر سلطنت اس سے علیحدہ علیحدہ معاملت کرے اور اس کے ساتھ ہی اس نے تاخت کر کے تھسالیہ کے شہروں پر یکے بعد دیگرے قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ انھیں شہروں میں فارسیلس بھی تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شمالی یونان کی سلطنتوں نے بہت جلد اس سے شرائط طے کر لئے اس میں انیٹی پیٹر کے ایلچیوں کی ہمت افزائی کو بھی دخل تھا جنھوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ جو سلطنت اطاعت قبول کریگی اس سے حسب بخواہ شرائط منظور کئے جائیں گے۔ زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ اس لیگ کے تمام ارکان میں سے صرف اہل اٹیولیا اور اہل اتیھنز باقی رہگئے۔

اہل اتیھنز نے اب خود ہی یہ ضروری سمجھا کہ شرائط صلح کے متعلق انیٹی پیٹر سے درخواست کریں۔ یہ یقینی نہیں ہے کہ پہلی مرتبہ کس خاص موقع پر انھوں نے اس کے پاس پیغام بھیجا۔ ممکن ہے کہ فارسیلس کے بعد ہی ایسا ہوا ہو مگر ظن غالب ہے کہ اس وقت تک ایسا نہیں ہوا کہ انیٹی پیٹر اور کراٹیروس درۂ تھرماپیلی سے گزر کر بوشیا میں خیمہ زن ہو گئے۔ اس وقت اہل اتیھنز نے خوف زدہ ہو کر پھر ایک مرتبہ ڈیماڈیس سے یہ درخواست کی کہ وہ انھیں مشکل سے نجات دلائے اور انھوں نے اس کے میقاتی حقوق بحال کر دئے اور جس جرمانہ کی وجہ سے اس کے یہ حقوق زائل ہوے تھے اسے بھی منسوخ کر دیا۔ وہ فوکیون اور ڈیماڈیس (ساکن فالیروم) کے ساتھ انیٹی پیٹر کے لشکر گاہ کو گیا مگر انیٹی پیٹر کامل اطاعت کے سوا اور کسی شرط سے اتفاق ہی نہیں کرتا تھا۔ یہ وہی شرط تھی جو اس کے برے وقت میں لیوستھینیس نے بمقام لامیہ اس سے منوانا چاہی تھی۔ شرائط کے سنا دینے کے قبل انیٹی پیٹر کا حسب خواہش اٹیکا کی طرف کوچ

نہ کرنا صرف فوکیون کی وقعت کی وجہ سے ہوا۔
اہل ایتھنز کے لئے سوائے سر تسلیم خم کرنے کے اور کوئی چارہ کار نہیں رہا تھا۔ زمانۂ سابق کے مانند انھیں سمندر پر بھی فوقیت نہیں حاصل تھی اور نہ محاصرہ بحری کے روکنے کی ان میں طاقت تھی۔ اگرچہ ڈیموس تھینیز کا بھتیجا ڈیمو کاریس تلوار لئے ہوئے مجلس میں داخل ہوا اور اپنے اہل ملک کو مسلح ہو جانے کا مشورہ دیا مگر قرار یہی پایا کہ فوکیون اور دوسرے سفرا کو تھیبز میں بھیجا جائے اور انیٹی پیٹر کے سامنے شہر کی غیر مشروط سپردگی کا اعلان کیا جائے۔ فلسفی زینوکراٹیس (جو اکاڈمی کا صدر تھا) اس امید میں ان کے ساتھ روانہ کیا گیا کہ وہ انیٹی پیٹر کا دوست تھا، ممکن تھا کہ اپنے اثر سے کچھ کام نکالے مگر انیٹی پیٹر نے اس کی بات سننے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد انیٹی پیٹر نے یہ اعلان کیا کہ اہل ایتھنز کو ایٹکا پر قابض رہنے کی اجازت ہوگی مگر اوروپس کو قبضہ میں رکھنے کی اجازت نہ ہوگی اور وہ اہل بوشیا کو دیا جائیگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ لمنوس اور امبروس اہل ایتھنز کے ہاتھ میں رہے۔ سیموس کے قبضہ کا سوال متولی پیر ڈیکاس کی طرف رجوع کیا گیا جس نے بعد میں یہ جزیرہ اس کے سابق باشندوں کو واپس دیدیا اور ایتھنز کے آبادکاروں کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا۔ اہل ایتھنز سے یہ چاہا گیا کہ جن مقرروں نے آتش جنگ بھڑکائی ہے وہ انیٹی پیٹر کے حوالے کردئے جائیں اور نظام سلطنت میں اس طرح ترمیم کیجائے کہ رائے دہی کا حق صرف ان شہریوں تک محدود ہو جائے جن کے پاس کم از کم بیس مینا کی املاک ہو۔ ان شرائط پر اہل ایتھنز کو مقدونیہ کے دوست وحلیف رہنے کی اجازت ہوگی۔ مقدونیہ کی ایک قلعہ گیر فوج میونیخیا میں متعین رہے گی اور اس کے ساتھ ہی ایک گراں تاوان جنگ کا بھی مطالبہ کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ان شرائط کو سن کر زینوکراٹیس نے یہ کہا کہ غلاموں کے لئے یہ شرائط بہت ہی معقول ہیں مگر آزاد شخصوں کے لئے سخت ہیں اور فوکیون نے ہر طرح انیٹی پیٹر کو اس امر پر راغب کرنے کی کوشش کی کہ وہ میونیخیا میں فوج متعین کرنے کے عزم کو ترک کردے مگر اس کی یہ کوشش رائگاں ہوی۔ انیٹی پیٹر نے یہ جواب دیا کہ فوکیون آپ کے ساتھ میں ہر ایک مراعات کے لئے تیار ہوں جس کا مقصود آپ کو اور مجھے تباہ نہ کرنا ہو۔ فوکیون کے ایک رفیق اور جذبات عمومیت کے مخالف شدید کالیمیڈان کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ خود اس نے فوکیون کی درخواست کی مخالفت

کی تھی۔ فاتح کی مقاومت کی ہر ایک خواہش کو فرو کر دینے کا سب سے زیادہ یقینی ذریعہ یہ تھا کہ ان غریب شہریوں کی بہت بڑی تعداد کو حق رائے دہی سے محروم کر دیا جائے جن کا میلان عام طور پر جنگ کی جانب رہا کرتا تھا۔ "اسرار الیوسیا" کے اختتام کے وقت جس دن ائیاکوس کے مجسمہ کو ایتھنز سے الیوسیاس میں لیجانے کے لئے جلوس نکلتا ہے (یعنے ۲۰ بیڈرومیون مطابق وسط ستمبر ۳۲۲ ق م) اور جو معمولاً فور مسرت و مذہبی اظہار جذبات کا دن ہوتا ہے اسی روز بینی لس کے تحت میں ایک مقدونی فوج نے میونیخیا پر قبضہ کر لیا اور ایتھنز کی تذلیل کے نمایاں ثبوت کی تکمیل ہو گئی۔ شہر پر جو آئینی تغیر عاید کیا گیا تھا اس کے بموجب بارہ ہزار شہری حق رائے دہی سے محروم ہو گئے اور صرف نو ہزار شہریوں کے لئے یہ حق باقی رہا۔ جن لوگوں کا حق رائے دہی ساقط ہو گیا تھا ان کے ایک بہت بڑے حصہ کو انیٹی پیٹر کے حکم سے تھریس اور دوسرے علاقوں میں نئے مقامات میں منتقل کر دیا گیا۔

ایتھنز میں اعلیٰ اختیار پھر ڈیماڈیس اور فوکیون کے ہاتھ میں آ گیا اور پیتھیاس کیلیمیڈن اور مقدونی تریق کے اور دوسرے اشخاص بھی ان کے شریک کار بن گئے۔ ڈیمیڈس کی تجویز پر ڈیموس تھینیز، ہائیپر یڈس، ہامیریسیں اور دوسرے محب وطن مقرروں پر غداری کے جرم میں موت کا حکم صادر کیا گیا۔ مجرمین غالباً پہلے ہی ایتھنز سے بھاگ گئے تھے مگر انیٹی پیٹر کے گماشتے ان کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے اور انھوں نے اپنا کام حد سے زیادہ خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ متبرک مقامات کے امتیاز کا بھی پاس و لحاظ نہ کیا۔ آرکیاس (ساکن تھرائی) تھویپی، یہ جس کا نام "جلاد وطنوں کا شکاری" مشہور ہوا۔ ہیپر یڈس ہیمیریوس اور ارسٹو نیکوس کو جزیرۂ ایجنیا میں ایاکوس کے مندر کے اندر گرفتار کر لیا اور انھیں انیٹی پیٹر کے پاس کلیونی میں بھیجدیا۔ جہاں ۹ پیان اپسیون کو (اوائل اکتوبر میں) یہ تینوں قتل کر دئے گئے۔ ڈیموس تھینیز نے کلاریا میں پوسیدیون کی زیارتگاہ کے اندر پناہ لی۔ وہاں آرکیاس چند تھریسی سپاہیوں کے ساتھ جا اترا اور پہلے اس نے ڈیموس تھینیز کو اس وعدے سے زیارت گاہ سے نکلنے کی ترغیب دینا چاہی کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ پلوٹارک کے قصہ کے بموجب ڈیموس تھینیز نے اس سے پہلے رات کو یہ خواب دیکھا تھا کہ وہ ایک

غمگین قصہ کا ایکٹ کر رہا ہے اور آرکیاس جس کا پیشہ ایکٹر کا تھا گویا اس کا حریف مقابل ہے۔ ڈیموس تھینیز نے گو سامعین کی پسندیدگی حاصل کر لی ہے، پھر بھی مناسب سامان نہونے کی وجہ سے آخر میں وہ ناکام رہا ہے۔ اب آرکیاس کی پیش کی ہوئی کسی تجویز سے بھی ڈیموس تھینیز اپنے تئیں حوالہ کرنے پر مائل نہو سکا۔ اس نے کہا کہ آرکیاس تماشے میں تمھارے کام پر اس وقت تک کبھی مجھے اعتماد نہ پیدا ہوا۔ پس اب تمھارے وعدوں پر بھی مجھے اعتماد نہ ہوگا۔" اس پر آرکیاس نے اپنا لہجہ بدلا اور دھمکیاں دینے لگا۔ ڈیموس تھینیز نے کہا کہ "آہ، اب میں مقدونیہ کے تخت سے آواز سن رہا ہوں، اب تک تم تماشا ہی کر رہے تھے۔" یہ کہکر اتنا اور کہا کہ "ذرا ٹھہر جاؤ میں اپنے وطن کے دوستوں کو ایک پیغام لکھدوں" یہ کہکر ڈیموس تھینیز مندر کے اندر چلا گیا اور ایک تختی اٹھا لی اور لکھتے وقت قلم کے ایک سرے کو حسب عادت چبا کر تھوڑی دیر تک اسے ہونٹوں کے درمیان لئے رہا۔ اور پھر اپنا سر ڈھانک لیا۔ سپاہیوں نے سمجھا کہ یہ بزدلی کی علامت ہے اور آرکیاس نے اینٹی پیٹر سے اس کی مصالحت کرا دینے کی تجویز پھر پیش کی۔ جب ڈیموس تھینیز نے یہ محسوس کر لیا کہ جو زہر اس نے قلم میں چھپا رکھا تھا وہ اپنا اثر دکھا رہا ہے تو وہ چلا اٹھا کہ "اے اینٹی پیٹر اب وہ وقت آگیا ہے کہ تم کریون کا سا کام کرو اور میرے جسم کو بغیر دفن کئے پھینکدو۔ اے عزیز پوسیدون میں مرنے کے قبل تیرے مقدس احاطہ کو چھوڑے دیتا ہوں کیونکہ اینٹی پیٹر اور مقدونیوں نے تیری زیارت گاہ کو بھی نجس کئے بغیر نہیں چھوڑا۔" یہ کہکر وہ لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھا۔ قربان گاہ سے گزرتے ہوئے وہ گر پڑا اور ایک ہی بار کراہنے کے ساتھ اس کی جان نکل گئی۔ اس دن بیان اپسیون کی سولھویں تاریخ تھی جس دن عورتیں تھسموفوریا کی تقریب میں روزہ رکھتی ہیں۔[1]

---

[1] پلوٹارک، ڈیموس تھینیز ۲۹ - ۳۰ پلوٹارک اس قصہ کے کچھ اختلافات بھی بیان کرتا ہے جو رائج ہو گئے تھے مثلاً یہ کہ اس نے ایک تعویذ سے زہر چوس لیا تھا یا ایک تھیلی میں سے نکال کر کھا لیا تھا جسے وہ اپنے گلے میں لٹکائے رہتا تھا۔ وہ یہ بھی اضافہ کرتا ہے کہ ایک روایت کے مطابق جب وہ (ڈیموس تھینیز) گرا ہے اس وقت اینٹی پیٹر کے نام کے ایک خط کا عنوان اس کے پاس موجود تھا مگر اور کچھ نہ تھا۔ ڈیماکیرس نے چند برس بعد یہ بیان کیا کہ اس کا چچا زہر سے نہیں مرا بلکہ اس نازک موقع پر دیوتاؤں نے اپنی رحمت سے اسے اس زندگی سے نجات دیدی۔

تعلیقات باب سیزدہم

(۱) مسٹر ڈی۔ جی ہوگرتھ نے "انگلش ہسٹاریکل ریویو" ۱۸۹۸ء صفحہ ۳۱۷ اور (بعض خفیف تغیر کے ساتھ) اپنی تصنیف "فیلقوس وسکندر مقدونی" صفحہ ۱۹۸ میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ خود سکندر نے اپنے لئے ربانی اعزاز کا مطالبہ نہیں کیا تھا اور مختلف شہروں نے از خود اظہار خوشامد کے لئے یہ ارادہ کیا تھا کہ پہلے ہی موقع پر جبکہ اس فاتح کے پاس کوئی سفارت پہنچ سکے اس کا اس طرح خیر مقدم کیا جائے البتہ ہر شہر میں یہ کارروائی محبان فریق مقدونیہ کی سربراہی سے ہوئی تھی" وہ یہ بتاتا ہے کہ صرف ایک سند جس میں مختلف شہروں میں رائے و مباحثہ کے وقت سکندر کے خط کے موصول ہونے کا ذکر ہوا ہے وہ الیین کی سند ہے۔

اس کے بعد سکندر کے پاس جو سفارتیں گئیں انہیں ایرین (ہفتم ۲۳) اسی لباس میں دکھاتا ہے۔

مگر یہ نہیں کہتا کہ سکندر کے حکم کی متابعت میں ایسا ہوا۔ یہ صحیح ہے کہ الیین بالکلیہ ہمیشہ قابل اعتماد نہیں ہے۔ مگر یہ یقیناً قرین انصاف نہیں ہے کہ اس کے قصہ کو اس بنا پر ناقص ٹھہرایا جائے کہ اسپارٹا کا جواب اس درجہ مختصر تھا کہ اسے صحیح باور نہیں کر سکتے۔ بالتخصیص ۳۲۴ء میں اسپارٹا کی طرف سے نہ یہ واقعہ بجائے خود نتیجہ خیز ہے کہ اس کی زندگی میں اس کا چہرہ کسی سکہ پر منقوش نہیں ہوا (جو الوہیت کی ایک علامت تھی) خصوصاً اس وجہ سے کہ ربانی اعزاز کے دعوے کی تاریخ کے تھوڑے ہی زمانہ بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

مسٹر ہوگرتھ نے یہ ظاہر کرنے کی بھی کوشش کی ہے کہ ۳۲۷ء میں بکیٹریا میں سکندر کی پرستش اس کے اس سیاسی عزم پر مبنی تھی کہ بادشاہ کے حضور میں دونوں قوموں (یعنی ایرانیوں اور مقدونیوں) کی رسوم کو ایک کر دیا جائے اور اس میں

کسی قسم کی الوہیت کا دعویٰ مضمر نہیں تھا لیکن اگر ایرین کے بیان میں کچھ صداقت
ہے تو جو لوگ وہاں موجود تھے انھوں نے یقیناً اسے دوسرے معنی پر
محمول کیا (اور مسٹر ہوگرتھ نے اس موقع پر ایرین کی سند کو ساقط الاعتبار کرنے کی جو
کوشش کی ہے وہ زیادہ موثر نہیں ہے)۔

زیادہ سے زیادہ یہ کہ اسے ایک بحث طلب مسئلہ سمجھا جائے کہ سکندر
نے خود الوہیت کا دعویٰ کیا یا نہیں۔ جہاں تک ایتھنز کی حیثیت کا تعلق ہے اسمیں
بہت ہی کم فرق ہے کہ اس مطالبہ کی ابتدا سکندر نے کی یا ڈیمیڈس نے البتہ
اس سے سکندر کے عادات و خصائل کے متعلق ہماری قدر و منزلت میں فرق
آتا ہے اور مسٹر ہوگرتھ اسی کی حمایت کرنا چاہتے ہیں میئیر کی کتاب اڈورو میر کی
تصنیف کا صفحہ ۲۸۵ و ما بعد اور خاص کر صفحات ۳۰ ۲ و ۳۳۲ بھی ملاحظہ ہوں

(۲) پلوٹارک ڈیموس تھینیز باب ۹ اور ۱۰ ہم میں ہم یہ قصہ پاتے ہیں کہ ایک
سوفسطائی لیمیکس نامی کے جواب میں (جس نے فیلقوس و سکندر کی مدح سرائی اور اہل تھیبز
اور اہل کیاسس کی ملامت میں زبان آوری دکھائی تھی) ڈیموس تھینیز نے ایمپیاس
میں ایک شاندار خطبہ دیا اور یونان کے متعلق ان اقوام کی خدمات کی ثنا و صفت
کی اور مقدونیوں کی خوشامد کرنے والوں پر حملہ کیا اس کی کوئی تاریخ نہیں دی
ہے۔ اور رشا فر اس واقعہ کو اسی موقع سے منسوب کرتا ہے مگر یہ بھی اتنا ہی مظنہ
غالب ہے کہ یہ واقعہ ۳۳۲ ق م میں پیش آیا ہو۔ اگرچہ اس سال میں المپیا میں
ڈیموس تھینیز کے موجود ہونے کی کوئی آزاد شہادت ہمارے پاس نہیں ہے
خیال ہے کہ مخالف مقدونیہ فریق میں انشقاق اور زیادہ زمانہ سے قائم تھا۔ وہ یہ بتاتا
ہے کہ ہائپر یڈس ڈیموس تھینیز کی ملامت کے لئے مواد حاصل کرنے میں تھیبز کی بربادی
کی تاریخ تک پیچھے جاتا ہے اور نیز یہ کہ ہائپر یڈس اور ڈنارکس دونوں تھیبز کے متعلق
اور سکندر و المپیاس سے ڈیموس تھینیز کے ادعائے معروضات کے متعلق فی الحقیقت
ایک ہی سی عبارت استعمال کرتے ہیں اور اس سے وہ (ایٹ) یہ دلیل قائم کرتا
ہے کہ اس وقت میں ہائپر یڈس کا ڈیموس تھینیز کے ساتھ اتفاق نہ ہوگا مگر اس سے
لزوماً جو مفہوم پیدا ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ ڈیموس تھینیز کے خلاف جو بہترین صورت ممکن تھی

اس نے اسے اختیار کیا اور جس مواد سے اس کا مقصد پورا ہو سکتا تھا اس سے کام لیا۔
لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ سنہ ۳۳۲ ق م میں پیلوپونیس کی بغاوت میں ڈیموس تھینیز کی مستعدی سے تائید نہ کرنے یا سکندر کی الوہیت کے بارے میں اس کے رضامند ہو جانے سے ہائپریڈیس اس سے علیحدہ ہو گیا ہو۔

یہ بھی ممکن ہے سنہ ۳۲۶ ق م میں اگرکس کے بجائے منی سکس کا تقرر اس فریق میں اختلافات کا باعث ہوا ہو مگر اس شہادت سے یقین کا فائدہ نہیں حاصل ہوتا (ملاحظہ ہو صفحہ ۸ ۴۴)

(۴) ڈیموس تھینیز کی طرف جو خطوط منسوب ہیں ان میں سے دوسرے اور تیسرے خطوں کے اصلی ہونے کے بابت شافر، وسٹر میں اور دوسروں نے رد و قدح کی ہے قطعی ثبوت ناممکن ہے اگرچہ بلاس نے ان خطوں کے اصلی ہونے کی نسبت بہت قوی درجہ پیدا کی ہے اور میں نے ان خطوں کو تاریخی دستاویزات کے طور سے استعمال کرنے میں اپنے کو آزاد سمجھا ہے۔ اگر یہ خطوط ڈیموس تھینیز کے نہیں ہیں تو غالباً وہ اس کے بعد کے بہت ہی قریب زمانہ میں لکھے گئے ہیں اور ان خطوط پر اول درجہ کی اہمیت رکھنے والے کسی امر کا انحصار نہیں ہے۔ پہلے خط کا اصلی ہونا اور بھی بدرجہا زیادہ مشکوک ہے (اس میں سکندر کے انتقال کے بعد اندرونی اتحاد کے نسبت زجر اور التماس کیا گیا ہے۔ خطوط چہارم و پنجم غالباً جعلی ہیں)

باب چہار دہم

خاتمۃ الکلام

اس سوال پر کہ ڈیموس تھینیز نے جو روش اختیار کی اس میں کس حد تک راستی اور حقیقت تھی گذشتہ ابواب میں اس جدوجہد کے ضمن میں (جس میں اسنے اس حد تک شرکت کی) ہر ایک خاص اور نازک موقع کے متعلق بحث ہوچکی ہے۔ تاج سے متعلقہ تقریر میں اس نے جسطرح اپنے حق پر ہونے کو ثابت کیا ہے وہ اس سے زیادہ اعتماد پیدا کرنے والا ہے جتنا اس زمانہ کی کسی بحث سے ممکن ہے اور اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت بھی بہت کم ہے۔

ازمنۂ گذشتہ کے بڑے لوگوں کی صف میں جگہ پانے کے لئے ڈیموس تھینیز کا حق سب سے زیادہ اس کے اس استقامت اور صدق پر مبنی ہے جو اس نے یونانیوں کے تمام معاملات میں شریف ترین معاملہ یعنے یونانی آزادی کی حمایت میں دکھائی' اور جن لوگوں نے یہ نہیں سمجھا ہے کہ یونانیوں اور سب سے بڑھکر اہل ایتھنز کے عادات وخصائل میں جو اُمور سب سے بالاتر تھے وہ سیاسی آزادی ہی سے پیدا ہوے تھے اور اسی آزادی پر ان امور کا انحصار تھا، صرف وہی لوگ ڈیموس تھینیز کے اس انتخاب پر سختی کے ساتھ ملامت کریں گے۔ کسی یونانی کے لئے اگر کوئی معاملہ ایسا تھا جس کے لئے وہ تادم مرگ لڑتا رہتا تو اس خصوصیت میں وہ معاملہ سب سے بڑھا ہوا تھا جس کے لئے ڈیموس تھینیز لڑا اور اپنی جان دی۔

پولی بیوس[عله] جس کی تحریر دو صدی بعد کی ہے اس لئے ضرور یہ کہا ہے کہ یونانی شہروں میں جن لوگوں کو باغیوں کی نئی پود کہا جاتا تھا اور جن پر ڈیموس تھینیز نے اس سختی سے لعنت بھیجی ہے وہ اس نام کے سزاوار نہ تھے اور یہ کہ فیلقوس اور سکندر کی اطاعت ظاہر کرنے میں وہ اپنے مختلف ممالک کے بہترین مفاد کی پیروی کر رہے تھے، اور ایک ہی بادشاہ کی اطاعت قبول کرنے سے یہ لوگ آپس کی جنگ و جدل سے وہ آزادی حاصل کرنا چاہتے تھے جو اُس وقت تک نہیں حاصل ہو سکتی تھی جبتک کہ وہ علیحدہ علیحدہ خود مختار تھے۔ تاہم یونانیوں کے سیاسی مسائل کو اس طرح حل کرنا جیسا کہ پولی بیوس کی تحریر سے ظاہر ہے۔ قابل افتخار نہیں کہا جا سکتا۔ ان یونانی سلطنتوں نے کبھی وہ شہر پیدا نہیں کئے جن کا مقابلہ اہل ایتھنز کے ان کمالات سے ہو سکے جن پر تمام بنی نوع انسان تحسین و آفرین کر رہے ہیں اور جنھیں اہل ایتھنز نے اس وقت حاصل کیا تھا جب وہ آزادی کے جوش سے پورے بھرے ہوئے تھے۔

علاوہ ازیں یہ صاف ظاہر ہے کہ پولی بیوس نے جو تھی صدی کے مدبروں کی حکمت عملی کو جس معیار پر جانچا ہے وہ محض کامیابی کا معیار رہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ ڈیموس تھینیز کی حکمت عملی کا انجام کیرونیا کی تباہی پر ہوا۔ اس کے برخلاف اہل ارکیڈیا اور اہل میسینا اس کے برکات سے متمتع ہوتے رہے۔ اگر مدبری کا صحیح و تنہا معیار صرف کامیابی ہے تو پولی بیوس بے شبہ حق پر تھا، لیکن اگر سیاسی آزادی اسقدر گران بہا ثابت ہو چکی ہے کہ اس کے بغیر ساری زندگی ایک ادنی سطح پر گزرتی معلوم ہوتی ہے تو اس صورت میں کامیابی کا معیار ایک ایسا معیار ہے جو ان لوگوں کے افعال کے فیصلہ کرنے کا سزاوار نہیں ہے جو اس قسم کے شوق (جذبہ) کے زیر اثر تھے۔ ڈیموس تھینیز کو یہ یقین تھا کہ اگر تمام یونانی قوموں کا نہیں تو اہل ایتھنز کا اعتقاد یہی تھا، اور ایتھنز کی آزادی کے لئے آخر تک سعی کرنے اور اہل ایتھنز کو تمام یونانیوں کی آزادی کی جد و جہد میں لگا دینے سے وہ ان کے شریف ترین احساسات وادراکات کو پورا کر رہا تھا۔

لیکن اگر کامیابی ہی کو واقعی قابلیت کا صحیح معیار قرار دیا جائے تو اس صورت میں

[عله] پولی بیوس ہفدہم ۱۴۔

یہ فراموش نہ کرنا چاہیے کہ ڈیموس تھینیز کی حکمت عملی بھی تقریباً بالکل ہی کامیاب ہوگئی تھی۔ سینز نطیہ کے سامنے فیلقوس واقعی عاجز آگیا تھا اور کیرونیا کی شکست کسی ایسے سبب سے وقوع میں نہیں آئی جس کا تدارک ڈیموس تھینیز کے اختیار میں ہو اور نہ یہ شکست اس کی جمع کردہ فوجوں کی قلت یا پستی کی وجہ سے پیش آئی بلکہ یہ شکست واقع ہوئی صرف ناقص سپہ سالاروں کی وجہ سے۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ کیرونیا میں فیلقوس کو شکست ہوگئی ہوتی تو کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ کشمکش کا خاتمہ ہوگیا ہوتا یا نہیں۔ اس قسم کے مسائل پر غور و فکر کرنا محض تضییع اوقات ہے مگر کم از کم اتنا تو ہوتا کہ یونانی آزادی کے حامی اپنی کوشش کو بجا ثابت کرنے میں کامیابی سے قریب تر ہو جاتے خواہ اسے اسی تنگ نقطۂ نظر سے دیکھا جاتا جسے پولی بوس اور زمانۂ جدید کے بعض نقادوں نے اختیار کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی بے معنی نہیں ہے کہ حکیم ارسطو (جس کو ڈیموس تھینیز کے ساتھ کوئی خاص گرویدگی نہ تھی) جب مغالطہ کی کسی عام صورت کی مثال پیش کرنا چاہتا ہے تو اس بیان میں اس کو ایک نمایاں مثال ملجاتی ہے کہ ملک پر جسقدر مصائب نازل ہوئے سب ڈیموس تھینیز کی حکمت عملی کی وجہ سے نازل ہوئے۔

ڈیموس تھینیز کی ناکامی کے خاص اسباب مدت سے ہم پر واضح ہوگئے ہیں یعنے اہل اتھینز کی عدم استقامت، اس وقت کے مدبروں کی قابلیت کے ہم پلہ سپہ سالاروں کی کمی اور یونانی سلطنتوں کا عدم اتحاد۔ ان میں سے دوسرے سبب کے متعلق ڈیموس تھینیز پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا اور یہ بھی یقینی نہیں ہے کہ اتھینز کے سپہ سالاروں کی ناقابلیت کو وہ ان کی آزمائش سے پہلے معلوم کر سکتا تھا۔ سلطنتوں کے عدم اتحاد کو رفع کرنے میں اس نے بہت ہی شدید سعی کی اور اس میں نہایت ہی نمایاں حد تک اسے کامیابی ہوئی۔ اتھینز اور تھیبز کا معاہدہ ایک ایسا امر تھا کہ چند برس پہلے کوئی سنجیدہ شخص بیٹھ کر اس کا خواب نہیں دیکھ سکتا تھا۔

کیا ڈیموس تھینیز کو یہ سمجھ لینا چاہیئے تھا کہ اس کے اہل ملک اب اس برداشت اور تحمل کے قابل نہیں رہے ہیں جو وہ ان پر عاید کرنا چاہتا تھا؟ کیا اس کو یہ الزام دیا جا سکتا ہے کہ اس نے اپنے اہل وطن کے عادات و خصائل کو بہت ہی فیاضانہ نظر سے دیکھا؟ یقینی ہے کہ وہ ان کے نقائص سے بیخبر نہ تھا۔ ڈیموس تھینیز سے زیادہ صاف گوئی کیسا تھ کسی نے بھی ظاہر نہیں کیا تھا کہ اتھینز کی شہریت کا جو اعلیٰ معیار ہمیشہ سے چلا آتا تھا اس سے اتھینز والے کتنے گر گئے ہیں۔ ڈیموس تھینیز سے زیادہ کسی نے بھی اسبات کا بخوبی اندازہ نہیں کیا تھا کہ اتھینز کے لوگ

اپنی مسرت و آسائش کو قربان کرتے اور قومی عزت کے خیال سے وسیع شخصی خطرات میں پڑنے کیلئے
بالکل آمادہ نہیں ہیں۔ ان کے حب وطن کی کمزور و ہنگامی نوعیت اور ان کے یکے بعد دیگرے
ہمت و خوف کے طوفان سے زیر و زبر ہو جانے کی حالت برابر اس کے پیش نظر تھی، لیکن اسپر بھی
کہ اہل ایتھنز مسلسل مساعی اور طولانی ایثار کے ناقابل تھے یہ زیادہ شریفانہ فعل تھا کہ ان کے
اس ابتذال و بکسری کے مطیع اور جمہوریت سے مایوس ہو جانے کے بجائے ان میں اس گمشدہ
جذبہ کے دوبارہ پیدا کرنے کی کوشش کیجاتی۔ اسے بھی فراموش نہ کرنا چاہئیے کہ اس سعی میں بھی
وہ کامیابی سے اسدرجہ قریب پہنچ گیا تھا کہ وسیع النظر ناقد کے فیصلہ میں اسکی حکمت عملی حق بجانب
ثابت ہوگی۔

ڈیموس تھینیز کا نصب العین اور اس کا یہ عزم کہ وہ اس نصب العین کو اپنی ذات تک محدود
نہ رکھے بلکہ اسے اپنی قوم کا نصب العین بنادے، ایسا واقعہ ہے جس کی حمایت کی ضرورت نہیں۔
اس نصب العین کے عمل میں لانے کے لئے اس نے اپنے اہل ملک کے مطلوبات اور تعصبات کا
جس پامردی سے مقابلہ کیا وہ بھی مستحق تحسین و آفرین ہے۔ کم از کم تین معاملوں میں اسکی رائے
تمام خواہشوں کے بالکل خلاف واقع ہوئی تھی۔ اس کا پہلا مطالبہ یہ تھا کہ تہواروں کے موقع
پر جو روپیہ صرف ہوتا ہے وہ اغراض جنگ میں دیدیا جائے، دوسری دوراندیشانہ خواہش یہ
تھی کہ تھیبز سے اتحاد کرلیا جائے۔ تیسری کوشش یہ تھی کہ فلپوس کے مقابلہ میں شاہ ایران سے
اتفاق پیدا کیا جائے۔ باوجود ہر طرح کے اعتراضات و اتہامات کے وہ ان مقاصد کی تکمیل میں کم و
بیش مصروف رہا۔ اس میں شک نہیں کہ اسکی یہ کارروائی جیسی عاقلانہ تھی ویسی ہی دلیرانہ بھی تھی
یہ سوال کہ آزادی اور دوسروں پر غلبہ ایسے سیاسی مقاصد میں جنکی وقعت تمام دنیا
کی نظر میں ہے اور جن کی واہمیت کے ثبوت میں کسی دلیل کی ضرورت نہیں ایسا بڑا سوال ہے
جس پر یہاں بحث نہیں ہوسکتی بہت سے لوگوں کا یقین ہے (اور غالباً افلاطون و ارسطو کا بھی یہی
یقین تھا) کہ یہ دونوں سیاسی مقصد جو اوپر بیان ہوئے ایک اچھی زندگی کے مقابلہ میں جو
ایک شخص کو پرامن حلقۂ معاشرت میں حاصل ہوتی ہے، ادنیٰ درجہ رکھتے ہیں لامحالہ اس یقین
کے لوگ جنگ و جدال کی روش اور شہنشاہی حکومت کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ایسے
لوگوں کی رائے کی تائید میں بھی کچھ نہ کچھ کہا جاسکتا ہے مگر یہ نہ بھولنا چاہئیے کہ ڈیموس تھینیز کے
زمانہ میں یہ رائے عملی سیاسیات کے دائرے میں داخل نہیں تھی بلکہ صرف فلسفیوں کے حلقہ تک

محدود تھی۔ اس امر کی کوئی شہادت نہیں ملتی کہ امن و اماں سے اچھی طرح زندگی بسر کرنے کی غرض سے یا فنون لطیفہ اور ادب و فلسفہ کے نفاست آمیز توغل کے باعث اہل ایتھنز کی تعداد کثیر جنگ کے لئے رضامند نہ ہوتی تھی یا یہ کہ کاروبار، سیر تماشے اور آرام طلبی سے بڑھکر کوئی چیز ان کے تذبذب کا باعث ہوتی تھی۔ یہ دعویٰ بھی بے معنی نہیں کہا جا سکتا کہ محض ایک شہنشاہی قوم کے رکن ہونے کے باعث اس قوم کے ہر فرد کی زندگی از خود بہت بلند پایہ ہو جاتی ہے کم از کم یہ گمان ضرور رہتا ہے کہ اہل ایتھنز میں معدودے چند کے سوا سب کے سب اسی خیال کے تھے۔ اگر یہ گمان صحیح ہے تو پھر یہ ایک طرح کی غلطی ہے کہ ڈیموس تھینیز کے افعال کی جانچ ایک ایسے معیار سے کیجائے جو اس زمانہ کے حالات سیاسی سے کوئی نسبت نہ رکھتا ہو۔

ایک پبلک شخص ہونے کی حیثیت سے ڈیموس تھینیز کے اخلاق پر جن عیوب کا دھبہ لگا ہوا ہے وہ عیوب صرف نمایاں ہی نہیں بلکہ ایسی نوعیت کے ہیں جو ڈیموس تھینیز سے موجودہ زمانہ کی ہمدردی کو بہت کچھ زائل کر دیتے ہیں۔ ان عیوب میں بدترین عیب شاید اس کا سچائی کی جانب سے لاپروا ہونا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ عیب اس خلوص کے منافی نہ ہو جو اس نے اپنے اصلی مقصد زندگی پر ثابت قدم رہنے میں ظاہر کیا ہے مگر اس کا اثر یہ ضرور ہوا کہ وہ اپنے مخالفین سے نہایت نا منصفانہ سلوک اور واقعات تاریخی کو غلط پیرایہ میں بیان کرنے لگا اور ایسے معاملات سے اپنی بریت ظاہر کرنے لگا جو اپنے وقت میں بالکل بجا و درست تھے مگر بعد کو اہل ایتھنز میں نامقبول ہو گئے تھے۔ یقیناً ایک حد تک اس کا الزام خود قوم پر بھی عائد ہوتا ہے اور جب یہ خیال کریں کہ اگر وہ تمام حقیقت نفس الامری کو بلا کم و کاست ظاہر کر دیتا یا انہیں تسلیم کر لیتا تو حال و مستقبل دونوں کی نسبت اس کی حکمت عملی خطرے میں پڑ جاتی تو واقعات کے متعلق اس مغالطہ آمیز کوشش میں وہ ایک حد تک معذور سمجھا سکتا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ جمہوریت کے ایک رہنما کے لئے انتہائی راست بیانی ناممکن ہے مگر یہ تسلیم کرنا دشوار ہے

ملے اس میں شک نہیں کہ برطانوی شہنشاہی کے بہترین اجزا ایتھنز کی شہنشاہی میں موجود تھے یعنے محکوم اقوام پر ان ہی کے مفاد کے مطابق حکومت کی جائے اور تاریکی میں پڑی ہوئی قوموں تک علم و تہذیب کی روشنی پہنچائی جائے مگر اس سے مذکورۂ بالا دعویٰ باطل نہیں ہوتا۔

کہ ڈیموس تھینیز جس قسم کی غلط بیانیوں کا مرتکب ہوتا تھا وہ بعض اوقات ان حدود سے تجاوز کرجاتی تھیں جنھیں مصلحت جائز ٹھہراسکتی ہے جو شخص اہل فوکس کو مصائب سے نجات دلانے میں بالکل خاموش رہے اور پھر خود ہی ان کی تکالیف پر نوحہ خوانی کرے اور ان آلام و آفات کا ذمہ دار ایک ایسے آدمی کو ٹھہرائے کہ اگر ان مصیبتوں کے گھٹانے میں کسی نے کچھ کیا تھا تو اسی نے کیا تھا بیشک ایسا شخص بدترین ملامت کا سزاوار ہوسکتا ہے۔ علیٰ ہذا اپنے مخالفین کی گزشتہ زندگی اور ان کے اخلاق کے متعلق اس کے شرمناک مطاعن غایت درجہ بیہودہ کہے جاسکتے ہیں۔ فیلقوس کی پیش کردہ معقول ترین تجاویز پر بھی غور کرنے سے قطعی انکار کردینا اور اتھنز دشاہ مقدونیہ کے تعلقات میں کشیدگی پیدا کرنے کی تدبیریں کرنا، ضد کے سوا اور کچھ نہ تھا، یہ ضد بعض وقت غیظ و غضب کی حد تک پہنچ جاتی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ اس کا قطعی یقین یہ تھا کہ اگر اتھنز کے حق میں فیلقوس کے ساتھ مفید سے مفید عہدنامہ بھی کیا گیا تو اس کا نتیجہ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ یونان میں اتھنز کا رتبہ دوسرے درجہ پر قائم ہوجائیگا۔ نیز یہ کہ عہدنامہ کی شرائط کچھ ہی کیوں نہ ہوں فیلقوس اسی وقت تک ان کی پابندی کریگا جبتک ان شرائط کو توڑنے کی اُسے خواہش نہ ہو۔ باایں ہمہ ڈیموس تھینیز جس طرح لوگوں کے متعلق اپنی نفرت کا اظہار کیا کرتا ہے اس کی وجہ سے باوجود اس کے خلوص اور حب الوطنی کے بسا اوقات اس کی طرف سے طبیعت منغض ہوجاتی ہے۔ اسکے جذبۂ تنفر نے اسے دوسروں پر ایسے غلط الزامات لگانے اور بے رحمی کا سلوک کرنے پر آمادہ کردیا تھا جس کو کسی طرح سے درست نہیں سمجھا جاسکتا۔

مالی معاملات میں ڈیموس تھینیز حساب صاف رکھنے کے معیار کو اس حد تک مدنظر نہیں رکھتا تھا جس کی فی زمانہ ہر مدبّر سے لازمی طور پر توقع کی جاسکتی ہے۔ مگر انتقاد کی ایک ذرہ برابر شہادت بھی ایسی باقی نہیں رہتی جس سے یہ ثابت ہوسکے کہ جن معاملات کے متعلق اسے متہم کیا جاتا تھا ان میں سے کسی معاملہ سے بھی اس نے کسی قسم کی ذاتی منفعت حاصل کی ہو ان معاملات میں بدترین معاملہ ہارپالس کے خزانے پر متصرف ہوجانے کا تھا لیکن یہ اور نیز ایران سے روپیہ لینے کا معاملہ غالباً اس حد سے بڑھی ہوئی ملکی خیرخواہی کا نتیجہ تھا جس کے باعث وہ اس امر کی پروا نہیں کرتا تھا کہ کام کس ذریعہ سے ہوتا ہے (اس خصوصیت میں) اس زمانہ کے معیار کے موافق وہ مستوجب ملامت نہیں قرار دیا جاسکتا

یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ڈیموس تھینیز کو خزانہ ہارپاس کے ایک حصہ کے صرف کر دینے کا مجرم قرار دینے کے چند ہی ماہ کے اندر اندر خود قوم نے اس خزانہ کا باقی حصہ جنگ لامیہ کے اخراجات ادا کرنے کے لئے لے لیا۔ اس زمانہ میں کوئی یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ ڈیموس تھینیز کی حکمت عملی پر منفعت ذاتی کے خیال یا قبول تحائف کی امتنان کا ذرا بھی اثر پڑا ہو لیکن جن فصحا نے اس کی مخالفت کی تھی انھیں میں بعض ایسے بھی تھے کہ خود انھیں بے لوث سمجھنا خالی از اشتباہ نہیں ہوسکتا۔ بحیثیت ایک مدبر کے جب ڈیموس تھینیز کے عیوب کا شمار کیا جائے تو ان میں اس عیب کا بھی اضافہ کر لینا چاہئے کہ وہ بظاہر میل جول رکھنے اور دوستانہ سلوک کا آدمی نہیں تھا اور دشمنی میں سخت اور اٹل تھا۔ متقدمین کی اور خود اس کی تحریروں سے مطلق یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کسی شخص سے بے تکلفانہ دوستی یا اسے اپنے اہل خاندان سے خاص محبت رہی ہو۔ وہ سیاسی اغراض میں اس درجہ محو ہو گیا تھا کہ یہ معلوم بھی نہیں ہوتا تھا کہ اس کی کوئی خانگی زندگی بھی تھی۔ اس کے علاوہ اس میں خندہ روئی اور شریفانہ خصائل کی بھی کمی تھی جس سے ایک طرح کی ناخوش گوار تنگ خیالی ظاہر ہوتی ہے۔

مگر ان لغزشوں کے مقابلہ میں (خواہ وہ امور ملکی سے تعلق رکھتی ہوں یا اس کی ذات خاص سے) اس کی ان خوبیوں کو نظر انداز نہ کرنا چاہئے کہ وہ ایک مقصد عظیم کی پرستش میں ہمہ تن منہمک تھا۔ اس میں کام کرنے کی اس قدر قوت تھی کہ اس کی مثال بڑے بڑے مدبروں کے حالات میں کہیں نہیں ملتی۔ وہ ہر کام کو اس اہتمام سے انجام دیتا تھا کہ تمام جزوی امور تک کا بندوبست کر دیتا تھا اور کسی امر کو بخت و اتفاق پر نہیں چھوڑتا تھا۔ ایک اعلیٰ مقصد میں مستغرق ہونے کے باعث اس میں قادر الکلامی کے ساتھ غایت درجہ کی فصاحت بھی پیدا ہو گئی تھی، اور اس کی بلند ہمتی نہ کسی جسمانی کمزوری کو خاطر میں لاتی تھی اور نہ کسی ناکامی وخطرے سے پست ہوتی تھی۔ ان امور میں اس کے اخلاق کی عظمت اس کے ناپسندیدہ اطوار کی کافی سے زیادہ تلافی کر دیتی ہے[1]

---

[1] ڈیموس تھینیز کے تقریرات عامہ کا، جو ترجمہ میں نے کیا ہے اس کے دیباچہ میں میں نے ڈیموس تھینیز کے ایک فصیح البیان مقرر ہونے کے متعلق مختصراً انتقاد کیا ہے اب یہاں اسکے اعادے کی ضرورت نہیں۔

ڈیموس تھینیز کی وفات کے بہت دنوں بعد جب ایتھنز میں دوبارہ آزادی کی روح عارضی طور پر پیدا ہوئی تو ۲۸۰ء ق م میں ڈیموس تھینیز کے بھتیجے ڈیموکارس نے یہ حکم صادر کرایا کہ ڈیموس تھینیز کا ایک کانسی مجسمہ بازار میں نصب کیا جائے اور اس کے گھرانے کا عمر میں سب سے بڑا فرزند ہمیشہ تقریبات پر پرٹانیوم میں سلطنت کے خرچ سے شریک ہوا کرے (اس حکم کے بموجب) جو مجسمہ نصب کیا گیا وہ پولی ایکٹوس کا بنایا ہوا تھا اس کی دو نقلیں سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہم تک پہنچی ہیں اور انھیں نقلوں نے ہمیں اس مجسمے کے انداز سے مانوس کر دیا ہے۔ ان میں ایک نقل بمقام نول لارڈ سک ڈائل کے ذخیرۂ عجائبات میں ہے اور دوسری بمقام روما پوپ کے محل میں۔ ان دونوں نقلوں میں مجسمے کے ہاتھ میں ایک لپٹا ہوا کاغذ ہے۔ یہ ہاتھ اصلی مجسمے کے ہاتھ نہیں ہیں بلکہ نئے بنا کر لگائے گئے تھے۔ اصلی مجسمے میں دونوں ہاتھ اس طرح تھے کہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پھنسی ہوئی تھیں۔ اس کے متعلق ایک قصہ مشہور ہے کہ ایک سپاہی نے اپنی تمام نقدی اس جوف میں رکھ دی جو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے بن گیا تھا قریب میں ایک صنوبر کا درخت تھا اس کے کچھ پتے اس پر گر پڑے اور وہ نقدی بہت دنوں تک اسی میں چھپی پڑی رہی۔ سپاہی نے جب واپس آکر اپنی نقدی کو بعینہٖ محفوظ پایا تو ڈیموس تھینیز کے مداحین کے متعلق اس زمانے کے تمام خوش فکر طبع آزمائیاں کرنے لگے۔ سن ۱۹۰۱ء میں بمقام روما پلیزو دیا رابرینی کے باغ میں سنگ مرمر کا بنا ہوا ہاتھوں کا ایک جوڑا ملا جس میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے چپیاں تھیں۔ یوں پولی ایکٹوس کے اصلی مجسمے کی صحیح نقل ثابت ہوئے اور پوپ کے محل کے مجسمے کے مطابق ایک خاکہ تیار کیا گیا جس میں ان ہاتھوں کے بجائے جو عام طور پر تصاویر میں دیکھے جاتے ہیں یہی ہاتھ لگائے گئے اس سے اصل مجسمے کی خوبی عیاں ہو گئی۔ ان ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہاتھوں سے جس خلوص وجذبۂ دلی کا اظہار ہوتا ہے، وہ ڈیموس تھینیز کے سے مدبر اور فصیح البیان کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔ ممکن ہے کہ مجسمے کے اصلی ہاتھوں کے ضائع ہو جانے پر یہ کاغذ لئے ہوئے ہاتھ کسی ایسے زمانہ میں بنائے گئے ہوں جب ڈیموس تھینیز کا خصوصیت خاص اس کی سیاسی وا خلاقی قوت کے بجائے اس کی اعلیٰ علمی قابلیت سمجھی جانے لگی تھی۔

غلط نامہ

ڈیموس تھینیز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۴	۵	(ڈیماستھس مقرر کی ماں)	ڈیموس تھینیز مقرر کی ماں
۵	۶	سیبر وتفریح کو	سیر وتفریح کے متعلق
۵	۷	بے مصرف خیال کرتا تھا	بے مصرف خیال رکھتا تھا
۵	۲۴	یہ عبطہ ہوا	یہ نجبطہ ہوا
۷	۲۳	ثابت کردینے سے	ثابت کر کے
۱۲	۶	خدمت کی ہے	مذمت کی ہے
۱۹	۲۴	لہ ملاحظہ ہوں آئندہ صفحات	لہ ملاحظہ ہوں آئندہ صفحات ۴۱، ۱۷، ۴۴، ۹، ۳۴، ۴۰، ۳۱۶
۲۰	۶	گفتگو صلح کے	گفتگوئے صلح کے
۲۶	۷	اس بحث سے	اس مبحث سے
״	۱۱	مجری سرداروں کی نسبت	بحری سرداروں کی نسبت
۲۷	۱۷	فاریو کے موافق عاید ہوئے تھے	فارمیو کے موافق عاید ہوئی تھیں
۲۹	۴	امانت کے متعلق	یوبانت کے متعلق
״	۱۵	الوبیلانڈس	یوبیا ئیدیز
۳۰	۲۲	فاریو کے خلاف	فارمیو کے خلاف
۳۹	۸	اسی قدر	اس قدر
۴۴	۳	اینٹالکیداس	ایٹالکیداس
״	۱۴	کیلسٹرامیلس	کیلسٹریٹیس
۴۶	۸	سقوڈرماس	سفوڈرماس
״	۱۶	اینٹالکیڈاس	اینٹالکیڈاس
۴۷	۱۵	ہوگئے	ہوگئی
۴۸	۱۹	اینٹالگیڈاس	اینٹالکیداس
۵۱	۲۵	۲؎ ملاحظہ ہو ماقبل صفحہ	۲؎ ملاحظہ ہو ماقبل صفحہ ۴۹
۵۲	۲۵	۱؎ ملاحظہ ہو ماقبل صفحہ	۱؎ ملاحظہ ہو ماقبل صفحہ ۵۳
۵۴	۲۴	باالکلس کے خلاف	یاالکلس کے خلاف
۵۵	۱۰	سرسابلٹس	کرسابلٹیز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۵۷	۱۷	ملٹو لٹیھیز	ملٹو کتیھیز	۱۲۱	۱۸	برماکی تھی	برپاکی تھی
″	۲۰	″	″	۱۲۳	۶	توازن قوت کا سلسلہ	توازن قوت کا مسئلہ مسلمہ
۵۸	۱۱	دو واقعات مابعد کی روشنی سے	دو واقعات مابعد سے یہ امر	۱۲۸	۸	ہالیکن سیراب کرتے نہیں	ہالیکمن سیراب کرتے ہیں
		امر روشن ہو جاتا ہے کہ)	روشن ہو جاتا ہے کہ) اغلب	۱۲۹	۱	البیرپاوالوں کے	البیرباوالوں سے
		اغلباً زیادہ زمانہ	یہ معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ زمانہ	۱۳۹	۸	یہ لکھا ہے	یہ کہتا ہے
″	۱۷	مفاہمت کرلی	باہم گفتگو کرلی	″	۱۵	درخواست کی،	درخواست کی تو
۷۴	۵	اولاً یہ کہ	اولاً تو یہ کہ	۱۴۰	۱	کیلیسڈری	کیلیکیڈری
۷۶	۱۱	ہٹنے جاتے تھے	ہٹے جاتے تھے	۱۴۵	۲۳	ملاحظہ ہو سابق صفحہ ۹۹	ملاحظہ ہو سابق صفحہ ۱۱۰
۷۷	۲۲	بری مثال	بڑی مثال	۱۵۰	۲۲	دفورسنگن صفحہ ۲۴۲) ملاحظہ ہو	دفورسنگس صفحہ ۲۴۲) بھی ملاحظہ ہو
۸۳	۲	Symmorics	Symmories	۱۶۳	۸	آمادکاری	آبادکاری
۹۴	۲۲	(صفحہ نمبر ۴۴)	(دیکھو صفحہ ۴۴)	۱۶۸	۲۴	ملاحظہ ہو صفحہ ۱۱۴	ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲۷
۹۵	۱۲	ریادہ تھی	زیادہ تھی	۱۶۹	۲۵	درخواست کرتا ہے کو	درخواست کرتا ہے کہ
۹۶	۱۵	صفحہ ۲، ۷۴ - ۵، ۷۴	صفحہ ۳، ۷۴ - ۵، ۷۴	۱۹۵	۹	تصویریں کھینچی ہیں	تصویریں کھینچی ہیں
″	۲۲	نہیں بنائی	نہیں دکھائی	۱۹۶	۱۳	خود لکھا تھا یا اسکے لئے	خود لکھا تھا جو اسکے لئے
″	۲۳	تصویر بنائی	تصویر دکھائی	۱۹۹	۱۱	قابلیت طباعی اسکے لئے کافی تھی	قابلیت طباعی کافی نہ تھی
″	۲۴	افرادلی	افرادکی	۲۰۰	۷	پانیٹی نیٹوس والی	یہ امر پانیٹی نیٹوس والی
۹۸	۸	ہرطرح کی مسدودی	ہرطرح کی اعانت کی	″	۲۴	لے ملاحظہ ہو صفحہ	لے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۷
″	۱۸	خلیفوں کا تعلق	حلیفوں کا تعلق	۲۰۳	۲۰	قریب پیش آیا۔ مگر ہمارے پاس	قریب پیش آیا (ملاحظہ ہو صفحہ ۲۳۸) مگر ہمارے پاس
″	۱۹	قائم رکھنے	قائم رکھے،				
۱۰۳	۷	چاہتے تھے	چاہتے ہیں	۲۱۰	۲۱	اس کے فیلقوس کے	اس نے فیلقوس کے
۱۱۳	۱۷	ایتھنز کے اغراض کو	اس لئے ایتھنز کے اغراض کو	۲۱۲	۱۷	فلاکرتیس	فلوکراتیس
۱۱۶	۱	جمہوری کے	جمہوری کو	۲۱۶	۱۰	اور ماسکلز نے	اور ٹاسکلز نے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲۱۷	۱۱	فلوکراتیس کے	فلوکراٹیس کا
۲۱۸	۱	ایفیپوس	دفیلقوس کے منہ پر تو برا چڑھا دیگا، ایفیپوس
۲۲۵	۹	ایک قانون	ایک قانون
۲۲۹	۱۴	لغین کرتا ہو۔	یقین کرتا ہو۔
۲۴۵	۲۵	آپ کے نسبت	آپ کو
۲۴۶	۱	بیپنے والے ہیں	پینے والے ہیں
〃	〃	کی ہو سکتی ہے	کی بھی ہو سکتی ہے
۲۶۴	۲۰	کوئی بحث	کوئی بحث
۲۷۰	۲۲	کتنی توت کا	کتنی قوت کا
۲۷۵	۲۰	گئے گئے	کیے گئے
۲۸۰	۲۳	جو تپھن	پائی تھوں
۲۸۱	۲۳	ہیبچی	ہیبچی
۲۹۶	۲۳	کرسابئیس	کرسابیٹس
۲۹۷	۵	انتھیں	انھیں
۳۰۱	۲۲	ٹارتی	تارتی
〃	۲۵	توتحیتی	بوہنیں
۳۱۴	۱	جو جہازات اسے دے گئے	جو جہازات عاریتاً اسے دیے گئے
۳۲۰	۷	کے	کی
〃	۱۲	اسن	اس
۲۷	۱۶	سنہ ۲۰-۳۴۳	سنہ ۳۰۲-۳۴۴

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۳۲۱	۴	شمارہ	شمار
〃	۱۰	اناکزیمیں	اناکزیمینیس نے
۳۲۲	۲۳	انٹاس	انٹاس
۳۲۶	۱۹	نقطوں	لفظوں
۳۳۰	۱۵	ورز	ورنہ
۳۳۲	۲۲	گرادویا	گرا دیا
۳۳۴	۷	دکریس	تو کریس
۳۳۷	۳	ہے	رہے
〃	۱۷	ٹکرا	ٹکڑا
۳۴۱	۲۵	پلوپونس	پلوپونیس
۳۴۶	۷	بجا	بجا
۳۶۱	۱	ایگی	رہگی
۳۶۷	۱	ڈایوڈوروس	ڈایوڈورس
۳۶۸	۴	سہکو	کہکر
۳۷۴	۹	لے	لئے
۳۷۷	۲۰	سے	اسے
۳۸۴	۳	سخا	تھی
۳۸۷	۷	سخا	ہے
۳۹۵	۴	رہ	رہا
۳۹۵	۱۰	کئے	نہیں
۳۹۹	۲۰	شرقی	مشرقی
۳۹۸	۱۲	قربانی نہ کیگئی	قربانی کی گئی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۹۹	۱۷	سوجود	موجود	۴۲۲	۱۳	کیاسس	کیلسس
۴۰۱	۹	ہوے	ہونے	۴۲۳	۵	لکرگس	لکرگس
۴۰۲	۱۰	سفارقوں	سفارتوں	〃	〃	منی سکس	منی سکمس
۴۰۶	۱	کنوبیوں	کنوسیوں	۴۲۸	۲۰	سمجہا سکتا ہے	سمجھا جاسکتا ہے
۴۰۹	۱۶	جونکہ	چونکہ	۴۲۹	۱۹	نی	فی
۴۱۱	۷	نقس کی بوکی	نعش کی بو	۴۳۱	۲۳	خصوصیت	امتیاز